تاریخ خاندان عثمانیہ

جلد اول

از ابتدا تا بعہد حکومت سلطان محمد چہارم

مؤلفہ
و مرتبہ مولوی محمد انشاء اللہ زمیندار انعام آباد
ضلع گوجرانوالہ
ایڈیٹر وکیل امرتسر

باہتمام منشی فاضل شیخ غلام محمد صاحب مطبع روز بازار
امرتسر میں طبع ہوئی

طبع اول .... قیمت فی جلد دو روپیہ عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونستعینہٗ

ونصلی ونسلم علی النبی الکریم

تاریخ خاندان عثمانیہ

از ابتدائے تا بعہد حکومت سلطان عبدالعزیز خان شہید

تمہید

شہزادی لوسگنان نے ہماری موجودہ امیر المومنین سلطان عبدالحمید خان غازی کے عہد حکومت کے سوانح سنہ ۱۸۸۸ء تک اگرچہ نہایت ہی جامع طور پر بضرورت موقع اختصار یا تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب مین درج کر دیئے ہین لہٰذا خاکسار مترجم نے متن کتاب بسلسلہ عہد حکومت مین جا بجا حواشی دیدینے اور کتاب کے آخر متعدد ضمیمہ ایزاد کر دینے سے اس مسعود و محمود عہد کے سنہ ۱۸۸۸ء سے بعد کے ضروری واقعات وحالات تا بہ سن روان اور حضرت امیر المومنین کی پرائیویٹ لائف کے متعلق چند کوائف درج کر دینے کی کوشش کی ہے تاہم جبتک اس سلطنت عظمیٰ کی ابتداء سے لیکر اب تک کی کم از کم وہ تاریخ معلوم نہ ہو جس سے اوسکے وہ تعلقات جو یورپ کی عیسائیون طاقتون سے رہے ہین۔ اور نیز جس سے عیسائیون کا وہ جدوجہد جو وہ اس اسلامی طاقت کے برباد کرنیکے لئے کرتے رہے ہین اچھی طرح معلوم نہ ہو تبتک صرف ایک ہی عہد حکومت کے واقعات وحالات کے پڑھنے سے یورپ کی عیسائی طاقتون کی پیچیدہ پالیسی کا سمجھنا۔ اُس فرمانروا کی مشکلات کا اندازہ لگانا اور ساتھ ہی اوسکی بے نظیر ہمت وکوشش اور لیاقتِ خداداد کی داد دینا اور احسانات کا احاطہ کرنا جو اُس نے اپنی قوم وملک پر کیئے ہین قریب ناممکن کے ہے۔ اسلئے مین اپنے اردو خوان ملکی بھائیون کے سامنے سلطنت عثمانیہ کی ایک ایسی تاریخ پیش کرنا مناسب سمجھتا ہون جو امور متذکرہ بالا پر حاوی ہو اور جس مین ایشیائی طریقہ کے مطابق محض روکھے پھیکے واقعات اور فتوحات وغیرہ کے قصہ افسانے ہی درج نہ ہون بلکہ مختلف سلاطین عثمانیہ کے عہود حکومت کے نتیجہ خیز واقعات پر منصفانہ بحث اور نکتہ چینی بھی ہو۔ اردو زبان مین سلطنت

عثمانیہ کی کوئی جامع تاریخ موجود نہین۔ اور اگر ہوتی بہی تو وہ اس غرض کے لئے ہمارے کارآمد نہین ہو سکتی تھی۔ کیونکہ فن تاریخ مین یہ نئی جدّت صرف زمانہ حال کی یورپین اختراع ہے۔ اور ایشیائی مؤرخین نے سوائے چند عربی مؤرخین کے ابتک اس سے بہت کم فایدہ اوٹھایا ہے۔ اس لئے اس جامع و مختصر تاریخ کو ناظرین کے سامنے پیش کرنے کے لئے بھی مجھے ایک یورپین مؤرخ (اڈمنڈ اولیور صاحب) کا ممنون احسان ہونا پڑا ہے۔ جس نے سر اڈورڈ کریسی صاحب کی طرح اکثر عیسائی مؤرخین کے برخلاف اس اسلامی سلطنت کے واقعات تحریر کرنے مین حتے المقدور تعصب اور ضد کو اپنے قریب نہین پھٹکنے دیا اور جہان تک ایک عیسائی سے توقع ہو سکتی ہے انصاف و دیانت سے کام لیا ہے۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد مین اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

باب اول

قوم عثمانیہ کا حسب و نسب۔ صحاری تاتار انکا مبدا و مخزن ہین۔ اونکا آرمینیا اور ایشیائے کوچک مین آباد ہونا۔ ترکون کا عربون سے راہ و رابطہ پیدا ہونا اور اسکے طفیل اسلام کی برکتون سے مستفید ہونا۔ ایشیائے کوچک مین ترکی تسلط کا قیام۔ ارطغرل کا کامیاب و بامراد عہد حکومت۔ عثمان غازی کی فتوحات۔ ترکی مقبوضات کا دار الخلافہ بروصہ مقرر کیا گیا۔ یونانی سلطنت کا زوال۔ چودہوین صدی مین اوسکی ردی حالت۔ تخت قسطنطنیہ کا ایک دعویدار اپنی امداد کے لئے ترکون کو یورپ مین بلاتا ہے ارخان اور اوسکے جانشینون کے زیر حکومت ترکون کی فتوحات۔ کسووا (واقع سرویا) مین عیسائیونکو ہزیمت فاش۔ مراد اول کی وفات۔ ینیچری یا ینی شہری فوج کا بنایا جانا۔ ترکی اوضاع و اطوار۔ سلطان بایزید یلدرم کے جنگی کارنامے۔ اوسکا تیمور سے شکست پانا۔ تاج عثمانیہ کا کچھ عرصہ تکیلئے بے سر رہنا۔ محمد اول کا عہد حکومت مراد ثانی اور اوسکی بے نظیر فتحیابیان۔ عیسائیون کے جید زمانہ سپہ سالار

جان ہنیاڈاس کے ساتھ معرکہ آرائیاں۔ شاہ ہنگریا (مجرستان) اور اُسکے رفقا کی بے ایمانی۔ بمقام وارنا ۱۴۴۴ء میں عیسائیونکا شکست فاش کہانا۔ سکندر بیگ نمکحرام کے عجیب وغریب کارنامے۔ مراد ثانی کی وفات۔ پندرہوین صدی کے وسط مین سلطنت عثمانیہ کی پولیٹکل حالت۔ جدید اصلاحات محمد ثانی کی زیر حکومت ترکون کی قابل تحسین مستعدی۔

ترکی مؤرخین مثلاً خیر الدین آفندی وغیرہ آل عثمان کی نسبت بیان کرنے مین ایک دوسرے سے بہت کچھ مختلف ہین۔ بعض لکھتے ہین کہ وہ عیص[۵۱] بن اسحاق کی نسل سے ہین۔ بعض کہتے ہین کہ وہ بنی قطورہ (عرب کا ایک قبیلہ) مین سے ہین۔ اور قحط کی وجہ سے حجاز سے نکل کر قرمان مین جابسے تھے۔ اور بعض محققین کی یہ رائے ہے کہ وہ ان دونون قومون کے اختلاط سے پیدا ہوئے ہین۔ مگر یہ تینون قیاس صحیح نہین۔ اگر ترکی قوم کی اصل کو دریافت کرنا ہو تو اوسے اونہی ممالک مین تلاش کرنا چاہئے جہان سے اونکے جانی دشمن روسیون نے نکل کر شمال مشرقی یورپ کو آباد کیا ہے۔ یہ دونون قومین ایک ہی جگہہ یعنی سیدیا (یا تاتار) کے صحرائے ذخار سے نکلی ہین۔ دونون کلاً یا جزاً بعید ترین واسطہ سے تاتاری الاصل ہین۔ اور دونون مین چند قومی خصائل مشترک[۵۲] ہین۔

تاتاریون کا ذکر آجانے پر یہ بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ وہ تاتاری جو روسیون اور ترکون کے

---

۵۱ ایک ایشیائی مورخ لکھتا ہے کہ عیص پسر اسحاق نبی تھے۔ اور سلاطین رومتہ الکبری اونکی اولاد سے تھے۔ اور نکے پانچ بیٹے تھے جن مین سے ایک مسمی روم تھا جسکی نسل سے رومی ہین۔ مگر یہ غلط ہے۔ بنو ابراہیم کا یونانی یا رومیون سے کبھی کوئی تعلق نہین ہوا۔ البتہ حضرت عیص یا عیصو نے جو حضرت یعقوب کے بڑے بھائی تھے اور اونکی اولاد نے یروشلیم کے قریب ادوم کی ریاست قائم کی تھی جو کسی زمانہ مین بڑی عظیم الشان طاقت ہو چکی ہے۔ محمد عباس صاحب مورخ مذکور نے شاید ادوم کو روم سمجھہ لیا ہے۔ اس مین کلام نہین کہ رومتہ الکبری کے فرضی بانی کا نام رومولس یا روم بتایا جاتا ہے۔ مگر اوسکی پیدائش ۷۵۶ئہ قبل مسیح مین فرض کیگئی ہے۔ اور حضرت عیص سترہوین صدی قبل مسیح مین ہوئے ہین۔ اور اونکو ادوم بھی پکارا جاتا ہے اور جہانتک محقق ہوا ہے روم اونکے کسی فرزند کا نام نہین تھا۔ مؤلف ۱۲

۵۲ کاش کہ وہ مذہب مین بھی مشترک ہوتین جس سے ایک یہی فائدہ نہ ہوتا کہ یہ دونون بزرگ قومین اوس جنگ سے جو کبھی

آبا و اجداد ہین اون مغل تاتاریون سے بالکل مختلف اور علیحدہ ہین جو جنوبی روس مین آبسے۔ اور جو چین کے ایک زمانہ مین حکمران رہچکے ہین اور جنکے شاہان مغلیہ ہندوستان ہمنام تہے۔ گو دوسری باتون مین یہ بہی اُن سے مختلف تہے مغل تاتار اُسی نسل مین سے ہین جس مین سے کہ چینی لوگ ہین۔ انکا رنگ زرد۔ داڑہی پتلی۔ رخسارے کی ہڈی اُبہری ہوئی۔ ناک چپٹی اور آنکہین چہوٹی چہوٹی ہین۔ اصل تاتاری بنی نوع انسان کی کاکیشن شاخ کی نسل ہین جو شاخ اکثر یورپین اور ایشیائی قومون کی مخزن ہے۔ تاتاری خاندان پہر خود کئی شاخون مین منقسم ہوگیا جنمین سے ایک بڑی شاخ ترکون کی ہے۔ ان لوگون کے کئی قبیلے کچہہ عرصہ تک ایشیا مین پہرنے پہرانے کے بعد ساتوین صدی عیسوی مین یورپ والون سے شناسا ہوئے جبکہ ہرقلیس[۱] شہنشاہ مشرق نے اونکو اپنی ملازمت مین داخل کیا۔ یہ اسوقت بحیرہ اسود اور جہیل کاسپین کے

صدیوں سے اون مین کم و بیش دفعون کے ساتھ ہوتا چلا آتا ہے بچی رہتین۔ بلکہ ممکن تہا کہ وہ اپنی سفقۃ کو نستون سے یورپ کے ظلمت کدہ کو اسلام کی نورانی شعاعون سے بہت کچہہ منور کردیتین۔ مگر مشیت ایزدی مین کسی کو مجال دم زدن نہین روس مین سب سے اول باقاعدہ حکومت ایک سویڈش بحری لوٹیرے مسمی رورک نے جو بت پرست تہا سنہ ۸۶۲ء مین قایم کی تہی۔ مگر اس نئی حکومت کا استحکام اصل مین اوسکے پرپوتہ ولیدیمر کے عہد مین ہوا جو اپنے باقی دو بہائیون کے ساتھ سنہ ۹۸۰ء مین تخت پر بیٹہکر سنہ ۹۸۸ء مین کل سلطنت کا واحد مالک ہوگیا۔ یہ اوایل مین پکا بت پرست تہا۔ لیکن اہل کتاب اور مسلمانون کی قربت اور ہم جلیسی نے رفتہ رفتہ اوسکے خیالات کو بدل دیا۔ اور وہ مسلمان ہونے کو بالکل تیار ہی تہا کہ ہمارے متقی و پرہیزگار اور عابد و زاہد عیسائی پادریون نے جاہل و عیش پرست ولیڈیمر کو دخت رز کے وصال و ہم آغوشی کی عام اجازت دیکر جس کا وہ عاشق زار تہا عیسائی بنالیا۔ اور اوسکے ساتھ ہی اوسکی قوم بہی بتدریج عیسائی ہوگئی۔ مسلمانون سے اوس نے بار بار استدعا کی کہ مجہے شراب کی اجازت دیجائے۔ یہ مجہہ سے نہین چہوٹ سکتی۔ مگر مسلمان علماء نے صاف صاف کہدیا کہ جب تک مے نوشی قطعاً ترک اور آیندہ کے استعمال سے توبہ نکرو تب تک تم مسلمان نہین ہوسکتے۔ الغرض ان نیک بخت مسلمانون کے اپنے پاک مذہب کے مقدس احکام پر ثابت قدم رہنے سے خدا کے فرزند ہونے کا دعوے کرنیوالے ایماندار مسیحی پادریون کو ایک جلیل القدر بادشاہ اور اوسکی کثیر التعداد قوم کو اپنا مرید بنالینے کا موقعہ ملگیا۔ مگر ہم مسلمانون کو اسپر ذرہ بہر افسوس نہین کرنا چاہیئے۔ اس مین بہی ضرور رب کریم کی کوئی حکمت بالغہ پنہان ہوگی۔ فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ۔

[۱] رومۃ الکبریٰ کی سلطنت آخری زمانہ مین دو حصون پر منقسم ہوگئی تہی ایک حصہ کا دار الخلافہ قسطنطنیہ قرار پایا اور وہ مشرقی سلطنت کے نام سے موسوم ہوا۔ دوسرے حصہ کا نام مغربی سلطنت ہوگیا اور اوسکا پایہ تخت رومۃ الکبریٰ ہی رہا۔ مؤلف ۱۲۔

و ہمسایہ ملک یعنی ارمینیا مین کوہ قاف کے قریب مقیم تہے۔ ہرقلیس کو خیال پیدا ہوا کہ یہ لوگ سپاہی ہونگا بہت عمدہ کام دے سکین گے۔ اور اوسکا یہ خیال غلط ثابت نہ ہوا۔ اوسکے ترکی سپاہیون نے ہر موقعہ پر ایسی جان نثاری دکہائی۔ اور ایسی شجاعت و مردانگی دی کہ نوین صدی مین خلفائے عباسیہ نے انکو اپنی فوجون مین بہی بہ تعداد کثیر بہرتی کرنا شروع کر دیا۔ اس وقت تک انکا مذہب کسی قدر زردشتی و آتش پرستی اور کسی قدر تاتاری گروہون کے مختلف اعتقادی روایتون اور رسم و رواج کا عجیب و غریب ملغوبہ ہی تھا۔ مگر عربون اور ایرانیون کے ساتھ ربط و ضبط پیدا ہونے سے اسلام کی خوبیان اونپر ظاہر ہونے لگ گئین۔ وہ مسلمان ہو گئے۔ اور اسلام قبول کرنیکے وقت سے لیکر اب تک مقدس مذہب اسلام کے سچے خدمتگزار اور اوسکے معاونون مین سے رہے ہین۔ اسلام قبول کرنیسے پہلے وہ جنگجو اور آوارہ گرد بدوون کی قوم تہی جو جا بجا اور آرمینیا کے بڑے بڑے میدانون مین ایک جگہہ سے دوسری جگہہ پہرتی رہتی تھی۔ مگر ساتھ ہی جبکے امیر مشرقی شاہی شان و شوکت سے اپنے عالیشان دربار کو ہمیشہ آراستہ و پیراستہ رکہتے تہے۔ بعدازان انہون نے بدویت چہوڑکر شہریت اختیار کر لی۔ اور دسوین صدی عیسوی کے وسط سے پہلے ہی مصر مین اپنا ایک آزاد حکمران خانوادہ قایم کر لینے اور عباسیہ خلفاء کے تقرر و تنزل پر پورا اقتدار پالینے سے اُن مین اس قدر اُمنگ پیدا ہو گئی کہ ایرانی اور یونانیون کے ساتھ جو خلافت عباسیہ پر آنکہ رکہے ہوئے تہے ایک تیسرے مدعی سلطنت ہو گئے۔

ترکمانون کا خاندانہ سلجوقیہ اس وقت مصر شام اور ایشیاء کوچک پر حکمران تہا ان ممالک مین سے ایشیا کوچک[1] پر سلطان سلیمان سلجوقی فرمانروا تہا جس نے گیارہوین صدی کے اخیر پر یورپ کو اپنی طاقت و جبروت کے کرشمے دکہلائے۔ اوسکے زمانہ مین قسطنطنیہ کے تخت کا دو عیسائی شہزادون نے دعوی کیا۔ ان مین سے ایک نے اپنے ہمسایہ سلطان سلیمان سے مدد طلب کی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ بہادر ترکون کو اس نواح مین اور مزید ملک ملگیا جس سے عیسائی اقوام یورپ کے دلون مین بہادر ترکمانون کی پیشقدمیان دیکہکر سخت اندیشہ پیدا ہو گیا۔ مگر مجسم قہر خدا یعنی چنگیز خان کے تاخت و تاراج نے جسکی عظیم الشان سلطنت حدود چین سے شروع ہو کر سرحد جرمنی اور پولنڈ پر ختم ہوتی تھی برائے چندے نہ صرف عیسائی مقبوضات کو ترکمانون کی پیش قدمی سے محفوظ کر دیا۔ بلکہ خود اونکی حکومت کو بہی بہت کچہہ

---

[1] ترک ایشیائی کوچک کو روم کہتے ہین۔ کیونکہ یہ ایک وقت رومن سلطنت کا ایک جزو تہا۔ مؤلف۔ ۱۲

کمزور بنا دیا۔ لیکن ایشیاے کوچک کے جوانمرد ترک جنکا صدر مقام اکونیم[۵] مین تہا چنگیز خان کے وفات پاتے ہی پہر بہت جلد سنبھل گئے اور اپنی قلمرو کی حدود کو فوراً سنبھال لیا۔

سنہ ۱۲۲۴ء مطابق سنہ ۶۲۱ ہجری مین سلاطین آل عثمان کا ابو الآباء اور اوغوز ترکون کا سردار سلیمان شاہ مغلون کے حملون سے بہ تنگ آکر خراسان سے آرمینیا مین چلا آیا۔ اور وہان سے چنگیز خان کی وفات کے بعد سنہ ۶۲۱ ہجری القدس کو اپنے مغربی ترک بہائیون کی مدد کے لیے جنکے فرمانروا سلطان علاؤ الدین سلجوقی شاہ قونیہ پر اسوقت خوارزم شاہیون نے چڑہائی کی ہوئی تھی ایک جرار فوج لیکر ایشیاے کوچک کو روانہ ہوا اور اپنے فرزند ارطغرل کو کچہہ فوج دیکر بطور ہراول آگے روانہ کیا۔ ارطغرل ابہی منزل مقصود تک نہین پہونچا تہا کہ راستہ مین ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہونچکر کیا دیکہتا ہے کہ وادی زیر کوہ مین دو فوجین بالمقابل صف آرا ہین۔ ایک اون مین سے کمزور ہے اور عنقریب دشمن اوسپر غالب آیا چاہتا ہے حقیقی شجاعت اور جوانمردی کا خاصہ ہے کہ وہ ہمیشہ کمزور کی طرفدار ہوتی ہے۔ ارطغرل علاؤ الدین کی مدد کے لیے چلا آرہا تہا۔ مگر اس معرکہ نے اوسے سب کچہہ بہلا دیا۔ وہ دونون فریقون مین سے کسی کو نہین جانتا تہا لیکن اوسنے سچی جوانمردی کے جوش مین بلا درنگ کمزور فریق کی حمایت مین جابر فریق پر حملہ کر دیا جو اس حملہ کی تاب نہ لاسکا اور میدان جنگ سے بہاگ گیا۔ کمزور فریق نے اپنے غائبانہ امداد کنندگان کا شکریہ ادا کیا اور ارطغرل کو اس وقت معلوم ہوگیا کہ خوش قسمتی سے اس نے اسی فریق کی مدد کی ہے جسکی اعانت کے لئے وہ آیا تھا۔ سلطان علاؤ الدین نے ارطغرل اور اوسکے والد بزرگوار کو جو نیز جلد آپہونچا تہا انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ سلیمان سپہ سالار افواج سلطانی مقرر کیا گیا۔ اور وہ چند برس اپنے آقاے نعمت کی خدمت کرنیکے بعد عرب پر لشکر کشی کرتے ہوے دریاے فرات مین غرق ہوگیا۔ اور اسی کے کنارہ دفن کر دیا گیا۔ اوسکے چار فرزند تہے سنقور تگین۔ کون طوغدی ارطغرل۔ اور دوندر۔ اول الذکر دونون بیٹے باپ کی وفات کے بعد خدمت سلطانی سے علیحدہ ہوگئے۔ اور ہر دو آخر الذکر سلطان علاؤ الدین کی خدمت مین رہے جس نے ارطغرل اور اوسکے قبیلہ کو متذکرہ بالا خدمت ہی کے صلہ مین انگورا کے قریب وسیع چراگاہین عطا کر دی تہین۔ اور اوسکو امیری کا خطاب اختیار کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ ارطغرل اسکے بعد سلطان کو مغلون اور ہمسایہ عیسائیون کے برخلاف ضرورت کے وقت

۵؎۔ اسکا موجودہ نام قونیہ ہے۔ اسکو بقعہ فلاطون بہی کہتے ہین۔ کیونکہ حکیم افلاطون یہین مدفون ہے۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی اور اکثر دیگر مشایخ صوفیہ کے مزار بہی اسی شہر مین ہین۔ مؤلف ۱۲

امداد دیتا اور مزید قطعات اراضی انعام مین پاتا رہا جو یونانی سلطنت کے سرحد پر ہوتے تھے- اور اس شرط پر ملتے تھے کہ ارطغرل تمام ممالک محروسہ کی قسطنطنیہ کے یونانی عیسائیون کے حملون سے حفاظت کرے- اس شرط کی کامل طور پر تعمیل کیگئی- اور ارطغرل اپنی بے نظیر بہادری اور بیمثال کامیابیون کے زمانہ کو جو کسی جرم و سفاکی سے آلودہ نہ ہوا ۱۲۸۸ء مین ختم کرکے جوار رحمت الٰہی مین جا بسا- اور سلطان علاؤالدین نے اوسکے فرزند عثمان کو جو ۶۵۶ھ ہجری مین متولد ہوا- امیر لشکر بناکر علم و طبل عنایت کیا- رفتہ رفتہ انفصال مقدمات و معاملات کا تمام بوجھ اوسی کی پیٹھ پر پڑ گیا- اور بادشاہ کی طرف سے بروز جمعہ جامع مسجد مین بھی وہی جانے لگا- اپنی شجاعت و جوانمردی سے اس قدر ممالک فتح کئے کہ ملقب بہ عثمان غازی ہوا- اور ۶۹۹ھ ہجری مین جب علاؤالدین مغلون کے ہاتھ سے شکست یاب اور مقتول ہوا تو شہری اور لشکری دونون فریقون نے جو اس سے خوشنود تھے اوسکو اپنا بادشاہ تسلیم کرکے تخت پر بٹھلا دیا- سلطان علاؤالدین کا بیٹا کوئی نہین تھا- ایک بیٹی تھی جو عثمان کے نکاح مین تھی-

سلطان عثمان نے جسکی نسبت سے ترکی سلاطین اب تک عثمانیہ اور ترک عثمانلی کہلاتے ہین سریر خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے اول قرا حصار کو فتح کرکے اوسے اپنا دارالخلافہ بنایا- اقبال اُسکا غلام اور فتح اوسکی کنیزک تھی جس طرف رخ کرتا بامراد واپس آتا قیصر روم سے صوبجات نیکومیدیا اور بیتھینیا (واقع ایشیاء کوچک) فتح کئے اور جب خود پیرانہ سالی سے کمزور ہوگیا تو اپنے پسر ثانی ارخان کو جو شجاعت و مردانگی مین لاثانی تھا فوج کی سپہ سالاری عطا کردی- اُس نے پہلے تاتاریون کو جو مقبوضات سلطانی پر حملہ آور ہوئے شکست فاش دیکر بھگا دیا اور پھر چند برسون کے محاصرہ کے بعد ۱۳۲۶ء مین بروصہ کو عیسائیون کے قبضہ سے چھینکر حکومت عثمانیہ کا دارالخلافہ بنایا- سلطان عثمان بیماری کی حالت مین نو مفتوح شہر مین لائے گئے اور تھوڑا عرصہ بعد ۱۰- ماہ رمضان ۱۳۲۶ء مین ۶۹ سال کی عمر اور ۲۷ برس کی سلطنت کے بعد فوت ہوگئے سلطان عثمان نے اپنے نود سالہ چچا دوندر کو اوسکی شرارتون سے تنگ آکر قتل کرا دیا تھا- اونکے ملکی انتظام کریم النفسی- رعایا پروری- اور عدل و انصاف کے جملہ عیسائی مؤرخین بھی ثناخوان ہین سخی ایسے تھے کہ مرنیکے بعد سوا نستہ خفتان- کمربند اور شمشیر کے کوئی زر و جواہر یا قیمتی چیز اونکے قبضہ سے برآمد نہ ہوئی- جو نیا سلطان سریر خلافت پر متمکن ہوتا ہے پہلے اس کریم النفس غازی و جوانمرد کی تلوار اوسکے زیب کمر کی جاتی ہے- خاندان عثمان کے اس بانی مبانی کو ایام جوانی ہی مین جبکہ وہ ابھی سلطان نہین ہوئے تھے اپنے خاندان کی

سلطنت کی استقامت و وسعت اور فتح قسطنطنیہ کی بشارت عجیب غریب طریقہ سے عالم خواب مین ملگئی تھی۔

سلطان عثمان کے بعد ارخان تخت نشین ہوا۔ یہ سب سے بڑا بیٹا نہین تھا۔ مگر جنگی قابلیتون کی وجہ سے باپ نے اسی کو جانشین مقرر کیا۔ بڑے بھائی علاوالدین نے کمال ایثار اور نفس کشی سے اس امر کو برا نہ منایا اور اپنے چھوٹے بھائی کی وزارت کو قبول کرکے نظم و نسق مملکت اور آئین و ترتیب فوج کے لئے ملکی اور جنگی قوانین اس حسن لیاقت سے مرتب کئے کہ ابتک انکو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ اگر ارخان کو اپنے بھائی کی علمی اور انتظامی لیاقت سے مدد نہ ملتی تو شاید اوسے فتوحات کے لئے اس قدر فرصت نہ ملتی۔ اوسکا عہد فتوحات کا ایک مسلسل زمانہ تھا۔ ایشیا کوچک مین اپنے جرار اور نامغلوب ہونیوالی بہادرون کو لئے ہوئے مغرب کیطرف وہ وردانیال اور سواحل یورپ کے قریب تک پہونچگیا۔ اپنی فوجی طاقت کو ایک عظیم الشان بیڑہ جہازات کی ازدیاد سے اور زیادہ مضبوط کیا۔ اور اُسکی قوت اس قدر بڑھگئی کہ شاہان قسطنطنیہ اوسکی دوستی کے خواہان اور اوسکی مخالفت سے ترسان رہتے تھے۔ اس موقعہ پر اس عیسوی سلطنت کی کچھہ مجمل کیفیت بیان کردینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ مسٹر اڈمنڈ اولیور لکھتے ہین کہ :۔

"عیسائیون کی یہہ مشرقی سلطنت اوس زمانہ مین کامل انحطاط کو پہونچ چکی تھی۔ دنیا کی تاریخ مین وہ کافی اور نمایان حصہ لے چکی تھی۔ اور اوسکے کارنامے گو وہ بے تعداد جرائم کبیرہ سے ملوث اور داغدار ہین۔ تاہم ابتدائی عیسوی زمانہ کے نہایت ہی دلچسپ کارنامون مین سے متصور ہوتے رہین گے۔ بائیزن ٹائیم (قسطنطنیہ کا پرانا نام) کے قیاصرہ جو رومتہ الکبریٰ کی وسیع سلطنت کے چند ایک نہایت ہی زرخیز اور بارآور حصون کے مالک ہوگئے تھے۔ اپنی سلطنت کو مغربی سلطنت کی نسبت جو وحشیون کی تاخت و تاراج کی آماجگاہ ہوکر برباد و پامال ہوگئی۔ زیادہ عرصہ تک قایم رکھنے مین کامیاب ہوئے۔ رومن سلطنت کا پرانا دارالخلافہ (یعنی روم واقع برلب دریاء ٹائیبر) جب گوتھہ اور ونڈل (وحشی اقوام جنہون نے رومن سلطنت کو برباد کیا) کا شکارگاہ بنا ہوا تھا۔ اس وقت بھی جانشینان قسطنطین۔ (بانی قسطنطنیہ) قدیم شائستگی کا کچھہ کم حصہ محفوظ نہین رکھے ہوئے تھے۔ وحشی روسی قسطنطنیہ پر وقتاً فوقتاً حملہ آور ہوکر جو نقصان اوسے پہونچا جاتے تھے وہ اُس بربادی کے مقابلہ مین کوئی حیثیت نہین رکھتی تھی جو ان خونخوار وحشیون سے جوکہ طوفان بلاخیز کی طرح اُمڈ آئے تھے اٹلی پر وارد ہوگئی تھی مشرقی

سلطنت کو شاہنشاہون کے زیر حکومت یونان کی قدیم جودت و ذکاوت مین نئی جان پڑ گئی تھی یونانی زبان ابہی تک مروج تہی اور یونانیون کی ذہانت طبع کو اپنے جوہر دکہانیکے لئیے ابہی تک میدان ملا ہوا تہا - اور گو مغرب مین علم و ہنر تقریباً ناپید ہو چکا تہا تاہم بحیرا مارمورا اور مجمع الجزائر کے سواحل پر اوسکو اکثر مسکن محفوظ تھے - اور صرف علم و فضل ہی نہین بلکہ یونان کی قدیم صنعت و حرفت اور دستکاری بہی کسی نہ کسی قدر بائی زن تاین سلطنت کی حدود مین باقی رہگئی ہوئی تہی - چنانچہ فلورینس (واقع اٹلی) مین مصوری اور بت تراشی کا جب مکرر رواج ہوا تو اس امر کی تحریک بائی زن تیم (قسطنطنیہ) ہی سے ہوئی تہی -

جسٹینین اعظم [1] جس وقت اپنی فارغ اور خوشنود رعایا مین سفید اور کارآمد قوانین کی برکتین پہیلا رہا تہا - اس وقت روم وحشیون کے قدمون کے نیچے کچلا جا رہا تہا - تمام مشرقی یورپ نے عیسائی مذہب کے اعتقادات اور رسومات باسفرس کے شہنشاہی شہر ہی سے سیکہے - اور بائی زن تیم کے جرنیلون نے اپنے آبائی کارنامون کی ناموری کو جو بہیڑیئے کے دودہ سے پلے ہوئے توام [2] بچون کے وقت سے چلی آتی تہی - اپنی فتوحات سے یہانتک قائم رکہا ہوا تہا - کہ ایک وقت روم بہی کچہہ مدت کیلئے شاہان قسطنطنیہ کے ماتحت ہو گیا - مگر چودہوین صدی کے آنے تک یہ سب کچھ خواب و خیال ہو چکا تہا - بائی زنتینی (یونانی یا اروام) بوسیدہ و ناکارہ - بدچلن و آوارہ اور کمزور و زنانہ ہو گئے ہوئے تہے - وہ اندرونی تنازعات سے اسقدر پاش پاش ہو گئے تہے اور عیاشی و بدچلنی

---

[1] یہ ٥٢٧ء سے ٥٦٥ء تک حکمران رہا - +

[2] شہر روم کی بنا رکی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین - ایک روایت یہ ہے کہ رومولس نامی ایک شخص نے اسے آباد کیا - اور رومیون کا وہی ابو آبائی ہے - رومولس اور ریموس دو توام بہائی تہے جو سلویا نامی ایک کنواری لڑکی کے بطن سے جو دیبی وسٹا کے مندر کی پجارن تہی مریخ دیوتا کے نطفہ سے پیدا ہوئے - پیدا ہوتے پر وہ ایک جہولے مین ڈال دیئے گئے اور طوفان اوسے بہا کر کوہ پالاٹائین کے دامن تک لے گیا - جہان ایک مادہ گرگ اونکی پرورش کرتی رہی حتی کہ بادشاہ کا ایک گڈریا مسمی فاس ٹولس اونکو اوٹہا کر لے گیا اور اوسکی بیوی نے اونکو پالا - بڑے ہو کر انہون نے روم کی بنا ڈالی اور ۂ سلطنت قائم کی جو آخرکار تقریباً کل معلومہ دنیا کی مالک ہو گئی - مگر صاف ظاہر ہے کہ یہ روایت افسانہ سے زیادہ وقعت نہین رکہتی رومولس اور اوسکے بہائی کی پیدایش ٧٧١ قبل مسیح مین بتائی جاتی ہے - شہر روم دریائے ٹائیبر کے دونون طرف سمندر سے ١٥ میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکی فصیل کا محیط ١٢ میل ہے جو باہر کی طرف پچاس فیٹ اور اندر کیطرف سے تیس فیٹ بلند ہے اسمین ٣٦٥ گرجا ہین اور آبادی جو سلطنت روما کے عروج کے زمانہ مین بہت زیادہ تہی اب صرف دو لاکھ ٧٥ ہزار ہے - +

سے ایسے تباہ ہوگئے تھے کہ مقبوضات بعیدہ تو درکنار وہ خود اپنے دارالخلافہ کو قابو مین رکھنے کے قابل نہین رہ گئے تھے۔ اور اس موقعہ پر بہی ایشیا کی طرف سے ایک زبردست قوم کی پیش قدمی کا سیلاب آگے آگے بڑہتا چلا آرہا تہا۔

"آرخان کے وقت قسطنطنیہ کا بادشاہ اینڈرونیکوس[51] (کلان) تہا۔ وہ ایسا کمزور طبیعت تہا کہ غنیم کو خود بخود حملہ کرنے کی تحریک ہوتی تہی ۱۳۲۸ء مین اوسکے پوتے اینڈرونیکوس[52] خورد نے علم بغاوت برپا کیا۔ شہزادہ جوزف کنٹاکوزینس باغی کا طرفدار تہا اوسنے عمر بیگ ترکی شہزادہ گورنر صوبہ ایدن سے امداد مانگی۔ ترکی پرنس ۳۸۰ جہازون کا بیڑہ اور ۲۸ ہزار فوج لیکر باغی کی اعانت کو روانہ ہوا۔ اور یورپ مین داخل ہوکر دریا ہربس کے کنارے کنارے جاکر شہر ڈیموٹیکا پر جسکا بلغاریون نے محاصرہ کیا ہوا تہا پہونچ گیا۔ اور محاصرہ اوٹہا دیا۔ اسکے بعد دو ہزار چیدہ سپاہی لیکر یلغار کرتا ہوا سرویا مین داخل ہوا۔ مگر موسم سرما کی شدت اور سختی سے لاچار ہوکر واپس آگیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قیصر نے اسوقت عمر پاشا کو زرکثیر دیکر باغیون کی امداد دہی سے روک لیا۔ لیکن اوسکی پہلی امداد ہی سے باغی کی طاقت مضبوط ہوگئی تہی۔ وہ شہنشاہ ہوگیا۔ اور ترک باہمی جنگ وجدال کے خاتمہ پر ایشیا کو واپس ہٹ آئے۔ اینڈرونیکوس خورد اپنی وفات تک جو ۱۳۴۱ء مین واقع ہوئی حکمران رہا۔ اسکے بعد جان پلاؤگس بادشاہ ہوا اور ۱۳۴۷ء مین کنٹاکوزینس نے تخت کو غصب کرلیا۔ جو ۱۳۹۱ء تک حکمران رہا اوسکے بعد دو اور بادشاہون نے ۱۴۵۳ء تک حکومت کی جسکے بعد قسطنطنیہ ترکون کے قبضہ مین آگیا۔

"مشرقی سلطنت کی قسمت کا اصل مین اُسی وقت فیصلہ ہوگیا تہا جبکہ ترکون سے مدد چاہی گئی تہی ترکون نے یورپ کو دیکہہ لیا تہا۔ قیاصرہ کے عالیشان دارالخلافہ کا نظارہ اور ان زرخیز ومتمول ممالک مین اپنی قوت وشجاعت کا اظہار کرچکے تہے۔ وہ دو دعویداران تخت کے درمیان بطور ثالث فیصلہ کرنے کے لئے بلائے گئے تہے۔ یعنے کہ اونکی طاقت وجبروت کو تسلیم کیا گیا تہا اور راز اونپر اونکی طاقت واضح کردیگئی تہی۔ چنانچہ انہون نے اس سبق سے فایدہ اُٹہانے مین درنگ نہ کیا۔ یہ امر ایک معمولی سمجہ کے ناظر پر بہی پوشیدہ نہین تہا کہ بائی زن تائین سلطنت دن بدن روبہ تنزل ہے۔ امراء جملہ بدمعاشیون کا مجموعہ بنے ہوئے تہے۔ عام رعایا مین

---

[51] یہ بادشاہ ۱۲۸۲ء سے ۱۳۲۸ء تک حکمران رہا۔

[52] اس نے ۱۳۲۸ء سے ۱۳۴۱ء تک فرمانروائی کی۔

خود داری کا نام و نشان نہ رہگیا تہا - اور وہ بترین محض سازشی رہگئے تہے - ترکون نے معلوم کرلیا کہ مشرقی سلطنت کا دار الخلافہ اور اوسکے ملحقہ علاقجات کمزور لوگون کے ہاتھہ مین ہین جو اپنے کانپتے ہوئے ہاتہون مین عصائے سلطنت کو مشکل سے قابو رکہہ سکین گے - ترک بجائے خود اس وقت مین شباب پر تہے - اونمین وہ تمام اوصاف موجود تہے جو ایک فاتح قوم مین ہونے لازمی ہین وہ مستعد جفاکش نبرد آزما - اپنے امیر کے تابع فرمان اور دشمن کی کمزوری سے فائدہ اوٹھانے کا ڈہب جانتے تہے - انہون نے قیاصرہ سے صلح رکہنی اور ضرورت کے وقت انکو انکی رعایا کے دہمکانے ڈرانے کے لئے فوجی امداد دینے کی پالیسی اختیار کرلی - اور جب کبہی وہ یورپ مین بلائے جاتے تو طلب کنندگان کے مفاد کی نسبت اپنی اغراض کو زیادہ پیش نظر رکہتے حتی کہ چودہوین صدی عیسوی کے وسط مین حالت یہانتک پہونچی کہ جب انکو بطور معاون طلب کیا تو وہ بطور فاتحان وہین مقیم ہوگئے - ارخان نے قیصران قسطنطنیہ سے ایشیا کو چہک مین ایشیا سے متعلقہ علاقے چہین لئے اور اونکے یورپی مقبوضات فتح کرلینے کی بہی ہمت کی - چنانچہ ۷۵۶ھ مین سلیمان ابن ارخان نے بندرگاہ گیلی پولی[۵] پر قبضہ کرلیا

ارخان کا یہ بہادر بیٹا ۱۳۵۵ء مطابق ۷۵۶ ہجری القدس مین پشت توسن سے گر کر راہی ملک عدم ہوگیا ارخان پیرانہ سالی مین اس صدمہ جانکاہ کو برداشت نہ کرسکا - اور اس حادثہ سے ایک برس بعد ۷۶۱ مین ۳۵ برس سلطنت کرنیکے بعد ۷۵ سال کی عمر مین خود بہی اپنے بزرگون سے جا ملا - یہ سلطان نہایت شجاع سخی بردبار - عادل اور علم دوست تہا -

سلطان ارخان کے بعد سلطان مراد تخت نشین ہوا اوسنے ۱۳۶۱ء مین بروصہ کو چہوڑکر یورپ مین اڈریانوپل کو اپنا دار الخلافہ مقرر کیا - اور اپنی کمر ہمت ملک کے وسیع کرنے پر باندہی - لالہ شاہین سپہ سالار کو باقی اطراف ملک کیطرف روانہ کیا اوس نے قلیل المدت مین کوہ بلقان تک کا علاقہ اور صوبہ تہریس بہی ایک سال مین واقعہ سے فتح کیا - قیصر روم نے پوپ سے مدد چاہی - اوسنے کمک روانہ کردی - اور دوسرے عیسائی بادشاہون نے بہی امدادی فوجین بہیجدین مگر لالہ شاہین اور تیمور تاش بیگ سپہ سالاران فوج عثمانیہ نے کل عیسائی فوج کو تہ تیغ کردیا - اور شاہ قسطنطنیہ نے بعجز و الحاح سلطان مراد سے صلح کرلی - لشکر اسلام نے اس طرف سے فارغ ہوکر پہر دیگر ممالک نصارا پر یورش کی اور پانچ برس کے عرصہ مین

---

[۵] بندرگاہ گیلی پولی دہانہ ڈارڈینیلز کی شمال مغربی جانب پر یورپ مین ٹرکی کے صوبہ رومیلیا مین اڈریانوپل سے نوے میل کے فاصلہ پر جانب جنوب واقع ہے اسکی آبادی تیس ہزار ہے - اس مین دو عظیم الشان بندرگاہ ہین اوسکے بازار ہر قسم کے اقمشہ اور سوداگری مال و اسباب سے معمور رہتے ہین - +

بہت سے ملک فتح کر لیے۔ مقدونیا و البانیا بہی سلطانی حکومت مین داخل ہو گئے۔ سلطان مراد کو یورپ کے
نصارا بادشاہون کے علاوہ ایشیا مین ایک اسلامی ریاست کے ساتھ بہی جنگ کرنا پڑا۔ سلجوقی خاندان
کے بیچراغ ہوجانیکے بعد مختلف خاندان اوسکے مختلف صوبون پر قابض و متصرف ہو گئے تھے چنانچہ قرمان
مین ایک دوسرے ترکی خاندان نے اپنی حکومت قایم کر لی تہی۔ اسکے فرمانروا عثمانیہ سلاطین کی
روز افزون ترقی اور جاہ و جلال سے بہت رشک کہاتے تہے اور موقعہ ملنے پر سلطان کی مقبوضات پر
حملہ آور ہوکر عثمانی رعایا کو نہایت تنگ کرتے تہے عثمانیہ فرمانروا بوجہ قرابت او رہم مذہبی بہت عرصہ تک
درگذر کرتے رہے۔ لیکن جب والی قرمان کی شرارتین حد برداشت سے گذر گئین تو سلطان مراد نے اوسکی
ریاست پر حملہ کرکے اوسکو پے در پے شکستین دین۔ والی مذکور نے آخر کار سلطان بایزید پسر سلطان
مراد سے اپنی لڑکی کا رشتہ کر دیا۔ اور مراد کو اپنا بہت سا علاقہ دیکر صلح کر لی۔ اس ایشیائی مخمصہ سے
فراغت پاکر سلطان اپنے لشکر جرار کو لیکر پہر یورپ کیطرف متوجہ ہوا۔ اور ۱۳۸۹ء مین کسووا کی میدانون
مین سرویا اور دیگر شاہان یورپ کی افواج کا قلع قمع کر دیا۔ اس فتح سے سرویا۔ بوسنیا۔ بلگیریا۔ اور البانیا
تمام و کمال مسلمان فاتحین کے تصرف مین آ گئے۔ ترکون کے ہر روز آگے قدم بڑہتے دیکہکر جنوب مشرقی
یورپ کے تمام بادشاہون نے آپسمین اتفاق و اتحاد کر لیا ہوا تہا۔ چنانچہ کسووا کے میدان پر صرف سرویا
والے ہی ترکون کے مقابل نہین ہوئے تہے۔ بلکہ یورپ کے اوس حصہ کی تمام قومین مخالف فوج مین شامل
تہین۔ نصارا کی فوج مسلمانون سے تعداد مین دگنی تہی اور گو وہ نہایت جرات و استقلال سے لڑے
مگر ترکون کے جوش کے سامنے اونکے قدم جم نہ سکے۔ لاکہون نصارا قتل ہوئے۔ اور سرویا کا
بادشاہ قزال زندہ گرفتار ہوا۔ یورپین مؤرخین لکہتے ہین کہ یہ شکست دنیا کی نہایت ہی بڑی ہزیمتون مین
شمار ہوتی ہے۔ بلکہ ایسی تہوڑی ہی شکستین ہونگی جن سے اس سے بڑہکر اہم نتائج پیدا ہونے ہون
اس سے آل عثمان کی حکومت یورپ مین قایم ہو گئی اور عیسائیون کی بیشمار قومین جنہون نے ابتدائی
زمانہ کی جہالت و وحشت کو چہوڑکر تہذیب و شائستگی کے میدان مین قدم رکہا ہی تہا صدیون کے
واسطے ترکون کی ماتحتی مین آ گئین ترکون کو اس سے بڑہکر نمایان فتوحات بہت کم حاصل ہوئی ہین۔
مگر اس فتح کی خوشی و شادمانی فوراً ہی رنج و ماتم سے متبدل ہو گئی۔ فوج نصارا کے نامور اسیر سلطانی خیمہ
مین لائے گئے۔ ایک سروین اسیر مسمی میلوسک کوبی لووسک فاتح سلطان کے قدمون پر گر پڑا۔ اور

اطاعت وعبودیت کا ہر طرح سے اظہار کیا۔ سلطان اوسکی اطاعت پذیری سے خوش ہوکر کچھہ حکم دینے ہی لگے تہے کہ اُس نابکار نے جہٹ کہڑا ہوکر ایک خنجر آبدار سے جسکو اُس نے اپنے کپڑون مین چھپایا ہوا تہا۔ سلطان کا سینہ چاک کر دیا۔ قورچیون نے قاتل کا اُسی وقت قیمہ کر ڈالا۔ اور سلطان نے مرتے مرتے قرال شاہ سرویا کا سر قلم کرنے کا حکم دیدیا اور فاتح ومفتوح دونون ایک ہی وقت جہان ناپایدار سے رخصت ہو گئے۔ بایزید نے اپنے باپ کی لاش بروصہ مین لاکر دفن کی اور خود سریر سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ سلطان مراد نے ۴۵ برس سلطنت کی۔ اور ۶۳ برس کی عمر مین شہید ہوا۔ وہ نہایت دانشمند۔ صاحب عزم درست۔ صوفی مشرب۔ صوف پوش۔ درویش سیرت۔ اور عابد و پرہیزگار تہا۔

اس خونخوار معرکہ سے چند ہی برس بعد ترک دریائے ڈنیوب کو عبور کرکے والیشیا مین داخل ہوئے اور اس صوبہ کو بہی اپنی روز افزون سلطنت مین شامل کر لیا۔ اس موقعہ پر عثمانیہ فوج کی ایک جدید جزو کی کیفیت جو سلطان ارخان کے بڑے بہائی علاؤ الدین کی دانشمندی سے فاتحین کو ہاتھہ آئی تہی ضمناً بیان کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ علاؤ الدین کو خیال پیدا ہوا کہ مفتوح علاقجات کی عیسائی رعایا اور اسیران جنگی سے آیندہ فتوحات مین کام لینے کے لئے اگر ایک مستقل فوج قائم کیجاوے تو وہ ترکی طاقت کی بہت کچھہ ترقی کا موجب ہوگی۔ سلطان ارخان نے اس تجویز کو پسند کیا اسیران جنگی سے جنہین سے پانچوان حصہ شرع محمدی کے مطابق امیر کا حصہ ہوتا ہے چند نوعمر اور صلاحیت پذیر اشخاص منتخب کیے گئے اور اسیطرح عیسائی رعایا سے کچھہ نوعمر لڑکے حاصل کیے گئے انکی ایک جماعت بنائی گئی۔ اور اونکو دین اسلام کے عقاید اور فن جنگ کی تلقین وتعلیم دینی شروع کیگئی جس وقت کچھہ عرصہ کے بعد یہ لڑکے کسی قدر ماہر ہو گئے تو ایک مشہور درویش حاجی بکتاش کے پاس جنکی سلطان نہایت عزت کرتے تہے لیجائے گئے۔ حاجی موصوف نے اپنی سفید آستین ان سپاہیون مین سے ایک کے سر پر رکہکر اونکے حق مین یہہ کلمہ ارشاد فرمایا۔ "انکا نام ینی شہری (نئے سپاہی) ہوگا۔ خداوند کریم اونکے چہرون کو ہمیشہ روشن۔ اونکے ہاتھون کو ہمیشہ فاتح ومضبوط۔ اونکی تلوارون کو آبدار اور اونکے نیزون کی سنانون کو ہر وقت دشمنون کی سینہ فگار رکہے اور جہان کہین وہ جائین فتح ونصرت کے ساتھہ واپس آئین گے" اسوقت سے اس سپاہ کا نام جسکی تعداد اسیران جنگی اور عیسائی لڑکون کی شمولیت سے ہر سال بڑہتی جاتی تھی اور جو سلطان سلیمان کے وقت مین ایک لاکھہ تک پہونچ گئی تہی۔ ینی شہری یا ینگچری یا جنی ساری ہو گیا۔ اور سلطان کی خاص باڈی گارڈ کی فوج بنائی گئی۔

کہ تمام بڑے بڑے معرکون مین سلاطین کی ذات سے جدا نہ ہوان اور خاص بادشاہ کے زیر کمان دشمنون پر حملہ آور ہون۔ الغرض جس وقت ترکون نے خالص جنگی خدمات کے لئے پیشہ ور سپاہیون کی یہ مستقل فوج بنائی اوسوقت یورپ کی عیسائی طاقتین سٹینڈنگ آرمی (مستقل فوج) کا نام ونشان تک نہین جانتی تہین۔ بادشاہ کی طرف سے امراء کو جنگی خدمات کے عوض زمینین ملی ہوئی ہوتی تہین کہ جب ضرورت ہو اسقدر سپاہی اور سوار لیکر بادشاہ کے پاس آجاوین۔ وہ امراء پہر بجائے خود شاہی عطا کردہ اراضیات کو اپنے ماتحتون مین اسی شرط پر تقسیم کردیتے تہے۔ اور یہ سلسلہ آخر کار کسان پر جا ختم ہوتا تہا جو جنگی خدمت کے عوض زمین پر کاشتکاری کرتا تہا۔ اسی آئین کو انگریزی مین فیوڈل سسٹم کہتے ہین۔ اور ترکون مین بھی یہ عرصہ تک مروج رہا جسکا مفصل ذکر آگے کیا جاوے گا مگر انہون نے اپنے خاندان کے دوسرے ہی بادشاہ کے عہد مین علاوہ اس فیوڈٹیری فوج کے متذکرہ بالا مستقل فوج بہی ۱۳۲۶ء مین تیار کرلی تہی عیسائی طاقتون نے بہت عرصہ کے بعد اونکی تقلید کی۔ کسووا کی لڑائی مین عثمانیہ فوج مین عیسائی باجگذارون کی انصار افوج اور یہی ینگچری فوج بہی شامل تہی۔ یہ ینگچری فوج پانچ سو برس تک ترکی فوجی نظام کا جزو اہم رہی۔ اور ایک وقت تو اونکی طاقت اسقدر بڑہگئی کہ بادشاہ کو تخت پر بٹہانا یا اوتارنا انکی مرضی پر منحصر ہوگیا۔ اور انہی نالائقیون کی بدولت آخر کار سلطان محمود نے انیسوین صدی کے شروع مین کل ینگچری فوج کا ستیاناس کردیا۔ ترکون کی یورپی فتوحات مین اس فوج نے جو عیسائی رعایا سے حاصل کیگئی عثمانیہ سلاطین کو کچہہ کم مدد نہ دی۔ لیکن بعد مین جبکہ ینگچریون کی اپنی اولادہی فوجی ضرورتون کے لئے کافی ہوگئی۔ تو عیسائی لڑکون کا بہرتی کیاجانا ترک کردیا گیا۔ اور عیسائی رعیت بدل عسکریہ کے ادا کرنے پر اب تک فوجی خدمت سے آزاد چلی آتی ہے۔ گو خط ہمایون کے رو سے اونکو فوج مین داخل ہونے کی اجازت ملگئی ہے۔ حاجی بکتاش کی سفید آستین کی یادگار مین ینگچری فوج اپنے عمامون کے نیچے سفید سمور کی ٹوپی پہنتی تہی۔ یہ سیاہ فوج پیدل کا کام دیتی تہی۔ اور کل دنیا مین غالباً یہ پہلی باقاعدہ فوج پیدل تہی جسے ترکون نے قایم کیا۔ فوج ینگچری کی اس اجمالی کیفیت کے بیان کرنیکے بعد مین پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔

سلطان بایزید نے جو اپنے باپ کی زندگی ہی مین چستی وچالاکی اور فوج دشمنان پر برق کی طرح جا پڑنے کی وجہ سے یلدرم (بجلی) کے خطاب سے موسوم ہوچکا تہا تخت پر بیٹہتے ہی اپنے چہوٹے بہائی یعقوب کو بظاہر بجرم بغاوت اور دراصل فوج مین اوسکے ہردلعزیز ہونے پر رشک کہا کر قتل کرا دیا یہ پہلی برادر کُشی

ہے جو بخت کیخاطر خاندان عثمانیہ مین ہوئی۔ سلطان بایزید جیسا بہادر اور جوانمرد تھا ویسا ہی سفاک اور خونخوار بھی تھا۔ اور ایک بڑی خرابی اوسمین یہ تھی کہ کسی قدر عیش پسند بھی تھا۔ اور اُسی کے زمانہ سے ترکون مین یہ بُرائی پیدا ہوئی۔ جب ترک ابتدا مین صحاری تاتار سے باہر نکلے تو وہ بہادر سادہ مزاج جفاکش اور محنتی لوگ تھے مغربی ایشیا کی عشرت خیز آب وہوا اور وہان کے شاندار شہرون نے اونکی عادات مین کوئی فرق نہین ڈالا تھا۔ وہ جابر اور سخت گیر تو بیشک تھے اور زنانہ و مصنوعی رحمدلی کو اپنی ترقی کی راستہ مین سدّراہ نہین ہونے دیتے تھے۔ مگر ساتھہ ہی منصف مزاج بھی تھے۔ وہ شراب خوار یا عیاش و بدچلن نہ تھے اور اپنے پاک مذہب کے عمدہ اصولون اور احکام کے سخت پابند تھے۔ اونکے اخلاقی تنزل کا زمانہ اس وقت سے شروع ہوتا ہے جبکہ انہون نے جنوب مشرقی یورپ مین قدم رکھا۔ زمانہ وسطی کی بائی زن تائین سلطنت مین اخلاق تنزل اور پستی کے آخری درجہ پر پہونچ چکے تھے۔ اوس زمانہ کے یونانی یعنی رومی کمزور بزدل مکار اور اول درجہ کے بدچلن تھے۔ اونمین اپنے قدیم بزرگون (افلاطون وغیرہ) کی فہم وفراست اور ذکاوت بالکل معدوم نہین ہوگئی تھی۔ لیکن ساتھہ ہی اونمین اپنے آباؤ اجداد کے بعض نہایت ہی قبیح عیوب بھی موجود تھے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب مختلف طبایع اور ترقی وتربیت کے مختلف درجے رکھنے والی دو قومین فاتح ومفتوح یا کسی اور حیثیت سے آپسمین ملتی ہین تو بہر حال ایک کی عادات دوسری پر حاوی ہوجاتی ہین پس ممکن تھا کہ ترک یونانیون کو پستی سے نکال کر اپنی سطح پر لے آتے۔ مگر بدقسمتی سے یونانی ترکون کو اپنی سطح پر نیچے کھینچ لے گئے۔ ایک عیسائی مورخ لکھتا ہے کہ "سلطنت عثمانیہ مین رفتہ رفتہ جو اس قدر اخلاقی خرابیان پیدا ہوگیئن اور اوسکے بڑے بڑے شہرون مین سوسایٹی کی حالت بہت ذلیل اور شرمناک ہوگئی۔ اسکی وجہ ترکی قوم کی کوئی ذاتی خرابی یا عیب نہین ہے۔ بلکہ اسکا باعث بعض اون قومون کی نظیر بد ہے جنکو انہون نے فتح کیا۔ یورپ مین یہ عام خیال ہے کہ یونانیون۔ بلغاریون۔ بوسینیا والون اور سرویون مین ترکون کی وجہ سے بدچلنی پھیلی ہے۔ مگر اصل حقیقت اسکے بالکل برعکس ہے۔ ترک جب اول اول یورپ مین داخل ہوئے تھے تو سوائے ذہنی اور علمی قابلیت کے وہ ہر ایک بات مین مشرقی تیاصرہ کی ذلیل رعایا سے اولیٰ اور بہتر تھے۔ اور خود اونکے اپنے تنزل کی یہی بڑی وجہ ہے کہ انہون نے اون عادات واطوار کو جو اونکے پیش نظر ہوئے بلا سوچے سمجھے فوراً اختیار کرلیا۔"

سلطنت عثمانیہ بایزید کے عہد حکومت مین دریائے فرات سے لیکر دریائے ڈنیوب تک پہیل گئی۔ اور وہ خود

اپنی مملکت کی ایک سرے سے دوسرے سرے تک اعدا کی سرکوبی کرتا بجلی کیطرح کوندتا پہرتا تہا۔ اوسنے
اناطلیہ (ایشیا کوچک) کا شمالی حصہ جو ابتک قیاصرہ روم کے ماتحت تہا فتح کیا۔

کرمانیہ کی ریاست کو اور محدود اور خاندان سلجوقیہ کی دیگر ریاستون کو معدوم کر دیا۔ قیصر روم کی سلطنت
اسوقت بہت ہی مختصر ہوگئی تہی۔ ایشیا مین اوسکی ماتحت بمشکل کوئی مقبوضہ رہگیا تہا اور یورپ مین بہی
صوبہ تہریس کے ایک چہوٹے سے ٹکڑہ۔ صوبہ مقدونیہ کی ایک جزو۔ یونان اور بحیرہ مجمع الجزائر کے چند
جزیرون کے سوا، اور کوئی علاقہ اوسکے پاس نہین رہگیا تہا۔ اور یہ ملک بہی ایک طرح سے ترک
فاتحین کی مہربانی اور رعایت سے اوسکے پاس بچا ہوا تہا۔ امپراطور مینوئیل پلالوگس[1] نے نہایت ذلت
کے ساتھ بایزید کے پاس الحاح وزاری کی کہ یہ بچے کہچے ٹکڑے میرے پاس رہنے دیئے جائین۔
مگر اوسکی ذلت و عاجزی نے کچہہ فائدہ نہ بخشا۔ ایشیا مین ایک شہر فلیڈلفیا ہی قیصر روم کے ماتحت رہگیا تہا
اور اوسکے باشندے ترکون کی ماتحتی قبول نہین کرتے تہے۔ سلطان نے اسپر چڑہائی کرکے سنہ ۱۳۹۱ع
مین اوسے فتح کرلیا۔ قیصر روم کی حالت اس وقت ایسی نازک ہورہی تہی کہ اوسنے سلطان کو اس
شہر کے فتح کرنے مین اپنی رعایا کے برخلاف خود مدد دی۔ اس فتح سے پانچ برس بعد سلطان نے
دریائے ڈینوب کے قریب بمقام نکوپولس کل یورپ کی متفقہ افواج کو جسمین ایک لاکہہ چیدہ سپاہی تہے
اور جسمین فرانس و جرمنی کے بڑے بڑے امرا بہی جو سجس منڈ شاہ ہنگریا (مجرستان) کی امداد کو آئے تہے
شامل تہے فاش شکست دی۔ اور شاہ ہنگریا جان بچاکر بہاگ گیا۔ اور کئی سو بڑے بڑے امرا قید ہوگئے
جب وہ سلطان کے روبرو لائے گئے تو بایزید نے اونکو مخاطب کرکے کہا کہ تم میرے علاقہ مین کیون
آئے ہو مین خود تہوڑے ہی عرصہ مین ہنگریا کے دار الخلافہ کا محاصرہ کرونگا۔ اور جرمن و اٹلی کو فتح کرکے
روم کے بڑے گرجا سینٹ پیٹر کی قربانگاہ پر اپنے گہوڑون کو جو کہلاؤنگا۔ اس مہیب معرکہ مین عیسائی
فوج کا بہت سا حصہ تہ تیغ ہوا یا دریائے ڈینوب مین غرق ہوگیا۔ اور خود ترکون کے بہی ساٹہہ ہزار سپاہی
شہید ہوئے۔ لڑائی کے خاتمہ پر میدان جنگ مین اپنے بہادرون کی اس قدر لاشین دیکہکر بایزید ایسا
برافروختہ ہوا کہ اوس نے سوائے چوبیس شہزادون کے جو بعد مین زر فدیہ لیکر چہوڑ دیئے گئے۔ اسیران
جنگ کے قتل کئے جانیکا حکم دیا۔ مگر ابہی چند ہزار اسیر ہی قتل ہوئے تہے کہ امرا و وزرا نے اونکی جان بخشی
کرائی۔ اور وہ فاتح فوج مین تقسیم کر دیئے گئے۔ اس فتح کے بعد عیسائیون سے بدلہ لینے کے لئے سلطان نے

[1] اس قیصر نے سنہ ۱۳۹۱ع سے سنہ ۱۴۲۵ع تک حکمرانی کی اسکے بعد صرف دو قیصر ہوئے پہر قسطنطنیہ فتح ہوگیا۔

یونان کیطرف بڑہ گیا اور اسکے بہت سے حصہ پر قابض ہوگیا۔ ان فتوحات سے فارغ ہوکر بایزید نے قیصر روم سے خراج طلب کیا اور اوسکو قسطنطنیہ مین مسجد بنانے اور ایک مسلمان قاضی کو مقرر کرنے کا حکم دیا اور قیصر کے پس و پیش کرنے پر شہر کا محاصرہ کر لینے کی دہمکی دیکر آخرکار اوسکا محاصرہ کر ہی لیا۔ جو غالبا اسی وقت فتح ہوجاتا مگر بایزید کو اپنے ایشیائی علاقون کو ایک اور ایشیائی فاتح کی دست برد سے جو اس سے بھی بڑا تہا بچانیکے لئے شہر سے محاصرہ اوٹہا لینا پڑا۔

مغل زادون کی طاقت جو تیرہوین صدی مین چنگیز خان کے زیر حکومت سمت الراس تک پہونچ گئی تہی اوسکی وفات کے بعد بہت کم ہوگئی تہی۔ اور اوسکی عظیم الشان سلطنت ٹکڑے ٹکڑے ہوکر اوسکی اولاد و رفقا مین تقسیم ہوگئی تہی۔ مگر چودہوین صدی کے آخری حصہ مین تاتاری تاتار سے تیمور خان جیسا ایک اور دوسرا فاتح پیدا ہوا جس نے برق رفتاری سے اسقدر فتح پر فتح پائی کہ یہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا وہ کل دنیا پر اپنا تسلط قایم کریگا۔ یہ ناموز فاتح امیر تیمور گورگان تہا۔ فتوحات سے پہلے سے ایک دن اوسکا علاقہ دریاے فرات کے کنارے بایزید کی مملکت کی سرحد سے آملا جس سے یہ امر یقینی ہوگیا کہ ان دونون اولو العزم مشرقی فاتحون کی آپس مین ضرور مٹ بہیڑ ہوگی۔ اور ان مین سے ایک نہ ایک ضرور دوسرے کے علاقہ کو غصب کرنے کی کوشش کریگا چنانچہ ۱۴۰۰ء مین تیمور نے قصبہ سیواس پر جو دریاے ہلیس پر واقع ہے قبضہ کر لیا۔ اور تمام باشندون کو نہایت بیرحمی سے قتل و ہلاک کرایا۔ قلعہ مین ترکی جرنیل کے ماتحت چار ہزار آدمی فوج تہی۔ جسنے اپنے فرض کو پوری دیانت داری سے ادا کیا۔ اونکی یہ وفاداری اور جان نثاری تیمور کو پسند نہ آئی۔ اور جس وقت فاقہ سے لاچار ہوکر ترکی فوج نے ہتیار رکہدیئے تو تیمور نے کل محصورین کو جو اب اسیران جنگ ہوگئے تہے زندہ دفن کرادیا۔ اسکے بعد امیر شام اور مصر کیطرف چلا گیا اور بایزید کے کسی دوسرے علاقہ پر حملہ نکیا۔ بایزید اُس زمانہ مین یورپ کے نصارا کے ساتہہ جنگ و جدل مین مصروف تہا۔ اسلئے امیر تیمور کی اس غاصبانہ اور ظالمانہ حرکت کا جواب دینے سے معذور رہا لیکن جونہی اوسکو ادہر سے فراغت ہوئی اوسنے اپنی فوجون کو درست اور مضبوط کر کے قصبہ ارزنگان پر جو دریاے فرات کے کنارہ واقع ہے اور امیر تیمور کی مملکت مین داخل تہا قبضہ کر لیا۔ اس سے دونون بادشاہون مین لڑائی کی ٹہن گئی۔ اور ۱۴۰۲ء مین انگورا کے وسیع میدان مین عثمانی اور تاتاری اپنے اپنے بادشاہ کے زیر کمان ایک دوسرے سے نبرد آزما ہوئے تیمور کی فوج شمار مین پانچ لاکہ سے متجاوز تہی۔ اور بایزید کی فوج لاکہہ سوا لاکہہ کے قریب تہی۔ تمام دن سخت جانستان

ہوتی رہی۔ شام کے قریب عثمانی فوج شکستیاب ہوئی۔ بایزید کہیل کو بگڑا ہوا پاکر میدان جنگ سے بھاگا۔ مگر گھوڑے نے ٹھوکر کہائی اور بایزید گر پڑا تیمور کا ایک سوار تعاقب کیے چلا آرہا تہا۔ اوسنے گرفتار کرلیا۔ اور غروب آفتاب کے وقت فاتح کے خیمہ مین لایا گیا مغلوب کے ساتھ فاتح نے جو کچھہ سلوک کیا اوسکی نسبت مختلف روائتین ہین۔ بعض کے مطابق وہ برتاؤ نہائیت ہی شریفانہ اور نرم تہا اور بعض کے مطابق نہائیت ہی ظالمانہ اور سفاکانہ تہا۔ ایک روائیت ہے کہ تیمور نے بایزید کو جب وہ اوسکے سامنے آیا تو تعظیم دی۔ اپنے برابر تخت پر بٹھلاکر دلجوئی کی اور نہائیت نرمی کے ساتھہ سمجھایا کہ کفار نصارا کو چھوڑکر تمہین ایک مسلمان فرمانروا سے جنگ کرنا مناسب نہین تہا۔ اور ملاقات کے خاتمہ پر حسن برلاس کو حکم دیا کہ بایزید کو عزت و احترام کے ساتھہ نظر بند رکھے۔ مگر بایزید جو سخت غیور تہا اس شکست کی ذلت اور بدنامی کو زیادہ عرصہ تک برداشت نہ کرسکا اور ایک سال کے بعد سنہ ۱۴۰۳ء مین راہی ملک عدم ہوگیا تیمور نے جس وقت اوسکی وفات کی خبر سنی تو سخت افسوس کیا۔ اور اوسکے فرزند موسیٰ کو جو باپ کے ساتھہ اسیر ہوا تہا۔ بلاکر تشفی دی اور ایک سو عربی گھوڑی آل تمغا و یرلیغ اور خلعت گران بہا دیکر بایزید کی نعش کے ساتھہ اپنے ملک کو واپس بہیجدیا۔ اور موسیٰ نے اپنے باپ کی لاش کو بروصہ مین لاکر دفن کردیا۔ دوسری روایت ہے کہ تیمور نے بایزید کو سخت زجر و توبیخ کی۔ اوسکو آہنی پنجرہ مین بند کرکے ہر جگہہ اپنے ساتھہ لئے پہرتا اور اوسکی ملکہ کی جو نیز گرفتار ہوگئی تہی اوسکے سامنے سخت بیحرمتی کرائی۔ بایزید ان تمام عذابون کی تاب نہ لاسکا۔ اور کچھہ عرصہ کے بعد چودہوین شعبان ۸۰۵ھ کو خودکشی کرلی۔

انگورا کی شکست سے ایشیا مین عثمانیہ سلطنت کا رقبہ بہت محدود ہوگیا۔ کیونکہ تیمور نے کئی سلجوقی شہزادونکو جنکی ریاستین عثمانیون نے فتح کرلی تہین پہر اپنا اپنا علاقہ دیدیا۔ مگر ترکون کا یورپی علاقہ اس مصیبت کے بد اثرون سے محفوظ رہا۔ ممکن ہے کہ تیمور بحیرہ مارمورا کو عبور کرکے یورپ مین بہی ترکون کا تعاقب کرتا۔ مگر اوسکی توجہ ایک اور عظیم الشان کام کی طرف مبذول ہوچکی تہی۔ ہندوستان۔ ایران۔ خراسان۔ اور شام وغیرہ وغیرہ کو فتح کرلینے کے بعد اوس نے چین کو فتح کرنے کا عزم بالجزم کرلیا۔ اور انگورا سے اوسطرف روانہ ہوا۔ مگر موت نے مہلت نہ دی۔ راستہ ہی مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اور اوسکے بعد اوسکی اولاد یا تاتاریون مین کوئی ایسا صاحب ہمت و اقبال پیدا نہ ہوا جو اوسکے ارادہ کی تکمیل کرتا۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تہا۔ اس شکست سے بہرکیف ترکی حکومت کچھہ عرصہ کے لئے بہت کچھہ متزلزل ہوگئی۔ بایزید کے چار بیٹے موسیٰ۔ عیسیٰ۔ سلیمان اور

محمد باقی رہگئے تہے۔ اور تخت کے لئے ان چارون مین خانہ جنگیان شروع ہوگیئین۔ اور گیارہ برس تک جاری رہین۔ اس عرصہ مین کبہی کوئی شہزادہ غالب آجاتا اور کبہی کوئی۔ آخر متواتر فتوحات کے بعد محمد سنہ ۱۴۱۳ء مین واحد فرمانروا ہوگیا۔ اور سنہ ۱۴۲۱ء تک حکومت کی عثمانیون کی پراگندہ اور منتشر جمعیت اور طاقت کو جمع کرنیکے صلہ مین اسکو مؤرخین اور قوم نے جامع کا خطاب بخشا ہے۔ تخت سلطنت پر بیٹہتے ہی حفظ امن کے لئے اوسنے اپنے بہتیجے کو جو سلیمان کا بیٹا تہا قتل کرا دیا۔ اور دو ہی برسون مین اون تمام سلجوقی شہزادون کو جنہین تیمور مختلف صوبے بخش گیا تہا عثمانیون کے مقبوضات سابقہ سے باہر نکالدیا۔ اس فرمانروا کے عہد مین ترکون کو چند نقصان بہی اٹہانے پڑے سنہ ۱۴۱۶ء مین وینس کی جمہوری ریاست کے جنگی بیڑہ نے ترکی جہازات پر بندر گیلی پولی کے قریب حملہ کرکے اونکو برباد کر دیا۔ دوسرا واقعہ درویشون کی بغاوت تہی۔ یہ لوگ آجکل کے شلسٹون یا وہابیون کے ہمخیال تہے۔ اور چاہتے تہے کہ خود مختار حکومت کی عوض جمہوری سلطنت قایم ہو۔ انکو قصبہ انی سس کے قریب شکست دی گئی اور اونکی جمعیت منتشر ہوگئی۔

سنہ ۱۴۲۱ء مین سلطان محمد جامع قیصر امانیول کو ملنے قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔ جہان اونکی آؤبہگت بڑی شان و شوکت سے کیگیئی۔ قسطنطنیہ سے گیلی پولی واپس آنے پر سکتہ یا اسہال دموی سے اوسکا انتقال ہوگیا۔ +

اس بادشاہ نے سلاطین عثمانیہ مین سب سے اول مکہ معظمہ کے اخراجات کے لئے سالانہ ایک معقول رقم بہیجنی شروع کی۔ جسپر شریف مکہ نے اوسے خادم الحرمین الشریفین کا خطاب دیا۔ اور اس خطاب نے سلاطین عثمانیہ کے لئے خلافت کا راستہ صاف کر دیا۔ مگر شہزادہ مراد کے تخت نشین ہوجانے تک جو اپنے باپ کے انتقال کے وقت شہر امالیا مین تہا اس واقعہ کو پوشیدہ رکہا گیا۔ وزراء نے فوج کی شورہ پشتی کے اندیشہ سے اوسکو باسفورس سے عبور کرکے بروصہ کو جانے کا حکم دیا۔ اور اسے سلطان کا حکم ظاہر کیا۔ لیکن سپاہیون نے سلطان کے فوت ہونیکی افواہین سن لی تہین۔ انہون نے جواب دیا کہ جبتک ہم سلطان کو نہ دیکہینگے اس حکم کی تعمیل نہین کرینگے۔ اسپر وزراء نے بادشاہ کے بیجان جسم کو ایک اندہیارے بالاخانہ مین بٹہلا دیا اور اوسپر شاہی لبادہ ڈالکر پیچہے ایک غلام کو بٹہا دیا جو فوج کی سلامی کے جواب مین حسب قاعدہ سلاطین عثمانیہ بادشاہ کے ہاتہہ کو پیشانی تک اوٹہا دیتا۔ اکتالیس دن کے بعد شاہزادہ مراد ولیعہد پہونچگیا اور اس پردہ داری کا خاتمہ ہوا۔ +

انگورا کی خوفناک شکست کے بعد جس نے عثمانیہ طاقت کو بیخ و بُن سے ہلا دیا تہا۔ کسی کو امید نہ تہی کہ عثمانیہ حکومت پہر کبہی سنبہل سکے گی۔ لیکن اس پر جوش اور باہمت قوم نے گیارہ ہی برس کے دن مین جو عرصہ بہی باہمی خانہ جنگیون مین خرچ ہوا۔ نہ صرف اپنی حالت کو ہی سنبہال لیا۔ بلکہ پہر بطور سابق ایک زبردست فاتح سلطنت کی حکمران بنگئی۔ اور قومون کی تاریخ مین ایسی نظیر مشکل سے دستیاب ہوتی ہے سلطان محمد اول مشایخ صوفیہ سے بکمال محبت رکہتا تہا اور اونکی ہمیشہ خدمت کیا کرتا تہا۔ آل عثمان مین یہ اول بادشاہ ہوا ہے جس نے شریف مکہ کے لئے سالانہ رقم معین کی کہ حرمین شریفین کے اخراجات اور وہان کے غربا و مساکین کی پرورش پر صرف ہو۔

مرادخان ثانی اپنے باپ محمد خان کے بعد اورنگ خسروانی پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ سنہ ۱۴۰۱ء مطابق سنہ ۸۰۴ھ مین تولد ہوا تہا۔ اسکو تخت پر بیٹہتے ہی ایک شخص کے جہوٹے دعادی سے اپنے تاج و تخت کی حفاظت کرنی پڑی۔ شخص مذکور اپنے تئین بایزید کا بڑا بیٹا مصطفے بتاتا تہا جسکی نسبت یہہ خیال کیا گیا تہا۔ کہ وہ انگورا کے میدان جنگ مین قتل ہوگیا تہا۔ اس شخص نے سلطان محمد کے وقت بہی شورش برپا کی تہی۔ مگر شکست کہا کر قیصر روم کے پاس چلا گیا تہا جس نے اوسکو نظر بند کرلیا۔ اور اوسکے گذارہ کے لیئے سلطان سے معقول سالانہ رقم لیتا رہا۔ مراد کے تخت نشین ہونے پر قیصر نے خیال کیا کہ اگر مین اس مدعی تخت کو قید سے رہا کرکے اوسکی تائید کرون تو شاید میرے لئے زیادہ مفید ہو۔ چنانچہ اُس نے فرضی مصطفے سے یہ عہد و پیمان کیا کہ مین تمکو اس شرط پر امداد دیتا ہون کہ بادشاہ ہونے پر تم گیلی پولی۔ صوبہ تہسلی اور بحیرہ اسود کے سواحل میرے حوالہ کردو مصطفے نے یہ شرطین مان لین۔ اور کچہہ عرصہ کے لیئے زمانہ اوسکا مساعد و مددگار رہا۔ اُس نے یونانی فوج سے گیلی پولی اور ایڈریانوپل کو فتح کرلیا۔ اور سلطان مراد نے سردار بایزید کے زیر لوا جو ترکی فوج اوسکے مقابلہ پر روانہ کی وہ اوسکے ساتہہ جا ملی۔ یہ کیفیت دیکہکر مراد بنفس نفیس فوج جرار لیکر فوراً میدان جنگ مین پہونچگیا۔ اوسکے آنے پر مصطفے کے ہاتہہ پاؤن پہول گئے۔ اور قیمتی وقت کو اوس نے اس سوچ بچار مین ضایع کردیا۔ کہ مراد کا مقابلہ کرون یا نکرون۔ اور اگر کرون تو کہان کرون۔ وہ اسی غور و فکر مین تہا کہ جو ترکی فوج اُس سے آملی تہی وہ پہر اپنے اصلی مالک کے جہنڈے تلے جمع ہوگئی۔ سلطان مراد نے مدعی دروغگو پر گیلی پولی کے قرب و جوار مین حملہ کرکے اوسکو شکست فاش دی۔ وہ ایڈریانوپل کو بہاگ گیا۔ جہان پکڑا گیا اور شہر کے

ایک برج پر پھانسی دیدیا گیا- اس سے فارغ ہوکر سلطان مراد نے قیصر سے بدلہ لینے کے لئے اوسکی تمام
ریاست کو برباد کر دیا- اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا- ۲۴ اگست سنہ ۱۴۲۲ء کو ترکی فوج نے عام دھاوا کیا اور
خوفناک معرکہ آرائی برپا ہوگئی- مگر شام کے قریب ترک یکلخت غیر مترقبہ طور پر واپس ہٹ گئے یونانی
اسکا باعث یہ بتاتے ہین کہ حضرت مریم کی صورت نورانی شکل مین فصیل شہر پر نمودار ہوگئی تھی ترک اس سے
ڈر گئے- مگر اصل بات یہ ہے کہ سلطان کو خبر پہونچی کہ اوسکے چھوٹے بھائی نے جسکا نام بھی پہلے مدعی
کیطرح مصطفے تھا- علم بغاوت بلند کر دیا ہے- جسکا فرو کرنا فتح قسطنطنیہ سے مقدم تھا- اس دوسرے
مدعی کا بھی اپنے ہمنام جیسا انجام ہوا- ان خرخشون سے فراغت پاکر سلطان نے ایشیا و یوروپ
دونون براعظمون مین سمند فتح کو دوڑانا شروع کیا- سنہ ۱۴۲۶ء مین اپنی جان نثار فوج کو ہمراہ لیکر اوس نے
جزیرہ زانٹی کو جو ریاست وینس کے تابع تھا تباہ و برباد کیا- اور سال آئندہ مین موریا (یونان کا جنوبی حصہ)
اور سالونیکا کو فتح کیا- اور ریاست وینس نے مجبور ہوکر نہایت ذلیل شرائط پر صلح کر لی- ان ممالک کے
بعد سرویا اور والیشیا کی نوبت آئی- اور سنہ ۱۴۳۸ء مین سلطان صوبہ ٹرین سلونیا (ہنگری کا ایک
صوبہ جو سرویا اور رومینا کے شمال مین ہے) مین داخل ہوا- اور ستر ہزار قیدیون کو ساتھ لیکر واپس لوٹا-
مگر آخر کار بزور آزمائی کے لئے اوسکو ایک مد مقابل بہادر ملگیا ٹرین سلونیا اوسوقت شاہ ہنگری کے تابع
تھا اور اوسکا گورنر مشہور جان ہنیا ڈاس کورنی وس تھا- جسکے پاس زبردست اور بیشمار فوج موجود تھی
اوسنے دلاورانہ مسلمانون پر حملہ کیا اور کئی مقامات پر اونکو شکستین دیکر ڈینوب سے پار اُتار دیا- اور سنہ ۱۴۴۳ء
مین یوروپ کے اس حصہ کے تمام ممالک سے ایک شاندار اور چیدہ فوج فراہم کر کے دریاء مذکور کے جنوب مین
بھی ترکون کا تعاقب کیا- اور بمقام نسک یا نیسا پولنکو شکست فاش دیکر بھگا دیا- اور تمام رومیلیا کو تاخت
و تاراج کر کے بیشمار غنیمت اور قیدی ہمراہ لے کر اپنے ملک کو واپس چلا گیا- سلطان نے ان پے در پے
ہزیمتون اور اپنے بڑے بیٹے علاءالدین کی بیوقت موت سے آزردہ دل ہوکر صلح کی درخواست کی- جو
دونون فریقون یعنی ایک طرف ترکی اور دوسری طرف ہنگری اور اوسکے رفیقون مین اس شرط پر قرار
پائی کہ دونون ممالک مین دریائے ڈینوب حد فاصل رہے- کوئی فریق بہ نیت جنگ حملہ اسکو عبور کر کے
دوسرے کے ملک مین داخل نہ ہو- اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے مراد اپنے ایشیائی صوبون مین ایک
عالمگیر بغاوت کو جسے عثمانیون کے موروثی دشمن ریاست قرمان کے والی قرمان دوغلی نے بھڑکایا تھا-

فرو کر چکا تہا - اور اوسنے وریاولی سے اپنے دشمن کی خطا معاف کر دی تہی - مگر اوس کو ترکون کے دل مین کینہ باقی تہا - صلح ہو جانے کے بعد اوسنے ہنگریون کو پہر لڑائی شروع کرنے پر اکسایا - اور پوپ کے قایم مقام نے جو دار الخلافہ یووا مین رہتا تہا - بادشاہ ہنگریا کو پوپ کیطرف سے عہد شکنی کی اس نامعقول بنیاد پر اجازت دیدی کہ کافرون کے ساتہہ جو قول و اقرار اور قسم نیم کیا جائے اوسکی پابندی لازمی نہین - الغرض انعقاد صلح سے دس ہی ہفتون کے اندر افواج نصارا دریائے ڈنیوب سے پہر عبور کر آئین - اور معلوم ہوتا تہا کہ کل بلگیریا پر اونکا قبضہ ہو جائے گا - اودہر مراد صلح ہوتے ہی تخت و تاج اپنے نابالغ بیٹے محمد کو سونپ مقام میگنشیا (واقع ایشیا کوچک) کو چلا گیا - اور درویشون اور زاہدون کی ایک جماعت مین جو نہائیت ہی مرتاض اور نفس کش تہی جا ملا تہا - مگر نصارا کی اس بدعہدی اور ملک کی سلامتی کے خطرہ میں ہونے کی خبر سنکر وہ کنج تنہائی کو چہوڑ اپنی جان نثار فوج مین پہونچ گیا - اور ڈبل کوچ کرتا ہوا بمقام وارنا جو بحیرہ اسود کے کنارہ پر ہے غدار حملہ آورونکے مقابلہ کیلئے پہونچگیا - یہان ۱۴۴۴ء مین سخت جانستان معرکہ آرائی ہوئی مراد نے مین لڑائی کی گہمسان مین عہدنامہ کو نیزہ کی نوک پر بلند کئے جانیکا حکم دیا اور اپنی فوج کو مخاطب کرکے باواز بلند کہا "ان فرنگیو اپنے خدا اور انجیل کے مقابلہ پر آڑ دو اے عادل خدا و ندا اگر ان لوگون کا ان چیزون پر سچا یقین ہے - تو اونکو اپنی بدعہدی کا خود ہی سزا دہندہ اور عوض لینے والا بنا"۔ لڑائی نہائیت خونریز اور سخت تہی - اور ابہی فیصلہ مشتبہ ہی تہا کہ لیڈس لاس شاہ ہنگریا گہوڑا دوڑاتا ہوا سلطان مراد کے خیمہ کے پاس پہونچگیا - اور مراد کو اپنے مقابلہ پر بلایا - سلطان نے گہوڑے کو تیر سے ہلاک کیا - اور شاہ ہنگریا زمین پر گر پڑا - ینگچریون نے اوسکا سر فوراً کاٹ لیا - اور نیزہ پر بلند کر دیا - اپنے بادشاہ کا سر نیزہ پر دیکہکر فوج کفار مین ایسی ابتری پیدا ہوگئی کہ جان ہن یا ڈاس کی خاص فوج بہی جو اس وقت تک ترکون کو برابر پیچہے ہٹاتی چلی آتی تہی سراسیمہ و بیدل ہوکر بہاگ گئی - فوج نصارا کا بہت سا حصہ قتل یا اسیر ہوا - اور معدودے چند جان بچا کر بہاگ گئے - کارڈینل جولین سیزرانی بہی جس نے بادشاہ ہنگریا کو پوپ سے عہد شکنی کی اجازت لے دی تہی مقتولین کے زمرہ مین پایا گیا - ہنیا ڈاس بیک بینی و دو گوش اپنے وطن کو فرار ہوگیا - اور مراد یہ خیال کرکے کہ اب میری سلطنت کل خطرات سے محفوظ ہوگئی ہے پہر تاج و تخت کو چہوڑکر درویش ہوگیا - مگر اس دفعہ بہی اوسے یہ جلدی ہی ثابت ہوگیا کہ بادشاہون کی عبادت و ریاضت یہی ہے کہ ملک کا انتظام کرین - اور رعایا کی فلاح و بہبود اور حفاظت جان و مال مین ساعی رہین - ینگچریون نے سنہ ۱۴۴۶ء مین بمقام ایڈریانوپل فساد کر دیا اور رعایا کو اس قدر تکلیفین پہنچائین کہ

سلطان کو دوبارہ کنج عزلت سے باہر آنا پڑا۔ اور یہ فساد رفع ہوا ہی تہا کہ ایک اور رخنہ پیدا ہوگیا۔ جو کسی قدر تشریح طلب ہے۔ صوبہ البانیا کو فتح ہوئے گو عرصہ ہو چکا تہا۔ مگر اوسکی حکومت ابہی تک وہین کے قدیم فرمانروا خاندان کے ہاتھ مین تھی جو سلاطین عثمانیہ کو خراج دیدیا کرتے تہے۔ جان کسٹرایٹ والی البانیا نے اپنے چار خوردسال فرزند جن مین سے بڑے کا نام جارج کسٹرایٹ تہا سلطان مراد کے پاس بطور یرغمال ایڈیانوپل روانہ کئے جہان چہوٹے تین مر گئے۔ اور اونکے باپ کو شبہ ہوا کہ وہ زہر سے ہلاک ہوئے ہین۔ اسپر سلطان نے جارج کو خاص اپنی نگرانی مین پرورش کرنا شروع کیا۔ اوسے اسلامی طریقہ پر اور بطور ایک مسلمان بچہ کے تعلیم دیگئی۔ اور جب اٹہارہ برس کا ہوا تو مراد نے اوسکو فوج کے ایک دستہ کا افسر مقرر کردیا۔ اُسنے ایسی بہادری اور مردانگی سے سلطانی خدمات کو ادا کیا کہ مراد نے اوسکو پیار سے سکندر بیگ پکارنا شروع کیا مگر ؎

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود

گرچہ با آدمی بزرگ شود

یہ شخص سچے دل سے مسلمان نہین ہوا تہا۔ اور اوایل مین جانفشانی سے کام ہی صرف اپنا اعتبار اور رسوخ بڑہانیکے لئے کیا تہا۔ سنہ ۱۴۳۲ع مین اوسکا باپ مرگیا جسکا جانشین فقط وہی تہا۔ مگر مراد کو جس نے اوسے فرزندون کی طرح پرورش کیا تہا اوسکی جدائی گوارا نہ تہی۔ اوسنے اپنی فوج مین اوسکو والی البانیا سے اعلےٰ رتبہ عطا کردیا۔ اور البانیا پر اپنا کوئی اور پاشا مقرر کردیا۔ اسکندر اس نوازش خسروانہ سے ممنون ہونیکی بجائے دل مین اور زیادہ بگڑ گیا۔ اور البانیا پر مکر و فریب سے متصرف ہو جانے کی نیت پُختہ کرلی۔ چنانچہ جب ترکون نے ہنگری پر حملہ کیا تو وہ بہی ہمراہ گیا اور خفیہ طور پر ہنیاڈاس سے اتفاق کرلیا۔ اور جب ہنیاڈاس نے بمقام نیسا ترکی فوج پر حملہ کیا تو اوسنے اپنی ماتحت فوج کو چالاکی سے کارزار مین شریک نہ ہونے دینے سے ترکون کو شکست دلادی۔ اور ہزیمت کی افراتفری مین سلطان کے میر منشی کے خیمہ مین گہسکر خنجر اوسکے حلق پر رکہدیا۔ اور قتل کی دہمکی دیکر صوبہ اپائرس کے صدر مقام کرویلکے گورنر کے نام جو البانیا کا بہی گورنر تہا بمہر سلطانی حکم لکہا لیا کہ مقام مذکور کسٹرایٹ یعنی سکندر بیگ کے سپرد کردے۔ یہ حکمنامہ حاصل کرکے اوس نے سکرٹری کو فوراً قتل کردیا اور اسیوقت تین سو البنی سپاہیون کو ساتھ لیکر کیمپ سے چلدیا اور حکمنامہ کے ذریعہ سے کرویا پر قابض ہوکر ترکی فوج مقیم قلعہ کو قتل کردیا۔ اور اسلام سے علانیہ مرتد ہوکر اپنے آبا و اجداد کے تخت پر متمکن ہوگیا۔ سلطان مراد کو اس نمک حرام سے اس قدر دلی محبت تہی یا پاس پرورش تہا کہ باوجود

ایسی سخت نمک حرامی اور غداری کے بہت عرصہ تک چشم پوشی کرتے رہے جب کبھی وہ دیگر سلطانی علاقون پر یورش کرتا تو سرسری طور پر کچھہ فوج بہیجدیتے۔ اس طرح سے پانچ دفعہ فوجین گئین اور ناکام واپس آئین۔ لیکن جب اوسکا تمرد حد برداشت سے گذر گیا تو ۱۴۴۳ء مین مراد نے بذات خاص اوسکی گوشمالی کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر اوسیوقت ہنیاڈ اس سروِیا کو تاخت و تاراج کرتا ہوا مقدونیہ کی طرف بڑہتا چلا آیا۔ جہان اوسکو اسکندر بیگ کے آملنے کی امید تھی۔ اسکی فوجین کسووا کے تاریخی میدان مین جہان مراد اول عیسائیون کی فوج ذغار کو شکست دیچکے تھے خیمہ زن تہین کہ اکتوبر ۱۴۴۸ء مین مراد ثانی اونکے سر پر آپہونچا۔ ہنگرین کی تعداد نسبتاً تہوڑی تہی۔ اور اسکندر بیگ بھی غالباً سلطان مراد کے قہر و جلال کے خوف سے اونکی مدد پر نہ آیا۔ عیسائی جان توڑ کر لڑے۔ لیکن ترکون کی جرأت و مردانگی کا مقابلہ نہ کرسکے۔ اور تین دن رات کی مسلسل لڑائی کے بعد جسمین ۱۵ ہزارون کی تعداد مین قتل ہوئے میدان جنگ سے دُم دبا کر بہاگ گئے۔ اس فتح و کامرانی کے بعد سلطان مراد البانیا سے ہوتے ہوئے اڈریانوپل واپس آگئے۔ اور ۹ فروری ۱۴۵۱ء کو مطابق ۸۵۵ھ ہجری المقدس بعارضہ سکتہ جنت الفردوس کو سدہار گئے۔ سلطان مرحوم کے جانشین محمد فاتح کے عہد مین بھی جو تخت پر بیٹھتے ہی فتح قسطنطنیہ اور اوسکے بعد دیگر اہم معاملات مین مصروف ہوگیا تہا کچھہ مدت تک آزادی سے بسر اوقات کرتا رہا۔ کیونکہ جسطرح سلطان مراد اوسکو بچون کیطرح سمجھتے تہے اوسیطرح سلطان محمد اوسکو بہائیون کی طرح پیار کرتے تہے۔ چنانچہ ۱۴۶۱ء مین سلطان مذکور نے اسکندر بیگ سے باضابطہ صلح کرکے اوسکو البانیا کا والی تسلیم کرلیا۔ مگر چند ہی برسون کے بعد اوس نے عہد شکنی کردی اور کئی ترکی جرنیلون کو پسپا کردیا۔ اسپر سلطان محمد فاتح نے بذات خود حملہ آور ہوکر ۱۴۶۶ء مین صوبہ اپائیرس کو فتح کرلیا۔ اور اسکندر بیگ جان بچاکر ریاست وینس کے علاقہ مین بہاگ گیا جہان ۱۴۶۷ء مین ۶۳ برس کی عمر مین بمقام لیسا فوت ہوگیا۔ اور ۱۴۷۸ء مین تمام البانیا باقاعدہ طور پر حکومت عثمانیہ کے تابع ہوگیا اسکندر بیگ کی غداری کی وجہ سے گو ترک اوسکو بُرا کہتے ہین مگر اوسکی بہادری اور شجاعت کو بھی ساتھہ ہی تسلیم کرتے ہین۔ اور اوسکے افسانے اب تک البانیا اور صوبجات متصلہ مین زبانزد عام ہین اور قومی گیتون مین اوسکے کارنامے بڑے شوق سے درج کئے جاتے ہین۔ اسکے مرنیکے بعد چند جاہلون نے اسکی لاش اکہاڑکر اسکی ہڈیون کو سونے یا چاندی مین منڈہکر بطور تعویذ استعمال کیا۔

سلطان محمد فاتح کے کارنامون کا تذکرہ شروع اور اس باب کو ختم کرنیسے پہلے اوس زمانہ کے پولیٹیکل نظم و نسق سلطنت عثمانیہ کی مجمل کیفیت بیان کردینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔

ترکی افواج جس وقت کسی نئے علاقہ کو فتح کرتی تہین تو اوسکا نظم ونسق فیوڈل سسٹم کے قاعدہ پر کیا جاتا تہا۔ فیوڈل سسٹم کی تعریف پہلے درج ہو چکی ہے کہ جنگی خدمت کے عوض زمین عطا کئے جانیکے قاعدہ کو فیوڈل سسٹم کہتے ہین۔ ترکون نے عطیون کی تین قسمین مقرر کی تہین۔ تیمار۔ ضیامت اور بے لاک۔ ایک تیمار مین تین سو سے لیکر پانسو ایکڑ تک زمین ہوتی تھی۔ اور اسکا مالک جسے سپاہی پکارا جاتا تہا اپنی آمدنی کے ہر تین ہزار اسپر یا اقشہ (چاندی کا سکہ جو ½ پنس یا آدہ آنہ کے برابر ہوتا ہے) کے لئے ایک مسلح سوار مہیا کرنیکا ذمہ دار ہوتا تہا۔ ضیامتون اور بے لکون کے رقبے اس سے بہی بڑے ہوتے تہے اور یہ سلسلہ ذکور۔ یہ عطیئے موروثی ہوتے تہے۔ اور جب ان عطیون کی ایک کافی تعداد ایک جگہہ جمع ہو جاتی تہی تو اونکا ایک ضلع بنا کر ایک افسر کو جسکے عہدے کا نام سنجق بے ہوتا تہا اوسپر مقرر کر دیا جاتا تہا۔ بے لک کا درجہ فوج کے [illegible] کرنیل کے برابر ہوتا ہے۔ مگر یہہ خطاب موروثی ہے۔ سنجق کے معنے علم یا جہنڈے کے ہین۔ اور ہر جہنڈے کے ساتہہ بالعموم پانچ ہزار سوار ہوتے تہے۔ ہر سنجق بے کو گہوڑے کی ایک دم کا جہنڈا افسری کے امتیازی نشان کے طور پر دیا جاتا تہا۔ کیونکہ ترک جو ابتداءً خانہ بدوش لوگ تہے گہوڑے کو طاقت کا نشان تصور کرتے ہین حکومت کا تمام سلسلہ ان جنگی عطیات اراضی پر مبنی تہا ملکی نظم ونسق کے اعتبار سے تمام اہم امور وزیر کے سپرد ہوتے تہے جیساکہ وزیر کے لفظی معنے یعنی بوجہہ اوٹہانے والا سے ظاہر ہوتا ہے۔ اوسکے بعد قاضی عسکر کا رتبہ تہا جو تعداد مین دو ہوتے تہے۔ ایک یورپ اور دوسرا ایشیا کیلئے۔ انکو فرائض قانون کو متعلق ہوتے تہے۔ اور خواجگان یعنی اتالیق شہزادگان اور مفتی یعنی شرع محمدی کی تشریح کرنیوالے اونکو ماتحت ہوتے تہے۔ فتح قسطنطنیہ کے بعد وہان کا جج بہی انکا ماتحت کر دیا گیا تہا۔ جب یہ افسر باہمی صلاح ومشورہ کے لئے جمع ہوتے تو انکے اجتماع کو دیوان کہا جاتا۔ اور اسکے ہر اجلاس مین چیف سکرٹری یعنی رئیس آفندی بہی جو اکثر اوقات بڑے رسوخ اور عظمت کا عہدہ دار ہوجاتا تہا شامل ہوتا۔ سلطان کی غیر حاضری مین وزیر اعظم صدر ہوتا لیکن سلطان بالعموم شریک ہوتے تہے۔ پاشا کا خطاب جسکے لفظی معنی بادشاہ کے پاؤں کے ہین ترکی رعایا مین سے ابتداءً اون لوگون کو دیا جاتا تہا جنہون نے کسی طرح سے ملک اور قوم کی نمایان خدمت کی ہو۔ گو اب یہ ایک طرح سے جنگی افسرون کے ساتہہ مخصوص ہو گیا ہے۔ کسی پاشا کو تین دمون والے جہنڈے سے بڑا جہنڈا عطا نہین ہوتا تہا۔ اور یہ بہی نہایت ہی اعلےٰ درجہ کی کارگزاری اور خاص خاص صورتون مین۔ بادشاہ کا جہنڈا سات دمون والا ہوتا ہے۔

فاتح عثمانیون کے اراضی مقبوضات ان تین قسمون مین تقسیم کئے جاتے تہے اراضیات اوقاف۔ وہ اراضیات

جو عثمانیون کی خانگی اور ذاتی جائیداد بنا دی جائین۔ اور اراضیات بملکیت تاج۔ تیسری قسم کی اراضیات کی آمدنی سلطان کے ذاتی خرچ اور ریاست کے اخراجات مین کام آتی۔ اور انہی اراضیات سے بڑے بڑے فیوڈل لارڈز (امرا جنکو جنگی خدمت کے عوض مین زمین عطا ہو) کو جنگی خدمت کے معاوضہ مین زمینین عطا ہوتین۔ اسی ضمن مین ایک عیسائی مورخ حسب ذیل لکہتا ہے:۔

"کچہہ عرصے کے بعد سلطنت کے مسلسل وسعت پذیر ہوتے چلے جانے کی وجہ سے سپاہیون کی مانگ اسقدر بڑہگئی کہ غلامی کے طریقہ کو رائج کرنا پڑا۔ جسکے رو سے مفتوحہ اقوام کا پانچوان حصہ فاتحین کے دست تصرف مین آجاتا تہا۔ عثمان غازی کے فرزند اور جانشین ارخان نے ہر سال ایک ہزار ایسے عیسائی لڑکون کے لینے سے جنکی عمرین بارہ اور چودہ برس کے درمیان ہون اس طریقہ کو رائج کیا۔ ان لڑکون کو دین اسلام کی تعلیم دیجاتی تہی اور اونکی تربیت اس طرح سے کیجاتی تہی کہ فارغ التحصیل ہونے کے بعد وہ جنگی۔ ملکی۔ یا مذہبی ملازمت دینے کے قابل ہوجائین۔ اس سے وہ لڑکے تو عموماً بڑے بڑے عہدون پر پہونچ جاتے تہے یا پہونچنے کا راستہ اونپر کہل جاتا تہا۔ مگر اونکے والدین اپنے بچون کی تبدیلی مذہب پر بہت سٹپٹاتے تہے الغرض ینگچری فوج کی بنیاد اس طرح سے قایم ہوئی تہی۔ جو منظور نظر فوج بعدمین کل سلطنت عثمانیہ مین عیسائیون کی جانی دشمن بنگئی۔ مگر اس مین کسی کو کلام نہین کہ ترکی حکومت کے ابتدائی زمانہ مین عیسائیون کے ساتہہ ہرگز سخت برتاؤ نہین کیا جاتا تہا۔ ترکی قانون کا ایک عام مسئلہ اور اصول تہا کہ "خم شدہ سر کو کبہی قلم نہین کرنا چاہیئے"۔ ایک مفتی سے ایک دفعہ سوال کیا گیا "اگر گیارہ مسلمان کسی عیسائی کو جو بادشاہ کی رعیت ہے اور خراج دیتا ہو بلا وجہ جائز قتل کردین تو کیا کرنا چاہیئے؟" مفتی نے جواب دیا "اگر مسلمان ایک ہزار ایک بہی ہون تو سب کو قصاص مین پہانسی دیا جائے گا"۔ افسوس ہے کہ اس شریفانہ اصول کے مطابق ترکون کا اپنی عیسائی رعایا کے ساتہہ برتاؤ نہین رہا۔ مگر ساتہہ ہی انصاف ہمین یہہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ پرجوش مذہبی خبط کا اظہار ہمیشہ ایک ہی طرف سے نہین ہوتا رہا۔ اگر ترکون نے بسا اوقات اپنی طاقت کو بری طرح استعمال کیا ہے تو عیسائیون کا بہی بعض اوقات رویہ ایسا متمردانہ اور نامعقول رہا ہے کہ نرمی اور ملاطفت سے اونپر حکومت کرنا نہایت ہی مشکل امر تہا"۔

ابتدائی سلاطین نے جو طرز حکومت قایم کی تہی۔ اوسکی کسی قدر ترمیم سولہوین صدی کے آخری حصہ مین سلطان مراد ثالث نے کی۔ اور پہر ۱۸۳۲ء مین سلطان محمود ثانی نے اوسکو بالکل رد و بدل کردیا۔ محمود کا اس ترمیم سے بڑا مدعا یہہ تہا کہ فیوڈل سسٹم کے طریقہ سے جو بیحد خرابی اور تظلم ہورہا ہے اوسے دور کیا جائے۔ بے اوباشاؤن کا

ایک طرح سے ایک علیحدہ طبقہ تھے جسے طبقہ امرا کہنا بیجا نہ ہوگا بنگیا ہوا تہا- اور اونکے اختیارات غیر محدود ہوگئے ہوئے تہے جسکا لازمی نتیجہ یہ تہا کہ اونکی کُل کارروائی خود پروری اور ظلم سے خالی نہین ہوتی تہی- کاہلی- عیاشی اور حرص اونکے اوصاف تہے- جو زمینین اونکے ماتحت تہین اونکے وسایل پیداوار کو اونہون نے ختم کردیا ہوا تہا- ترقی کے مانع ہوتے تہے- اور غربا پر ظلم کرتے تہے- محمود پر عموماً خودرائی اور مایل بہ سنگدلی ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے- لیکن ملک کی سچی خوشحالی کے پیدا کرنے اور ابتریون اور خرابیون کے دور کرنے مین جو اوسنے کوششین کین اوسکو سب تسلیم کرتے ہین کہ صدق دل سے کیگئی تہین- مگر عملاً فعلاً مین خیانت اور خرابی اس درجہ پر پہونچی ہوئی تہی کہ اپنے ہمعصر روسی زار نکلس کیطرح جس نے بھی اپنے قلمرو مین درستی و اصلاح کا بیڑا اوٹھایا تہا وہ حیران و ششدر رہگیا- اور اوسکے پائے ثبات ڈگمگا گئے- اوسے معلوم ہوگیا کہ جبتک ان موروثی فیوڈل عہدہ دارون اور پاشاؤن کو جنکے توسل ہی سے صوبجات مین گورنمنٹ کا کاروبار چلتا تہا یک قلم موقوف کرکے اونکی جگہہ ایسا سلسلہ انتظام نہ قایم کیا جائے جو خاص بادشاہ اور اوسکے وزرا کی زیر نگرانی ہو تب تک خرابی کبھی دور نہین ہوسکتی- اس تجویز کو کسی قدر سلطان موصوف عملاً مین لائے اور اوسکی پوری پوری تکمیل سلاطین مابعد کے زمانہ مین ہوگئی- چنانچہ اب سلطنت بڑے بڑے انتظامی مرکزون مین جنکو ولائیت پکارا جاتا ہے منقسم ہے اور اونپر سلطان اور اوسکے وزیرون کی عام نگرانی رہتی ہے- ہر ولائیت پر والی یا گورنر جنرل مقرر ہے- جسکے اختیارات بہت وسیع ہوتے ہین- مگر وہ ہر وقت سلطان کے حکم سے معزول کیا جا سکتا ہے- سلطان عبدالعزیز مرحوم نے اپنے عہد مین اس اختیار کو اسقدر تواتر سے برتا کہ عام ناراضگی پہیل گئی تہی- گورنر کسی گہری چال کی بنا پر یا شاہ کی ترنگ کی وجہ سے تہوڑی تہوڑی مدت کے بعد بار بار تبدیل کردئے جاتے تہے-

ٹرکی کی تعلیمی حالت مین پچھلے دنون سے بہت بڑا تغیر واقع ہوگیا ہے- سنہ ۱۸۴۰ء تک وہان کی تعلیم صرف مذہبی ہوتی تہی- تمام مدارس مسجدون کے متعلق ہوتے تہے- اور کل تعلیمی سلسلہ علما کے ہاتھہ مین تہا- سن مذکور مین دنیوی تعلیم کیطرف گورنمنٹ کو خیال ہوا- اور سنہ ۱۸۶۹ء مین تعلیم عامہ کے متعلق ایک بنیادی قانون بروئے فرمان شاہنشاہی نافذ کیا گیا- اوسکے رو سے سلطنت عظمیٰ کے مدارس دو اقسام مین منقسم کئے گئے-

(۱) سرکاری مدارس جو بالکل گورنمنٹ کے اقتدار اور نگرانی مین ہین-

(۲) پرائیویٹ مدارس جنکا گورنمنٹ صرف معائنہ کرتی ہے- مگر جنکے متعلق باقی کل انتظام و اہتمام پرائیویٹ اشخاص یا جماعتون کے ہاتھہ مین ہے-

ایک عیسائی مورخ پندرہوین صدی کے ترکون کے اوضاع واطوار کی نسبت حسب ذیل لکھتا ہے :۔

" جب محمد ثانی اپنے باپ مراد ثانی کی وفات پر تخت نشین ہوا تو اس وقت ترکون کی طاقت مین عروج پر تھی۔ اور ترکی کیرکٹر اور خصلت نے پورا پورا نشو ونما پالیا تھا۔ عثمانلی ایک فاتح قوم تھی۔ اور اونمین لاکلام وہ قباحتین موجود تھین جنکا ایک فاتح اور جنگی قوم سے منفک ہونا محال ہے وہ مغرور اور خودرای تھے اور قدرتی استحقاق یا حق آسایش کے خیالات اور وعادی کو اپنی پیش قدمی کرتی ہوئی افواج کے راستہ مین حایل نہین ہونے دیتے تھے۔ مگر ساتھہ ہی اونمین ایک زبردست اور حکمران قوم کے بیشمار اوصاف بھی موجود تھے۔ بطور قاعدہ کلیہ وہ خواہ مخواہ ظالم نہ تھے۔ اور جو قوم اونکی اطاعت قبول کرلیتی تھی اوسکے ساتھہ بالعموم نہائیت عمدہ برتاؤ کیا جاتا تھا۔ اکثر جگہہ اوتھون ہی نے جاکر ایسی قومون کے درمیان جو موروثی برائی یا کمزور اور ایذا رسان گورنمنٹ کی وجہ سے پست و ناکارہ اور کمزور ہو رہی ہین۔ امن پھیلایا۔ پندرہوین صدی کے وسط مین ترکی قوم من حیث المجموع نہائیت ہی نیک چلن اور با وصف قوم تھی۔ اعلےٰ جماعتون مین بدچلنی پیدا ہونی شروع ہوگئی تھی مگر وہ ابھی کسی خطرناک حد تک نہین پہونچی تھی۔ اور قوم کا باقی حصہ تو بالکل بچا ہوا تھا۔ تب ہی نہین بلکہ موجودہ زمانہ مین بھی عثمانلی قوم کا طبقہ عامیانہ بیشمار قابل تعریف اوصاف سے متصف ہے۔ گو طبقہ حکام اور اعلےٰ درجہ کی جماعتون کی عیاشی کی دیمک نے ترکی کے پولیٹکل (انتظامی یا سیاسیہ) اور سوشل (تمدنی) جسم کو بہت کچھہ کہا لیا ہے۔ اوس نامور فاتح کے زمانہ مین جس نے یونانی قیاصرہ کے کمزور ہاتھہ سے قسطنطنیہ کو چھینا ایسی حالت نہ تھی۔ اُس وقت ترکی کی قسمت عروج پر تھی اور اوسکی قسمت کا ستارہ سچ مچ روز افزون ترقی کرنے والا ہلال تھا۔ ارادہ کی زبردست مستعدی۔ عزم کی نہائیت مستقل پختگی۔ نہائیت ہی اعلےٰ درجہ کا مذہبی جوش۔ مردانہ اوصاف جو نہائیت ہی مضبوط نشو و نما پائے ہوئے تھے۔ اور اپنی قوم کے جو صدیون سے فتوحات کی عادی ہو رہی تھی پرانے اور جدید کارنامون کا ذخیرہ ان سب نے عثمانیہ پیش قدمی کی زبردست اور وسیع موج کو جس کے سامنے کسی چیز کے پاؤن جمنے محال تھے۔ قیاصرہ کے شاہی دارالخلافہ کی فصیلوان اور برجون سے جا ٹکرایا۔ ایک طرف تو مردانہ طاقت کی مستعدی تھی۔ اور دوسری طرف قریب پہونچگئے ہوئے انحطاط کی کہولت و کمزوری۔ یورپ کی قسمت کے لئے یہ ایک بڑے معرکہ کا زمانہ تھا اور ایسے زمانون مین سے ایک تھا جنکی طرف انسان کا خیال بڑے سخت اشتیاق کے ساتھہ کھنچتا ہے۔ کیونکہ یہ زمانے ایک طرح سے تاریخ عالم کے روا رو گذرنیوالے جلوس مین موڑ کا کام دیچکے ہین۔ انپر آکر تاریخ نے پلٹا کھایا اور دوسرے رخ پر چل پڑی۔ یہ زمانہ عثمانیہ فتوحات کے ایک نئے دور ان

کی ابتدا معلوم ہوتا تہا جو عیسائیت کے وجود تک کو معدوم کر دینے کی دہمکی دینے والا تہا۔ مگر در اصل یہہ عثمانیہ زوال کا شروع تہا۔ وہ زمانہ نقصان[۱] کی پیشینگوئی تہا یہہ نقصان ایک نئی اور شاندار شاہنشاہی طاقت کے حصول کی فریب دہ شکل مین پیدا ہونے والا تہا۔"

باب (۲) دوم

سلطان محمد ثانی الفاتح کی تخت نشینی فتح قسطنطنیہ کے لئے جنگی تیاریان

[۱] فاضل مؤرخ کا یہ بیان شاید بادی النظر مین متضاد اور ناقابل قیاس معلوم ہو۔ مگر درحقیقت وہ ایک بڑے گہرے خیال اور صداقت پر مبنی ہے۔ عام مثل ہے کہ ہر کمالے را زوالے۔ اسکی تشریح ایک عالم اہل نے یہ کی ہے کہ کوئی قوم یا شخص کمال کو پہونچ نہین سکتا۔ اسلئے اس مثل کے مطابق زوال بہی نہین آنا چاہیئے۔ مگر کوئی قوم نہین جسپر زوال نہ آیا ہو اوسکی وجہ یہہ ہے کہ جب کوئی قوم یہ سمجہہ لیتی ہے کہ مین کمال تک پہونچ گئی ہون۔ تو خواہ مخواہ آگے بڑہنے اور ترقی کرنے کی کوششین بند ہو جاتی ہین۔ جسکا اثر یہہ ہوتا ہے کہ وہ قوم کچہہ عرصہ اوس سطح پر رہکر بتدریج نیچے کیطرف پہسلنا شروع کر دیتی ہے۔ اسی طرح جبتک ترکون نے قسطنطنیہ فتح نہین کیا تہا۔ اور اونکے فرمانروا شہنشاہ نہین سمجہے جاتے تہے تبتک ان مقاصد کے حصول کی کوشش ہوتی رہی۔ جب یہہ حاصل ہوگئے تو اونہون نے سمجہا کہ اب ہم کمال پر پہونچ گئے ہین۔ یہ سمجہنا تہا کہ پیش قدمی کی لہر رک گئی۔ اور مطابق قاعدہ کلیہ انحطاط شروع ہو گیا۔ سبب بڑی وجہ تو یہ ہے جسپر فاضل مؤرخ نے یہ غلط نما صداقت اور قیاس ظاہر کیا ہے۔ مگر اسکے ساتہہ اب ایک یہ بہی کسی قدر وجہ گردانا جا سکتا ہے کہ قسطنطنیہ کے فتح کر لینے کے بعد عیاش اور بدچلن یونانی ترکون کے زیادہ ہمقرین اور ہم جلیس ہو گئے اور روز بروز انکی تمام خرابیون کو ترکون مین بہی حلول کرنے کا کافی موقع ملگیا جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ترکون مین جو مردانہ اوصاف موجود تہے۔ وہ بدچلنی اور عیاشی کی تاریکی مین چہپ گئے۔ یہ ممکن تہا کہ ترک ان خرابیون سے بچ جاتے۔ مگر وہ نہ بچے اور اسی لئے فتح قسطنطنیہ اونکے زوال کا پیش خیمہ ہوگئی۔ اگر وہ بچے رہتے۔ اور ان بد افعال یونانیون اور اونکے رسم و رواج اور خیالات کو قریب نہ پہٹکنے دیتے اور ساتہہ ہی فتح قسطنطنیہ اور حصول شہنشاہیت کو اپنا انتہائی مدعا نہ سمجہہ بیٹہتے تو بیشک اس کامیابی سے عروج و ترقی کا ایک اور نیا زمانہ اونکے لئے شروع ہو جاتا ! *

قسطنطنیہ کی مجمل تاریخ - فتح قسطنطنیہ - اور یورپ پر اس کا اثر -

محمد خان ثانی اپنے باپ مراد خان کی وفات پر بائیس برس کی عمر مین تیسری دفعہ تخت پر بیٹہا - باپ کے مین حیات اوسکو دو دفعہ تخت نشینی کا مجمل ذکر پچہلے باب مین ہو چکا ہے - اوسکے باپ نے اپنے بیٹے کے لئے ایک شاندار اور وسیع سلطنت چہوڑی - مگر وہ کچہہ عرصہ سے جان ہنیاڈاس اور اسکندر بیگ کی جنگی قابلیت سے کسی قدر کمزور ہو گئی تہی - مراد اپنے عہد مین فی الجملہ نمایان طور پر کامیاب رہا تہا - مگر اوسے چند ایک ہزیمتین بہی اوٹہانی پڑین - خاصکر فتح کسووا کے بعد البانیا کے صدر مقام کو اسکندر بیگ سے فتح کرنے مین ناکامیاب رہنے سے وہ سخت شکستہ دل ہو گیا تہا اور اس رنج نے اوسکی موت کے وقت کو زیادہ قریب کر دیا تہا - مرتے وقت اوسنے اپنے لخت جگر کو یہ آخری نصیحت کی کہ دشمن کو کیسا کمزور ہو اوسے حقیر نہ سمجہو - محمد نے تو اس وصیت پر پورا پورا عمل کیا - لیکن کاشکے کل سلاطین اس اصول کو جنگی معاملات مین ہمیشہ مدنظر رکہتے - اللہ اکبر اگر یہ بات ہوتی تو زار پیٹر ہوتا اور نہ اوسکی وصیت اور نہ ہی روسکی سلطنت اس عروج وکمال کو پہونچتی - اور غالباً سلطنت عثمانیہ کا رقبہ آج جو تہا حصہ رہگیا نظر نہ آتا - خیر سلف ما مضی - محمد مراد کی وفات کے وقت شہر مونیز مین تہا - خبر رحلت سنکر بسرعت تمام دار الخلافہ مین جو اس وقت بمقام ایڈریانوپل تہا پہونچگیا - اوسکا ایک چہیرا بہائی ارخان قیصر روم کی نظر بندی مین تہا - جسکے گذارہ کے لئے قیصر کو سالانہ رقم ملتی تہی - اور ایک حقیقی بہائی تہا جسکی عمر ابہی آٹہہ ماہ کی تہی - لیکن آیندہ کے خطرات سے محفوظ رہنے کے لیے محمد نے اوسے ینگچریون کے آغا کے ہاتہہ سے مروا دیا - اور پہر قصاص مین آغا کو اپنے ہاتہہ سے قتل کر دیا - اس طرح اندرونی خرخشہ سے مطمئن ہوکر اس نے عیسائی باجگزارون سے صلح کا عہد و پیمان کیا اور خود ایشیا مین جاکر قرمان اوغلی کا جو پہر سر فساد ہو گیا تہا خاتمہ بالخیر کیا - اور سب طرف سے فارغ البال ہوکر اپنے عہد کے کارنامہ عظیم یعنی فتح قسطنطنیہ کی تیاریون مین دل و جان سے مصروف ہو گیا - ان تیاریون سے کچہہ عرصہ ہی پہلے قیصر روم سے اوسنے عہدنامہ صلح و دوستی کی تجدید کی تہی - مگر اس مین کسی کو شبہ نہین تہا کہ تخت پر بیٹہتے ہی اوس نے شاہی قیصر پر اپنا علم نصب کرنے کی ٹہان لی تہی - اس مدعا کو پیش نظر رکہکر اوسنے اپنے دربار کے تمام فضول اخراجات کو ایک سرے سے موقوف کر دیا - کئی خائنون اور بدمعاملون کو سزائین دیکر نکال دیا - ینگچری فوج کی حالت کو جو مفسدانہ خود سری کے آثار دکہلانے لگ گئی تہی درست کر کے اپنے قابو مین کیا اور فوجی جمعیت کو بہت بڑہا دیا - وہ طبیعت کا بڑا سخت تہا - اپنے حکم مین کسی شخص کے معترض ہونیکی برداشت نہین کرسکتا تہا - اور نہ ہی کسی کو سرتابی

کی مجال تہی۔

قسطنطنیہ اس وقت تنزل و پستی کے آخر ترین درجہ کو پہونچ چکا تہا یونانیون کے ہر ایک کام مین خواہ وہ عیش و آرام کے متعلق ہو یا بہاری سے بہاری ملکی یا علمی معاملہ کے اوچہاپن اور سفاہت اپنا گہر کر چکی تہی۔ اسکا ثبوت اس سے بڑہکر کیا ہو سکتا ہے کہ ایک زبردست بیقرار اور موقع شناس دشمن سر پر پہونچا ہوا قیصری سلطنت کی رہی سہی جان قبض کرنے کو تیار ہے۔ اور ادہر وہ ہین کہ معاملاتِ سلطنت سے غافل فقہ و شرع عیسوی اور الٰہیات کے خشک و فضول مسایل و متشابہات اور غوامضِ و دقیقہ کی موشگافیون اور اونپر لڑنے جہگڑنے مین جنکو نہ کبہی کوئی قطعی طور پر حل کر سکا اور نہ اونکے حل کرنے کی کوشش کرنے مین کوئی فایدہ مصروف و مشغول تہے۔ ہر ایک فرد بشر عیاشی اور سیر و تماشا مین ڈوبا ہوا تہا۔ اور ایک گہنٹہ بیفکری مین بسر کر لینے کے مقابلہ مین سلطنت قیصری کے چہن جانے کی کوئی حقیقت نہین سمجہتے تہے۔ یہ سلطنت جو ابتدائی قیاصرہ کے زمانہ مین لاکہون مربع میل کی مالک تہی گہٹتی گہٹتی اب شہر قسطنطنیہ اور تہوڑے سے علاقہ ملحقہ پر محدود رہگئی تہی اور اتنا کچہہ بہی فقط ترکون کی مہربانی سے اونکے پاس بچا ہوا تہا۔ جان پلیلوگس کے ۱۴۴۸ء مین فوت ہونے پر اوسکا جانشین قسطنطین دوازدہم سلطان مراد سے پہلے اجازت حاصل کر لینے کے بعد تخت پر بیٹہنے کی جرأت کر سکا۔ اسی لئے بعض مؤرخین اوسکو یونانی قیاصرہ کی فہرست مین شامل نہین سمجہتے۔ کیونکہ وہ فی الحقیقت ایک خود مختار فرمانروا نہین تہا۔ جان پلیلوگس دیکہہ چکا تہا کہ سلطنت کا وجود قریب الاختتام ہے۔ اوس نے ترکوان کی پیشقدمی اور خاتمہ کی آمد کو روکنے کے لئے مغربی یورپ کی بعض طاقتون سے بذات خاص وہان جاکر مدد چاہی مگر بائی زنٹیم کو اوسکی قسمت پر چہوڑ دیا گیا۔ اور قسطنطین کو اوس اٹل ساعت کا مقابلہ کرنا پڑا جسکی آمد کو ذلیل ترین خوشامد یا اوس کی قریب النزع سلطنت کی کل قوت و طاقت روکنے سے بالکل عاجز تہی۔

محمد ثانی نے ۱۴۵۱ء سے حکومت شروع کی۔ یہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ قسطنطنیہ کو فتح کرنے کا اوسنے روز اول سے مصمم ارادہ کر لیا تہا۔ عہدنامہ ہو جانے کے باعث شاید اس ارادہ کے ظہور پذیر ہونے مین ابہی کچہہ توقف و تامل ہوتا۔ مگر یونانیون اور اونکے قیصر کی بدبختی اور شومی طالع نے ایسا نہ ہونے دیا قیصر نے سلطان کو خط لکہا کہ اگر اپنے بہائی ارخان کا گذارہ جو میری نظربندی مین ہے بڑہا نہ دوگے تو مین اسکو رہا کر دونگا۔ سلطان معاہدہ کے باعث اوسکی اس جسارت سے درگذر کر گئے۔ مگر جب نادان بار بار اصرار کرنے لگا تو اسکے جواب مین نفقہ بالکل ہی بند کر دیا گیا۔ اور سلطان نے فتح قسطنطنیہ کے لئے علانیہ تیاریان شروع کر دین۔

دریائے سترائمان یا اسبولی کے کناروں سے جو صوبجات تھریس و مقدونیا کی سرحد پر بہتا ہے۔ یونانی افسرونکو نکال دیا گیا اور آبنائے باسفرس کے یورپی کنارہ پر قسطنطنیہ سے پانچ میل کے فاصلہ پر عین اوس قلعہ کے مقابل جو ایشیائی ساحل پر سلطان کے دادا محمد اول جامع نے تعمیر کیا تھا ایک عظیم الشان قلعہ تعمیر کرانا شروع کر دیا۔ توپ کا رواج ترکون مین مراد ثانی کے وقت سے شروع ہوچکا تھا۔ اور پطراس وسکیان و دیگر مقامات کی فتح مین وہ بہت کارآمد ثابت ہوئی تہین۔ محمد ثانی نے سوچ لیا تھا کہ باسفرس کے دونون سواحل پر بالمقابل اگر یہ اسلحۂ آتشبار نصب کر دیئے گئے تو بحیرۂ اسود و بحیرۂ مارمورا کا راستہ اوسکو کامل اقتدار مین ہو جائیگا۔ ادہر قسطنطین کو اس قلعہ کی تعمیر سے فوراً سوجھ گئی کہ جب قلعہ تیار ہوکر اوسپر بڑی بڑی توپین نصب ہوگئین تو سلطان بندر قسطنطنیہ مین جب چاہے جہازون کی آمد کو روک سکیگا۔ اور اس طرح اہالیان شہر بدوران محاصرہ فاقہ ہی سے لاچار ہوکر حملہ آورون کے ماتحت چلا جانا قبول کر لینگے۔ اس خوف و اندیشہ سے اوس نے ۱۴۵۲ء مین سلطان کے پاس ایلچی روانہ کرکے شکایت کی کہ اس قلعہ کی تعمیر سے سلطان معاہدہ کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ محمد فاتح نے جواب دیا۔ کہ مجھے اپنی زمین پر رفقاء سے اجازت لینے کے بغیر جسطرح کی عمارت چاہون اوسکے بنانے کا اختیار ہے۔ اور اگر مین اپنے مقبوضات کی حفاظت کا انتظام کرون تو اس سے کسی معاہدہ کی خلاف ورزی نہین ہوتی۔ اس جواب کے موصول ہونے پر جو نہایت معقولیت سے دیا گیا تھا قیصر نے دلیر ہوکر دوسرا سفیر بہیجا کہ قلعہ کی تعمیر بند کر دی جائے۔ اس گستاخانہ درخواست سے سلطان کو سخت غصہ آیا۔ مگر پہر بہی طبیعت کو قابو مین کرکے بڑی متانت سے جواب دیا کہ ایک تو قیصر کی حکومت فصیل شہر سے باہر نہین ہے۔ دوم جب سلطان مراد کے وقت تم لوگون نے ہنگریون کے ساتھ ملکر مقبوضات سلطانی پر حملہ کیا تھا تو آبنائے ڈارڈنیلز کو فرنگیون کے جہازون نے بند کر دیا تھا اور سلطان مرحوم کو مجبوراً باسفرس کے راستہ یورپ مین داخل ہونا پڑا تھا۔ اس وقت اوس نے یورپی ساحل پر قلعہ تعمیر کرنے کی قسم کہائی تہی۔ اور باپ کی قسم کو پورا کرنا مجھپر لازمی ہے۔ اس جواب کے بعد سلطان نے سفیر کو دہمکی دی کہ اگر قیصر کی طرف سے پہر کوئی ایلچی اس بارہ مین آیا تو وہ زندہ واپس نہین جائیگا۔

یہ جواب سنکر قسطنطین نے بہی حملہ کے روکنے کی تیاریان کرنے کا عزم بالجزم کر لیا۔ مگر اوسکے بزدل مشیر اوسکو یہی صلاح دیتے رہے کہ ابہی تیل دیکہو تیل کی دہار دیکہو۔ جلدی کرنا مناسب نہین۔ ۵۳-۱۴۵۲ء کا موسم سرما یونانیون نے تو اسی بات مین گذار دیا اور ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہے۔ لیکن عثمانی اپنے کام مین پوری مستعدی سے مصروف رہے۔ سلطان فتح قسطنطنیہ کے خیال مین محو تہا۔ راتون کو بستر پر لیٹا اکثر سادی رات

وسائل فتح کو سوچتا رہتا اور دن کو مجوزہ محاصرہ کی جزئیات پر اپنے جرنیلون سے صلاح و مشورہ کرتا رہتا۔ توپخانہ کی تیاری و درستی کی طرف اوسکو خاص خیال تہا جسکو وہ کل دنیا کی سلطنتون کے توپخانون سے زبردست بنانے کا ارادہ کر چکا تہا۔ اس ارادہ مین اوسکو ایک عیسائی نومسلم مسمی اربن سے جو توپین ڈہالنے کا کام کرتا تہا بڑی امداد پہونچی۔ سلطان اوس سے عموماً صلاح و مشورہ کرتا اور اوسکو بیش بہا انعام و اکرام عطا کرنیکے وعدے دیتا۔ ایک دفعہ سلطان نے اوس سے دریافت کیا کہ کیا تم ایسی توپ ڈہال سکتے ہو جسکا سنگین گولہ قسطنطنیہ کی دیوارون کو توڑ سکے۔ اربن نے جواب دیا۔ کہ مین ایسی توپ تیار کر سکتا ہون جو بابل کی دیوارون سے بڑہکر مضبوط دیوارون کو توڑ سکے۔ اسپر اوسکو ایڈریانوپل مین جو فتح قسطنطنیہ سے پہلے سلاطین کا یورپی دارالخلافہ تہا توپ ڈہالنے کا کارخانہ قائم کرنے کی اجازت دیگئی۔ تین مہینون کے بعد اوسنے پیتل کی ایک ایسی عظیم الشان توپ تیار کی جسکے برابر اسوقت روئے زمین پر کوئی دوسری توپ موجود نہ تہی۔ اوسکی نال کا قطر بہت ہی بڑا تہا۔ اور آٹہہ من پختہ وزن کا سنگین گولا اوسمین پڑتا تہا۔ سلطان نے اول اسکی آزمائش کرنی چاہی۔ لوگون کو اوسکی رعدنما آواز سے بچنے کا انتظام کر لینے کے لئے پہلے اطلاع کر دیگئی کہ فلان دن توپ چلائی جاوے گی۔ توپ آزمایش مین کامل اتری۔ گولہ ایک میل تک گیا اور جہان گرا وہان چہ فیٹ زمین مین دہنس گیا۔ اور چوطرفہ ساڑہے بارہ بارہ کوس تک گرج سنی گئی اس بلاکو ایڈریانوپل (ادرنہ) سے قسطنطنیہ پہونچانا ہی سہل کام نہ تہا تیس چہکڑون کو ایک دوسرے کے پیچہے جوڑکر نال کو اونپر لادا گیا ساٹہہ بیل کہینچنے پر لگائے گئے۔ اور اس طرح ڈیڑہ سو میل کا فاصلہ تقریباً دو مہینون مین طے ہوا۔

ودین ولا باسفرس کے یورپی ساحل پر قلعہ کی تعمیر بڑی سرگرمی سے جاری تہی۔ ایک ہزار معمار روزانہ اوسپر کام کرتے جس سے عمارت بہت جلد تیار ہوتی جاتی تہی۔ قلعہ مثلث کی شکل مین اور ہر ایک زاویہ پر ایک ایک برج بنایا گیا۔ ان مین سے ایک پہاڑی کے دامن مین اور باقی دو ساحل پر بنائے گئے۔ دیوارون کی موٹائی ۲۲ فیٹ سے لیکر تیس فیٹ تک تہی۔ اور کل عمارت پر سیسہ سے فرش بندی کیگئی۔ جب یہ تینون برج تیار ہوگئے تو سلطان محمد نے آبنائے مین سے گذرنے والے ہر ایک جہاز سے محصول لینا شروع کیا۔ وینس کی ریاست جمہوری کے ایک جہاز نے محصول دینے سے انکار کیا جسکو سلطانی اتواپ مین سے ایک توپ کے ایک ہی گولے نے فی الفور غرق کر دیا۔ جہازی جہاز ڈوبنے سے بچے اونکے سر قلم کر دیئے گئے اور کپتان

کو پہانسی دیا گیا۔ اسوقت سے بعد پہر کسیکو انکار کرنے کی جرأت نہ پڑی۔ قیصر نے یہہ زبردست سامان دیکھکر
سوائے منت و عاجزی کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ مگر اب وقت گذر چکا تہا۔ تہوڑے ہی عرصہ بعد قلعہ کی
فوج اور علاقہ منصلہ کے عیسایوں میں تکرار ہو پڑی جسپر فوج سلطانی نے سرکشوںکو تہ تیغ کردیا۔ قسطنطنیہ کے
باشندے اس منظر اور اپنی اجل کو جو اونکے دبوچ لینے کی تیاریاں کر رہی تہی۔ اور جسکا ٹلنا نا ممکن تہا فصیل
شہر سے دیکہتے رہے۔ مگر کوئی چیز انکو خواب غفلت اور نشہ مدہوشی سے بیدار نہ کر سکتی ہی۔ وہ مدتوں سے
اوسمیں فنا ہو چکے تہے اور اب ہوشیار ہونا محال تہا۔ پیام اجل کو آتا دیکھ رہے تہے۔ مگر وہ ہیں کہ لطور رسالق
کہیل۔ کھود۔ ہنسی ٹھٹھا اور فلسفہ و مذہب کے دقایق پر لڑنے جھگڑنے میں جو اونکا شب و روز کا پیشہ و شیوہ
ہوگیا تہا۔ مصروف ہیں۔ شہر کی مضبوط فصیلوںکے اندر بےخنت بیٹھے۔ اسیکو اپنی دنیا سمجھ رہے ہیں۔ شہر کی
دیوار و نسے پرے امکے لئے کوئی افق ہی نہیں تہا۔ محاصرہ کنندہ افواج جوق در جوق جمع ہو رہی ہیں
اونکے گھوڑونکی ٹاپو نسے مطلع گرد و غبار سے تاریک ہو رہا ہے۔ مگر وہ ایسے سرمست ہیں کہ اونکو کسی
دشمن کے وجود کی گویا خبر ہی نہیں۔ قیصر نے اخراجات ضروریہ کے لئے روپیہ مانگا۔ انہوں نے صاف انکار
کردیا۔ یونانی قوم کا نام اور وجود باقی رکھنے کے لئے ابھی کچھہ نہ کچھہ ہو سکتا تہا مگر یہہ امر باشندونکی
ہمت و مستعدی پر موقوف تہا جو صدیونکی نسے رخصت ہو چکی تہیں۔ قیصر کی فوج چہہ ہزار یونانی اور
تین ہزار جنوا اور وینس کے سپاہی تہے۔ بحری فوج میں چند کشتیاں اور جنگی جہاز تہے۔ اناج کا ذخیرہ جمع اور مورچونکو
مضبوط کرنے کی کوشش کیگئی۔ لیکن کامیابی بہت تہوڑی ہوئی۔ ایک لاکھ کی آبادی میں سے فقط ۹۷۰
آدمیوں نے اپنے نام مجاہدین کی فہرست میں درج کرائے چنانچہ قلت لشکر کے باعث فصیلونکی حفاظت کماحقہ
نہو سکتی تہی۔ قسطنطین نے اپنی رعایا سے مایوس ہوکر دوسری سلطنتوں سے امداد کی درخواست کی۔ بلکہ پوپ کے پاس بہی
جو مغربی کلیسائے فرقہ رومن کیتہولک کا صدر اعلی تہا سفارت روانہ کردی کہ مشرقی کلیسا بہی جواب تک
اوس سے سخت منحرف تہا۔ تمہاری حکومت تسلیم کریگا۔ اس نازک وقت پر کچھہ امداد کرو۔ اور مغربی یورپ
کے بادشاہونکو قسطنطنیہ کے بچاؤ کے لئے مجتمع ہونے پر آمادہ کرو۔ مگر پوپ نکلس پنجم نے اسبارہ میں چنداں
مستعدی اور ہمدردی ظاہر نہ کی ایلچی کو پہہ جہاز اور فوج روانہ کرنے کا وعدہ کرکے رخصت کردیا جو کچھہ اُسنے
فی الحقیقت کیا وہ یہہ تہا۔ کہ کارڈینل عیسا ڈور کو قسطنطنیہ بہیجدیا کہ مشرقی (یونانی) اور مغربی (لاطینی)
دونوں کلیسونکو باہم ملاکر لاطینی مشرب قایم کردو۔

یہ قاعدہ ہے کہ جو قوم گر چکی ہو اوسمیں چہوٹا یا نامناسب مذہبی تعصب اور خبط بہت بڑہ جاتا ہے اسی طرح ترکوں کو بلفساد محاصرہ سے تو یونانیوں کو ذرہ بہر تنبہ نہ کیا۔ مگر جب کارڈنیل مذکور نے قسطنطنیہ پہونچکر سینٹ صوفیا کے گرجا میں جسے قیصر جسٹنین نے تعمیر کیا تہا رومن (لاطینی) طریقہ کے مطابق نماز ادا کی تو کل باشندے غیظ و غضب سے بہر گئے وہ سب اکٹھے ہو کر ایک مشہور راہب مسمی جناڈیش کے پاس گئے جو زہد و اتقا کے باعث نہایت عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تہا۔ اوسنے جواب دیا کہ جو شخص اپنا مذہب یعنے یونانی مشرب چہوڑ کر لاطینی مذہب کو قبول کریگا اوسپر نہایت ہی سخت عذاب نازل ہونگے۔ یہ جواب سنکر قسطنطنیہ کے پادریوں۔ سپاہیوں اور تمام باشندوں نے عام بلوہ کر دیا وہ کہتے تہے کہ سینٹ صوفیا کا گرجا ناپاک ہو گیا ہے۔ ہم کو اپنے معابد میں مسلمانوں کی پگڑیاں دیکھنا منظور ہے مگر رومن کارڈنیلوں کی ٹوپیاں دیکہنا کبہی گوارا نہیں کرینگے۔ یہ کیفیت دیکہکر پوپ کے ایلچی کو یقین ہو گیا کہ یونانی و لاطینی فرقوں میں کبہی اتحاد نہیں ہو سکتا۔ اور اوسنے پوپ کو لکھہ بہیجا کہ ایسی لوگوں کی جو مذہب حقہ کے اسقدر مخالف ہوں ہرگز مدد کرنا مناسب نہیں۔ ناظرین کو معلوم رہے کہ عیسائی مذہب کے یہ دونوں بڑے فرقے نہایت قدیم سے چلے آتے ہیں۔ تیسرا بڑا فرقہ پراٹسٹنٹ پندرہویں صدی عیسوی کی پیدایش ہے اول الذکر دونوں فرقوں میں سب سے بڑا اختلاف یہہ ہے۔ کہ عبادت عشاء ربانی میں یونانی خمیری روٹی استعمال کرتے ہیں۔ اور لاطینی فطیری۔

یونانیوں نے شہر دینا قبول کیا۔ مگر خمیر چہوڑ فطیر منظور نہ کیا۔ اسیطرح لاطینی محض اسبات پر کہ وہ خمیر نہیں چہوڑتے۔ اپنے ہم مذہبوں کی قلع قمع ہو جانے پر رضامند ہو گئے۔ افسوس یہی کیفیت اب مسلمانوں کی ہو رہی ہے آمین بالجہر اور رفع یدین کرنے والا آمین بالخفی کرنے اور نیچے ہاتھ باندہنے والے کو کافر اور یہ اوسکو بدعتی پکارتا ہے۔ الغرض جو لچھن کسی قوم کو اوسکی دم نزع کیوقت ہوتے ہیں وہ سب مسلمانوں میں اسوقت موجود ہیں آگے دیکہئے خدا کو کیا منظور ہے۔

محاصرہ اور فتح کی کیفیت درج کرنے سے پہلے شہر محصور کی مختصر تاریخ دیدینا شاید نامناسب نہوگا۔ شہرت و ناموری میں مدینۃ الکبرای کے بعد قسطنطنیہ یورپ کا دوسرا شہر ہے۔ یہاں سینکڑوں ایسے واقعات گذرے ہیں جنسے بنی نوع انسان کی قسمتوں کے فیصلے ہوئے۔ یہ زیادہ تر قدیم شہر بائی زنتیم کے موقعہ پر آباد ہے جسے ڈوریا قوم کی ایک جماعت نے جو میگارا سے نقل وطن کر کے آئی تہی ۶۶۰ سنہ قبل مسیح میں آباد کیا تہا۔

داراہستاسپ کے زمانہ مین ایرانیون نے بائی زنتیم کو فتح کیا۔ مگر کچھ عرصہ بعد یونانیون نے اسکو پھر فتح کر لیا۔ اور اتھنز اور لقدیمونیا سے اور زیادہ لوگ وہان آکر آباد ہو گئے۔ اسی طرح کے متواتر حوادثات کے بعد اسپر فیلقوس والئی مقدونیا نے حملہ کیا۔ اوسکے سپاہی اندہیاری رات مین شہر کیطرف بڑہے چلے آرہے تہے کہ اچانک شمال کیطرف ایک روشنی منودار ہوگئی۔ اور شہر والون کو حملہ آور فوج کی آمد سے وہ بالکل بیخبر تہے آگاہی ہوگئی۔ وہ جہٹ فصیلون اور برجون پر تیار ہو کر کہڑے ہو گئے۔ اور فیلقوس بادل ناکام واپس ہٹ گیا۔ اہل شہر نے اسکو دیبی ڈائینا کا معجزہ سمجھا۔ اور اسکے شکرانہ مین دیبی کا ایک عالیشان مندر تعمیر کر کے ہلال کو اپنے شہر کا نشان مقرر کیا۔ ہلال اب سلاطین اور ترکون کا نشان ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ انہون نے اسکو قسطنطنیہ کے فتح کرنے پر اختیار کیا۔ مگر یہ بات غلط ہے۔ مسلمانون مین ہلال اس سے بہت پہلے کا نشان چلا آتا ہے۔

فیلقوس کی ناکامی کا بدلہ اوسکے بیٹے اسکندر اعظم نے لیا۔ اور اوسکے بعد تہریس و تاتار اور دیگر ممالک کے وحشیون نے کئی دفعہ تاخت و تاراج کیا۔ بائی زنتین تجارتی لوگ تہے۔ اور ایک زمانہ مین اچہے خوشحال اور تونمند تہے۔ قدیم مؤرخین انکی نسبت لکہتے ہین کہ وہ کاہل۔ عیاش۔ ناچ رنگ کے شوقین اور جنگجوئی سے متنفر تھے۔ مگر دوسری صدی عیسوی مین انہون نے رومتہ الکبرا کے قیصر سیورس کا تین برس تک مقابلہ کیا۔ اور آخرکار جب فاقہ سے لاچار ہوئے تو اطاعت قبول کی۔ بائی زنتیم مین دوسرے ممالک کے ملاحون۔ سوداگرون اور راہگیرون کا ہر وقت جمگھٹا لگا رہتا تھا۔ اور چونکہ یہان شراب عمدہ اور بافراط ملتی تہی بدمستی اور عیاشی کا بہی کوئی حد و حساب نہ تہا۔ بائی زنتیم کا قلعہ اوس موقعہ پر تہا جو موجودہ سلطانی باغات سے پرے ہے۔

بائی زنتیم کو جب قیصر قسطنطین اول نے اپنے رقیب لیسی نس کو کامل شکست دیکر فتح کیا تو وہ اس کے پر فضا موقعہ کو دیکھکر دنگ رہگیا۔ اور اسکے قریب ایک نیا شہر تعمیر کر کے اوسکو اپنے ممالک محروسہ کا دارالخلافہ بنانیکا ارادہ کیا۔ جدید شہر کا نام پہلے نیا روما رکہا گیا۔ لیکن بعد مین بانی کے نام پر قسطنطنیہ ہوگیا۔ قسطنطین نے جسکے مورث اور جو خود پہلے لامذہب تہا تازہ تازہ دین عیسوی کو اختیار کیا تہا۔ چنانچہ سنہ ۳۳۰ء مین نیا شہر جسکی تعمیر ۳۲۸ء مین شروع ہوئی تہی حضرت مریم کے نذر کیا گیا اور اس تقریب کی خوشی مین متواتر چالیس دن جشن ہائے عظیم ہوتے رہے۔ سلطنت روما جب دو حصون مشرقی و مغربی مین تقسیم ہوئی تو

قسطنطنیہ اول الذکر حصہ کا دار الخلافہ ہوا۔ مشرقی سلطنت کامل مستقل حیثیت مین ارقیداس کے عہد مین
سنہ ۳۹۵ء سے شروع ہوئی اور اوس عرصہ تک قائم رہی جسکی تاریخ اب لکھی جا رہی ہے۔ اس سلطنت کو
کامل عروج قیصر جسٹنین کے زمانہ مین ہوا جس نے سنہ ۵۲۷ء سے سنہ ۵۶۵ء تک حکومت کی۔ اُس نے قسطنطنیہ کو
جو نیقہ کی بغاوت مین تقریباً کلیتہً جل گیا تھا از سر نو تعمیر کرایا۔ الغرض کئی صدیون تک مشرقی سلطنت کے قیاصرہ
نہایت شان و شوکت اور عظمت و جبروت سے حکمرانی کرتے رہے۔ مگر شہر ہمیشہ حوادثات زمانہ سے محفوظ نہ رہا۔
اوسکی چار دیواری کے اندر سینکڑون بغاوتین اور ہزارون سازشین ہوئین۔ اور کئی دفعہ ایرانیون۔ عربون۔ روسیون۔
اہالی وینس اور دیگر اقوام نے اسپر چڑہائی کی۔

عرب کے مسلمانون نے اول اول اسپر خلفاء بنو امیہ کے وقت فوجکشی کی۔ برسون تک محاصرہ رہا۔ اور غالباً
بیاسی وقت فتح ہو جاتا۔ لیکن ایک تو یہ ناموری محمد فاتح کے نام مقدر تھی۔ ثانیاً شہر کی فصیلون اور روغن نفط
کے آتشین بوچھاڑون کا جو اس وقت اول مرتبہ استعمال کیگئی عرب فاتحین مقابلہ نہ کر سکے۔ حضرت ایوب انصاری
اس معرکہ مین شہید ہوئے تھے۔ اور اونکا مزار جسکے متصل فتح قسطنطنیہ پر سلطان محمد فاتح نے جامع ایوب تعمیر کی۔
اسوقت سے قسطنطنیہ مین موجود ہے۔ عیسائیون نے کئی دفعہ مزار کی بیحرمتی کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر ہمسایہ مسلمان
بادشاہون کے خوف سے اپنے ارادہ بد کو عمل مین لانے کی جرأت نہ کر سکے۔ خلفاء عباسیہ کے زمانہ مین بھی قسطنطنیہ
پر کئی دفعہ یورش کیگئی۔ مگر اوسکے فتح ہونے مین کوئی نہ کوئی امر مانع ہو جاتا۔ عیسائی مجاہدین کی فوجکشی کے وقت
قسطنطنیہ ایسا خوش نصیب نہ تھا۔ یہ اوپر بتایا جا چکا ہے کہ رومن کیتھولک (لاطینی کلیسا) گریک چرچ (مشرقی
یا یونانی کلیسا) کو اپنا مخالف اور کافر سمجھتا تھا۔ چنانچہ جب یروشلیم کو مسلمانون کے قبضہ سے نکالنے کے لئے
یورپ مین عام تحریک پیدا ہوئی اور صلیبی جہادون کا دور دورہ شروع ہوا تو ایک صلیبی جہاد کے موقعہ پر
موجودالوقت پوپ نے حکم دیا کہ قسطنطنیہ کے قیاصرہ اور رعایا بھی مسلمانون سے کچھ کم کافر نہین۔ مسلمانون کے
ساتھ ہی انپر بھی فوجکشی کیجاوے۔ اس حکم کی تعمیل مین وینس والون نے اپنے معمر اور نابینا جرنیل ڈانڈلو کی زیر
کمان عیسائی مجاہدین کی ایک جماعت کی ہمراہ ہو کر جو بالڈون کونٹ آف فلینڈرز کے ماتحت تھی سنہ ۱۲۰۴ء
مین قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا جو ایک طویل محاصرہ کے بعد فتح ہو گیا۔ عیسائی فاتحین نے جس بیدردی اور سفاکی
سے اپنے ہم مذہب مفتوحین کو تاخت و تاراج اور بیدریغ قتل کیا۔ اوسپر عیسائی مورخین تک نفرین کئے بغیر نہین
رہ سکتے۔ اس فتح کے بعد قسطنطنیہ مین لاطینی سلطنت قائم کیگئی۔ اور بالڈون پہلا بادشاہ بنا۔ یہ حکومت

سنہ ۱۲۶۱ء تک رہی۔ اوسکے بعد یونانیوں (رومیوں) نے اپنے پرانے تختگاہ کو پھر فتح کرلیا۔ اور مشرقی سلطنت دوبارہ قائم ہوگئی لیکن اوسکی شان وشوکت کے دن گذر چکے تھے۔ اور تقریباً دو صدیوں کے بعد قیاصرہ کا تاج وتخت عثمانیہ سلطانوں کے تصرف وقبضہ میں آگیا۔

قسطنطنیہ ایک مثلث راس پر جو بحیرہ مارمورا میں چلی گئی ہے۔ بنا ہوا ہے۔ اوسکی دو اطراف پر بحیرہ مذکور اور اوسکی شاخ گولڈن ہارن (شاخ زریں قسطنطنیہ کا بندرگاہ) موجزن ہے اور تیسری طرف صوبہ تہریس کے ساتھ ملی ہوئی ہے جسکی مشرقی حد پر شہر آباد ہے۔ پندرہویں صدی کے وسط میں قسطنطنیہ کے چاروں طرف حفاظت کے لئے فصیلیں بنی ہوئی تھیں۔ بندرگاہ کی طرف کی دیواریں چنداں مضبوط نہ تھیں۔ مگر باقی تمام اطراف کی حفاظت میں کوئی کسر باقی نہ تھی۔ اگری کاپوسی (منجنی دروازہ) سے لیکر ہفت مینار تک شہر کی حفاظت کے لئے دوہری فصیل اور دوہری خندق موجود تھی۔ فصیلوں کی بنیاد بڑی بڑی چٹانوں سے بنی ہوئی تھی باہر سے دیکھنے والوں کو بعینہٖ ایک سیدھی پہاڑ کا سامنے کا حصہ معلوم ہوتی تھیں۔ شہر چونکہ پہاڑ پر بنا ہوا ہے۔ اسلئے فصیل سے باہر کئی ایک مقامات پر کھڑا ہونیسے آدمی دیوار کے اوپر سے شہر کے اندرونی حصہ کو دیکھ سکتا ہے محمد فاتح کے حملہ کے وقت بندرگاہ کے دہانہ پر دو آہنی زنجیریں پڑی ہوئی تھیں۔ اور انکے علاوہ مخالف کے بحری حملہ روکنے کی لئے بندرگاہ میں کئی جہاز بھی تھے۔ محلہ غلاطا خشکی کی طرف سے بخوبی محفوظ تھا۔ مگر سمندر کی جانب یہ حالت نہ تھی

الغرض شہر کی مورچہ بندی توفی الجملہ کافی مضبوط تھی۔ مگر آدمیوں کی کمی شدید طرح سے محسوس ہو رہی تھی۔ پھر ایسی حالت میں جبکہ محمد فاتح جیسے اولوالعزم اور زبردست بادشاہ سے مقابلہ ہو اور جسنے آخری حملہ کی تیاریوں میں دن رات کو ایک کیا ہوا تھا۔ اور فتح کے انتظام عظیم کے پرزے پرزوں کی بذات خاص نگرانی کرتا تھا۔ بڑی بڑی توپیں ہر روز نہایت مفید موقعوں پر نصب کیجاتی تھیں۔ اور اونچے اونچے چوبی مینار جو پہیوں پر چلتے تھے خندق کے قریب کھڑے کردئیے گئے تھے۔ کہ مناسب وقت پر فوجیں ان پر چڑھ جائیں اور ان سیڑھیوں کو جو میناروں کے ساتھ آویزاں تھیں میناروں کی چوٹی سے شہر کی فصیل پر ڈالیں۔ اور انکے ذریعہ خندق کو اوپر اوپر سے عبور کرکے فصیلوں تک پہنچ جائیں۔ بڑے بڑے منجنیق جن سے پتھر پھینکے جاتے تھے اور پھاٹکوں و دیواروں کو توڑنے کے لئے عظیم الشان طاقت کے شہتیر ان مقامات کے مقابل جہاں پر حملہ کیا جاتا تھا بڑی تگ ودو سے لاکر کھڑے کئے گئے۔ اور بیشمار بیڑہ جہازات ایشیا کوچک کے کنارے کنارے بڑھتا ہوا

تواٹھینیہ ہیں داخل ہوگیا۔ جب کل انتظام مکمل ہوچکا۔ توسلطان فوجکو لیکر قسطنطنیہ کی طرف بہونچا۔ فوجکے شمار میں مورخین متفق نہیں۔ بعض چار لاکھ اور کئی تیں لاکھ بتاتے ہیں۔ گبن دو لاکھ ۵۸ ہزار لکھتا ہے بہ کیفیت تعداد خواہ کچھ ہو۔ اوسکا بہت سا حصہ رنگروٹ اور مجاہدین تھے۔ جو لڑائی میں باقاعدہ فوج سے پہلے دشمن کے ساتھ دست بگریباں ہوکر اوسکی بہت سی طاقت کو زایل کردینے کا کام دیتی تھی۔ اصل باقاعدہ فوج جسپہ کل دار و مدار تہا، ۶۰ ہزار سوار اور ۲۰ ہزار پیدل تھے۔ سلطان اس لشکر جرار کو ہمراہ لیکر ۱۴۵۳ء کی موسم بہار میں ایڈریانوپل سے روانہ ہوا۔ ترکی مورخ سعدالدین آفندی عثمانیہ لشکر کے جاہ جلال اور شاندار کوچ کو نہایت ہی لطیف اور جرأت انگیز پیرایہ میں بیان کرتا ہے۔ جو سلطان اپنی سپاہیوں کے دلاورانہ انداز اونکے ہتھیاروں کی براقی و صفائی اور اپنی فوج کی عظمت و جبروت کو دیکھکر بار بی خوشی کے جامہ میں پہولا نہ سماتا تہا اور ہر وقت خالق کا منات او واہب الطیبات کا شکر ادا کرتا تہا۔ روانگی سے پہلے اسنے کل فوج کے روبرو فضایل غزابیاں کرکے اس ارشاد نبوی سے اونکے حوصلے بڑہائے کہ جو مسلمان قسطنطنیہ کو فتح کرینگے وہ نہایت خوش نصیب اور خدا کے محبوب ہونگے۔ لشکر کے ہمراہ علما و مشایخ اور سادات و صوفیا کرام کا بہی ایک جم غفیر تہا جو اسلام کی فتح و نصرت کے لئے دست بدعا رہتے تھے علاوہ بریں جس طرح اب عیسائیوں کو خداوند کریم نے ایسا اقبال و عروج بخشا ہوا ہے کہ مسلمان فوجیں اور سپاہی اونکے ہمراہ و ماتحت ہوکر اپنے ہم مذہب مسلمان بہائیوں کا مقابلہ اور اونکا قلع قمع کرتے ہیں اسی طرح اسوقت اقبال سلطانی ایسے عروج پر تہا۔ کہ ہنگری بوہمیا اور جرمنی سے ہزاروں عیسائی یونانیوں کے مقابلہ کے لئے سلطانی لشکر میں جمع ہوگئے تھے۔ ۶۔ اپریل ۱۴۵۳ء کو عین طلوع آفتاب کے وقت جس دریا سے سورج کو قسطنطنیہ والوں نے شہر کیطرف بڑہا چلا آتا دیکھا۔ اور جانگئے کہ آجکا طلوع آفتاب ہماری سلطنت کے آفتاب کا غروب ہے۔

سلطان الفاتح نے شہر سے پانچ میل کے فیصلہ پر مقام کیا اور پھر وہانسے صف جنگ باندہ کر شہر کے قریب آیا اور علم پیغمبر (صلے اللہ علیہ وسلم) کو دروازہ سینٹ رومانس کے مقابل نصب کردیا۔ یہ محاصرہ کی کاروائی شروع ہونے کی علامت تہی۔ ترکی لشکر بحیرہ مارمورا سے لیکر بندرگاہ تک پہیلا ہوا تہا۔ سلطان کی فرودگاہ قطار محاصرہ کے وسط میں تہی۔ اور بارگاہ سلطانی کے سامنے ینگچری فوج مقیم تہی محاصرہ کنندگان کی حفاظت کے لئے سلطان نے قسطنطنیہ کی اوس فصیل کے مقابل جو خشکی کیطرف تہی خندق کہودوائی۔ چودہ باتہیاں فصیل شہر کے کمزور مقامات کے سامنے لگائی گئیں۔ تیر انداز مامور کئے گئے۔ کہ فصیل پر سے جو ذرا سر اونچا

کرے اوسکو اوسیوقت تیر ہلاکت کا نشانہ بنائین۔ اور سرنگین لگانے آہن سرنگ بازون کو جو سرویا سے لائے گئے تہے لگا دیا گیا۔

شہر مین چارون طرف سراسیمگی اور بیحواسی پہیلی ہوئی تہی۔ اور بدقسمتی سے جنوا اور وینس کے اون تین ہزار سپاہیون کو جو مدد کے لئے آئے ہوئے تہے۔ لاطینی مذہب ہونیکے باعث یونانی ناقابل اعتبار اور دغا باز سمجہتے تہے۔ مگر باوجود ان تمام مشکلات کے قسطنطین نے اس نازک موقعہ پر اوسان نہ ہارے۔ بیرونی فصیل کی حفاظت اوس نے خود اپنے ذمہ لے لی۔ اور اوسکے دیکہا دیکہی رؤسا و امرا اور باشندگان شہر مین بہی کچہ جرات پیدا ہو گئی۔ اوسکو کامیابی کی تو ذرہ بہر امید نہ تہی لیکن ساتہہ ہی اوس نے ناموری کے ساتہہ جان دینے کی ٹہان لی تہی جس ارادہ کو اوس نے آخر تک نبہایا۔ اور غرناطہ کے آخری مسلمان بادشاہ ابو عبدل کیطرح نامرد نہ بنا کہ تاج و تخت اور دار الخلافہ عیسائی فاتحین کو خود اپنے ہاتہہ سونپ کر بیحیائی اور نامرادی مین باقی عمر صرف کرنیکے لئے اپنے زن و فرزند اور دیگر اپنے جیسے ننگ اسلام مسلمان عمایدین کو ہمراہ لیکر عورتون کیطرح روتا ہوا شہر و ملک سے نکل گیا۔

شروع شروع مین عیسائیون کی حالت قطعی مایوسی بخش بہی نہ تہی۔ رعایا مین غیرت و جرات پیدا ہو گئی تہی۔ اور پہلے چند دنون مین مسلمانون نے فصیل مین توپون اور سرنگون سے جو شگاف کر دیئے تہے وہ بڑی بہادری سے پہر بہر دیئے گئے۔ اور ترکون کے متفرق حملون کو کمال دلاوری سے پسپا کر دیا گیا۔ اسکے علاوہ انکو یہ بہی امید تہی کہ عیسائیون کا نامور بہادر جان ہنیاڈاس جو اسوقت ہنگری کے نابالغ بادشاہ کا ولی اور سرپرست تہا ضرور ہماری امداد کریگا۔ مگر سلطان نے اوسکے ساتہہ عہد و پیمان کرکے اس اندیشہ کا پہلے ہی انتظام کر لیا ہوا تہا۔ اور مزید اطمینان کے لئے ہنیاڈاس کے سفیر کو بطور ضمانت اپنے ساتہہ لے آیا تہا اس سفیر نے ترکون کو توپخانہ کی درستی کے متعلق معقول امداد دی تہی۔ اربن کی تیار کردہ وزنی توپون نے جیسی کہ توقع تہی کام نہ دیا۔ وہ اس قدر گران وزن تہین کہ ٹہیک قابو مین نہ رہتی تہین۔ اور ساری دن مین ہر ایک توپ بمشکل سات دفعہ چلائی جاتی۔ ہنیاڈاس کے سفیر نے لایق انجینئر بہم پہونچا کر اس نقص کی بہت کچہہ تلافی کر دی۔ مگر استعداد زمانہ سے ترکی توپچیون نے فن گولہ اندازی مین اگر عملی ترقی کی تو عیسائی بہی ویسے غافل نہ تہے۔ پہلے تو عیسائی شہر سے باہر نکل کر بہی کبہی کبہی شبخون مارتے لیکن آخر کار قسطنطین نے حکم دیدیا کہ فصیلون سے باہر نہ جایا جائے۔ اس دوران مین محافظین نے اپنی توپون سے ایسی عمدگی سے کام لیا

کہ محاصرین کے دمدمے اور مورچے کئی دفعہ برباد کر دیئے گئے۔ لیکن ایسے نقصان بہادر ترکون کے قدم کب روک سکتے تھے۔ وہ بتدریج بڑھتے بڑھتے خندق کے کنارہ پر پہونچ گئے جس کے کچھ حصہ کو زنبیلون اور تھیلون اور کوڑہ کرکٹ سے پُر کرکے سڑک بنالی گئی اور فوج عثمانی کا ایک حصہ اوپر سے گذر کر فصیل تک پہونچ گیا۔ مگر وہ اس قدر بلند اور مضبوط تھی کہ سلطان نے یورش کرکے اوپر چڑھنا مشکل کام دیکھا۔ اسلئے واپس ہٹکر پھر سُرنگ اور توپ و تفنگ کا ذریعہ پکڑا۔ چند دنون کی گولہ باری سے دروازہ رومانس کا برج گر گیا۔ اور اسکے ملبے سے خندق بھی تقریباً بھر گئی۔ یہ دیکھکر سلطان نے فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا جو رات کے وقت کیا گیا۔ تھوڑی دیر نہایت خونریز معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ آخرکار مسلمان حملہ آور روغن نفط کی بھڑکتی ہوئی آگ اور جلتے ہوئے تیل کی بوچھاڑون کی زیادہ تاب مقاومت نہ لا سکے اور پیچھے ہٹ آئے۔ عیسائیون نے راتون رات خندق کو صاف اور برج کے گرنے سے جو رخنہ ہو گیا تھا اسکو مرمت کر لیا۔ روغن نفط کے شعلون یعنی یونانی آگ سے رات کو سلطان کا ایک چوبی مینار بھی جل گیا۔ اس لڑائی مین تین ہزار جنوا کے سپاہیون کے افسر جان گسطیانی نے قیصر کو بہت بڑی مدد دی اور اپنی فوج سمیت لڑائی کے گھمسان سے ایک لحظہ کے لئے بھی دور نہ ہوا۔

اس معرکہ سے کچھ دن بعد محصورین کی امداد کے لئے جزیرہ کیوس یا ساؤس سے پانچ جہاز براہ ڈارڈنیلز بحیرہ مارمورا مین داخل ہوئے۔ باسفورس کے قریب پہونچکر انہون نے سینکڑون ترکی جہاز بشکل ہلال ایک کنارہ سے دوسرے کنارے تک پھیلے ہوئے پائے۔ مگر یونانی ملاحین نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ ہوا موافق تھی۔ اوسکی مدد اور چپوؤن کے سہارے وہ روا روی سیدھے چلے آئے۔ ترکی جہاز مزاحم ہوئے۔ باسفورس کے ایشیائی و یورپی سواحل پر ہزارون لوگ بحری جنگ دیکھنے کو کھڑے تھے۔ اور خود سلطان بھی دریا کے کنارہ پہونچ گیا تھا۔ سب کو ہی یقین تھا کہ یونانی جہاز آناً فاناً تباہ یا گرفتار ہو جائینگے۔ مگر عیسائی توپون کی باڑھین مدے تے اور جب ترکی جہاز قریب پہونچکر ترک اُنمین کودنا چاہتے تو یونانی آگ کی بوچھاڑین چلاتے شیر کیطرح سیدھے تیرتے آئے۔ ترکی جہاز دو تین حملون کے بعد منتشر ہو گئے۔ وہ پانچون جہاز بندرگاہ کے دہانہ پر پہونچگئے۔ محصورین نے آہنی زنجیرون کو نیچے کیا اور وہ بفتح و شادمانی گولڈن ہارن بندرگاہ مین داخل ہو گئے۔

سلطان محمد اپنے جہازون کو متواتر شکست کہاتا دیکھکر سخت غضب آلود ہو رہا تھا۔ اُس نے گھوڑے کو سمندر مین ڈالدیا کہ خود اپنے جہازون مین پہونچکر شکست کو فتح سے بدلدے۔ مگر یہ کوششین فضول تھین۔ چند قدم جاکر اُسے مجبوراً گھوڑے کو روکنا پڑا۔ جاہل ترکون اور عیسائیون مین اس وقت یہ خیال عام پھیل گیا کہ ترکون کی قسمت

مین فقط خشکی پر فتح و نصرت مقدر ہے۔ سمندر مین ہمیشہ کفار غالب رہینگے۔ لیکن اس خیال کو جلدی ہی ترکون کے بحری کارنامون نے بہلا دیا۔ اور وہ خشکی و تری دونون جگہ عیسائیون سے بدرجہا زبردست ہو گئے۔

اگر کوئی پست ہمت اور وہمی مزاج سلطان ہوتا تو وہ اس بظاہر ناممکن شکست سے بہت بڑا شگون لیکر محاصرہ سے دست بردار ہو جاتا۔ لیکن جوانمرد ہر مزاحمت پر اور زیادہ جری اور مستقل مزاج ہوتے جاتے ہین۔ اسی طرح اس شکست نے سلطان سے جسکو عقل و ہمت دونون کا حصہ وافر قادر مطلق نے عطا کیا تہا، وہ کام کرایا جو اوس سے پہلے دنیا مین کسی خلیفہ اور بادشاہ سے ایکدفعہ بھی نہ ہوا۔ اوس نے معلوم کر لیا کہ جبتک میرے جہاز بندرگاہ مین داخل ہو کر شہر پر اس طرف سے بھی حملہ نہ کرین عیسائیون کا فتح ہونا مشکل ہے۔ لیکن دہانہ بندرگاہ کی آہنی زنجیر اور عیسائیون کے زبردست جہازونکے مقابلہ مین ترکی جہازون کا اوس مین داخل ہونا امر محال ہے۔ جس مشکل کا چارہ یہ کیا گیا کہ اونہون نے ایک رات محلہ گلاٹا اور پیرا مین باسفرس سے لیکر بندرگاہ کے کنارہ تک صاف چوبی تختے بچہوا دیئے۔ اور چربی سے اونکو چکنا کرا کر اسّی جہازون کو باسفرس سے خشکی پر چڑہایا۔ اونکے بادبان کہلے ہوئے اور ناخدا وملاح اپنے اپنے موقعہ پر موجود تھے۔ باین ہیئت کذائی بیشمار مخلوق ان جہازون کو چربی دار تختون پر سے آٹھ نو میل گہسیٹتی ہوئی مشعلون کی روشنی اور ڈہول ڈہمکے کے شور و غل مین کنارہ بندرگاہ تک لیگئی۔ محصورین مشعلون کی روشنی دیکھتے اور شور و غل سنتے تہے پر سمجھ نہ سکتے تہے کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ دوسرے دن طلوع آفتاب کے وقت جب یہہ جہاز بندرگاہ مین اتارے گئے تو یہ واقع دیکہکر جسکے وقوع مین آنیکا اونکو کبھی وہم و گمان بھی نہین ہو سکتا تہا وہ اپنا سر پیٹ کر رہ گئے۔ اور اونکو خوف و ہراس کا کوئی پایان نہ رہگیا۔ گلاٹا مین زیادہ آبادی جنوا کے باشندون کی تہی۔ وہ اس امر مین سلطان کی مزاحمت کرنے کی جرأت نہین کر سکتے تہے۔ بلکہ بعض مورخین کا خیال ہے کہ انہون نے جہازون کو اتارنے چڑہانے اور گہسیٹنے مین ترکون کی مدد کی۔ ایسا واقعہ ایک دفعہ پہلے شہر وینس کے سامنے جہیل بنیاکس مین ہوا تھا جو کہا جاتا ہے کہ سلطان کے لشکر کے ایک عیسائی ہمراہی کو معلوم تہا۔ اور اوسنے سلطان کو بتایا۔ چند مورخین لکھتے ہین کہ قسطنطنیہ مین یہہ پیشگوئی عام مشہور تھی کہ اس شہر کو وہ بادشاہ فتح کریگا جو جہازون کو کہلے بادبانون کے ساتھ خشکی پر تیرائے گا۔ سلطان نے یہہ روائیت سن پائی تہی اور اس سے اوسکو براہ خشکی بندرگاہ مین جہاز پہنچانے کا خیال پیدا ہوا۔

ترکی جہازات کا بندرگاہ مین پہنچ جانا محصورین کے لئے ایک نئی بدقسمتی تھی۔ قسطنطین نے انپر حملہ کرنے کے لئے اپنے جہازون کو روانہ کیا۔ مگر ترکی باتریون نے جو ساحل پر نصب تہین اونپر ایسے گولے چلائے کہ وہ فوراً

غرق ہوگئے اور باقی پیچھے ہٹ گئے۔ وینس کے ایک باشندہ نے قیصر کو اسلامی بیڑہ کے جلادینے کا مشورہ دیا یہہ سازش جنوا کے ایک باشندہ نے سلطان کو بتادی جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ جب عیسائیون نے جلانے کی کوشش کی تو کامیاب نہو سکے محاصرہ کی شدت دن بدن زیادہ سخت ہوتی جاتی تھی حتی کہ قیصر نے بھی پچپن دن کی شب و روز کی محنت و جفاکشی سے لاچار ہوکر ادہر تو خلیل پاشا وزیر اعظم کو زر خطیر رشوت مین دیکر اسبات پر آمادہ کیا کہ سلطان کو قسطنطنیہ سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔ اور ادہر سلطان کی خدمت مین براہ راست نہایت الحاح و منت سے گذارش کر بھیجی کہ جو خراج مانگو مین دینے کو تیار ہون۔ شہر کو میرے پاس رہنے دیا جاوے۔ اسکے جواب مین اوسکے ایلچی کو کہا گیا کہ قیصر سے یہہ رعایت ہوسکتی ہے کہ اگر وہ قسطنطنیہ خود بخود حوالہ کردے تو اسکے عوض موریا (یونان کا جنوبی حصہ) کا ملک اوسکو بخش دیا جاوے گا۔

قسطنطنیہ کا سلطانی علاقہ مین داخل ہونا لابدی ہے۔ قیصر نے اس شاہانہ رعایت سے فائدہ نہ اوٹھایا تاہم وزیر کو رشوت دینے اور اس نامہ و پیام کا یہ اثر ہوا کہ ساعت فتح اور چند ہفتون کے لئے ملتوی ہوگئی۔ مگر آخر کار جب یہہ افواہین عام مشہور ہونے لگین کہ ہنگری اور اٹلی سے عیسائیون کی مدد کیلئے فوجین روانہ ہوگئی ہین تو سلطان نے عام حملہ مین زیادہ توقف مناسب نہ سمجھکر ۲۴ مئی سنہ ۱۴۵۳ء کو کل فوجکو حکم دیا کہ دوسرے دن علی الصباح قسطنطنیہ پر آخری حملہ کیا جاویگا اور سپاہیون کا حوصلہ بڑہانیکے لئے اشتہار دیا کہ فاتحین کو تین دن رات تک عام تاخت و تاراج کی اجازت ہوگی مگر ساتھ ہی عمارات سرکاری و رفاہ عام کی نسبت سخت فہمایش کردیگئی کہ اونکو کسی طرح کا نقصان نہ پہونچایا جاوے۔ سپاہ نے یہہ حکم سنکر خوشی کے نعرے بلند کئے۔ ۲۸ مئی کے دن کل سپاہیون نے روزہ رکہا۔ اور شام کو بعد افطار روزہ کل لشکر مین سامان خوشی و شادمانی نظر آنے لگے۔ ہر ایک خیمہ مین چراغان ہو رہی تہی اور فتح کا یقین کامل سے غازیان اسلام نعرہ ہائے تہلیل و تکبیر بلند کرتے تہے۔ محصورین یہ شور اور روشنی اور بہادران اسلام کی مستعدی و گرم جوشی دیکھکر جان گئے کہ اب آخری وقت پہنچگیا ہے۔

لشکر اسلام تو ادہر فتح کی تیاریون مین مصروف تھا۔ اور ادہر اسی شام کو قیصر نے اپنے سرداران لشکر کو صلاح و مشورہ کیلئے محل مین طلب کیا۔ جو آخری تقریر اس نے اس موقع پر کی گبن اوسکی نسبت نہایت برجستہ الفاظ مین یہ فقرہ لکھتا ہے کہ وہ رومن سلطنت کی نماز جنازہ کا خطبہ تہا۔ یونانی مورخ فرنیزا اس مجلس مین شامل تہا اور اوسنے اسکا سین نہایت درد انگیز اور رقت آمیز پیرایہ مین بیان کیا ہے۔ قیصر کے چیدہ افسران فوج اور اسکے

گرد جمع تھے۔ اونکی آنکھون سے آنسو جاری تھے۔ اور آخر ایک دوسرے سے بغل گیر اور اپنے مال و متاع اور زن و فرزند سے وداع ہو کر مورچون اور فصیلوں پر اپنے اپنے موقعہ پر چلے گئے جہان وہ برابر ساری رات پہرہ دیتے رہے مجلس کے برخاست ہوتے پر قیصر چند ہمراہیوں سمیت کنیسہ ایاصوفیا مین جسمین دوسرے دن نعرۂ اللہ اکبر پہلی مرتبہ بلند ہوناتھا گیا اور بحضور قلب نماز ادا کر کے وہان سے رخصت ہوا۔ پھر تھوڑی دیر محل مین استراحت کرنیکے بعد جو خادمون اور حرم سرائے شاہی کے نوحہ و فغان سے گونج رہا تہا۔ بہمت مردانہ مگر بہ یاس کامل جام اجل نوش کرنیکو مورچون کی طرف چلا گیا۔

ترکون کی توپون نے دیوار ہائے شہر کو چھلنی بنا دیا ہوا تہا۔ اور اکثر مقامات پر اتنے اتنے بڑے سوراخ ہو گئے تہے کہ اون مین سے محاصرین اور محصورین ایک دوسرے کو بخوبی دیکھ سکتے تھے۔ فصیلون اور عیسائیون کی یہ حالت تہی کہ ۲۹ اپریل ۱۴۵۳ء مطابق ۲۹ مئی ۱۴۵۳ء ۲۰ ماہ جمادی الاول ۸۵۷ ہجری المقدس بروز اتوار جو کلیسائی یونانی کے رو سے یوم الاولیا کے تیوہار کا دن تہا سلطان محمد ثانی جسکے نام کے ساتھ اوس دن سے بعد الفاتح کا خطاب ایزاد ہونے والا تہا آہنی زرہ بکتر مین سلمے سمند بادپا پر سوار ہو کر شگاف فصیل کیطرف روانہ ہوا۔ دس ہزار جان نثار ینگچری اوسکے ارد گرد تھے اور ایک لاکھ سوار دائین بائین اور عقب مین تھے۔ انکے علاوہ ڈیڑہ لاکھ پیدل مختلف موقعون پر اور بیشمار سپاہی جہازات اور چوبی پل پر مامور تھے۔ یہ جانگداز ہنگامہ پو پھٹتی ہی شروع ہوا ترکون نے ہیبت خیز اور خوفناک خاموشی سے سمندر اور خشکی دونون طرفون سے حملہ کے لئے قدم آگے بڑہائے سب سے اول غنیم کی طاقت زائل کرنے اور اپنی لاشون سے خندق کو پر کرنے کے لئے فوج کا ناکارہ حصہ آگے بڑہایا گیا۔ وہ سیڑہیان اور کمندین لگا کر فصیل پر چڑہ گئے۔ مگر عیسائیون نے اونکو پیچھے ہٹا دیا۔ دو گہنٹہ اسی طرح لڑائی ہوتے رہنے کے بعد سلطان نے ہلہ کا حکم دیدیا اور وعدہ کیا کہ جو ینگچری سب سے پہلے فصیل پر پہونچیگا وہ پاشا بنایا اور مال و زر سے مالامال کیا جاوے گا اور دوسرے سپاہیون کو بھی جیسی جانفشانی وہ دکہلائینگے اوسکے مطابق انعام و اکرام ملیگا۔ اجازت ملنے کی دیر تہی کہ بہادر ینگچری مقید شیر کیطرح خلاصی پاتے ہی اپنے شکار پر کود پڑے۔ توپخانہ نے آگ برسانی شروع کر دی۔ آسمان تاریک ہو گیا۔ اور خاموشی کافور ہو کر گہمسان کی لڑائی شروع ہو گئی۔ بہادران اسلام عیسائیون کی گولیون۔ توپون اور تیرون کی کچھ پروا نہ کر کے بڑے سوراخ مین داخل ہو گئے۔ کئی کمندین لگا کر فصیلون پر چڑہ گئے۔ اور بعض فصیل کے دوسرے شگافون سے شہر مین داخل ہو گئے۔ مگر محصورین ابھی تک مقابلہ پر تلے ہوئے تھے۔ پیر و جوان۔ عورتین اور بچے لڑائی

مین شامل ہوگئے تو ترکون کے پاؤن نہ جمے اور وہ پھر پیچھے ہٹا دیئے گئے۔ لیکن یہ ہٹنا عارضی تہا۔ وہ سنبھلے اور پھر حملہ کرنے کو آگے بڑھے۔ اتنے مین لشکر اسلام مین فتح کا نعرہ بلند ہوگیا۔ شاخ زرین کی طرف سے جو مسلمان ملاحین حملہ کر رہے تھے اونہون نے ایک برج پر قبضہ کر لیا اور ہلالی جھنڈا او سپر نصب کر دیا تہا جسکو فصیل پر لہراتا دیکھکر دوسرے مسلمان شیرون کی طرح شہر پر کود پڑے۔ کلہاڑیون اور شہتیرون سے پھاٹک توڑ دیئے گئے۔ اور کل فوج شہر مین در آئی۔ اس موقعہ پر جان گسٹیانی کا ہاتھ تیر یا گولی سے زخمی ہوگیا۔ وہ مورچون سے ہٹ کر جراح کی تلاش کو چلا قیصر نے اوسکو جاتا دیکھکر روکا اور کہا۔ تمہارا زخم خفیف اور خطرہ غنیم عظیم ہے۔ تمہاری موجودگی لازمی ہے۔ اور اب جاؤگے بھی کہان؟ گسٹیانی نے جو معلوم ہوتا ہے کہ آخر مین اکر اوسان ہار گیا تہا جواب دیا کہ مین اوسی راستے سے پیچھے ہٹونگا جس راستہ کو خدا نے ترکون کیلیئے کہولا ہے۔ یہ کہکر اندرونی فصیل کے ایک شگاف مین سے جو ترکون کی توپون سے ہوا تہا وہ شہر مین چلا گیا او پھر لڑائی مین نہ دیکھا گیا۔ اوسکے بعد اوسکے سپاہی بھی پیچھے ہٹ گئے اور محصورین کی طاقت مدافعانہ کا اسی وقت سے خاتمہ ہوگیا۔ مگر قیصر اپنی جگہہ سے نہ ہلا اور حملہ آورون کا برابر مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اوسکی کوششین اور بہادری بے سود تہی۔ تہوڑی ہی دیر مین وہ فاتحین کے سیل عظیم مین گہ گیا۔ اوس وقت بصد حسرت ویاس اوس نے باواز بلند پکار کر کہا "کیا کوئی عیسائی زندہ نہین رہگیا جو میرے سر کو قلم کرے" اور آخر کار جب دیکھا کہ اب زندہ گرفتار ہوا چاہتا ہون۔ رخت شاہی کو جسم سے اوتار کر پہینک دیا اور اپنے ایک ادنیٰ ترین سپاہی کیطرح مردانہ وار معرکہ رستخیز مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اوسکی لاش مقتولین کی پشتون مین سے بڑے شگاف کے قریب جہان محصورین آخر تک لڑتے رہے بتلاش بسیار پائی گئی۔

فاتحین نے شہر کو شعلون کی روشنی سے لوٹا اور ہر ایک سپاہی کو بیشمار زر و جواہر اور اقمشہ نفیسہ ہاتھ لگین چالیس ہزار عیسائی مقابلہ مین کام آئے۔ اور ساٹھ ہزار لشکر سلطانی نے اسیر کیئے۔ شاہ فاتح بوقت ظہر شہر مین داخل ہوئے۔ اور سیدہے کنیسہ ایا صوفیا مین جاکر موذن کو اذان دینے کا حکم دیا۔ اور بارہ سو برس کی ظلمت تثلیث کو نور توحید سے دور کرکے نماز ظہر وہین گذاری۔ اوسکے بعد قیاصرہ کے محلات مین داخل ہوا جنکی سنسانی اور ویرانی نے اوسکے دل پر ایسا اثر کیا کہ فردوسی طوسی کا یہہ شعر بے اختیار اوسکی زبان پر جاری ہوگیا۔ ؎

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ❊ چغد نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

تین دن کی تمام لوٹ کے بعد سلطان نے شہر مین امن قایم کیا۔ اسیران شاہی سے نہایت نرمی سے پیش آیا۔

عیسائیون کے اکثر معابد و دیول اونہی کے پاس رہنے دیئے۔ یونانی بطریق کو وہی اختیارات عطا کیے جو اونکو پہلے سے حاصل تھے عیسائیون کو کامل مذہبی آزادی بخشی اور حصار و بروج شہر کی مرمت و درستی کا حکم دیا۔ پوپ کا ایلچی کارڈینل عیسا ڈور بھی دوسرے باشندون کے ساتھ اسیر کر لیا گیا تھا۔ مگر اوس نے اپنا لباس بدل لیا ہوا تھا اسلئے پہچانا نہ گیا اور ایک حقیر رقم کے عوض ایک سوداگر کے پاس فروخت کیا گیا۔ جسکے پاس سے وہ کسی طرح سے بھاگ کر روما جا پہونچا۔ گسٹیانی فتح سے بعد جلدی ہی شکستہ دل ہوکر جزیرہ کیوس مین مر گیا جو یونانی غلامی سے بچے رہ دیگر ممالک یورپ خاصکر اٹلی کو بھاگ گئے۔ اور قسطنطنیہ ایسا ویران اور غیر آباد ہو گیا کہ سلطان محمد کو شرفاء فراریون کو تسلی و دلاسا دیکر واپس بلانے پر مجبور ہو گیا۔ سینکڑون یونانی اسیرون کو ینگچریون سے خرید کر لیا اور انکو رہائش کے لئے فنار کا محلہ دیا۔ غلاطہ کے اہالی جنوا اس مضافاتی محلہ مین برابر آباد رہے۔ اور باقیماندہ کمی پوری کرنیکے لئے ایشیائی مقبوضات سلطانی سے پانچ ہزار مسلمان خاندان ستمبر تک قسطنطنیہ مین لا کر آباد کیے گئے اور اونکو مراعات کثیر عطا کی گئی۔ خاندان قیاصرہ کے اکثر ارکان شہر سے بھاگ گئے۔ اور ایک نے موریا مین حکومت قایم کی۔ جب اس صوبہ کو بھی ترکون نے فتح کر لیا تو ٹامس حکمران موریا کا بیٹا اینڈریو قسطنطنیہ مین مسلمان ہو گیا۔ باقیماندہ افراد کئی پشتون تک اٹلی مین آباد رہے۔ انگلستان کے ضلع کارنوال کے قصبہ لینڈلف کی قبرستان مین ایک قبر کے برنجی کتبہ پر لکھا ہوا ہے کہ اس قبر مین تھیوڈورہ پلالوگس ساکن پیسارو (واقع اٹلی) جو آخری قیصر قسطنطین کے بھائی کی اولاد میں سے تھا مدفون ہے۔ اس شخص نے ایک انگریز عورت سے شادی کی تھی۔ اور ۲۱ جنوری سنہ ۱۶۳۶ء کو کارنوال مین فوت ہوا۔ ایک شخص مسمی جان انتھونی پلالوگس سکرس ٹیورن (واقع اٹلی) مین سنہ ۱۸۷۴ء کو فوت ہوا۔ وہ خاندان قیصریہ کی اولاد ہونیکا مدعی تھا۔ مگر اوسکا دعویٰ مشتبہ ہے۔

کوتاہ کلام قسطنطین اعظم کی تاریخ بنا سے ٹھیک ۱۱۲۳ برس بعد قسطنطنیہ ہمیشہ کے لئے یونانیون کے ہاتھ سے نکلا۔ اور بشارت محمدیہ سے تقریباً ساڑھے آٹھ سو برس بعد مسلمانون کے قبضہ مین آیا۔ اس سے پہلے وہ ۲۹ مرتبہ محصور اور سات دفعہ فتح ہوا۔ اسکا فاصلہ مکہ معظمہ سے ۱۳۲۷ میل ہے۔ یورپین مؤرخین زمانہ وسطی کا اختتام اور زمانہ تہذیب موجودہ کا آغاز فتح قسطنطنیہ سے شمار کرتے ہین۔ یہ واقعہ دنیا کے عظیم ترین واقعات مین سے گنا جاتا ہے۔ اس فتح سے سلطان محمد نہ صرف فاتح کے معزز خطاب سے ملقب ہوا۔ بلکہ درجہ سلطانی سے بڑھکر شاہان یورپ مین شہنشاہ کے ممتاز لقب کا وارث و مالک ہو گیا۔

باب سوم

فتح قسطنطنیہ کا اثر عیسوی ممالک پر۔ اسلام اور عیسویت کے ملکی اقتدار کی مساوات بہت عارضی تفاوت۔ مسلمانون کے زوال اور عیسائیون کے عروج کے اسباب پر سرسری نظر۔ یونان کا فتح ہونا۔ سلطنت طرابزون کا معدوم ہونا۔ سلطان محمد کے جنگی کارنامے۔ اوسکی فتوحات اور ممتاز سلطان کے خصایل۔ بایزید ثانی کی تخت نشینی۔ ایشیا مین خانہ جنگی۔ بایزید کے عہد حکومت کے واقعات۔ ینگچری فوج کی خود سری۔ بایزید کا عزل اور سلطان سلیم یاوز کی تخت نشینی۔ ایران کے ساتھ جنگ۔ فتح شام و مصر۔ فتوحات کا غیر معمولی سلسلہ۔ سلطان کا مذہبی خلافت کا جانشین ہونا۔ فتح ایران کے لئے تیاریان اور سلیم کی وفات۔ سلطان سلیمان صاحبقران کی تخت نشینی۔ ترکون کی بحری فتوحات۔ الجزایر کا فتح کرنا۔ سلطان سلیمان کی دیگر فتوحات اور طریقہ حکمرانی۔ اوسکی خوبیان۔ اوسکی وفات۔ سلیم ثانی کی تخت نشینی۔ ممالک بربر کے مسلمانون کی عیسائی ممالک پر تاخت و تاراج۔ فتح قبرس۔ لیپانٹو کی بحری جنگ۔ ترکون کی شکست۔ عیسائیون کا عدم مستعدی کے باعث اس فتح سے کوئی فائدہ نہ اوٹھانا۔ ریاست وینس سے خفیہ معاہدہ۔ عثمانیہ طاقت کا زوال سلیم ثانی کے وقت سے شروع ہوا۔ اسباب تنزل جو مختلف مؤرخین نے لکھے ہین۔

سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ کو فتح کرکے تمام ممالک محروسہ کا دارالخلافہ بنایا۔ عیسائیون کا خیال ہے اور وہ کسی قدر درست بھی ہے کہ اونکا یہ عالیشان شہر عیسائیون کی باہمی رشک حسد اور بزدلانہ غفلت اور خود غرضیون کی بدولت اونکے قبضہ سے نکلا۔ یورپ کی بڑی بڑی عیسوی قومین اسوقت بھی عثمانیہ فتوحات کے سیلاب کے روکنے کے لئے کافی مضبوط تھین۔ مگر اون مین اتحاد کا نام و نشان مفقود تھا۔ اور خفیف خفیف سے مذہبی اختلافات یا ملکی تنازعات نے آجکل کے مسلمانون کی طرح اونکا شیرازہ پراگندہ کر رکھا تھا۔ عثمانیہ طاقت مسیحی دنیا کے لئے بڑی

اندیشناک چیز تہی۔ اوسکی پیش قدمی کو روکنے کا کوئی مسلسل انتظام نہ کیا گیا جس سے آخرش عیسائیون کو وہ صدمہ عظیم پہونچا جسکا اثر ترکون کے ہمسایہ ممالک پر ہی نہین بلکہ دور دور تک محسوس ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ عیسائی قبل ازین ترکون کا کئی دفعہ متفق ہوکر مقابلہ کر چکے اور ہزیمت ہائے فاش کہا چکے تہے۔ اور ترکی حکومت کئی برسون سے سرزمین یورپ مین قائم ہو چکی تھی۔ لیکن قیاصرہ کے پایہ تخت کو فتح کرنیسے ترکون کے رعب داب اور اقبال وحکومت مین بیے اندازہ ازادی ہوگئی۔ یورپ کے جنوب مغربی گوشہ (ہسپانیہ و پرتگال) پر ابہی تک اسلام کا جہنڈا لہراتا تہا۔ جواب جنوب مشرقی حصہ مین بہی بڑی استقامت کے ساتہہ نصب ہوگیا۔ اس سے دنیا مین اسلامی طاقت کا پلڑا عیسائیون کے پلڑے سے پہر بہاری ہوگیا۔ لیکن افسوس عیسائیون کی خوش نصیبی اور مسلمانون کی بدبختی سے یہ حالت زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہسکی۔ عیسائی گو دیر بعد مگر آخر خواب غفلت سے چونک پڑے اونکو خطرہ پیدا ہوگیا کہ اگر اس طاقت کو روکنے اور اپنی حالت کو سنوارنے کی کوشش نکیگئی تو ترک اپنے بادشاہ بایزید یلدرم کی دہمکی کو پورا کرکے عنقریب رومۃ الکبرےٰ کے کلیسیا اعظم (گرجہ سینٹ پیٹر) کی قربانگاہ پر اپنے گہوڑون کو دانہ کہلاتے نظر آئینگے۔ اس خطرہ نے عیسائیون کو مساوات قائم کرنے پر ابہارا اور سب سے پہلے انہون نے جنوب مغربی یورپ کی ضعیف کمزور اسلامی حکومت کو دور کرنے پر کمر ہمت چست کی۔ ہسپانیہ مین یہہ حکومت آٹھوین صدی سے قائم تھی اور کل ملک سے عیسوی اقتدار کو محو کر دیا گیا تہا۔ لیکن سلسلہ کوہ پیرینیز کے دامن مین ایک چھوٹی سی ریاست آستوریاس باقی رہگئی تہی۔

اندلس کے عرب حکمرانون نے نشہ سرمستی مین اس بظاہر بے حقیقت کی کوئی پروا نہ کی اور آخر یہی بے نشان سی پہنسی اسلامی سلطنت کے حق مین مہلک ناسور ثابت ہوئی۔ اس ریاست نے عیسائی اقتدار کے بڑہنے کو خمیر کا کام دیا۔ یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جس وقت کوئی قوم اپنی طاقت کو درجہ کمال پر پہونچگئی تصور کرکے فتوحات مزید اور ملک گیری کا خیال چہوڑکر محض تمدنی خوشحالی اور آسایش مین منہمک ہوجاتی ہے تو جنگی اوصاف خود بخود اوس سے زائل ہونے شروع ہوجاتے ہین حتی کہ اوسکی سپاہ و فوج بیکاری اور آرام طلبی کیوجہ سے جنگی نبرد آزماؤن کا مجموعہ ہونے کی بجائے اگر ملک مین اندرونی خوشحالی موجود ہو تو بتدریج بانکے ترچہے زنانہ صفت جوانون اور خوبصورت کہلونون کی جماعت اور اگر تعطل و بیکاری نے افلاس بہی پیدا کر دیا ہو تو لٹیرون اور اٹہائی گیرون کا ایک انبوہ رہ جاتی ہے چنانچہ اندلس کے مسلمانون نے بہی جب فتوحات مزید کا خیال چہوڑ دیا اور محض صنعت وحرفت اور اسکے لازمی ہمقدم عیاشی وکاہلی مین مصروف ہوگئے تو اونکی فوجین جو کبہی دشمنون کے ملکون مین

جا کے ان کا قافیہ تنگ کیا اور تو تھین اپنے ملک کو بھی بچانے کے قابل نہ رہ گئین۔ اندلسی عیسائیون نے اسی چھوٹی سی ریاست سے نکل کر ہلالی مقبوضات کو دبانا شروع کر دیا۔ اور فتح قسطنطنیہ کے وقت تک اسلامی سلطنت کے دو حصے ہو کر [illegible] کئی بادشاہیون یا طوائف الملوکی مین منقسم ہوچکی تھی) اسی کی مقبوضات چھین کر صوبہ اراگان اور کیسٹل مین عیسائیون کی دو زبردست بادشاہیان قایم ہوچکی تھین سنہ ۱۴۶۹ع مین فرڈیننڈ شاہ اراگان نے ازابیلا ملکہ کیسٹل سے شادی کی جس سے دونون ریاستین ایک ہوگئین اس اتحاد نے عیسائیون کی طاقت اسقدر بڑھا دی کہ انہون نے بچے کھچے ٹکڑے بھی مسلمانون سے چھیننے شروع کر دیئے۔ اور آخر کار سنہ ۱۴۹۲ع مین بوعبدل آخری شاہ غرناطہ کو ملک بدر کرکے تمام اندلس پر عیسوی حکومت قایم کر دی۔ اور اوس ملک سے جسپر آٹھ سو برس کامل اسلام نے فرمانروائی کی تھی مسلمانون کا نام ونشان تک مٹا دیا۔ اور جس طرح فتح قسطنطنیہ نے عیسوی دنیا کی پیشانی پر قیامت تک نہ مٹنے والا داغ لگا دیا تھا اوسی طرح مسلمانون کے ہسپانیہ سے اس دیس نکالا نے ترکی حکومت پر ابدی و ہمیشہ منقش کر رہا ہے۔ ترکون کی طاقت اوس وقت نہایت زبردست تھی۔ اور گو عیسائی ابھرنے کے لئے ہر طرح ہاتھ پاؤن مارنے لگ گئے تھے لیکن اگر ترک اپنے ہم مذہب اندلسی بھائیون کی امداد کے لئے ذرا بھی ہاتھ آگے بڑھاتے تو آج ہم اندلس کو مسلمانون کے وجود سے ایسا خالی اور خود ترکی کو دشمنون کے نرغہ مین ایسا بیکس نہ پاتے۔ انصاف ہمین یہ کہنے پر مجبور کرتا ہے کہ پیر فلک ترکون سے اب اسی غفلت اور باوجود طاقت واستطاعت دوسرے مسلمانون کی دستگیری نہ کرنیکا ایسی بڑی طرح سے بدلہ لے رہا ہے۔ افسوس ترکون کو نشہ زوری اور خمار حکومت نے اسوقت اور بعد بھی یہ سوچنے کی کبھی مہلت نہ دی کہ عیسائی ان اسلامی طاقتون اور قومون کو نابود ہی نہین کر رہے بلکہ ترکی کے دست وبازو اور اسلام کے پر وبال کاٹ رہے ہین۔ ترکون کو ملزم ٹھہرانے کے ساتھ ہی دیکھیے کہ وہ واقعی ہین (ہمکو کسی قدر تقدیر کا قایل ہوکر اونکو معذور بھی سمجھنا پڑتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ خداوند کریم نے ہی بغرض اپنے ارشاد "تلک الایام نداولہا بین الناس" اوسی زمانہ سے عیسائیون کا پھر ابھارنا مناسب خیال کر لیا تھا۔ اور اسی لئے اونکے واسطے سامان بھی ایسے عجیب وغریب بہم پہونچا دیئے جن کا روکنا امکان انسانی مین داخل نہ تھا یہ خدا ہی کی مرضی تھی کہ فتح اندلسیہ کے وقت تخت قسطنطنیہ پر ایک نہایت کمزور اور بودی طبیعت کا سلطان فرمانروا ہوا۔ جو ممالک غیر کے مسلمانون کی امداد کرنا تو درکنار اپنے ملک کو بھی اندرونی بغاوت سے محفوظ نہ رکھ سکا کیا یہ تعجب نہین کہ بایزید کا قبل نشین تو محمد فاتح ہو اور اوسکے دو مسلسل جانشین سلیم خونخوار اور سلیمان صاحبقران ہون۔ جن تینون کے نام سے ابتک عیسائیون کے چھکے چھوٹ جاتے ہین۔ اور بین اس

موقعہ پر جبکہ اسلام کو ایک ان جیسی ہی زبردست بادشاہ کی ضرورت تھی۔ ۱۴۸۱ء سے لیکر ۱۵۱۲ء تک بایزید ثانی سا کمزور مزاج سلطان شاہان اسلام کا صدر ہو۔ اس وقت سے عیسائیون پر خداوند کریم کی خاص مہربانی کا دروازہ کھلا۔ اسکا ثبوت یہ ہے کہ اسی سال ۱۴۹۲ء مین کرسٹوفر کولمبس نے امریکہ کو دریافت کیا۔ اور ایک عیسائی کے اس اکیلے کارنامۂ عظیمہ سے کہ ڈیڑھ ارب میل مربع رقبہ رکھنے والے دو عظیم الشان براعظم کیا بلحاظ مذہب و کیا بحیثیت ملکی اقتدار خالصتاً عیسائیون کے قبضہ مین آ گئے۔ اور آج وہی امریکہ عیسائیون کی مالی صنعتی۔ مذہبی تمدنی اور علمی طاقت کا مرکز اور مسلمانون کے وجود سے ویسا ہی پاک ہے جیسا کہ ہسپانیہ۔ گویا کہ ۱۴۹۲ء کے لئے روز ازل سے یہ مقدر کر دیا گیا تھا کہ جو ملک اس برس مین عیسائیون کو ملے۔ وہان مسلمان کا نام نہین پایا جائیگا۔

اس موقعہ پر یہ بتانا بھی شاید نامناسب نہ ہوگا کہ قومی اقتدار بلکہ خود قومی وجود کے قیام کے لئے علوم و فنون صنعت و حرفت۔ تجارت و فلاحت ملکی حکمت عملی و تدبیر اور فنون سپاہگری مین زمانہ کی ضرورت کے مطابق ترقی کرتے چلا جانا اور فتوحات مزید کے سلسلہ کو جاری رکھکر فوجون کے لئے عملی شغل بنائے رکھنا۔ یعنی ان مین سے ہر ایک اور یہ سب بالمجموع ضروریات سے ہین اور اوس قیام کے لئے یہ لازم و ملزوم کا تعلق رکھتی ہین۔ جو قوم ان باتون مین سے کسی ایک مین پیچھے رہی۔ اوسکا خمیازہ اوسکو اٹھانا پڑے گا۔ اندلس کے مسلمان فاضل اجل اور عالم اکمل۔ اول درجہ کے صناع۔ زراعت و تجارت مین ید طولے رکھنے والے اور علوم و فنون مین بےنظیر دستگاہ رکھتے تھے۔ مگر جیسا کہ ہم اوپر بتا چکے ہین۔ فتوحات کا سلسلہ اور فنون سپاہگری مین ترقی بند ہونے نے اونکو یورپ سے نکلوا کر چھوڑا۔ وسطی افریقہ کے علاقہ کانگو اور مغربی افریقہ کی فلاح ریاستون کے عرب بیکار۔ کاہل۔ جاہل محض وحشی اور بزدل ہین۔ یہ وہی مقام ہین جو صدیون سے اسلامی علوم کا مخزن چلے آتے ہین۔ اور گیارہ تینبوکٹو کے دارالخلافہ کا نام جسے حال ہی مین انگریزون کی رائل نائیگر کمپنی نے فتح کیا ہے۔ بیضا سنکر یا بسبب کامل ناواقفیت کے انگریزی اخبارون سے اوسے "بیدا" "بیدا" پڑھکر ہمارے دلون مین کوئی حرکت پیدا نہ ہوتی ہو۔ مگر یہ وہی شہر ہے جو مشہور و معروف اسلامی کتاب تفسیر بیضاوی کے مصنف امام بیضاوی کا مسکن تھا۔ اور جہان ۱۸۹۶ء مین بھی غلام قانون شہادت السیو اوق مضمون پر بازارون مین لکچر دیتے تھے۔ تجارت کرنا ان لوگون کا آبائی پیشہ اور شجاعت و تہور عربون کا موروثی جوہر ہے۔ لیکن زمانہ کی ضرورت کے مطابق ترقی نہ کرنے سے انگریزی ہیکسم توپون اور میگزین رائفلون کے سامنے شجاعت و تہور اور علم و فضل کی کوئی پیش نہ گئی۔ ٹرکی کی آج یہ گت کیون بن رہی ہے۔ فتوحات کا سلسلہ بند کیا۔ علم و ہنر تجارت و صنعت و حرفت کیطرف توجہ نہ کی۔ بگڑنے لگے۔ مگر پھر بھی خیر ہوئی کہ

جلدی ہی متنبہ ہوکر فوجی معاملات مین زمانہ کی ترقیون کے قدم بقدم چلنے لگ گئے۔ اور فتوحات کے جوش دشمنون کے حملون نے عملی تنعلہ کا کام دیکر ترکون کی جنگی قابلیتون کو زایل یا کم نہ ہونے دیا۔ یورپ و امریکہ کی عیسائی سلطنتون اور ایشیا مین جاپان نے اس گُر کو خوب سیکھ لیا ہے۔ انگریزی سلطنت اس وقت ایسی وسیع ہے کہ اوسپر آفتاب کسی وقت غروب نہین ہوتا۔ مگر انگریز اپنی سلطنت کی وسعت پر نازان نہ ہوکر جس طرح تجارت و صنعت و حرفت اور علوم و فنون مین روز افزون انہماک کے ساتھ مشغول ہین ویسی ہی ملکی فتوحات کے میدان مین ہر روز انکا قدم آگے ہی بڑہ رہا ہے۔ وہ جانتے ہین کہ یہ وہ چڑہاؤ ہے جسمین ایک دم کے لئے بھی ٹھہر جانا بھی نیچے گرنے کا یقینی باعث ہے۔ ہر کمانے راز والے کی مثل بالکل غلط ہے۔ بلکہ اپنی ترقی کو کامل فرض کر لینا ہی زوال کا باعث ہے۔ انسان کی دل و دماغ اور جسم کو عیاشی۔ بادہ خواری اور کاہلی سے لاکھ معطل اور بیکار کرنے کی کوشش کرو یہ فطرتی تقاضا دے ہے کہ وہ نکمے نہین رہ سکتے۔ جب انکو دشمنون کی تخریب اور اندرونی و بیرونی قومی ترقی کے لئے استعمال کرنا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ تو وہ خود بخود ابتداءً غیر محسوس طور پر اپنی ہی تخریب کے لئے کام کرنا شروع کر دیتے ہین۔ کیونکہ انسان کی طبیعت مین حیوانون کے زمرہ مین ہونیکی وجہ سے غارت کرنیوالے مادہ کو بالفطرت تعمیر و بنا کنندہ مادہ پر غالب رکھا گیا ہے۔ بنا برین جو دماغی قوت غیرون کی پامالی کے جوڑ توڑ مین اور جو جسمانی طاقت اونکی بربادی مین صرف ہوتی تھی وہ اب اندرونی قومی و شخصی فتنہ و فساد برپا کرنے اور ایک بھائی کا دوسرے بھائی کے گلے کاٹنے مین خرچ ہونے لگ جاتی ہے پیغمبر عرب صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ کیا تھا یہی کہ عرب کی طاقتون کو جو آپسمین ہی ایک دوسری کی تباہی پر صرف ہو رہی تھین جمع کرکے انکو غیرون کے مقابلہ پر لگا دیا۔ اس مختصر بحث کو اور زیادہ طول دینا مناسب نہ سمجھکر مین اپنے مدعا کی طرف رجوع کرتا ہون۔ کیونکہ مسلمانون کے موجودہ نکبت و افلاس کے اسباب دور کرنے مین جبتک فضل ایزدی بھی شامل حال نہ ہو تنہا مسلمانون کی ہمت و کوشش سے کچھ نہین بنیگا۔

فتح قسطنطنیہ سے مسیحی دنیا کے لئے ویسا ہی خطرہ پیدا ہو گیا تھا جیسا کہ آٹھوین و نوین صدی عیسوی مین فتوحات عرب سے۔ جنہون نے تقریبًا تمام ہسپانیہ و پرتگال کو مغلوب کرکے فرانس پر فوجکشی کی۔ اور جزایر مجمع کا سنورکا اور سسلی (صقالیہ) وغیرہ مین حکومت قائم کرکے سلطنت روما کا خاتمہ بالخیر کرنیکی بھی نیت کر لی تھی اور کئی دفعہ اس غرض کے لئے قسطنطنیہ پر چڑھائی بھی کی تھی۔ مگر فایز بمرام نہ ہوئے۔ حضرت ابو ایوب انصاری شہید کا مزار ہے جسکے متصل سلطان محمد فاتح نے فتح کے بعد فورًا عالیشان مسجد تعمیر کی۔ اوسی زمانہ کی یادگار ابتک

قایم ہے۔ اس خطرہ کو تمام یورپ تسلیم کرتا تھا۔ لیکن عیسائی فرمانرواؤن کی نااتفاقی کے باعث سے اوسکا کوئی تدارک ممکن نہین تھا۔ شہنشاہ جرمنی کا سکرٹری مسمی انطیس سلوی اس جو بعد مین پایس ثانی کے نام سے ملقب ہوکر عیسائیون کا اسقف اعظم یعنی روما کا پوپ ہوگیا۔ عیسائیون کی اس حالت تباہ پر دردناک مرثیہ لکھکر یورپ کو بے سر کا جسم بتاتا ہے اور اوسے ایک ایسی جمہوری ریاست قرار دیتا ہے جسمین قانون اور مجسٹریٹون کا کوئی وجود نہ ہو۔ اور سب کو آپا دھاپی اور نفسا نفسی پڑی ہو۔ سلطان محمد ایسا جوانمرد اور زیرک فرمانروا عیسائیون کی اس نااتفاقی سے فایدہ اُٹھانے سے کب چوکنے والا تھا قسطنطنیہ سے فراغت پاتے ہی وہ دیگر عیسوی ممالک کو فتح کرنے پر متوجہ ہوگیا۔

یونان چھوٹی چھوٹی کمزور ریاستون مین منقسم تھا جو ایسے زبردست دشمن کی مزاحمت کرنے سے بالکل عاجز تھین سلطان فاتح لشکر جرار لیکر اسپر حملہ آور ہوا اور چند برسوں مین یونان کے جنوبی حصہ یعنی جزیرہ نما موریا اور اوسکے اکثر دیگر حصص کو فتح کرکے ممالک محروسہ مین شامل کرلیا۔ البتہ وینس کی جمہوری ریاست نے شمال مغربی یونان پر ترکون کی پیش قدمی کو کچھ عرصہ کے لیے روک دیا۔ بلکہ سلطان سے اوسکے چند مفتوحہ علاقے بھی چھین لئے۔ مگر آخر کار یہ ریاست بھی تاب مقاومت نہ لاسکی اور اپنی سلامتی کے لئے سلطان سے صلح کرلینے پر مجبور ہوئی۔ یونان کے بعد طرابزون کی یونانی عیسوی سلطنت کو فتح کیا گیا۔ اس ریاست کو یونانی شاہی خاندان کے شاہزادہ کومنینی نے جو ۱۲۰۴ء مین قسطنطنیہ سے نکال دیا گیا تھا۔ بحرہ اسود کے جنوبی ساحل پر قدیم علاقہ کولکیس مین قایم کیا تھا۔ سلطان محمد کی فوجکشی کے وقت اسی شاہزادہ کی اولاد مین سے ایک شخص اس ریاست پر خود مختار بادشاہ تھا۔ اس زمانہ مین ایران کی طاقت بھی بہت زبردست تھی۔ جارجیا۔ سرکیشیا آرمینیا اور کوہ قاف کا تمام علاقہ جو اس وقت زیادہ تر روس کے قبضہ مین اور کسیقدر ترکون کے پاس ہے ایرانی مقبوضات تھے۔ اور سلطنت طرابزون ایرانی علاقہ سے ملحق تھی۔ شہنشاہ ایران حسن اوزون ... نے طرابزون کے شاہی خاندان کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ اس بنا پر شاہ موصوف اسبات کے مدعی ہوئے کہ سلطنت طرابزون کے موجودہ فرمانروا کے بعد سلطنت مذکور وراثتاً اونکا حق ہے۔ سلطان محمد نے اس دعوی کو بنظر حقارت دیکھکر ۱۴۶۱ء مین قصبہ طرابزون کو فتح کرکے اس ریاست کو معدوم کردیا۔ جس سے یونانیون کی آخری ریاست بھی زائل ہوگئی اور وہ بتمامہ ترکون کی رعیت بنگئے۔ ترکون نے اس قوم پر کوئی احسان کیا یا نہین اسپر ہم ابھی بحث نہین کرتے لیکن ۱۸۲۱ء سے لیکر ۱۸۲۷ء تک اس قوم نے بغاوت عظیم برپا کرکے اور اوسکے دوران مین لاکھون مسلم

دبکیس ترک عورتون اور بچون کو طرح طرح کے عذاب سے قتل و ہلاک کرکے اپنی طبعی نمکحرامی کا قطعی ثبوت دے دیا اور اوسکے ساتھہ ہی چند دول یوروپ اور انگلستان کے مشہور شاعر لارڈ بایرن (جو بد چلنی مین اپنا ثانی نہین رکھتا تھا۔ مگر انگریزی قوم اوسے فخر انگلستان سمجھتی ہے) اور اوسکے دیگر شرکا نے ان نمکحرام سیہ کارون کی حمایت و امداد کرکے اپنی تہذیب اور انسانیت کو بخوبی ظاہر کردیا۔ فتح طرابزون سے مسلمانون کو عیسائیون سے ایک اور علاقہ تو ملگیا۔ مگر اس سے شاہ ایران کے دل مین جو گرہ بیٹھہ گئی۔ اوسکے لحاظ سے اس فتح کو مسلمانون کے حق مین اگر نامبارک کہا جائے تو بیجا نہین ہوگا۔ اس مین کلام نہین کہ اسلام کی دو عظیم الشان سلطنتون ٹرکی و ایران مین جانگداز عداوت قایم ہو جانے کا اصلی اور سب سے بڑا سبب اور ہی ہے تاہم ملکی تنازعات نے اوس آگ پر تیل ڈالنے مین کچھہ کم مدد نہین دی

سلطان محمد کا طویل زمانہ حکومت جو تیس برسون سے زیادہ عرصہ ہی جنگی کارنامون کا ایک مسلسل اور غیر منقطع سلسلہ تھا۔ لیکن یہہ کارنامے ہمیشہ فتح و نصرت کے ساتھہ ہی ختم نہ ہوتے رہے۔ اس بہادر سلطان کو کئی دفعہ ہزیمت بھی اٹھانی پڑی جنمین سب سے بڑی محاصرہ بلگریڈ (دار الخلافہ سرویا) کی ہزیمت تھی محمد فاتح نے عیسائی ممالک کی اس کلید کو حاصل کرنیکے لئے لشکر جرار اور کئی سو توپین لیکر اسپر فوجکشی کی۔ اور اسکا محاصرہ کرلیا۔ عیسائیون کا سپہ سالار وہی نامور جرنیل جان ہنیاڈاس تھا جسکا ذکر سلطان مراد کے حالات مین بھی آچکا ہے۔ اس مقام کا فتح کرنا ایسا ضروری تھا کہ سلطان بذات خاص لڑائی مین شریک ہوتے رہے۔ لیکن ۱۴ اگست سنہ ۱۴۵۶ء کی لڑائی مین اونکو کاری زخم پہونچا جسکی وجہہ سے اونھون نے راتون رات محاصرہ کو اوٹھا کر بلگریڈ سے مراجعت کرلی۔ ہنیاڈاس فاتح قسطنطنیہ کو پسپا کرکے خوشی سے جامون مین پھولا نہ سماتا تھا۔ لیکن آخری معرکہ مین وہ بھی سخت مجروح ہوچکا تھا اور اس مہلک زخم نے اوسکو چند دن سے زیادہ اس فتح عظیم پر خوشی منانیکے لئے مہلت نہ دی۔ محاصرہ بلگریڈ کے علاوہ دریا ڈنیوب کے شمالی صوبہ مالڈیویا اور ہنگری کے جنوبی صوبہ ٹرانس سلوینیا مین سلطانی افواج کو متعدد دفعہ دشمنون کے مقابلہ سے پسپا ہونا پڑا۔ اور جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے محسن کش سکندر بیگ گو آخر پامال کیا گیا تاہم برسون تک اس زبردست شہنشاہ کا مقابلہ کرتا رہا۔

اپنی سلطنت کے آخری دنون مین سلطان محمد نے میشا پلولوگس پاشا کو جو مقتول قیصر کے عزیزون مین سے تھا اور اسلام قبول کرلینے کی وجہ سے سلطان کی نظرون مین بہت عزیز اور صاحب وقعت ہوگیا تھا۔ فوج جرار

دیگر جزیرہ رہوڈس پر روانہ کیا۔ مگر وہ سنہ ۱۴۸۰ع مین وہان کے مذہبی نائیٹون سے شکست کہاکر واپس آگیا۔
سلطان اس شکست سے ایسی برافروختہ ہوئے کہ اونہون نے بذات خود جزیرہ پر یورش کرنے کا مصمم ارادہ کرلیا۔
مگر زندگی نے وفا نہ کی۔ جزیرہ رہوڈس کے نائیٹون نے جو سینٹ جان یعنی حواری یوحنا کے نائیٹ یا شہ سوار
کہلاتے تہے گیارہوین صدی عیسوی کے آخیر پر جبکہ عیسائی مجاہدین نے ارض مقدس کو فتح کیا تہا فلسطین
مین اس جنگجو مذہبی طبقہ یا گروہ کی بنیاد ڈالی تہی۔ سنہ ۱۳۰۹ع یا سنہ ۱۳۱۰ع مین انہون نے جزیرہ رہوڈس پر
قبضہ کیا۔ اس جزیرہ سے نکل کر وہ ترکی جہازون پر چہاپہ مارا کرتے تہے۔ اور بیش بہا مال غنیمت تجارتی
جہازون سے لوٹ کر پہر جزیرہ مین واپس آکر قہر سلطانی سے محفوظ ہوجاتے تہے۔

سلطان محمد نے انکی متواتر گستاخیون سے تنگ آکر اونپر فوجکشی کی تہی لیکن گو وہ اپنی زندگی مین اس مدعا مین
ناکامیاب رہا اور عیسائیون کو اس مضبوط مقام سے بیدخل نہ کرسکا۔ تاہم اوسکی ان چند ہزیمتون کی تلافی۔
یونان والیشیا۔ سرویا۔ بوسینا۔ البانیا۔ اپائیرس۔ کریمیا۔ قرمانیہ اور بحیرہ مجمع الجزائر کے بڑی بڑی جزیرون
کے فتح کرلینے سے بخوبی ہوگئی۔ بحیرہ اڈریاٹک کے ساحلی ممالک البانیا و اپائیرس اور دریا ڈنیوب کے صوبجات
مالڈیویا و الیشیا اور سرویا کی نسبت یہ کہنا کہ سلطان محمد نے اونکو فتح کیا کسی قدر درست نہین۔ ترکی سلطان
انکو پہلے سے فتح کرچکے تہے۔ البتہ اینپر ترکی سکہ اچہی طرح نہین جما تہا۔ سلطان محمد نے اس اقتدار کو مضبوط
کردیا۔ ان فتوحات یا تجدید قبضہ کے علاوہ ساحل بحیرہ اڈریاٹک کے صوبجات اسٹریا۔ کارنی اولا۔ اور ڈلمیشیا۔
پہ متواتر یورشین کی گئین۔ جمہوری ریاست وینس کے مقبوضہ فریولی پر حملہ کیا گیا۔ اور اس بحری جمہوری طاقت کو
سنہ ۱۴۷۹ع مین البانیا کا صدر مقام سکوتری اور دیگر مقامات حوالہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اٹلی کا بندرگاہ اوٹرانٹو
سنہ ۱۴۸۰ع مین فتح کیا گیا۔ اور شاہ ایران کو کئی دفعہ عثمانیہ صولت و جلال کا جلوہ دکہایا گیا۔

اوٹرانٹو کے قبضہ سے تمام اٹلی مین ایسا تہلکہ برپا ہوگیا کہ پوپ سکسٹس چہارم تک نے اپنا بوریا بسترا باندہ لیا
اور ملک سے بہاگ جانے کے لئے تیار ہو بیٹہا۔ مگر عیسائیون کی خوش نصیبی یہان بہی اپنا کام کرگئی۔ خداوند کریم
کو اسلامی بہادرون کا ایک حد معین سے تجاوز کرنا منظور نہ تہا۔ واقعات گذشتہ اور حالات موجودہ نے
حضرت سرور کائینات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ان ارشادات کی کامل تصدیق کردی ہے کہ باریتعالے کو
ان دونون مذہبون کا قیامت تک ایک دوسرے کے دوش بدوش قائم رکہنا منظور ہے چنانچہ مسلمانون کو
اس فتح سے بہی اوسی امر نے فائدہ نہ اٹہانے دیا جو اونکو مسلمانان اندلس کی حمایت و دستگیری کرنے سے مانع ہوا

یعنی یہہ فتح اسوقت نصیب ہوئی جبکہ سلطان فاتح کا جام عمر لبریز ہونیوالا تہا۔ اور عنقریب تاج عثمانیہ ایک ایسے سر پر رکہا جانے والا تہا جو کم از کم ایسے موقعہ پر اوس تاج کے قابل نہین تہا۔ یہی فتح اگر چند برس پہلے ہوتی۔ یا خداوند کریم سلطان محمد کی عمر مین اور چند برس کا اضافہ کر دیتا۔ یا اور نہین تو یہہ فتح بایزید ثانی کے بعد سلطان سلیم یا سلیمان کے وقت مین ہی حاصل ہوتی تو کیا یہ ممکن تہا کہ بایزید یلدرم (اول) کی وہ دہمکی پوری نہ ہوتی جسکے پورا ہونیکے لیئے بہادر احمد پاشا فاتح اوٹرانٹو نے سنہ ۱۴۸۰ع مین سامان بہم پہونچا دیئے تہے کارخانہ قدرت ہی عجب نیرنگیان دکہاتا ہے۔ ایک بایزید تو فتح اطالیہ کا پیش خیمہ کہڑا کرتا ہے اور دوسرا بایزید باوجود موجودگی وسایل اوس فتح کی توقع کو ہمیشہ کیلئے معدوم کرتا ہے۔ الّا ماشاءاللہ سلطان محمد کی بیوقت موت سے پوپ سکٹس کو بہاگ جانیکی ضرورت باقی نہ رہ گئی۔ اس نازک موقعہ پر جبکہ اسلام کی طاقت کا مجتمع ہونا یا کم از کم ترکون کا اپنے مسلمان بہائیون کی طرف سے بالکل مطمئن ہونا سخت ضروری تہا۔ شاہ ایران نے دیگر چند ایشیائی مسلمان فرمانروایون سے سلطان کے برخلاف اتفاق کر کے سلطان کے فرزند اکبر بایزید کو بہ نقصان عظیم فاش شکست دی۔ مہم رہوڈس کی ناکامیابی پر اس دوسری ہزیمت نے سلطان محمد کے نایرۂ غضب کو سخت مشتعل کر دیا۔ اوسنے قابل تعریف بلکہ حیرت انگیز سرعت کے ساتہہ دو جرار لشکر فراہم کیئے اور سب سے پہلے شاہ ایران کی طاقت کو توڑ تا لابدی تصور کر کے میدان جنگ کیطرف روانہ ہوا۔ مگر رستہ ہی مین ۳ مئی سنہ ۱۴۸۱ع کو ۵۲ سال کی عمر مین مرض نقرس کے مہلک دورہ سے صوبہ بیتہنیا کے ایک چہوٹے سے قصبہ ازن مکید مین و بروایت دیگر قصبہ نیکومیدیا مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اوسکا جسم فانی وہان سے لایا جا کر قسطنطنیہ مین دفن کیا گیا۔ اور اوسکی قبر پر یہ کتبہ کندہ کیا گیا "میرا ارادہ رہوڈس کو فتح اور مغرور اٹلی کو مغلوب کرنیکا تہا"۔ سلطان فاتح کی موت کو اہالی اطالیہ نے واقعی سچا طور پر اپنی مخلصی کا باعث سمجہا چنانچہ باشندگان روم نے اسکی خوشی مین تین دن متواتر جشن کیا۔ افسوس سلطان مرحوم کے ہر دو فرزند بایزید اور جمشید اپنے نامور باپ کی آخری آرزو کو جو اوسکی قبر کے سرہانے جلی حروف مین منقوش ہو کر عثمانیہ قوم کو اپنے پورا کیئے جانیکی تاکید کر رہی تہی۔ اوسکے آنکہین بند کرتے ہی فراموش کر گئے۔ ورنہ چند سال بعد ہی اوٹرانٹو کی گلیان مسلمانون کے خون سے تر نہ ہوتین۔

سلطان محمد عظیم الشان انسانی طاقتون کا مجموعہ اور حکمت عملی و تدبر مین ید طولی رکہتا تہا۔ عیسائی مورخ اوسکو سخت بیرحم اور نہایت دغاباز لکہتے ہین۔ اونکا بیان ہے کہ کوئی شخص اوسکی عنایت یا وعدہ پر بہروسہ نہین کر سکتا تہا۔ ایک اور عیسائی مورخ جسے منصف مزاجی کا دعوے ہے تحریر کرتا ہے کہ یہ سلطان کی نیکی

کی بعض روایات غالباً بہت مبالغہ آمیز ہین لیکن اس مین کلام نہین کہ وہ اپنے حصول مدعا کے سامنے انسانی جان کی کوئی حقیقت نہین سمجہتا تہا۔ اوسکی نارضی پیام اجل تہی۔ اور موقعہ ملجانے یا ضرورت لاحق ہوجانے پر وہ اپنے حلفی قول و اقرار سے بڑی دلیری کے ساتہہ منحرف ہوجاتا تہا۔ عیسائی مورخین کو اونکی ان الزامی تحریرون کا الزامی جواب دینے کے لئے ہمکو سلطان مرحوم کے ہمعصر عیسائی فرمانروایون کے حالات معلوم کرنیکی تکلیف اوٹہانے کی کوئی ضرورت نہین۔ اوس زمانہ کو رجو زمانہ وسطیٰ کے نام سے موسوم ہے، خود عیسائی تاریکی یا سفاکی کا زمانہ تسلیم کرتے ہین۔ وہ اس انیسوین صدی کے آخری عشرہ کی کامل تہذیب اور انسانیت کے زمانہ مین بہی مہذب سے مہذب عیسوی گورنمنٹ کے کارنامون مین ایسی سفاکی خونخواری اور بے ایمانی پائینگے جسکی نظیرین سلطان محمد کے عہد حکومت مین شاید بہت کم ملینگی۔ مگر مین اس سفاکی یا خونخواری پر عیسائی گورنمنٹون کو الزام دینے کی کوئی وجہ نہین پاتا۔ دنیا مین کوئی چیز بذاتہ اچہی یا بُری نہین۔ ہر ایک کے لئے محل استعمال موجود ہے۔ اور اوسکے بے محل برتے جانے کا نام بُرائی ہے۔ قاتل کو پہانسی دینا سفاکی نہین۔ اور اوسپر مہربانی کرنا سخت بُرائی ہے۔ بات دراصل یہہ ہے کہ ہمارے عیسائی اور بعض مسلمان مورخین اور معلمان اخلاق اعتراض کرتے وقت کتابی اخلاق کو مدنظر رکہہ لیتے ہین۔ اور یہہ نہین دیکہتے کہ دنیا مین اوسپر عمل کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر وہ اخلاق کے عملی یا قابل عمل پہلو کو لین تو اونکو کبہی اعتراض کرنیکا موقعہ نہ ملے۔

حسب مقتضائے وقت و ضرورت جو سفاکی یا سختی کیجائے اوسکا معیوب ہونا تو درکنار وہ مستحسن بلکہ لازمی ہے مگر اسکے ساتہہ ہی کسی کو انکار نہین ہوسکتا کہ بسا اوقات سفاکی و سختی کا استعمال بلاضرورت اور بیمحل کیا جاتا ہے پس مورخین کا الزام دینے سے پہلے یہ تمیز کرلینا فرض ہے کہ آیا ایسی سختی کی کوئی ضرورت تہی یا نہین۔ سلطان محمد پر عیش پسندی کا الزام بہی لگایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ فرقہ اناث سے اوسکے تعلقات سچی محبت اور مروت سے معرا تہے۔ امر دوم کی تائید یا تردید کوئی نہین کرسکتا۔ دلی جذبات کا عالم صرف خدا ہے۔ البتہ پہلے امر کو ہم بہی تسلیم کرتے ہین لیکن سلطان کی عیش پسندی شجاعون کی عیش پسندی تہی۔ محمد شاہی عشرت پسندی نہ تہی۔ اور اس وصف سے کوئی شجاع خالی نہین پایا جائیگا۔ جسکا دل و دماغ اور قوائے ذہنی و جسمانی تندرست و مضبوط ہون وہ ہر ایک قوت سے جو قدرت نے انسان کو عطا کی ہے مستفید ہوگا۔ کمزور اور ناتوان جسمانی یا روحانی لذات سے کیا بہرہ ور ہوسکتا ہے۔ سلطان کی دماغی اور علمی قابلیت اور دشمنون کے سب قائل ہین۔ وہ اپنی مادری زبان ترکی کے علاوہ عربی۔ فارسی۔ لاطینی اور یونانی مین تحریر و گفتگو کرسکتا تہا۔ اوسکی علمی استعداد اور علم دوستی اپنے ہم قومون سے جو بحیثیت قوم بہی علم کے کم شایق

مشہور نہین بہت بڑہی ہوئی ہتی طبیعت موزون پائی ہتی نظم کو پسند کرتا اور خود بہی کبہی کبہی شعر کہتا تہا تاریخ سے خاص شوق تہا۔ اسکندر یونانی اور قیصر جولیس کے کارنامے اوسے از بریاد تھے۔ اور اہنی فاتحان کو اوسنے اپنا نمونہ بنایا تہا جن سے وہ کم نہین رہا۔ بارہ سلطنتین اور ریاستین اور دو سو سے زیادہ شہر و قلعے فتح کئے۔ ترکی مورخین اوسے محمد بوجہ (اعظم) اور محمد فاتح لکہتے ہین۔ اور یورپین مورخ اوسکو پہلا ترکی ایمپرر طور پر تحریر کرتے ہین گو اوسکے طفیل ترکی حکومت واقتدار مین بہت وسعت ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ اسکی ہم مذہب اوسکی تظلم شعاری اور کسیقدر مذہبی پابندیون سے آزاد ہونے کی وجہ سے اوسپر خوش نہین تہے۔ بلکہ بعض کے خیال مین تو وہ بالکل لا مذہب تہا۔ مگر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کو پورا اور چار دانگ عالم مین اسلام کی شان و شوکت کو نمایان کرنے والے پر ایسا حرف رکہنا صریح نادانی ہے۔ بات یہ ہے کہ اولوالعزم اور مضبوط دل فرمانروا متعصب و تنگ خیال کٹ ملاؤن کے بہرون مین نہین آتے۔ جو اونکو بیدین اور ملحد کا خطاب دیکر اپنے دل کا بغض نکالنا شروع کر دیتے ہین۔ وہ ایک آزاد خیال اور آزاد رائے بادشاہ تہا۔ اوسنے وینس سے ایک مشہور مصور جنٹایل بلینی کو اپنے دربار مین بلا کر خود اپنی اور کئی اور تصویرین تیار کرائین۔ شاید بعض ملا اسبات سے بہی ناراض ہو گئے ہون۔ دوسری طرف عیسائی جدت طرازون نے اس واقعہ کے متعلق اپنے ڈہب کی ایک نرالی روایت گہڑ لی۔ وہ لکہتے ہین کہ مصور مذکور نے جب یحییٰ[1] پیغمبر کا سر تن سے جدا کئے جانے کے وقت کی تصویر پیش کی۔ تو سلطان نے اوسکی بہت تعریف کرکے یہہ اعتراض کیا کہ گردن کی رگہائے بریدہ پیچہے کو کافی کہنچی ہوئی نہین اور اپنے دعوے کے ثبوت مین اسی وقت ایک غلام کا سر قلم کئے جانے کا حکم دیا۔ یہ نقشہ دیکہکر بلینی ایسا ڈر گیا کہ جبتک وہ پہر وینس نہ جا پہونچا اوسے ایک گہنٹہ کے لئے بہی کبہی آرام اور طمانیت نصیب نہ ہوئی۔

فاتح قسطنطنیہ قد مین درمیانہ چوڑا جسم اور نہایت شہ زور تہا۔ رنگ گندم گون چہرہ کا بشرہ عموماً اوداس اور بوقت غضب نہایت دہشتناک بینی لمبی اور خمدار۔ آنکہین تیز اور گہری تہین۔ ذاتی وقار کا ایسا خیال تہا کہ وزیر اعظم تک کو اپنے ساتہہ دسترخوان پر شامل نہ کرتا۔ اور جنگ کے وقت میدان مین گو اوسنے سے ادنیٰ سپاہی کا ہاتہہ بٹانا اپنا فرض سمجہتا تہا مگر غیر سرکاری موقعون پر کسی سے ملنے جلنے کی نسبت تنہا رہنے کو

[1] یہ مسیح کی ولادت سے پانچ برس پہلے پیدا ہوئے۔ اور ۳۲ء عیسوی مین شہید کئے گئے حضرت ذکریا کے اکلوتے فرزند تھے۔

ترجیح دیتا تہا۔ تنہائی پسندی سے ممکن ہے جو نتیجہ عیسائی مؤرخین نے نکالا ہے درست ہو۔ مگر اسکا باعث یہہ بہی تو ہوسکتا ہے کہ فتوحات تازہ کی اودہیڑبن اور انتظام ملک کے لئے احسن تجاویز کی سوچ بچار جیسا کہ اکثر ہوتا ہے اوسکو اس کے زمانہ مین زیادہ تر خلوت مین رہنے پر مجبور کرتی ہون۔ سلطان نے تخت نشین ہوتے ہی اپنے بھائیون کو قتل کرادیا تہا۔ بعدمین علماء سے فتوی لیکر حکمران سلطان کے ایسے بہائیون کو مروادینا جنسے نقص امن کا اندیشہ ہوسکے قانونًا جایز کردیا۔ یہ رسم ملک و قوم کے لئے مضر بہی ہے اور مفید بھی تاہم خوشی کا مقام ہے کہ اب سلطنت عثمانیہ مین اسکا نام تک باقی نہین رہ گیا۔ سلطان مین وہ تمام خوبیان موجود تہین جو ایک حکمران کے لئے لازمی ہین۔ اُسنے ملک کے حسن انتظام اور عدالتون کی ترتیب کے لئے پرانے اور نئے قوانین سے ضروری ضروری حصے اخذ کرکے نیا مجموعہ قوانین تیار کیا۔ تمام سرکاری ملازمون اور عہدہ دارون کو دیانت و انصاف سے فرائض مذہبی ادا کرنے کی سخت تاکید تھی۔ اور جو حاکم اپنے اختیارات سے ناجایز فایدہ اٹہاتا تہا اوسکو سخت عبرتناک سزا دیتا تہا۔ چوری کا اوسکی قلمرو مین کوئی نام نہین جانتا تہا۔ اور گو رعایا کو مسلسل لڑائیون کے لئے سپاہی بہم پہنچانے پڑتے تہے اور اوسکے عہد مین آٹہہ لاکہہ ترکی سپاہی شہید ہوئے۔ تاہم رعایا نہایت آسودہ حال اور فارغ البال تہی۔

ابوالمعالی سلطان محمد خان کی وفات پر وزیر محمد پاشا نے چہوٹے لڑکے جمشید کو تخت نشین کرنا چاہا مگر سپاہ ینگچری نے اس امر کو منظور نہ کرکے محمد پاشا کو قتل کرڈالا۔ اور اسحاق پاشا کو اوسکی جگہہ وزیر بنایا بایزید باپکے مرنے کی خبر سنکر میدان جنگ کے ہیڈکوارٹر شہر اماسیہ سے چار ہزار سوار ہمراہ لیکر یلغار کرتا ہوا دار الخلافہ پہونچگیا اور اورنگ قیصری پر متمکن ہوگیا۔

بایزید ثانی جیسا کہ اوپر لکہا گیا ہے غیر مستقل مزاج اور بودی طبیعت کا شاہزادہ تہا یہ مغربی سلطنتون کی خوش قسمتی تہی کہ محمد فاتح ایسے مستعد جفاکش مدبر اور نبرد آزما کے بعد ایسا کمزور سلطان تخت نشین ہوا۔ اگر یہ اپنے باپ کا خلف رشید ہوتا تو خدا معلوم اسلامی فتوحات کا سیلاب کتنے مسیحی تختون کو برباد کرنے کے بعد تہمتا۔ اٹلی والون کو فورًا ہی معلوم ہوگیا کہ اونکے جزیرہ نما کے برخلاف ترکون کی جنگی کارروائیان دہیمی پڑگئی ہین۔ احمد پاشا فاتح اوٹرانٹو سلطان مرحوم کا قابل ترین سپہ سالار تہا۔ اوسنے اوٹرانٹو پر قبضہ کرتے ہی اوسکو مورچہ بند کرنا شروع کردیا کہ تمام ملک کے فتح کرنے کے لئے یہ مقام بیس آف آپریشن (صدر مقام) کا کام دے۔ مورچہ بندی کو مکمل کرکے وہ آخری ہدایات حاصل کرنے اور آیندہ موسم بہار مین جرار فوج ہمراہ لیکر واپس

آسلنے کی امید رکہکر قسطنطنیہ کو روانہ ہوا۔ لیکن سلطان محمد کی وفات نے کل منصوبے خاک مین ملادئے۔ تمام عیسائی طاقتین ترکوان کی اس تازہ فتح سے ہراسان ہوکر خواب غفلت سے بیدار ہوگئین۔ ہنگری۔ ہسپانیہ۔ اور پرتگال سے شاہ نیپلز (اسوقت جنوبی اٹلی کا دارالخلافہ تہا) کی امداد کے لئے مجاہدین آپہونچے۔ اور اوس نے ان مددگارون کو ہمراہ لیکر اٹرانٹو کا محاصرہ کرلیا جس سے تنگ آکر ترکی فوج محصور نے سنہ ۱۴۸۱ء مین بوعدہ امان عیسائی فوج کے سامنے ہتیار رکہدیئے۔ مگر عیسائیون نے وعدہ خلافی کرکے سب کو تہ تیغ کردیا۔ بایزید شاید داغ ہزیمت کو دہونے کی کوشش کرتا۔ لیکن خود بہائیون مین خانہ جنگی شروع ہوجانے سے اُسے ایک طرح معذور بہی سمجہا جا سکتا ہے۔ سلطان محمد کا چہوٹا بیٹا جمشید جو سنہ ۸۶۴ ہجری مین پیدا ہوا۔ تیز طبیعت نوجوان تہا۔ وہ کچہہ برسون سے قرمانیہ کی گورنری پر مامور تہا۔ اوسکی تیز طبعی نے بہائی کی تابعداری گوارا نہ کی۔ اور حجت یہہ بتائی کہ تاج وتخت بایزید کو سپرد کردینے کی وصیت سلطان مرحوم نے کوئی نہین کی تہی جعلی بنالیگئی ہے۔ الغرض اوسنے اپنے بہائی کے برخلاف عَلم بغاوت برپا کرکے شہر بروصہ پر قبضہ کرلیا اور باسفرس کی طرف بڑہنا شروع کیا۔ بایزید نے احمد پاشا کی امداد سے باغی بہائی کی فوج کو شکست فاش دی جو بحال خراب وخستہ قایدبیگ شاہ قوم چرکس والیٔ مصر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ مصر کو جاتے وقت راستہ مین ترکمانوان کی ایک قوم بدنصیب شاہزادہ کے قافلہ کو لوٹ کر اوسکا مال ومتاع بامید انعام بایزید کے پاس لیگئے۔ بایزید نے ان نمکحرامون کو اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا مین فوراً قتل کرادیا جمشید چار مہینے قایدبیگ کے پاس رہکر بیت اللہ شریف کو گیا۔ اور حج سے فارغ ہوکر پہر سامان جنگ تیار کیا۔ بایزید نے اس خود سر نوجوان کو بہ نرمی وملاطفت راہ راست پر لانے کی بہت کوشش کی۔ جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی تو لاچار دوبارہ فوجکشی کرکے جمشید کی جمعیت کو پراگندہ کیا۔ وہ اپنی والدہ اور بیوی کو والیٔ مصر کے پاس ہی چہوڑ آیا ہوا تہا۔ مگر کوئی مصلحت سوچکر اب کے مصر جانے کی بجائے جزیرہ رہوڈس کیطرف رخ کیا۔ وہان کے نائیٹون کو سردار ڈابسن سے جو سنہ ۱۴۸۰ء مین ترکی حملہ کو پسپا کرچکا تہا پہلے تو اوسکی بہت خاطر تواضع کی۔ مگر آخرکار بایزید کی ناراضگی کے خوف سے جمشید کو اٹلی اور پہر فرانس بہیجدیا۔ جہان کچہہ برسون کے بعد شاہ فرانس نے اوسکو اپنی تحویل مین لیکر نظربند کردیا۔ اس اثنا مین ایماندار ڈابسن جمشید کے گذارہ کے لئے اوسکی غریب مان اور بیوی سے بہی معقول سالانہ رقم لیتا رہا۔ اور دوسری طرف بایزید سے اس بہانہ پر کہ مین نے تمہارے بہائی کو قابو کیا ہوا ہے بیش بہا وظیفہ حاصل کرتا رہا۔ ڈابسن کے اس نامردانہ سلوک کو جو اُس نے ان بیکس عورتون

کے ساتھہ کیا تمام منصف مزاج عیسائی بھی سخت حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین جمشید چند برس شاہ فرانس کا قیدی رہنے کے بعد شاہ مذکور کی وفات پر قلعہ سے کسی طرح بھاگ کر پوپ انیوسنٹ کے پاس پہونچا۔ اُس نے پہلے تو جمشید کو عیسائی بنانے کے لئے اوسے بہت سے سبز باغ دکھلائے۔ لیکن جب اُسکو ثابت قدم دیکھا تو اس خیال خام سے باز آکر اس مہمان عزیز کی مدارات اُسکے مرتبہ کے مطابق کرتا رہا۔ اس پوپ کی وفات پر مشہور بدچلن۔ دغاباز اور مکار اسکندر بورجیا جو اپنے سے بڑھکر بدکار اور چالباز صاحبزادی لکریشیا بورجیا کا باپ تھا اسکندر ششم کے نام سے پوپ ہوا۔ بایزید کو اس خلف شریف کی خصلت تو معلوم ہی تھی۔ زر خطیر بھیجکر درخواست کی جمشید کا شر مجھہ سے دور کر دے۔ یہ روپیہ اٹلی کے قصبہ انکونا کے حاکم جولیانوس نے راستہ مین لوٹ لیا۔ پوپ نے بایزید کو خبر کی اور لکھا کہ یا تو جمشید کی نظر بندی کے لئے چالیس ہزار ڈیوکٹ[1] سالانہ دو۔ اور اگر اوسے ہلاک کرانا چاہتے ہو تو تین لاکھہ ڈیوکٹ بھیجدو۔ بایزید نے رقم مطلوبہ بھیجدی جسپر کم بخت پوپ نے جو تمام مسیحی دنیا کا مذہبی پیشوا تھا غریب الوطن شہزادہ کو فروری سنہ ۱۴۹۵ء مین زہر ہلاہل پلاکر ہلاک کر دیا۔ شاہزادہ کے زمانہ قید کے قصے اب تک اٹلی اور فرانس مین زبان زد خاص و عام ہین۔

بایزید نے سنہ ۱۴۸۱ء سے سنہ ۱۵۱۲ء تک حکومت کی۔ اور اس عرصہ مین اُس نے بہت سے جنگ کئے جن مین سے اکثر کا نتیجہ سلطان کے حق مین اچھا نہ نکلا۔ پھر بھی فی الجملہ ترکی اقتدار کو کچھہ نہ کچھہ ترقی ہی ہوئی ترکون نے وینس کی ریاست کو بری و بحری جنگ مین متواتر سخت شکستین دین۔ اور پندرہوین صدی کے خاتمہ پر اسکندر پاشا نے شمالی اٹلی پر فوجکشی کی۔ ٹرکی اور وینس کے درمیان یونان کے اکثر حصص اور جزائر ملحقہ کے قبضہ کے لئے لڑائیان ہوتی تھین۔ اور گو بایزید کو بعض مقامات پر شکست بھی ملی۔ مگر جنوبیہ مشرقی یورپ کے اس قیمتی اور دلفریب حصہ مین اپنی حکومت کو وسیع کرنے مین کامیاب ہوگیا۔ بایزید پہلا عثمانیہ سلطان ہے۔ جسکے زمانہ مین سنہ ۱۴۹۰ء مین پولنڈ اور ٹرکی کے درمیان معاہدہ ہوا۔ اور اس کے عہد مین سنہ ۱۴۹۵ء مین باب عالی اور ایوان ثالث زار ماسکو کے درمیان پہلی دفعہ سفارتی تعلقات پیدا ہوئے لیکن افسوس ہے کہ سفیر سلطان کی طفلانہ مزاجی اور بکر زدی کی وجہ سے ترکی رعب داب کا کچھہ ایسا اچھا خیال اپنے ساتھہ واپس نہ لے گیا۔ بایزید کے زمانہ مین ایران کی طاقت کو بہت فروغ حاصل ہوا جس سے اوسکو ہر وقت تشویش رہتی تھی۔ شاہ اسمٰعیل بانی خاندان صفویہ نے اپنی حکمت و تدبیر اور جفاکشی سے ایران کی شان

[1] ڈیوکٹ ایک پورانا سکہ طلائی و نقرئی ہوا کرتا تھا۔ نقرئی مالیت مین ساڑھے چار شلنگ اور طلائی نو شلنگ ہوتا تھا۔

وشوکت تقریباً سابقہ جاہ وجلال کے ہم پلہ بنادی تہی۔ اور اوسکو اپنی طاقت پر اس قدر بہروسہ ہوگیا
تہا کہ بڑی دلیری سے کچھہ سلطانی مقبوضات بہی دبا لئے۔ مگر بایزید دوسری مہمون مین اس قدر مصروف
تہا کہ اس گستاخی کا بدلہ نہ لے سکا۔

بایزید کے عہد کا ایک اور واقعہ بہی خاص تذکرہ کے قابل ہے جس سے ینگچری فوج اور سلاطین
کے باہمی تعلق کی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ اس فوج نے سابقہ حکومتون مین کئی دفعہ خودسری کی علامتین ظاہر
کرکے اونکو قابو مین رکہنے کے لئے ایک زبردست فرمانروا کی موجودگی کی ضرورت ثابت کردی تہی
اِس ثبوت کو محولہ بالا واقعہ سے اور زیادہ تقویت ملگئی۔ محمد فاتح کی بینظیر قابلیت اور مضبوط ہاتہ کے
اٹہتے ہی ینگچری فوج کی وفاداری مین کمی پیدا ہونی شروع ہوگئی۔ سنہ ۱۴۸۹ء مین بایزید نے اس فوج کی تعداد
اور اختیارات کم کرنے کی تجویز کی۔ اور شراب کے نشہ مین جبکہ محفل عیش ونشاط گرم تہی اپنے ارادہ کو ظاہر کردیا
احمد پاشا فوج مین ہردلعزیز ہونے کے علاوہ آزاد رائے بہی پورا تہا۔ اور اکثر سلطان کی غلطیون اور طفلانہ
حرکتون کا بڑی دلیری سے مقابلہ کیا کرتا تہا۔ اُس نے سلطان کا یہ ارادہ سُنتے ہی اوسکی سخت مخالفت کی
اور اس کارروائی کے بدنتایج جتا دیئے۔ سلطان اس مخالفت سے دل مین بہت ناراض ہوا۔ اور اسی وقت سے
اس نامور جرنیل کی ہلاکت کا جسکی بہادری اور وفاداری نے بایزید کو کئی دفعہ بربادی وتباہی سے بچایا تہا۔
مصمم ارادہ کرلیا چنانچہ سلطان نے چند دنون کے بعد اعیان دولت کی پرتکلف دعوت کی جسمین احمد پاشا
بہی شامل تہے۔ اور بعد بادہ خواری کے بعد مہمانون مین خفتان تقسیم کئے جانیکا حکم دیا۔ احمد پاشا کو سیاہ
مخمل کا خفتان ملا جو اس بات کی علامت تہی کہ وہ موت کے لئے تیار ہوجائے۔ اسپر حسب قاعدہ باقی
تمام مہمان احمد پاشا کو سلطان اور جلادون کے پاس چہوڑکر باہر چلے گئے۔ بہادر پاشا نے اس نازک
موقعہ پر بہی اپنا حوصلہ قایم رکہکر سلطان کو اوسکی بدکاریون اور بالخصوص بے اندازہ مے خواری پر سخت
تقریرین کی اوسکی تقریر ابہی ختم نہ ہوئی کہ جلاد اوسکو زمین پر پچھاڑکر اوسکا کام تمام کرنے ہی لگے تہے کہ سلطان
کے ایک خواجہ سرا نے پاشا کو صبح تک قتل نہ کرنے کی صلاح دی۔ اور وجہ یہہ بتائی کہ اُس وقت تک معلوم
ہوجائیگا کہ ینگچری اِس زعم مین کہ اونکا افسر قتل کردیا گیا ہے کیا کارروائی کرتے ہین۔ اس زعم کا وہی نتیجہ
ہوا جیسکی خواجہ سرا کو توقع تہی ینگچریون نے محلسرا کا محاصرہ کرلیا۔ اور بایزید کو نہایت فحش مغلظات سنا کر
قتل کردینے کی دہمکی دی۔ اور یہ بغاوت اس خطرناک حد تک پہونچگئی کہ ینگچریون کو دکہانے کے لئے احمد پاشا

کا قیدخانہ سے باہر نکالنا ضروری ہوگیا۔ مگر سلطان نے دل مین برابر کینہ رکہا اور کچہہ عرصہ بعد جبکہ فوج مذکور جنگی مہم پر ممالک غیر کو گئی ہوئی تہی احمد پاشا کو دغا سے قتل کرا دیا گیا۔

بایزید کی سلطنت جسطرح کہ خانہ جنگی سے شروع ہوئی تہی اوسی طرح خانہ جنگی پر اوسکا خاتمہ ہوا۔ وہ اپنے بیٹے احمد کو جانشین کرنا چاہتا تہا۔ سب سے بڑے بیٹے کورکود نے اس حکم سے سرتابی کرکے بغاوت شروع کر دی مگر اسکا انجام یہ ہوا کہ سلطنت دونون مین سے کسی کو نہ ملی۔ اور سب سے چہوٹا بیٹا سلیم جسپر کل فوج دل و جان سے نثار تہی مالک تاج و تخت ہوگیا۔ بایزید بقیۃ العمر صوبہ رومیلیا کے دلفزا مقام ڈیموٹیکا مین بسر کرنے کے لئے قسطنطنیہ چہوڑ کر مقام مذکور کو روانہ ہوا۔ مگر ۲۶ مئی سنہ ۱۵۱۲ء کو بمرض نقرس ۶۷ سال کی عمر مین راستہ ہی مین فوت ہوگیا۔

بایزید جنگ کے لئے ملک ارنوط (البانیا) کو جا رہا تہا کہ ایک فقیر نے برابر آکر اوسکو خنجر سے ہلاک کرنا چاہا مگر اردلیون نے اوسکو فوراً گرفتار کرکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اوسدن سے دستور ہوگیا کہ کوئی سلاح بند شخص سلطان کے قریب نہ جاوے۔ سنہ ۱۵۰۹ء مین قسطنطنیہ مین سخت زلزلہ آیا جس سے ایک ہزار ستر مکانات ایک سو ز مسجدین اور ایک حصہ محل قیصری کا گر گیا۔ یہ زلزلہ پینتالیس روز تک بار بار آتا رہا۔ سلطان نے بیوت و مساجد منہدمہ کی مرمت کے لئے پندرہ ہزار معمار اور مزدور مقرر کر دیئے۔ بایزید قوی ہیکل سیاہ گیسو لطیف و ظریف۔ نامور تیرانداز اور ناظم و ناثر بہی تہا۔ بعض مسلمان مؤرخین نے اوسے عابد و پرہیزگار بہی لکہا ہے۔ شاید وہ پیری مین ایسا ہوگیا ہو۔ جوانی مین جو کیفیت تہی وہ سپاہ ینگچری کی بغاوت کے واقعہ مین درج ہو چکی ہے۔ البتہ مذہبی پاس اس قدر ضرور تہا کہ ہر سال حرمین شریفین کو زر خطیر روانہ کیا کرتا تہا۔ اسکے زمانہ مین برّی طاقت کے مقابلہ مین عثمانیہ بحری طاقت کو کمال رئیس ترکی امیر البحر کی طفیل اکثر فتوحات حاصل ہوئین۔ یہ امیر البحر دراصل غلام تہا۔ اور کپتان پاشا (سپہ سالار افواج بحری) صنعان نے اوسکو سلطان بایزید کی خدمت مین بطور پیشکش نذر کیا تہا۔ بایزید نے اوسکے کمال حسین ہونے کی وجہ سے اوسکا نام ہی "کمال" رکہدیا۔ اور اُسے غلامان شاہی کی ذیل مین داخل کر دیا۔ کمال کا مشہور اول بحری کارنامہ سنہ ۱۴۸۳ء مین واقع ہوا۔ مسلمانان غرناطہ نے بایزید سے بحیثیت خاقان البرین والبحرین عیسائیون کے برخلاف امداد بہی کی درخواست کی تہی جسپر اوسی سن مذکور مین کمال رئیس کو ایک بیڑہ کا کپتان مقرر کرکے سواحل ہسپانیہ کو برباد کرنے کے لئے قسطنطنیہ سے روانہ کیا۔ مگر افسوس سلطان بایزید نے مسلمانان اندلسیہ کی اس سے زیادہ

کوئی امداد نہ کی۔ اور جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے سنہ ۱۴۹۲ء مین تمام اندلسیہ عیسائیون کے قبضہ مین آگیا اور مسلمانون کا نام ونشان اوس سرزمین سے ہمیشہ کے لئے معدوم ہوگیا۔ کمال رئیس نے سنہ ۱۴۹۹ء مین وینس کے جنگی بیڑہ کو جزیرہ سپی انزا کے قریب معرکہ کی لڑائی کے بعد فاش شکست دی۔ اور زیادہ تر اوسی کے بیڑہ کی امداد سے ترکی فوج نے شہر لیپانٹو کو فتح کیا۔ سنہ ۱۵۰۱ء مین اس بہادر امیر البحر نے پوپ بادشاہ ہسپانیہ اور ریاست وینس کے متفقہ بیڑون کو جو عثمانیہ بیڑہ سے طاقت مین بدرجہا زیادہ تھے ترکی بہ ترکی جواب دیکر اونکی کوئی پیش نہ جانے دی۔ ترکی بحری طاقت کا یا اقتدار اوس جلال وسطوت کا جو اُسے سلطان سلیم اور سلطان سلیمان کے زمانون مین حاصل ہوا پیش خیمہ تھا۔ عثمانیہ سلاطین قسطنطنیہ اور مملوک سلاطین مصر کے درمیان بھی پہلی لڑائی اسی سلطان کے عہد مین سنہ ۱۴۸۵ء مین شروع ہوئی۔ جو برابر پانچ برس جاری رہی اور اس مین ترکون کو متواتر ہزیمتین اٹھانی پڑین۔ آخر کار بایزید نے وہ تین قلعے جو سرحد پر مملوکون نے فتح کرلئے تھے اونکے سپرد کرکے اُنسے صلح کرلی۔ اور داغ ندامت مٹانے کے لئے بظاہر یہ مشہور کیا گیا کہ یہ قلعے شاہ مصر کو جو حرمین شریفین کا محافظ تھا مصارف مقامات متبرکہ کے لئے سپرد کئے گئے ہین۔

بایزید نے اپنے باغی اور سرکش بھائی شہزادہ جمشید کو ابتداً بصلح وآشتی راہ راست پر لانے کی کوششون مین ناکام رہنے پر پوپ سکندر بورجیا کو طمع دیکر جو ہلاک کرادیا تھا۔ اسپر اگرچہ وہ اکثر نیک دل مؤرخین کی نگاہ مین بہت کچھہ ذلیل ہوگیا۔ تاہم وہ اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ بادشاہی کا مسئلہ ہی ایسا کم بخت ہے کہ بایزید ایک حد تک معذور سمجھا جاسکتا ہے لیکن رہوڈس کے نائیٹون اور دیگر شاہان یورپ و پوپ کو تمام عیسائی وقائع نگار بہی متفق اللفظ ہوکر سخت مطعون کرتے ہین۔ ایک عیسائی مؤرخ (دیکھو صفحہ ۱۵۰ تاریخ ٹرکی مصنفہ لین پول) کے الفاظ یہ ہین ؎ اس تمام پردرد وغم قصہ کا عجیب وغریب لب لباب یہ ہے کہ کل مسیحی دنیا مین ایک ایماندار فرمانروا بھی موجود نہ تھا جو اس بیکس قیدی پر رحم کھاتا۔ یا گرینڈ ماسٹر۔ پوپ اور چارلس ہشتم والی فرانس کی کمینہ اور غیر شریفانہ سازشون پر نفرین ظاہر کرتا۔ ان مین سے ہر ایک اس مال غنیمت کو جو بے ایمانی اور مکاری سے حاصل کیا گیا تھا قابو کرنے کے لئے دوسرے کے ساتھہ برسر جنگ تھا۔ بایزید اگر اپنے بھائی کی محفوظ نظر بندی کا خواہان تھا تو وہ معاف سمجھا جاسکتا ہے۔ لیکن کل مسیحی دنیا کے مذہبی مقتدا پوپ اور مذہبی نائیٹون (رضا دہان مذہب) کے ایک طبقہ کے سردار کی طرف سے کیا عذر پیش کیا جاسکتا ہے۔ جنہون نے کافر یعنی بایزید کے روپیہ کی خاطر غریب الوطن پناہ گزین سے دغا کیا۔ جب ناظرین رہوڈس اور ماٹان کے

معرکون مین نائیٹون کی شجاعت و مردانگی کے کارنامے پڑہین تو ساتہہ ہی شاہزادہ جمشید کی اس دردناک کہانی کو بھی یاد کرلین اور پھر اگر وہ چاہین تو اس شجاعت و مردانگی کی داد دین۔ جو ایسی صریح بے ایمانیون اور دغا و فریب پر مبنی ہوگی۔

یہ متفق علیہ امر ہے کہ اسکندر بورجیا (مشہور فاحشہ قاتل و سفاک اور بیحد سازشی عورت لکریشیا بورجیا کا باپ) نے شاہزادہ کو زہر سے ہلاک کردیا طریقہ زہر خورانی مین البتہ اختلاف ہے۔ بعض کے مطابق پوپ نے جمشید کے خادم کی معرفت شربت مین سفید زہر دار سفوف جس سے وہ اکثر اپنے ماتحت کارڈینلون (پوپ سے کمتر مذہبی عہدہ دار۔ یہ تعداد مین ساٹہہ ستر کے قریب ہوتے ہین اور پوپ انہی مین سے منتخب ہوتا ہے) کو ہلاک کردیا کرتا تہا پلوا دیا۔ دوسری روایت ہے کہ شاہزادہ کے حجام مصطفے نے پوپ سے سازش کرکے جمشید کو حجامت کرتے وقت سخت مہلک زہر مین بجہے ہوئے اُسترہ سے زخم لگادیا۔ اس نمک حرام کو آخر کار بایزید نے وزیر اعظم بنادیا تہا۔ جمشید زہر کے اثر سے بتدریج گہل گہل کر فوت ہوا۔ مرنے سے پہلے مصر سے اوسکی والدہ کا خط نیپلز پہونچگیا۔ مگر وہ اس قدر ناطاقت ہوچکا تہا کہ خود نہ پڑہ سکا۔ سچے مسلمان اور عثمانی شاہزادہ کیطرح اوسکی آخری دعا یہ تہی جسے بار بار کہا۔ "اگر مذہب حقہ کے اعدا مجہکو پیروان اسلام کے برخلاف اپنی مہلک تجاویز کی تائید کے لئے آلہ بنانا چاہتے ہین تو مجہے آج کا دن بہی زندہ نہ رہنے دے۔ اور اسیوقت میری روح قبض کئے جانیکا حکم دے۔" شاہزادہ مرحوم تیرہ برس کی قید فرنگ کے بعد ۳٦ برس کی عمر مین اس جہان سے چلدیا۔ سلطان بایزید نے باقاعدہ سفیر بہیجکر بہائی کی لاش عیسائیون سے طلب کی اور اوسے شاہانہ شان و شوکت سے بروصہ مین دفن کیا۔

عیسائیون کی رحمدلی اور ہمدردی بنی نوع انسان کی ایک اور نظیر اس موقعہ پر بیمحل نہ ہوگی۔ بایزید کے زمانہ مین عیسائی ممالک پر کوئی ایسی بڑی یورشین نہین کیگئی تہین پہر بہی اہالی پولنڈ ہنگریا۔ اور وینس کے ساتہہ سرحدون پر کچہہ نہ کچہہ چہیڑ چہاڑ برابر چلی جاتی رہی۔ اور قصبات لیپانٹو۔ موداں اور قروان (واقع موریا) ممالک محروسہ مین شامل ہوگئے۔ ایک معرکہ مین ہنگرین سپہ سالار دیمی تریس یاکسق نے جو سروی نژاد تہا۔ ترکی جرنیل غازی مصطفے اور اوسکے بہائی کو قید کرلیا۔ اوسنے غازی کے تمام دانت تڑواکر اوسکے بہائی کے جسم کو سیخ سے چہید کر زندہ کو نرم آنچ پر بہونوا ڈالا۔ اور مصطفے کو سیخ کے پہیرتے رہنے پر مجبور کیا۔ چند برس بعد یہ سفاک شاہ ہنگریا کیطرف سے ایلچی ہوکر قسطنطنیہ آیا تہا کہ مصطفے نے اوسے راستہ مین پکڑکر قتل کردیا۔ مگر اور کوئی عذاب

اوسے نہ پہونچایا۔ *

سلطان سلیم کی تخت نشینی

سلطان سلیم بایزید کے عزل پر ۴۲ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ بایزید کے آٹھ بیٹے تھے جن مین سے تین بڑے ہوکر باقی چھوٹی عمر مین مرگئے۔ اُس نے اپنے بیٹون اور پوتون کو مختلف صوبون پر گورنر مقرر کر رکھا تہا چنانچہ سلیم صوبہ طرابزون کی گورنری پر مامور تہا جب کورکود اور احمد دونون بہائیون نے تخت کے لیئے سازشین کرنی شروع کین۔ تو سلیم نے بھی جو شجاعت ومردانگی اور جنگی قابلیت کی وجہ سے فوج مین بہت ہردلعزیز تہا ہاتھ پاؤن مارنے شروع کیئے۔ گورنری کے زمانہ مین اوسنے بطور خود ہمسایہ ملک سرکیشیا پر کئی دفعہ چڑہائی کر کے کچھہ علاقہ فتح کرلیاتہا۔ سلطان نے جب اوسکو منع کیا تو اُس نے جواب دیا کہ مجھے یورپ مین کوئی صوبہ دیدو کہ مین اس طرف رہنے ہی نہ پاؤن۔ سلطان نے یہ درخواست نامنظور کی تو اُس نے مکرر درخواست کی کہ مجھے آداب فرزندانہ بجالانے کے لیئے ایڈریانوپل حاضر ہونیکی اجازت بخشی جائے۔ جب یہ بھی منظور نہ ہوئی تو وہ جم غفیر ہمراہ لیکر جسے بلحاظ تعداد وترتیب فوج کہنا زیادہ موزون ہوسکتا ہے بحیرہ اسود کو عبور کر کے یورپ آپہونچا اور ایڈریانوپل پر پیش قدمی شروع کی۔ بایزید جو اس وقت بہت بیمار تہا کچھہ فوج لیکر بیٹے کے مقابلہ کو باہر نکلا۔ لیکن جسوقت باپ بیٹا دونون کی فوجین مقابل ہوئین تو یہ غیر طبعی مقابلہ دیکھکر بایزید کی آنکھون سے بے اختیار آنسو چل پڑے۔ یہ کیفیت دیکھکر دمیلیا کے بیلربے (امیر کبیر) نے باپ بیٹے مین بیچ بچاؤ کر کے صفائی کرادی۔ سلیم کو یورپین علاقہ مین صوبہ سمندرا کی گورنری دیگئی اور بایزید نے اقرار کیا کہ مین احمد کو اپنا وارث نہین بناؤنگا۔ یورپ مین تو یہ واقعات درپیش آرہے تہے۔ اور ادہر ایشیائی علاقہ مین کورکود اور احمد کی چالبازیون اور سب سے بڑھکر قزاقون کی شورہ پشتی سے جو بایزید کی کمزور سلطنت مین بہت خودسر ہوگئے تہے عجب طوفان بے تمیزی برپا ہورہا تہا۔ قزاقون کی تعداد اس قدر بڑہگئی تہی کہ اونکی جمعیت ایک خاص باقاعدہ فوج کے برابر ہوگئی تہی۔ اور عقیدہ اثنا عشریہ کے بہی اکثر پیرو جنکا شمار اُس وقت ایشیائے کوچک مین بہت بڑہگیا تہا۔ اونکے ساتھہ شامل تھے۔ یہ لوگ ایران کے شیعہ فرمانروا شاہ اسمٰعیل صفوی کا یہان تک ادب واحترام کرتے تھے کہ قزاقون اور مذہبی خبطیون کی اس مخلوط فوج کے سردار نے اپنے لیئے شاہ قلی (غلام شاہ) کا خطاب اختیار کیا۔ مگر عثمانلی اوسے شیطان قلی پکارتے تھے۔ اس شخص نے سلطانی فوج کے کئی دستون کو شکست دی۔ آخرالامر وزیر اعظم اوسکے مقابلہ پر روانہ کیا گیا۔ اگست ۱۵۱۱ء مین مقام سریم شاک لی کے قریب باغی اور

سلطانی افواج مین سخت جانگداز لڑائی ہوئی۔ اور شیطان قلی اور وزیر اعظم دونون کہیت رہے۔ سلیم نے
ان فسادون کی آڑ پکڑ کر فوج عظیم اپنے پاس جمع رکھی اور ظاہر یہہ کیا کہ بوقت ضرورت کام آنیکے لئے اسے
جمع رکہا گیا ہے۔ اور جب حصول مدعا کی تکمیل مین زیادہ انتظار نہ کر سکا تو ایڈریا نوپل مین جبرًا داخل ہوکر شاہی
اختیارات نافذ کرنے شروع کر دیئے۔ بایزید یہہ خبر سنکر ایڈریانوپل پر بڑہا۔ اور باپ بیٹا ایک دوسرے
سے نبرد آزما ہوئے۔ سلیم کی فوج کے اکثر سپاہی بوڑہے سلطان کو دیکہکر اپنی حرکت پر سخت نادم ہوئے اور
سلیم کیطرف سے ہٹ گئے۔ جسکی باقیماندہ جمعیت سلطانی فوج کے ایک ہی ہلہ مین منتشر ہوگئی۔ اور خود سلیم اپنے
بادپا گہوڑے قرہ بلوط (سیاہ بادل) کی برق رفتاری اور اپنے دوست فرہادبے کی جان نثاری کی طفیل جسنے
ایک تنگ درہ مین تعاقب کنندگان کا مقابلہ کرکے سلیم کو اونکے پنجہ سے بچا دیا میدان جنگ سے جان
سلامت لے گیا۔ سلیم بحیرہ اسود کے بندرگاہ اخیولی کو جاکر وہان سے جہاز پر سوار ہوکر اپنے خسر خان کریمیا
کے پاس چلا گیا۔ اور تاج و تخت عثمانیہ کے لئے پہر ایک دفعہ قسمت آزمائی کرنے کے لئے وہان تاتاریون
اور ترکون کی ایک نئی فوج جمع کر لی۔ بایزید منجہلے بیٹے احمد کو تخت نشین کرنا چاہتا تہا۔ مگر دار الخلافہ کی فوج
نے اس ارادہ کی ایسی مخالفت کی کہ سلطان کو مجبورًا سلیم کو کریمیا سے واپس بلانا پڑا۔ سلیم کو یہہ پیغام کریمیا
مین موسم سرما مین پہونچا۔ اوس نے فورًا تین ہزار سوار جمع کرکے جنہین نصف کے قریب تاتاری تہے بحیرہ اسود
کے شمال مغربی ساحل کے راستہ وطن مالوفہ کا راستہ پکڑا۔ اوسکے بیشمار ہمراہی سردی کی شدت سے راستہ مین
مر گئے لیکن وہ یلغار کرتا ہوا برابر آگے بڑہا چلا آیا۔ دریا نیسٹر برف سے منجمد تہا اوسپر مقام ایکرمان کے قریب
عبور کیا اور بایزید کے اس حکم کی کوئی پرواہ نہ کرکے کہ سلیم سمندرا کی گورنری پر جائے سیدہا قسطنطنیہ کیطرف
چلا آیا۔ قسطنطنیہ سے تیس میل دور سے ینی شہری فوج کا آغا اوسے راستہ مین آملا۔ اور وہ دار الخلافہ مین تقریبًا
شاہانہ جلوس کے ساتہ جسمین وزراء اعیان سلطنت بہی شامل تہے داخل ہوا۔ بایزید نے بیشمار خزانہ اپنے
عہد مین جمع کیا ہوا تہا۔ اُس نے سلیم کو تین لاکہ ڈیوکٹ یکمشت اور دو لاکہ سالانہ کی رشوت پر ٹالنا چاہا مگر
سلیم سوائے تخت کے اور کسی امر پر رضامند نہ ہوتا تہا۔ بایزید ابہی تک محلسرائے سلطانی پر قابض تہا کہ ۲۵
اپریل کو تمام فوج و باشندگان شہر نے محلسرائے کے دروازون پر جمع ہوکر سلطان کی خدمت مین بار ملنے کا
مطالبہ کیا۔ اور جب اونکی درخواست منظور ہوئی تو سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ ہمارا بادشاہ ضعیف و بیمار
ہو گیا ہے۔ ہم چاہتے ہین کہ اب سلیم ہمارا سلطان ہو۔ بایزید نے اس مطالبہ کو پورا کرنیکے سوا کوئی چارہ

بناکر اسی وقت تاج و تخت سلیم کے حوالہ کر دیا۔ سلیم نے آگے بڑھکر بکمال ادب باپ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ اور فصیل شہر تک باپ کی سواری کے ہمراہ جس نے بقیۃ العمر قصبہ ڈیموٹیکا مین جہان وہ پیدا ہوا تھا بسر کرنیکا ارادہ ظاہر کیا پیدل گیا اور باپ کی پند و نصایح کو بغور سنتا گیا۔

سلیم نے صرف آٹھ برس حکومت کی۔ مگر اس عرصہ مین اوسنے سلطنت عثمانیہ کو وسعت مین دُگنا بڑھا دیا اوسکی فتوحات کی شان و شوکت علم و ادب۔ تدبیر سلطنت اور فن جنگ مین اوسکی بیمثل قابلیتون اور اوسکی شاہانہ مستعدی اور مستقل مزاجی کے یورپ اور ایشیا دونون براعظمون کے مورخین معترف اور قایل ہین مگر اوسکی سفاکی اور بیرحمی مین بہی کسی کو شک نہین۔ اوسکے قہر و غضب سے دوست دشمن کسی کو مفر نہین تہا۔ اور خود اوسکے زمانہ مین یہ عام بددعا تھی کہ خدا کرے تو سلطان سلیم کا وزیر ہو جائے۔ جو اس عہدہ پر مامور ہوتے تھے اونکو اکثر ایک مہینہ سے زیادہ وزارت کرنی نصیب نہ ہوتی تہی چنانچہ جس شخص کو وزیر مقرر ہونے کا حکم پہونچتا وہ سفر عاقبت کے لئے اوسیوقت سے تہیہ شروع کر کے سلطان کی خدمت مین حاضر ہونے سے پہلے آخری وصیت وغیرہ سے فارغ ہو کر جاتا۔ ایکدفعہ وزیر اعظم پیری پاشا نے سلیم سے کسی قدر از راہ متانت اور کسی قدر مزاحاً عرض کیا "میرے پادشاہ مین جانتا ہون کہ جلدی یا کچہہ دیر بعد تجہے اپنے وفادار غلام کو قتل کرنیکے لئے کوئی نہ کوئی عذر ہاتہہ آجائے گا۔ اسلئے مجہے اپنے دنیاوی معاملات کے درست کرنے اور دوسری دنیا کے سفر کے لئے جب مجہے تو کرائیگا کچہہ مہلت عطا کر" سلیم اس آزادانہ درخواست کو سنکر کہلکہلا کر ہنس پڑا۔ اور جواب دیا "مین تہوڑے عرصہ سے تیرے قتل کے فکر مین تو ہون۔ مگر مجہے ابہی تک تیری جانشینی کے لئے کوئی قابل آدمی نہین ملا۔ ورنہ مین تجہے بڑی خوشی سے ممنون کرتا"

جس شخص کو اپنے لواحقین۔ رعایا اور قابل ترین ملازمون کے خون کی ذرہ بہر پروانہ ہو۔ اوسکے لئے جنگ و جدال کا شایق ہونا ضروری امر تہا۔ اور اوسکا عہد حکومت تقریباً کبہی ختم نہ ہونیوالے کشت و خون کا زمانہ تھا۔ وہ جیسا جسمانی طاقت مین شہ زور تہا ویسا ہی دماغی طاقت مین بہی تنومند و توانا تہا۔ عیاشی اور حیوانی لذات کا اوسکو مطلقاً خیال نہ تہا۔ البتہ شکار کی مردانہ تفریح کا دلدادہ تہا۔ اوسکی عمر کے دن شکار یا جنگی امور کے انصرام مین صرف ہوتے۔ سوتا بہت تہوڑا تہا۔ اور رات کا بڑا حصہ علمی مطالعہ مین گذارتا تہا۔ کتب تواریخ یا فارسی نظم اکثر اوسکی مطالعہ مین رہتین۔ فارسی زبان اوسے بہت پیاری تہی اور اس مین خود اپنا ایک دیوان چہوڑ گیا ہے۔ وہ نہ صرف عثمانیہ سلاطین مین سب سے بہتر شاعر گذرا ہے۔ بلکہ اوسکی نظم کو دوسرے تمام

شاعران پر ترجیح دیجاتی ہے۔ البتہ اسقدر افسوس ہو کہ اوسنے اپنی جودت طبع کا اظہار فارسی زبان مین کیا اور اوسکی مادری زبان ترکی اور اوسکے علم و ادب کو اوسکی طبیعت کی بےنظیر موزونی اور اعلیٰ علمی قابلیت سے کوئی فائدہ نہ پہونچا۔

خاندان عثمانیہ کو یورپ کے کل دیگر شاہی خاندانون پر یہ فوقیت حاصل ہے کہ آجتک کسی اور خاندان مین مسلسل اتنی مدت حکومت نہین رہی۔ اس فوقیت کے علاوہ یہ فخر بھی اسی خاندان کو حاصل ہے کہ جس قدر جید شاعر اس خاندان کے سلاطین مین سے گذرے ہین۔ اورکسی فرمانروا سلسلہ مین نہین ہوسے۔

امیر المومنین عبدالحمید خان ثانی سے پہلے ۳۳ سلطان تخت عثمانی پر جلوہ افروز ہو چکے ہین۔ ان مین سے اکیس اپنی جولانی طبع کے نمونے دنیا مین چھوڑ گئے ہین۔

سلیم یاوز کو اپنے دادا محمد فاتح کیطرح قیصر اور اسکندر اعظم کے کارنامے پڑہنے کا کمال شوق تھا۔ مگر ان فاتحان زمانہ سلف کے سچے حالات اوس زمانہ مین کسی کو معلوم نہ تھے اور سلطان کو انکی سوانح معلوم کرنی کے لئے پر از غلو و مبالغہ ایشیائی قصون اور افسانون پر قناعت کرنی پڑتی تھی سلیم علم دوست ہونیکے ساتھ ہی علم پرور بھی تھا۔ اور اصحاب علم و فضل کو خاص عزت و احترام کی نظر سے دیکھتا جن مین سے اکثر کو اوسنے عہدہ ہائے جلیلہ پر سرفراز کیا۔ مورخ ادریس کو اوسنے نو مفتوحہ علاقہ کردستان کے جدید نظم و نسق کا کام سپرد کیا۔ اور مشہور فقیہہ کمال پاشا زادہ احمد کو جسے بالعموم ابن کمال پکارا جاتا ہے۔ وقایع نگار کی حیثیت مین مصر پر چڑہائی کرتے وقت اپنے ساتھ لیگیا۔ ابن کمال نظم و نثر دونون مین ید طولیٰ رکھتا تھا۔ نظم مین مثنوی یوسف زلیخا اور نثر مین نگارستان جو سعدیؒ کی گلستان کی طرز پر لکھی گئی اوسکی دیرپا یادگار رہینگی۔ سلیم قد و قامت مین لمبا تھا لیکن اعضا چھوٹے تھے پہلے سلاطین کے برعکس وہ داڑہی ہر وقت منڈی رکھتا تھا۔ موچھین بڑی بڑی تھین جو سیاہ اور گھنی ابروؤن کے ساتھ ملکر اوسکے چہرہ کو ایسا مہیب بنائے ہوئے تھین کہ دیکھنیوالا خوف کہا جاتا تھا۔ انکھین بڑی اور سرخ تھین۔ اور ریاست وینس کے سفیر فوسکولو کا قول ہے کہ سلیم کے چہرہ کی سرخی مزاج کی خونخواری کو بر رو ظاہر کر رہی تھی سلیم کی نیک مزاجی اور غرور و تکبر کو اوسکی جہانبانی کے پہلے ہی دن سخت آزمایش سے مقابلہ کرنا پڑا ینگچری سے نئے سلطان سے بیحد انعام و اکرام حاصل کرنے کا ارادہ کرکے اوس بازار مین جس مین سے اوسکے گذرنے کی توقع تھی دو رویہ دوہری قطارین صف بستہ کہڑے ہوگئے۔ اور صلاح کی کہ جب سلطان گذرے تو اسلوکی جہنڈا بلند کیجائے جسکا یہ مطلب ہوتا کہ اپنی کو

ذریعہ تمکو تخت ملا ہے۔ اور انہی کے ذریعہ تم اوس سے اتارے جا سکتے ہو۔ سلیم کو اس اژدحام کی خبر ملی تو اپنی فرمانروائی کے پہلے ہی دن علی رؤس الاشہاد اس طرح اپنے سپاہیون کے ظل حمایت مین گذرنے کے منظر سے سخت برافروختہ ہوا۔ اور اس ذلت سے بچنے کے لئے دوسرے رستہ سے گذر گیا۔ لیکن انعام سے انکار کرنے کی جرٴت نہ کر سکا۔ بلکہ اوسکو اس قدر انعام دینا پڑا کہ پہلے کسی سلطان نے تخت نشینی کے موقعہ پر نہ دیا تہا۔ جس سے خزانہ تقریبًا خالی ہوگیا۔ سلطان کی اس رعائت سے دلیر ہوکر ایک چہوٹے ضلع کے گورنر نے جو سنجق بے کا عہدہ رکہتا تہا سلیم کے نزدیک جاکر جو اگیر بڑہائے جانیکی درخواست کی۔ سلیم نے اُسی جگہہ تلوار کہینچکر اوسکا سر قلم کر دینے سے بیباک سائل کی درخواست کا جواب دیا۔

سلیم نے چونکہ خود باپ کے برخلاف بغاوت کرکے تاج و تخت حاصل کیا تہا اوسکے دل مین اپنے بہائیون کے حسد و رشک سے جو سلطنت کے بعض نہائیت زرخیز صوبون پر حکمران تہے اور جو شاہی ورثہ سے ہاتہہ پاؤن ہلائے بغیر غالبًا بمشکل دست بردار ہوتے خوف پیدا ہونا لازمی امر تہا۔ بایزید کے آٹھ بیٹون مین سے پانچ یعنے عبد اللہ۔ محمد۔ شاہین شاہ۔ عالم شاہ اور محمود باپ کے حین حیات فوت ہوچکے تہے۔ شاہین شاہ نے ایک لڑکا بنام محمد اور عالم شاہ نے بنام عثمان پیچہے چہوڑا۔ محمود کے تین فرزند موسیٰ۔ ارخان اور امین باپ کے بعد باقی رہے سلیم کے دو زندہ بہائیون مین سے کورکود لاولد تہا۔ اور شہزادہ احمد کے چار بیٹے تہے۔ سلیم کا فقط ایک ہی بیٹا شہزادہ سلیمان تھا۔ اس طرح سلیم کی تخت نشینی کے موقعہ پر بایزید کی نسل سے بارہ شہزادے زندہ تہے۔

شروع مین تو سلیم کے بھائی اوسکو سلطان قبول کرنے پر آمادہ ہوگئے اور جب اوسنے اونکو اونہی صوبون کی حکومت پر جنپر وہ باپ کے زمانہ سے حکمران تہے بحال رکہا تو اونہون نے پیش کردہ گورنریون کو منظور کر لیا۔ مگر احمد نے جو ایشیا کا گورنر تہا تہوڑی مدت بعد ایشیائی دار الخلافہ بروصہ پر قابض ہوجانے اور باشندون سے بہاری ٹیکس وصول کرنے شروع کر دینے سے ظاہر کر دیا کہ وہ تخت شاہی کی ہوس خام سے باز نہین آیا۔ سلیم شہزادہ سلیمان ولیعہد کو قسطنطنیہ مین چہوڑکر خود ستر ہزار سپاہ جرار لیکر فورًا ایشیائی کوچک کیطرف روانہ ہوگیا۔ اور ایک سو پچیس جنگی جہاز باسفرس کے ساتہہ ساحل کی نگرانی کے لئے بحر اسود کو بہیجدیئے۔ احمد سلیم کے حملہ سے ڈرکر بہاگ گیا اور اپنے دو فرزندون کو شاہ اسمٰعیل صفوی والئی ایران کے پاس مدد مانگنے کے لئے روانہ کیا۔ سلیم نے بروصہ پر قابض ہوکر فوج کے حصہ کثیر کو موسم سرما بسر کرنیکے لئے بارکون مین بہیجدیا۔ اس اثناٗ مین احمد نے سلیم کے کئی افسرون سے سازباز کر لی۔ اور اپنی جمعیت مضبوط کرکے لڑائی دوبارہ شروع کر دی

جس مین اوسکو چند خفیف فتوحات بھی حاصل ہوئین۔ سلیم نے اپنے وزیر اعظم کو جو زمرہ نمکحرامان مین سے تہا فوراً قتل کرادیا۔ اور ساتھ ہی اپنے پانچ نو عمر بہتیجون کو جو بروصہ کے چند روسا کے مکانون مین بعزت و احترام نظربند تہے مروا ڈالا۔ مقتول شہزادون مین سب سے بڑا عثمان پسر عالم شاہ بیس برس کی عمر کا تہا۔ اور سب سے چہوٹا محمد پسر شاہین شاہ عمر مین سات برس کا تہا۔ جب جلاد جو گونگے ہوا کرتے تہے سلیم کے حکم سے ان معصوم شہزادون کے کمرہ مین داخل ہوئے تو اس خوردسال شہزادہ نے جان بخشی کے لیے سخت الحاح و منت کی۔ مگر رحم کسے آتا۔ بڑا شہزادہ یہ جانتا تہا اوسنے قاتلون پر دلیرانہ حملہ کیا اور اُن مین سے ایک کو قتل اور دوسرے کو مجروح کرکے خود بھی آغوش اجل مین لیٹ گیا۔ متوفی شہزادگان کے جنازے شاہانہ تزک و احتشام سے اُٹھائے گئے اور وہ مراد ثانی کے مقبرہ کے قریب مادر گیتی کے حوالہ کئے گئے۔

اِس واقعہ کی خبر پہنچنے پر شہزادہ کورکود کو بھی جو اب تک صوبہ سروخن کی حکومت پر قناعت زندگی بسر کررہا تہا اپنا فکر پڑ گیا۔ اُس نے ینگچریون کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔ اور سلیم کے ساتھ جان توڑ مقابلہ کرنیکے لئے تیار ہوگیا۔ سلیم کو اپنے بہائی کے ارادون سے اطلاع ہوگئی۔ مگر اپنا مدعا یا یہ ظاہر کئے بغیر کہ اوسکو بہائی کے منشا سے آگاہی ہوگئی ہے سلیم بڑے پیمانہ پر شکار کہیلنے کے بہانہ سے بروصہ سے روانہ ہوا۔ اور پہر اچانک دس ہزار سوار لیکر کورکود کے صوبہ پر جا پڑا۔ کورکود صرف ایک خادم سپی پیالی کو ہمراہ لیکر بہاگ گیا۔ اوسکا تعاقب ہوا۔ اور پکڑا گیا۔ سلیم نے اپنے ایک افسر سنان پاشا کے ہاتہہ بہائی کو کہلا بہیجا کہ تمکو اس جہان سے رحلت کرنی پڑے گی۔ جس مقام مین شہزادہ نظربند تہا سنان وہان رات کے وقت پہنچا۔ اوسنے کورکود کو خواب سے بیدار کرکے موت کے لئے تیار ہونیکو کہا۔ شہزادہ نے ایک گہنٹہ کی مہلت لیکر بہائی کو ایک منظوم خط لکہا جس مین اوسکی ظلم شعاری پر اوسے بہت ملامت کی۔ خط سے فارغ ہوکر اوسنے گردن جلاد کے سامنے رکھدی جسنے رودہ کمان سے گلا دباکر طایر روح کو قفس عنصری سے رہا کردیا۔ سلیم اپنے بہائی کا مرثیہ پڑہکر بہت رویا۔ بعض عیسائی مؤرخین لکھتے ہین کہ اوسکو مرحوم شہزادہ کی قابل رحم موت پر رقت طاری نہین ہوئی تہی۔ بلکہ اوسکے اشعار کی خوبی اور مضمون خط کی بلند خیالی نے اوسکے دل پر اثر کیا تہا۔ بہر حال اُس نے اپنے مصنوعی یا واقعی رنج کو یہانتک نبہایا کہ تین دن تک عام سوگ کا حکم دیا۔ اور جن ترکمانون نے تعاقب کنندگان کورکود کے چہپنے کی جگہہ بتائی تہی۔ اور اس خدمت کے صلہ مین انعام مانگنے بروصہ آئے تہے قتل کرادیا۔ ✣

دریتولا شہزادہ احمد معقول فوج جمع کرکے سلیم کی افواج پر مزید فتوحات حاصل کرچکا تہا جنکے بعد اگر وہ بدستور مستعدی ظاہر کرتا تو غالباً تخت عثمانیہ کا مالک ہو جاتا۔ مگر شہزادہ مذکور گو بہادر پورا تہا لیکن ہمت و استقلال مین سلیم سے بدرجہا گرا ہوا تہا۔ سلیم نے اپنی فوجکو کمک پہونچادی اور ۲۴ اپریل ۱۵۱۳ء کو فیصلہ کن لڑائی ہوئی جسمین احمد کو فاش ہزیمت ہوئی اور وہ گرفتار ہوگیا۔ اسکا انجام بھی کورکود جیسا ہوا۔ اور سنان نے ہی اسکو بہی جسم خاکی کی قید سے آزاد کیا۔ مرنیسے پہلے احمد نے سلطان کو دیکہنے کی درخواست کی۔ جسے سلیم نے باین جواب نامنظور کیا کہ مین اپنے بہائی کو وہ ملک عطا کرتا ہون۔ جو ایک عثمانی شہزادہ کے حسب حال ہو سکتا ہے۔ احمد ان الفاظ کا مطلب سمجھ گیا۔ اور جب سنان کمرہ مین داخل ہوا تو بلا عذر اپنا سر اوسکی آگے جہکا دیا۔ سنان کمند سے پہانسی پانے سے پہلے اوسنے اپنی اونگلی سے ایک انگشتری اُتار کر سنان کے حوالہ کی کہ اوسے الوداعی تحفہ کے طور پر سلطان کی خدمت مین پیش کردے اور عرض کردے کہ متوفی ایسا حقیر ہدیہ پیشکش کرنے سے معافی کا خواستگار تہا۔ اس انگشتری کی قیمت صوبہ رومیلیا کی ایک سال کی آمدنی کے برابر بتائی گئی ہے۔ احمد پانچ مقتول شہزادون کے پاس بروصہ مین دفن کیا گیا۔

سلیم نے اندرونی خرخشون سے بیخوف ہوکر اب ملک گیری کیطرف توجہ کی۔ مگر مسلمانون کی بدقسمتی اور عیسائیون کی خوش قسمتی سے قدرت نے اسوقت کچھ ایسے سامان بہم پہنچادیئے کہ اس اولوالعزم پادشاہ کی تمام ہمت و کوشش عیسائی طاقتون کو زیر کرنے پر صرف ہونیکی بجائے اپنی ہمسایہ دو عظیم الشان اسلامی حکومتون کو پامال و فتح کرلینے پر خرچ ہوگئی۔ اسے منشاء ایزدی کہنے کے سوا اور کیا چارہ ہے۔ کہ محمد فاتح کے بعد بایزید جیسا کاہل سلطان برابر اکتیس برس تخت عثمانیہ پر متمکن رہکر ایک عیسائی طاقت کو بلاد ہسپانیہ سے بالکل وجود مسلمانون کو خارج اور دیگر مسیحی سلطنتون کو اپنی طاقت سنبہال لینے کا موقع دیدے اور اوسکے بعد سریر جہانبانی پر رونق افروز تو ہو سلیم ایسا عالی ہمت فرمانروا۔ جو اکیلا ان طاقتون کے شیرازہ کو پراگندہ کرنے اور ہسپانیہ کر مسلمانون کا قدم جمنے کے لئے کافی مضبوط ہو۔ مگر خوبی قسمت سے اوسکے عہد حکومت مین عیسائیونکو اُلٹا اپنی سنبہلی ہوئی طاقتون کو ایسا مضبوط کرنے کی مہلت ملجائے کہ آخر سلطان سلیمان عظیم الشان کی ۴۴ سالہ متواتر کوششین بہی اس غلطی کی تلافی نہ کرسکین۔ اللہ اکبر۔ اگر وہ دونون سلطنتین سلطنت عثمانیہ کے ساتھ متفق ہوکر دول یورپ کے مقابلہ پر کمربستہ ہوجاتین توکیا سلطان سلیمان کو کبہی وائینا کے محاصرہ سے بادل افسردہ ہاتھ اُٹھالنے اور اوسکو آیندہ بہی کبہی فتح کرلینے سے مایوس ہونیکی ضرورت پڑتی؟ اور کیا فاتح اندلس موسی کا وہ ارادہ عملی طور پر پورا نہ ہوجاتا

جو اوس نے سنہ ۷۱۲ء مین اندلسیہ کو دامن کوہ پرینیز تک فتح کرکے کل فرانس کو مغلوب کرنے اور پہر وہان سے جرمن ہنگری اور مشرقی یورپ کو تابع فرمان کرکے قسطنطنیہ پہونچنے کا اپنے دل مین بالاستقلال ٹھان رکھا تھا مگر مسلمانون کی کمبختی سے جس ارادہ کو خلفائے امیہ کے احسان فراموش دربار دمشق نے نامور جرنیل اور فاتح سپہ سالار کو بذلت تمام واپس بلا کر اپنی سازشون کی قربانی بنا دینے سے پورا نہ ہونے دیا تہا ۔ اور کیا اوس شکست فاش کا داغ بدنامی جو عربی لشکر کو فتح ہسپانیہ سے بیس برس بعد موسی کے ارادہ کی تکمیل مین فرانس پر ۷۳۲ء مین حملہ آور ہونے پر بمقام ٹورس ملی تھی ہمیشہ کے لئے بہادران اسلام کی پیشانی سے نہ دہویا جاتا ؟ ۔ اور کیا آج ہمارے پیارے خلیفہ سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی کو مسیحی طاقتون کے ہاتہون یہ ظلم و ستم برداشت کرنے پڑتے ؟ ہرگز نہین ۔ ان تینون اسلامی طاقتون کا اتفاق بیشک یہ سب کچہہ کر دکہاتا لیکن اگر اتفاق نہ بہی ہوتا مگر ساتہہ ہی نااتفاقی اور مخاصمت بہی نہ ہوتی تو اکیلا سلطان سلیم ہی موسی کے ارادہ کی پوری تکمیل نہ سہی آدہی تو بالضرور کر دیتا لیکن اس موقعہ پر یہ کہکر دل کو تسلی دینی پڑتی ہے کہ کل امر رہون باوقاتہا ۔ مقدر کا نوشتہ شاید یہی ہو کہ اس نااتفاقی کا نتیجہ بد ساڑہے تین سو برس بعد سلطان عبدالعزیز مرحوم پر کسیقدر آشکارا ہو کر ٹہیک پونے چار صدیون کے بعد مولانا السلطان عبدالحمید خان ثانی غازی پر کامل طور پر واضح ہو اور وہ کل مسلمانان عالم اور موجودہ اسلامی فرمانروایون کو مسلمانون کی غفلت سے ہسپانیہ سے اسلامی حکومت کے معدوم ہونیکا دردناک واقعہ یاد دلاکر آیندہ کے لئے نااتفاقی سے بچنے کی نصیحت اور باہم متفق اور متحد ہونے کی پرزور درخواست کرین ۔ سلطان سلیم کے معرکون پر افسوس اور دلی رنج ظاہر کرنے کے ساتہہ ہی یہ تسلیم کرنے سے چارہ نہین کہ انسے عثمانیہ سلاطین کو چند وسیع و زرخیز ممالک مل جانے اور سلطنت عثمانیہ کی طاقت مجتمع ہو جانے کا فایدہ حاصل ہونے کے علاوہ ایک ایسی نعمت عظمیٰ انکو حاصل ہو گئی جو کسی عیسائی ممالک کے

---

۱ اعلیحضرت امیرالمومنین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی کی خدمت مین سنہ ۱۸۹۷ء کی سہ ہفتہ جنگ ٹرکی و یونان مین کامل فتح نصیب ہونے پر جب ہند مصر مراکو ۔ انگلستان اور ایران و دیگر اسلامی ممالک کے مسلمانون نے مبارکباد کی پیغام ارسال کئے تو حضور ممدوح نے ایک طویل مراسلہ مین انکا اخلاص و اظہار عقیدتمندی کا دلی شکریہ ادا کرکے مسلمانون کو خلافت عظمیٰ کے واجبات سے آگاہ کیا اور ساتہہ ہی اندلس کے مسلمانون کے خوفناک حشر کو یاد دلاکر اوسکی تلافی کرنے کی نصیحت کی ۔ ۱۲ مولف ۔

فتح کر لینے سے زیادہ قیمتی تہی۔ اور جسکا عثمانیون کو ملجانا مسلمانون کے لئے بہی کچہہ کم مفید نہین ہوا۔ یعنے فتح مصر سے سلطان سلیم محافظ حرمین شریفین اور خلیفہ رسول رب العالمین ہو گئے۔ جس سے اون کو اور اونکے جانشینون مین سے جو کوئی چاہے اور جو قابلیت بہی رکہتا ہو ہر زمانہ اور ہر وقت مین مسلمانان عالم کو متفق کرنیکا منصب حاصل ہو گیا۔ اور یہ اسی منصب کی طفیل ہے جو فتح مصر سے سلطان سلیم کو حاصل ہوا۔ کہ آج کل دنیا کو مسلمان اونکے فرزند رشید عبد الحمید کے حکم کی تعمیل کو دل و جان سے حاضر ہین۔ اور مسلمانون کو لئے یہ فتح اسلئے مفید ہوئی کہ اونکی مذہبی خلافت ایک کمزور و ناتوان خاندان کے تصرف سے نکل کر جو حاکم ہونے کی بجائے جیسا کہ لازمہ خلافت ہے خود غلامون کا غلام بنا ہوا تہا۔ ایک فاتح جری۔ شیدائی اسلام۔ اور فدائی دین و مذہب خاندان مین منتقل ہو گئی جو خلافت کے فرائض و لوازمات کو بجالانیکے قابل اور احکام خلافت کی تعمیل کرانے پر قادر تہا اور ہے اور بفضل خدا ہمیشہ رہے گا۔ +

سلیم عیسائی طاقتون پر حملہ آور ہونے سے اسلئے محترز نہین ہوا تہا کہ اس مین اپنے آباؤ اجداد ایسا جوش اسلام کی خدمت کا نہین تہا۔ برخلاف اسکے وہ ایسا پر جوش مسلمان تہا کہ یہی پرجوشی اوسکو عیسائی ممالک پر فوجکشی کرنے کی مانع ہوئی۔ وہ کل سلاطین عثمانیہ مین سب سے بڑہکر متعصب ہوا ہی۔ اور یہ قاعدہ ہے کہ اگر انسان مین تعصب اور دینی جوش زیادہ ہو تو اوسے غیر مذہب والون کی نسبت خود اپنے ہی مذہب کے اون فرقون سے جنکو وہ مرتد سمجہتا ہو بہت زیادہ نفرت ہو جاتی ہے۔ شیعہ اور سنیون کا جہگڑا اسلام کو پہلے کچہہ کم ضعف نہ پہنچا چکا تہا۔ جنگ جمل و صفین و معرکہ کربلا کا اسکو باعث نہ بناؤ۔ لیکن یہ تو مسلمہ امر ہے کہ بغداد کی خلافت عباسیہ کا چراغ سحری اسی نامراد تنازعہ کی باد صرصر سے گل ہوا۔ اور اسی اختلاف مذہبی نے کئی دنون تک دجلہ مین پانی کی جگہہ خون کا سیلاب بہایا پانسو برس کا خاندان ایک آن مین برباد اور اوسکے چھتیسوین خلیفہ کو وحشیون کے ہاتھ سے بکرے کی طرح ذبح کرا ڈالا۔ یہی اختلاف اور کئی اسباب کو اپنے ساتہہ ملا کر اب بہی دو اسلامی سلطنتون کو ایک دوسری کا کئی صدیون تک جانی دشمن بنانے کا موجب ہوا۔ ترک اسلام قبول کرنیکے زمانہ سے خالص سنت والجماعت ہین۔ اسی طرح ایران عرصہ مدید سے مذہب اثنا عشریہ کا مخزن اور مامن چلا آیا ہے۔ یہ ملک حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت مین آتش پرست خاندان ساسانیہ کے تصرف سے مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوا۔ آخری ایرانی بادشاہ یزدجرد کچہہ عرصہ جنگلون مین بہٹکتے پہرنے کے بعد آخر قتل ہوا۔ اور ایران اور ملحقہ ممالک ترکستان مین قبایل عرب نے منتشر ہو کر چند برسون مین کل بلاد کو نور اسلام سے تابان کر دیا۔ چنانچہ اب تک بنی شیبان وغیرہ

ایسے عرب قبایل ایران مین موجود ہین جنکی اوضاع و اطوار مین کوئی تغیر نہین پیدا ہوا - اور اس وقت تک خالص عربی خون اونکی رگون مین موجزن ہی - دوسو برس تک اس ملک پر خلافت راشدہ خلافت بنو امیہ اور بنو عباسیہ کی طرف سی عامل مقرر ہوتے رہے - ہارون رشید کے بعد جب اوسکے دونون بیٹون امین پسر زبیدہ خاتون (جسکو ہارون نے نصف ملک عطا کرکے خراسان و ایران وغیرہ کا بادشاہ بنادیا تہا) اور مامون رشید مین جو کنیزک کے بطن سی تہا - اور بغداد و ممالک غربی پر حکمران تہا لڑائی ہوئی - تو مامون کا سپہ سالار طاہر ذوالیمینین امین کو شکست فاش دینے کے بعد قتل کرکے ایران کا فرمانروا ہوگیا اور تین نسل تک برائے نام خلیفہ کی ماتحت رہکر اوسکا خاندان اس سرزمین پر حکمران رہا جب خلافت عباسیہ کمال انحطاط کو پہونچگئی تو ہر ایک صوبہ بہادرون کی قسمت آزمائی کا تختہ مشق بنگیا سیستان کے ایک گمنام برتن ساز لیث کے فرزند یعقوب نے اپنے نیروے بازو اور ہمت خداداد سے بتدریج ترقی کرکے خراسان کی حکومت طاہر کے خاندان سے چہین لی - اور صفاریہ کا خاندان قایم کیا جسکے چو تہے اور آخری بادشاہ خلف بن احمد بن یعقوب کو جو سبکتگین اور محمود غزنوی کا ہمعصر تہا سلطان محمود نے گرفتار کرکے غزنی بہیجدیا - اسکے بعد ایران و خراسان کے نصف حصہ پر خاندان سامانیہ کے سلاطین حکمران رہے اور نصف پر خاندان دیالمہ کے فرمانروا - انکے بعد چنگیز خان کی یورش اور ہلاکو خان کے ہاتہہ سے بغداد کے فتح ہونیکے زمانہ تک سلجوقیہ اور آتابک خاندان ان ممالک پر حکمران رہے چنگیز خان کے پوتہ ہلاکو خان نے جب تیرہوین صدی عیسوی مین خلافت عباسیہ کی کل جاہ و حشمت کو سوائے نام[1] کے بالکل برباد کردیا تو ایران و ممالک ملحقہ کے تمام خود مختار خاندانون کو معدوم کرکے اپنی حکومت قایم کردی جو ڈیڑہ سو برس تک اوسکی اولاد کے تصرف مین جنکو ایلخان پکارا جاتا تہا رہی - اسکے بعد اونکی حکومت مختلف تاتاری اور ترکمان سردارون کی تنازعہ و فساد کی آماجگاہ بنگئی - ان سردارون مین تاتاری قبیلہ جلایر اور ترکمانی قبایل آق قونیلو (مالکان گوسفند سفید) اور قرہ قونیلو (مالکان گوسفند سیاہ) کے سردار سب سے ممتاز تہے - پندرہوین صدی کے شروع مین تیمور کی فتوحات نے ان تمام خانہ جنگیون کا خاتمہ کرکے ان ممالک پر اپنے خاندان کی حکومت قایم کردی - مگر اس نامور تاتاری فاتح کی اولاد کسی عرصہ دراز تک انتظام قایم نرکہہ سکی

---

[1] نام کا استثنا اسلئے کیا گیا ہے کہ بغداد کے تباہ ہونیکے بعد خاندان عباسیہ مین سے ایک شخص نے مصر مین پناہ حاصل کی - اور وہان سلسلہ خلافت کا قایم کیا جو صرف برائے نام تہا - اور اوسکے ساتہہ کوئی دنیاوی حکومت وابستہ نہ تہی - یہ خلافت ۱۵۱۷ء مین سلیم کو ملی - اور اس طرح سے خاندان عثمانیہ مین منتقل ہوگئی -

اور ترکمان و تاتاری قبایل کی پہر وہی خانہ جنگیان شروع ہوگئین جنکا قطعی استیصال مشائخ صوفیہ کے ایک مشہور خاندان کے ہونہار نوجوان یعنی شاہ اسمٰعیل نے ہمیشہ کے لئے کر کے خاندان صفویہ کی بنیاد قایم کی۔

محمد کمال بن اسماعیل مولف کتاب زبدۃ التواریخ جو شاہ عباس صفوی کے زمانہ مین ممتاز منصب دار تہا شاہ اسمٰعیل کا شجرہ نسب اپنی کتاب مین اس طرح لکہتا ہے۔ شاہ اسمٰعیل بن سلطان حیدر بن سلطان جنید بن شیخ ابراہیم بن خواجہ علی بن صدر الدین بن شیخ صفی الدین اسحٰق بن جبرئیل بن شیخ صالح بن شیخ قطب الدین بن شیخ صلاح الدین بن رشید الدین بن محمد الحافظ بن عوض الخاص بن فیروز شاہ زرین کلاہ بن سید محمد الاعرابی بن سید ابو القاسم حمزہ بن امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق امام ششم۔ شاہ موصوف کے آبا و اجداد اصحاب کرامت اور ارباب حرفت تقویٰ تہے۔ اور مدت مدید قصبہ اردبیل مین مقیم رہے۔ اس خاندان مین جس بزرگ نے سب سے پہلے شہرت و ناموری حاصل کی وہ شیخ صفی الدین تہے۔ اور اونہی سی نسبت پاکر اسکا نام خاندان صفویہ مشہور ہوا۔ شیخ موصوف کے بعد اونکے فرزند خواجہ صدر الدین صاحب خرقہ و ہادی فرقہ ہوئے خواجہ ممدوح امیر تیمور کے ہمعصر تہے۔ ایک دفعہ امیر نے معرکہ انگورا کے بعد اونکی خدمت مین حاضر ہوکر عرض کی کہ اگر کوئی حاجت ہو تو ارشاد فرماوین۔ خواجہ صاحب نے کہا جو ترک تیرے پاس اسیر ہین اونکو رہا کر دے۔ صاحبقران نے فوراً تعمیل ارشاد کر دی۔ یہ قیدی اس احسان بزرگانہ سے اونکے ایسے گرویدہ ہوگئے کہ رہائی پاتے ہی زمرہ مریدان مین داخل ہوگئے اور نسلاً بعد نسل جس قدر اونکی جمعیت بڑہتی گئی اسیقدر اونکی عقیدت مین ترقی ہوتی گئی حتی کہ اسیر زادگان امیر اور اونکی امداد سے پیر زادے غربت و مسکنت کی قید سے رہا ہوکر مالکان سلطنت عظیم ہوگئے۔ خدا کی قدرت ہے کہ ایک بزرگ تو ترک اسیرون کو جابر فاتح سے رہائی دلوائے اور اُسی کا ایک جانشین ترکون کے خون کا پیاسا ہو۔ اور خود وہ ترک اور اونکی اولاد اپنے پیر کی عقیدت مین ایسے فنا ہوجائین کہ آخر اُس پیر مرد کی اولاد کی خاطر حب الوطنی اور اپنے آبا و اجداد کے مذہب (یعنی عقیدہ سنت والجماعت) کو خیرباد کہدین اور اپنے پیر زادون کے دوش بدوش اپنے قومی بہائیون (ٹرکی کے ترکون) سے نبرد آزما ہون۔ خواجہ صدر الدین کے فرزند خواجہ علی زیارت مکہ معظمہ سے فارغ ہوکر بیت المقدس گئے اور وہین واصل بحق ہوئے۔ اونکی قبر اب تک اُس شہر مین موجود ہے۔ جہان اونکو شیخ العجم کے نام سے پکارتے ہین۔ شیخ جنید کے زمانہ مین مریدون کا اس قدر اجتماع ہوگیا کہ ترکمان قبیلہ قرہ قونیلو کے سردار جہان شاہ بن قرا یوسف نے جو آذربائیجان پر حکمران تہا اونکی جمعیت سے متوہم ہوکر جنید کو اردبیل سے نکالدیا۔ خواجہ ممدوح دیاربکر کے حاکم امیر حسن بیگ کے پاس

جو قبیلہ آق قونیلو سے تہا اور اوزون یعنی طویل کے لقب سے مشہور تہا چلے گئے۔ امیر نہایت خاطر و مدارات سے پیش آیا اور اپنی ہمشیرہ کا عقد خواجہ سے کر دیا لیکن نہ حسن کی قرابت اور نہ مریدون کی حمایت یہ کر سکی کہ خواجہ کی اقامت پھر اردبیل مین ہو سکے۔ اسلئے وہ مایوس ہوکر شیروان کیطرف چلدیئے۔ وہان کا حاکم بر سر پیکار ہوا۔ اور خواجہ تیر کے زخم سے ملک عدم کو سدہار گئے۔ اونکے بعد اونکا بیٹا سلطان حیدر جو حسن اوزون کا بہانجا تہا وارث ہوا۔ اس نوجوان مین (مان کی طرف سے) سیاست امارت اور (باپ کی طرف سے) ریاست ولائیت کی اوصاف مجتمع تہے۔ چنانچہ باپ کی مسند پر بیٹہتے ہی طریق جہانگیری اختیار اور امیرانہ ٹہاٹہ قائم کیا۔ اوسکا ماموں حسن اس اثنا مین امیر تیمور کی اولاد جہانشاہ اور سلطان ابوسعید کو تاج و تخت سے ہٹا کر کل ممالک ایران کا بالاستقلال سلطان ہو چکا تہا۔ اُسنے اپنی لڑکی سلطان حیدر سے بیاہ دی۔ مسلمان مورخین اس لڑکی کا نام عالم شاہ لکہتے ہین۔ لیکن ایک یورپین مورخ جو سلطان حسن کے دربار مین حاضر رہچکا تھا لکہتا ہے کہ اوسکا نام پارسا تہا اور اوسکی مان عیسائی اور بادشاہ طرابزون کی لڑکی تہی۔ سلطان حیدر کی بیوی کی مان خواہ عیسائی ہو یا مسلمان مگر جیسا کہ سلطان محمد فاتح کے حالات مین لکہا جاچکا ہے یہ متفق علیہ امر ہے کہ شاہ طرابزون کی دختر سلطان حسن کے حبالہ نکاح مین تہی۔ چنانچہ اسی قرابت کیوجہ سے وہ طرابزون کے تاج و تخت کا مدعی ہوا تہا۔ لیکن وہ اپنی پچاس ہزار فوج سے سلطان فاتح کے لشکر جرار کا مقابلہ کرنے کی کب جرأت کر سکتا تہا۔ سلطان حیدر کی اس بیوی کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ سلطان علی۔ ابراہیم میرزا۔ اور شاہ اسمٰعیل جب بڑا لڑکا جوان ہوا تو سلطان حیدر نے مریدون کو جمع کرکے باپ کے خون کا عوض لینے کے لئے شیروان پر چڑہائی کی۔ آخر لڑائی مین وہان کے حاکم سے شکست کہا کر قتل ہوا مریدون نے نعش اردبیل مین لاکر دفن کی اور سلطان علی کو اوسکا جانشین بنایا۔ لیکن امیر حسن کے بیٹے یعقوب نے جو اس وقت باپ کی جگہہ فرمانروائے ایران تہا سلطان علی اور اوسکے بہائیون یعنی تینون بہائیون کو اصطخر فارس کے ایک قلعہ مین محبوس کر دیا۔ چار برس بعد یعقوب کے فوت ہونے پر تینون بہائیون کو قید سے بہاگنے کا موقعہ ملگیا۔ وہ اردبیل کو بہاگے اور مریدون کی ایک جماعت اونکے پاس جمع ہو گئی۔ لاکن ابہی جمعیت کافی نہ ہوئی تہی کہ لڑائی شروع ہو گئی اور سلطان علی قتل ہو گیا۔ اوسکے بہائی لباس تبدیل کرکے گیلان کی طرف بہاگے۔ جہان ابراہیم میرزا بہی فوت ہو گیا۔ اور اسمٰعیل جسکی عمر اُس وقت چودہ برس کی تہی اکیلا رہگیا۔ اسمٰعیل کے چودہ برس کی عمر تک کے حالات کوئی ایسے معلوم نہین جو قابل تذکرہ ہون۔ گدی نشین ہونے پر اوس نے

باپ دادا اکا بدلہ لینے کے لئے مریدون کو جمع کرکے شیروان پر حملہ کیا۔ اور شاہ شیروان کو شکست فاش
دی۔ جب یہ خبر الوند بیگ پسر یعقوب بیگ آق قونیلو (جو اسمعیل کے نانا کا پوتہ یا مامون زاد بھائی تھا)
کو پہونچی تو وہ بہت مضطرب ہوا۔ اور اسمعیل کے استیصال کے لئے لشکر کشی کی۔ مگر شاہ شیروان کیطرح شکست
یاب ہوا۔ اسمٰعیل نے بلاد آذربائیجان پر متصرف ہوکر تبریز کو اپنا دار الولایت و السلطنت بنایا۔ دوسرے برس
عراق پر فوجکشی کرکے ہمدان کے قریب آق قونیلو قبیلہ کے امرا مین سے ایک اور امیر کبیر سلطان مراد
کو ہزیمت فاش دی۔ اس فتح کے بعد اوسکا اقتدار بسرعت تمام کل عراق پر پہیل گیا۔ الغرض گیلان چھوڑے
چار برس نہ ہوئے تہے کہ فقیر کنج خانقاہ امیر گنج دبارگاہ اور حیدر درویش کا بیٹا ایران کا مستقل فرمانروا ہوگیا
اسکے آبا و اجداد صوفی اور موحد تہے۔ اور اونکا اعتقاد فلاسفہ متالہین کے عقیدہ کے مطابق تہا۔ مگر چونکہ مریدان
دنیادار تصوف و توحید کے مقامات عالی کے ادراک سے عموماً عاجز ہوتے ہین۔ اسلئے حضرت علیؓ کی محبت کی
تلقین شروع کی۔ جو رفتہ رفتہ امامیہ طریق کی تعلیم کا رنگ پکڑتی گئی حتی کہ اسمٰعیل نے حب علیؓ اور بغض عمرؓ کو ترقی
دولت اور ازدیاد جاہ کا آلہ ٹہیراکر اپنے مریدون اور رعایا کے دلون مین اسلام کے دیگر فرقون کی طرف سے سخت
مذہبی تعصب اور بغض و عناد پیدا کردیا۔ اور سات ترک قبائل یعنی استاجلو۔ شاملو۔ نیکالو۔ بہارلو۔ ذوالقدر
قاجار۔ اور افشار کو جنکی امداد و سعی سے اوسے ترقی و ظفر نصیب ہوئی سرخ کلاہ پہناکر اونکا نام قزلباش رکہا تخت
نشینی کے بعد چند برسون کے عرصہ مین اوسنے اکثر بلاد ایران کو مطیع و منقاد کرکے بغداد اور اوسکے ملحقہ علاقہ کو
فتح کرلیا۔ ادہر سے فارغ ہوکر ازبکون کو دوبارہ شکست دیکر خراسان و بلخ و قم کو فتح کیا۔ اور پھر عنان توجہ ان ممالک
کی تسخیر پر جو سلطنت عثمانیہ سے ملتے جُلتے تہے منعطف کی۔ سرحد کے التصاق سے ہمسایہ سلطنتون مین
شکر رنجی پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ ایک وجہ تو سلیم کی ناراضی کی یہ تہی۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ اسمٰعیل نے احمد کی
طرفداری کی تہی۔ اور اوسکے تین بیٹون کو جو عثمانیہ شاہزادون کے قتل عام سے بچ رہے تہے اپنے پاس پناہ
دی تہی۔ تیسری اور سب سے بڑی وجہ مذہبی اختلاف[سه] اور تعصب تہا۔ شاہ اسمٰعیل کو سلیم کی تخت نشینی سے بہت
عرصہ پہلے اقتدار حاصل ہونا شروع ہوگیا تہا۔ اور گو سلطان۔ علما اور اکثر عثمانی رعایا سنت جماعت سے تہے
مگر ہر ایک صوبہ مین شیعون کی تعداد بیشمار ہوگئی تہی۔ اور اس تعداد مین روز افزون اضافہ ہوتا جارہا تہا۔

سه بڑی خوشی کا مقام ہے کہ شاہ ناصر الدین مرحوم و شاہ مظفر الدین اور سلطان عبد العزیز و سلطان عبد الحمید خان ثانی
کے زمانہ سے یہ اختلاف کئی برسون سے دور ہو رہا ہے۔ اور عنقریب بالکل زائل ہو جائیگا۔

اکثر محققین اس امر پر متفق ہین کہ "شیعہ مذہب کے پر اسرار عقاید سے اوسکے معتقدین کو پولیٹیکل (ملکی) اور مذہبی بغاوت و انقلاب پیدا کرنیکے لئے کچھہ کم ترغیب نہین ملتی جہان کہین اس عقیدہ کا وجود ہو۔ وہان موجودالوقت حکام کے برخلاف بغاوت ہو جانے کا ہر وقت احتمال رہتا ہے"۔ چنانچہ کاہل الوجود بایزید کو تو اپنی سلطنت مین امامیہ طریق کے معتقدین کی تعداد بڑہتے جانیکی طرف چندان خیال نہ ہوا۔ مگر سلیم اس مادہ کو جو اوسکے زعم مین بداعتقادی اور بغاوت کا مجموعہ و مخزن تہا کبہی اپنے ملک مین باقی چہوڑنا گوارا نہ کرسکتا تہا۔ لیکن اگر شاہ اسمٰعیل اپنے ملک کے شیعون کو پیروان سنت والجماعت کی جان و مال کو تاخت و تاراج کرنے کا عملی سبق سکہلانے کے لئے اون بیشمار سنیون کو جو اوسکی مملکت مین بکہرے ہوئے تہے کتون سے زیادہ ذلیل اور انکے بزرگون کے مقبرون اور خانقاہون کو ناپاک و مسمار نہ کرتا۔ تو شاید سلیم ایسی سختی سے کام نہ لیتا جو بیان مندرجہ ذیل سے واضح ہو جائے گی۔ سلیم نے ارتداد کو نابود کرنے کے لئے ممالک غیر پر حملہ کرنے سے پہلے جب اپنے گہر کو اس سے صاف کرنے کی پختہ صلاح کرلی۔ تو اُسنے تمام ایسے لوگون کے قتل کے لئے جو آبائی عقیدہ سے منحرف ہوگئے تہے نہایت سوچ بچار کے بعد تجاویز سوچین۔ سلطان کا یہ فعل ویسا ہی تہا۔ جیساکہ اوسی صدی مین [illegible] کے رومن کیتہولک عقیدہ کے پابند شاہ ہنری چہارم نے جو ۱۵۵۳ع مین تخت نشین ہوکر ۱۶۱۰ع مین قتل عام کے بعد جلد ہی ایک ہم مذہب کے ہاتھ سے قتل ہوا اپنے ملک کے پروٹسٹنٹ مذہب رکہنے والون کے ساتھہ کیا تہیا ئی بادشاہ اور اوسکی ہم مذہب رعایا نے غداری اور بے ایمانی سے اس الذکر واقعہ کو پہلے سے زیادہ قبیح اور نامردانہ فعل بنا دیا۔ یہ واقعہ سینٹ (ولی) بارتہالومیو قتل عام کے نام سے مشہور ہے۔ کیونکہ رومن کیتہولک امراء نے پروٹسٹنٹون سے پہلے چند روز بظاہر صلح کرکے جبکہ وہ مخالفین کی شرارت سے مطمئن ہو چکے تہے۔ اگست ۱۵۷۲ع مین سینٹ موصوف کے تیوہار کے دن کل پروٹسٹنٹون کو جو پیرس اور صوبجات مین رہتے تہے اکثر کو دہوکے سے اپنے مکانون مین اور بیشمار کو راہ چلتے اور گہرون مین سوتون کو ستر ہزار کی تعداد مین قتل کرا دیا۔ اس قتل کا انتظام ایسی خاموشی اور درستی سے کیا گیا کہ اوسکے ظہور پذیر ہونے سے پہلے کسی پروٹسٹنٹ پر اسکا راز افشاء نہ ہوا۔

مگر سلیم نے ایسی کوئی بے ایمانی یا غداری نہ کی۔ اُس نے کل سلطنت مین خفیہ پولیس قابل تعریف تدبر و لیاقت کے ساتہہ مقرر کردی اور اوسکے ذریعہ یورپین و ایشیائی ٹرکی کے اون تمام مسلمانون کی فہرست حاصل کرلی جنکی نسبت شیعہ ہونے کا شبہ تہا۔ انکی تعداد معہ زن و فرزند ستر ہزار پائی گئی۔ فہرست کے تیار ہو جانے پر سلیم نے کل ممالک محروسہ مین فوج کو تقسیم کردیا۔ اور ہر شہر اور ضلع مین شیعون کی تعداد کے لحاظ سے فوج متعین کی۔ پہر ایک

تاریخ مقرر کرکے سب کو گرفتار کرا لیا جن مین سے چالیس ہزار قتل کیئے گئے۔ اور باقیماندہ دایم الحبس۔

سنت جماعت پر شاہ اسمٰعیل اور شیعون کا جور وظلم اس درجہ تک پہونچگیا ہوا تہا اور عثمانی رعیت اسقدر ایسی برافروختہ ہو رہی تہی کہ سلیم کے زمانہ کے تمام عثمانی مؤرخین نے سلیم کو محض اس کار روائی کے صلہ مین جو اگر بنظر انصاف دیکہا جائے تو بیشک سخت ظالمانہ تھی شاہ عادل کا لقب دیا ہے۔ جسکو عیسائی طاقتون کے سفیر بہی اپنے مراسلون مین جو وہ اپنی گورنمنٹون کو بہیجتے تہے درج کرتے رہے۔ وینس کے سفیر نے اس واقعہ سے کئی برس بعد یہان تک لکہدیا کہ مین نے مدت العمر مین سلیم سے بڑہکر نیک چلن منصف مزاج رحمدل اور عالی حوصلہ کوئی آدمی نہین دیکہا۔

شاہ اسمٰعیل پہلے ہی سلطان سلیم کے خون کا پیاسا تہا۔ اپنے ہم مذہبون کے قتل کی خبر سُنکر اوسکی آتش غضب اور مشتعل ہوگئی۔ شاہ نے فوجین جمع کرنی شروع کین اور سلطان سلیم کو معقول سزا دیکر معزول کرنے اور اوسکی جگہہ شاہزادہ مراد پسر احمد کو جو اوسکے پاس پناہ گزین تہا تخت عثمانیہ پر بٹہلانے کی پختہ نیت کر لی سلیم کو کسی خارجی تحریک کی ضرورت ہی نہ تہی۔ اُس نے تخت پر بیٹہتے ہی شاہ اسمٰعیل کو اوسکی تمرد وخودسری کی سزا دینے کا ارادہ ٹہان رکہا تہا۔ اور اسی لئے جب روس۔ ہنگری۔ وینس اور مصر کے عیسائی اور مسلمان بادشاہون کی طرف سے ایلچی مبارکباد کی پیام لیکر اوسکے دربار مین حاضر ہوئے۔ تو اُسنے اُن سب کی نہایت تپاک سے مدارات کی۔ اور کل ہمسایہ عیسائی سلطنتون سے صلح کے نئے معاہدے یا پرانے معاہدون کی تجدید کرکے اپنی سرحدون کی حفاظت کیطرف سے اطمینان کر لیا تہا چنانچہ اسمٰعیل کے حملہ کا انتظار کرنے کی بجائے اُس نے خود غنیم پر لشکرکشی کرنیکا انتظام پوری مستعدی اور استقلال سے شروع کر دیا۔ مگر شاہ اسمٰعیل کے حسن لیاقت اور خوش قسمتی اور اوسکی فوج کی بہادری کی تمام ایشیا مین ایسی دہاک بندہی ہوئی تہی کہ جب سلیم نے ارکان حرب اور اعیان دولت کی مجلس مین اپنا ارادہ ایران پر چڑہائی کرنے کا ظاہر کیا تو کل ارکان مجلس دم بخود ہو گئے تین دفعہ سلطان نے اونکو اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ اور تینون مرتبہ وہ سب خاموش رہے۔ آخر کار ایک ینگچری سپاہی عبداللہ نامی نے جو مجلس کے دروازہ پر سنتری تہا مہر سکوت کو توڑا۔ اور سلطان کے سامنے گہٹنون کے بل گر کر عرض کیا کہ مین اور میرے ساتہی بڑی خوشی سے بادشاہ کے ظل حمایت مین شاہ ایران سے جنگ کرنیکے لئے کوچ کرینگے۔ سلیم نے اس جوانمرد کو اوسی وقت ضلع سلنیق کا سنجق بے مقرر کر دیا۔

تمام فوج یینی شہر[1] کے میدان مین جمع کیگئی۔ اور بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۵۱۴ء جمعرات کے دن جسکو عثمانی بہت

[1] ایک ینی شہر برائی کے قدیم کہنڈرات کے قریب قوم تلعہ سی کے جنوب مین بحرہ مجمع الجزائر پر واقع ہے۔ اور دردانیال کے ایشیائی ساحل سے چند میل بجانب جنوب ہے۔ دوسرا ینی شہر (جس سے یہان مراد ہے) بروصہ کے متصل قصبہ اسنیک کے قریب واقع ہے۔ مؤلف۔

مبارک دن سمجھتے ہین سلیم نے کوچ شروع کیا۔ ۲۷ اپریل کو ترکی لشکر مین ایک ایرانی جاسوس پکڑا گیا جسکے ہاتھ سلطان نے شاہ کو خط بھیجکر باضابطہ جنگ کا اعلان کیا۔ اس خط مین حمد و نعت کے بعد سلطان نے کئی سطرین اپنی تعریف مین لکھکر امیر اسمٰعیل کو جسنے ظلم و سفاکی مین ضحاک اور افراسیاب اور بدقسمتی مین دارائے ثانی قرار دیا۔ انسان کی خلقت کا مدعا آیات قرآنی سے بتایا۔ اور پہراوسکو اوسکی ظلم پرستی۔ بداعتقادی اور خلفائے راشدہ کی توہین کرنے پر ملامت کرکے توبہ کرنے کی نصیحت کی۔ اور آخر مین سلطنت عثمانیہ کے اون اضلاع کو جنپر شاہ قابض ہوگیا تہا۔ ترکی حکام کو واپس کردینے کے لئے کہا گیا۔ لیکن اگر (خط کے آخری الفاظ یہ ہین) تیری بدقسمتی تجھکو اپنے سابقہ طریق عمل پر مصر رہنے پر مجبور کرے۔ اگر تو اپنی جاہلانہ بہادری اور نشہ طاقت مین سرمست ہوکر بدکاریون کی پرانی روش پر چلتا رہا تو تہوڑے دنون مین تو اپنی مرغزارون کو ہمارے خیمون سے ڈہنپی ہوئین اور ہمارے لشکر جرار سے متلاطم پائے گا۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ"

سلیم نے اس خط مین اپنی علمی قابلیت اور زہد و اتقا پر بڑی تعلّی لی ہے۔ مگر اپنے مرتد دشمن کے مقابلہ کے لئے اہنی دو نون باتون پر انحصار نہ رکھکر دشمن کو راہ راست پر لانیکو لئے انسے زور از بروست وسایل سے غافل نہ رہا۔ جب اُسنے بمقام سیواس اپنی فوج کا عام جایزہ لیا تو ایک لاکھ چالیس ہزار از ستا پا سلح جوان جنگ کیلئے تیار پائے گئے اسکے علاوہ پانچ ہزار جوان محکمہ کمسیریٹ پر مامور تھے جنکے پاس رسد رسانی کیلئے ساٹھہ ہزار اونٹ تھے چالیس ہزار فوج قیصریہ سے سیواس تک منزل بمنزل مقرر کیگئی تھی تاکہ اُنکی وساطت سے ذخیرہ رسد پہونچتا رہے۔ اسکا انتظام یون کیا گیا تھا کہ اسطرح سے رکہی ہوئی تہی کہ پہلے سب سے قریبی منزل کی فوج بلالیجائے جسکی جگہہ دوسری منزل کی فوج سے۔ اور اسطرح پہلی منزل یعنی قیصریہ مین کوئی فوج نہ رہکر دوسری منزل اس فوجی سلسلہ کی پہلی کڑی بن جائے۔ اسیطرح جتنی مرتبہ آخری منزل سے فوج بلائی جاے۔ اوتنی ابتدائی منزلین فوج سے خالی ہوتی جائین۔ اس مہم مین سب سے مشکل کام آمد و رفت کا راستہ محفوظ اور رسد رسانی بہم پہنچانیکے انتظام کو قایم رکہنا تہا۔ کیونکہ ایرانی مردانہ وار مقابلہ پر آنیکی بجائے کل علاقہ کو ایسا برباد کرکے کہ غنیم کے لئے کوئی چارہ یا غلہ یا امکان باقی نہ رہگیا۔ پیچھے ہٹ گئے تھے۔ حملہ آور فوج کے لئے طرابزون مین گودام بنائے گئے تھے۔ جہان ہر قسم کا سامان وہان تک پہونچاتے تھے اور اُس جگہ سے خچرون پر فوج تک پہنچایا جاتا تہا۔ سلیم نے کرگ کہن اسمٰعیل کو نظم و نثر مین کئی طعنہ آمیز خطوط لکھکر اپنی چال چھوڑکر میدان جنگ مین لانے کی کوشش کی۔ ایک خط مین اُس نے لکہا۔

"جو شخص بدعہدی اور بے ایمانیون سے تاج و تخت پر قابض ہوگئے ہون اونکو خطرون کے مقابلہ سے بہاگنا سزاوار نہین۔ بلکہ اونکو ڈہال کیطرح سینہ سپر اور خندہ کیطرح دشمن کی ضربون کو برداشت کرنا چاہیئے۔

،وہ سے خط مین یہ شعر لکھکر روانہ کیا۔ ؎

بیت عروس ملک کسی در کنار گیرد چست
کہ بوسہ برلب شمشیر آبدار زند

اسمٰعیل نے سلیم کی غضب آلود نصیحتون او خشمناک تحریرون کے جواب مین نہایت متانت اور وقار کے ساتھ خط لکھکر تعجب ظاہر کیا کہ مجھے سلطان سلیم کے حملہ آور ہونے کی کوئی وجہ نظر نہین آتی۔ مین دوستانہ تعلقات قایم کرنے کو ہمہ تن تیار ہون۔ آخر مین اسمٰعیل نے افسوس ظاہر کیا کہ سلطان نے اپنی تحریرون مین بالکل اپنی شان سے گری ہوئی طرز اختیار کی ہے۔ مگر مجھے کامل یقین ہے کہ کسی منشی نے جو افیون کی چسکی معمول سے زیادہ لے گیا ہو افراتفری مین ان خطوط کو تحریر کیا ہوگا۔" اسمٰعیل نے اس خط کے ساتھ بظاہر اس منشی کے لیئے جس نے اسمٰعیل کے خیال مین سلیم کے نام سے خط کو تحریر کیا تھا۔ افیون کا ڈبہ بطور تحفہ ارسال کیا۔ مگر چونکہ سلیم خود افیون کا سخت عادی تھا اور اوسکو اپنی علمی لیاقت پر بھی بڑا ناز تھا غنیم کی یہ مہذبانہ چھپی چوٹ زہر آلود تیر کا کام کرگئی۔ اوسکے غیظ و غضب کی کوئی انتہا نہ رہگئی۔ اور اسیوقت ایرانی ایلچی کو ٹکڑے ٹکڑے کرا دیا۔ لیکن جو حرکت سلیم نے بحالت خود فراموشی کی تھی۔ اسمٰعیل اسکا مرتکب پہلے سے ہوچکا تھا۔ اعلان جنگ سے بہت عرصہ پہلے سلیم نے شاہ کے پاس ایلچی بھیجکر شاہزادہ مراد کو واپس طلب کیا تھا۔ اور مراد نے اسمٰعیل کے ایما سے برسر دربار اوسکا بند بند جدا کر دیا۔

شاہ اسمٰعیل کا دارالخلافہ تبریز تھا۔ سلیم دیاربکر، کردستان اور آذربائیجان کے شمالی حصون مین بھی اوسپر برابر بڑھتا چلا گیا۔ لیکن ویسے ہی شاہ دور اندیشی سے کام لیکر تمام ملک کو ویران کرتا ہوا پیچھے ہٹتا جاتا تھا جس سے سلیم کو جسقدر وہ آگے بڑھتا بار برداری اور رسد رسانی مین اور زیادہ مشکلات درپیش آتی جاتین۔ ینگچری ان مصائب سے گھبرا اٹھے۔ لیکن راسخ العزم سلیم کا ارادہ اور پختہ ہوتا گیا۔ اوس نے فوج مین کامل نظام قایم رکھنے کیلئے سخت نگرانی شروع کردی اور رسد رسانی کے معاملہ مین بھی پہلے سے دگنی مستعدی ظاہر کی۔ فوج ایسی تنگ آگئی تھی کہ کل افسرون نے ہمدان پاشا کو جسنے بچپن سے سلیم کے ساتھ پرورش پائی تھی اور اسلیئے اوسکے بہت موہنہ لگا ہوا تھا سلطان سلیم کو ویران شدہ ملک مین اور آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے کہنے پر تیار کردیا۔ سلطان نے اوسکی جسارت سے ناراض ہوکر اوسکو فوراً قتل کرادیا۔ اور پیش قدمی کو برابر جاری رکھا۔

بمقام سوگما جارجیا کے عیسائی بادشاہ کا سفیر سامان رسد وغیرہ لیکر بارگاہ سلطانی مین حاضر ہوا۔ اس

غیر متر قبہ امداد سے فوج کی تکالیف مین بہت کچھ تخفیف ہوگئی۔ فوج کو ستانے کے لیئے اس جگہ چندان قیام کرنیکے بعد سلیم نے پہر تبریز پر پیشقدمی کرنے کا حکم دیا لیکن ینگچریون نے علانیہ بغاوت کرکے باواز بلند گہرون کی طرف مراجعت کرجانے کا مطالبہ کیا۔ فوج کی آزردگی کے سابقہ اظہارات کو سلیم اس طرح سے ٹال جاتا تہا کہ گویا اوسکو خبر ہی نہین۔ مگر اب صورت حال ایسی بگڑگئی تہی کہ ایسی حکمت عملیون سے کچھہ نہین بن سکتا تہا۔ اور ان کے لیئے کسی اور ہی تدبیر کی ضرورت تہی چنانچہ سلطان فوراً گہوڑے پر سوار ہوکر مردانہ وار قلب لشکر مین در آیا۔ اور فوج کو مخاطب کرکے کہا "کیا تم اپنے سلطان کی یہی خدمت کر رہے ہو۔ کیا تمہاری وفاداری فقط زبانی شیخی اور باد ہوائی باتون تک محدود ہے؟ تم مین سے جو لوگ گہرون کو جانا چاہتے ہین وہ صفون سے علیحدہ کہڑے ہو جائین۔ اور چلے جائین۔ باقی رہا مین سو جبتک ٹہہری کرنیکے لیئے مین یہان تک نہین بڑہا چلا آیا۔ پس بزدل اسی وقت ان بہادرون سے جو اپنی ترکش و تلوار اور جسم و جان کو ہماری مہم پر وقف کر چکے ہین علیحدہ ہو جائین مین وہ شخص ہون کہ جس کام کا ارادہ کر لون اُس سے کبھی مُنہہ نہین پہیرتا۔ اس تقریر کے بعد صف آرا ہوکر کوچ کرنے کا حکم دیا گیا۔ اور ایک ینگچری کو بھی صفوف لشکر سے باہر نکلنے کی جرأت نہ پڑی۔

ادہر دوسری طرف جہوٹی شیخی اسمعیل کی احتیاط و دوراندیشی پر غالب آگئی۔ اوسکی غیرت نے برابر نامردون کی طرح پیٹہہ دکہلاتے چلے جانا گوارا نہ کیا۔ علاوہ برین غنیم تبریز کے قریب پہنچگیا تہا۔ اور ترکون کی پیشقدمی اور خود اپنے ہاتھون ملک کو ویران کرنے سے اوسکی رعایا پر جو بربادی وارد ہوئی تہی اوس سے زیادہ برداشت نہین کرسکتا تہا۔ اہنی وجوہات سے اُس نے غنیم کا مقابلہ کرنے کا عزم کرلیا اور خالدران کی وادی مین جو تبریز سے بیس فرسنگ کے فاصلہ پر ہے اپنے لشکر کو جنگ کے لیئے ترتیب دی۔ ۲۳ اگست کو سلیم نے وادی مذکور کی مغربی پہاڑیون کی چوٹیون پر جب ایرانی لشکر کو اپنے سامنے دیکہا تو اوسکی خوشی کا کوئی حد حساب نہ رہگیا۔ اور اسی وقت لشکر کو صفوف جنگ مین آراستہ ہوکر دشمن پر حملہ آور ہونے کا حکم دیدیا۔ اوسکی فوج اوسوقت تعداد مین ایک لاکہہ بیس ہزار تہی جنمین سے اسی ہزار سوار تہے۔ مگر آدمی اور گہوڑے دونون متواتر کوچ کی مشقتون اور فاقون سے نڈہال ہو رہے تہے۔ وہ شاہ ایران کی شاندار فوج سواران کا جو بالکل تازہ دم کامل مسلح اور پرجوش تہی مقابلہ کرنے کے ہرگز قابل نہین معلوم ہوتی تہی۔ ایرانی فوج سوار ترکی فوج سوارون کی برابر تہی۔ مگر ساتہہ ہی شاہ ایران کی کل کائنات یہی تہی۔ اور اوسکے پاس فوج پیدل یا توپخانہ مطلقاً نہ تہا۔ برخلاف

اسکے سلیم کی فوج گو شکستہ حال اور تھکی ماندی تھی لیکن اُس مین ایک زبردست توپخانہ موجود تھا۔ اور ینگچری فوج (جو پیدل ہوتی تھی) کے حصہ کثیر کے پاس بندوقین موجود تھین۔

سلیم نے اناطول (اناطولیہ) کی فیوڈل[1] فوج سواران کو سنان پاشا کے ماتحت یمین پر اور رومیلیا (یورپین ٹرکی) کے فیوڈل کیولری (فوج سواران) کو حسن پاشا کے زیر کمان یسار پر مامور کیا۔ توپخانہ ہر ایک بازو کے سرے پر نصب کیا گیا۔ اور اوسکو دشمنون کی نگاہ سے پوشیدہ رکھنے کے لئے وہ فالتو اور فضول حصہ فوج کا جو آقاب پکارا جاتا تھا۔ کھڑا کردیا گیا اور اوسکو سمجھا دیا گیا کہ جب ایرانی حملہ آور ہون تو وہ توپون کی طرف پیچھے ہٹین تاکہ دشمن بھی اونکا تعاقب کرتا ہوا توپون کے منہہ کے سامنے پہونچ جائے۔ ینگچری فوج کسی قدر عقب کیطرف قلب مین موجود تھی۔ اور اوسکی حفاظت کے لئے اسباب ڈہونے کی چھکڑون کی باڑہ یا دیوار بنائی گئی تھی۔ ینگچری فوج سے پیچھے خاص سلطانی اردل کے سوار تھے اور خود سلیم بھی وہین موجود تھا۔ اسمعیل نے اپنی فوج کو دو حصون مین تقسیم کرکے ایک اپنے ماتحت رکھا۔ اور دوسرے کی کمان اپنے پیارے جنرل استاد لو اوغلی کو دی۔ اسمعیل کا منشا تھا کہ ترکی توپخانہ سے بچکر ان حصون سے عثمانیہ فوج کے دونون بازوٴن پر پہلو سے حملہ آور ہوکر اونکی صفون کو اُلٹ دے۔ اور پھر ینگچریون کو عقب پر سے جالے۔ اوسے امید تھی کہ اگر آقاب فوج پر حملہ کیا گیا تو وہ ترکی صف کے دائین بائین ہوکر رفوچکر ہوجائے گی۔ اور اس طرح ایرانی توپون کی زد مین آجائین گے اسی لئے اوس نے حکم دیدیا کہ آقاب فوج کی صفون کو چیرکر عثمانیون پر حملہ کرنے کی کوشش نہ کیجائے۔ بلکہ جبتک ترکی توپون کی زد سے دور نہ ہوجائین اوسوقت تک جس طرف آقاب پھرین اوسی طرف خود بھی پھر جائین تاکہ وہ ایرانیون اور ترکی توپون کے درمیان رہین۔ اور پھر عثمانیہ فوج کے بازوٴن اور عقب پر حملہ کیا جائے۔ اسمعیل کی یہ چال اسواسطے بھی بہت مفید تھی کہ دونون بازوٴن کی عثمانیہ توپین ایک دوسرے کے ساتھ زنجیرون سے جکڑی ہوئی تہین۔ اسلئے ایک دفعہ لڑائی کے شروع ہوجانے پر اونکا رخ بدلنا تقریباً ناممکن تھا۔ ایرانیون کو فتح کا کامل یقین تھا۔ اور اس یقین پر سرمست ہوکر وہ شاہ شاہ کے نعرے بلند کرتے ہوئے۔ ترکون پر حملہ آور ہوئے ترکون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ اور دشمن کا مقابلہ کرنے کیلئے ثابت قدمی کے ساتھ تیار ہوگئے۔ جس حصہ

---

[1] فیوڈل فوج کی تشریح پہلے ہوچکی ہے۔ ینگچری فوج تو ہر وقت حاضر باش رہنے والی فوج تھی جسکو خزانہ شاہی سے تنخواہ ملتی تھی۔ فیوڈل فوج کے سوارون اور افسرون کو جنگی خدمات کے عوض زمینین عطا ہوتی تہین کہ بوقت ضرورت حاضر ہوجائین۔ فیوڈل فوج مین تقریباً سوار ہی ہوتے تھے ۱۲

پر خود اسمعیل کمان کر رہا تہا۔ وہ اپنے حملہ مین پورا پورا کامیاب ہوگیا۔ اسمعیل چکر کہا کر پیچھے ہٹتے ہوئے توپ ارابون کی
اوپر سے پہلو پر سے ہوکر نکل گیا اور عثمانیون کے یسار پر بجلی کی طرح گر کر اونکو بکمال سراسیمگی ترکی فوج عقب کی
طرف بہگا دیا۔ مگر دوسرے بازو پر ترکی جرنیل سنان پاشا اپنے حریف اُستاد لواوغلی سے بازی لے گیا۔ اُسنے
ارابون کو حکم دیدیا کہ چکر کاٹ کر پیچھے ہٹنے کی بجائے بخط مستقیم پیچھے کو ہٹ آئین۔ اور جیسے وہ ایرانیون
کے حملہ کر دینے پر پیچھے ہٹے تو اونکو توپون کی زنجیرون پر سے عقب کو ہٹا کر ایرانی سوارون کے دل بادل
دستہ پر جو ارابون کے تعاقب مین سرپٹ چلا آرہا تہا۔ توپونکی ہلاکت بخش باڑہ پہلائی۔ اُستاد لواوغلی بہی اون
شخصون مین سے تہا جو سب سے پہلے ترکی توپون کے شکار ہوئے۔ جرنیل کے مرنے پر ایرانی فوج کے یسار
مین افراتفری پڑگئی جسکو سنان پاشا نے جلدی ہی حملہ آور ہوکر نوکدم فرار سے متبدل کر دیا۔ اس بازو پر فتح
نصیب ہونیسے سلیم اپنے شکست خوردہ بازو کی مدد کرنے کے قابل ہوگیا۔ وہ ینگچری فوج کو لیکر ایرانیون کے
مقابلہ پر آیا۔ مگر یہ پہلی لڑائیون سے کسی قدر کوفت زدہ اور ہراسان ہوچکے تہے۔ اس بہادر فوج پیدل کی صفون
کو نہ توڑ سکے اور نہ اوسکی بندوقون کی جانگداز باڑہون کی زیادہ دیر تک تاب لا سکے۔ ایرانیون کے پاؤن اکھڑنے
شروع ہو ہی گئے تہے کہ اتنے مین خود اسمعیل بہی بازو اور پاؤن مین زخم کہا کر گھوڑے سے نیچے گر پڑا۔ اور اگر اُس کا
جان نثار خادم مرزا سلطان علی آگے بڑہکر ترکون کو نہ کہدیتا کہ شاہ مین ہون تو اسمعیل کا کام تمام ہوچکا تہا
ترک سلطان علی کو پکڑ کر اوسکے جسم کی تلاشی مین مصروف ہوئے۔ اور اُدہر اسمعیل زمین پر سے اُٹہکر کہڑا ہوگیا
خضر نام ایک دوسرے خادم نے اپنا گہوڑا اوسکے سپرد کیا اور وہ دوسرے ایرانیون کی مدد سے جو پاس
موجود تہے گہوڑے پر سوار ہوکر میدان جنگ سے جان سلامت لے گیا۔

سلطان سلیم کو فتح تو کامل نصیب ہوئی مگر بڑے مہنگے دامون۔ عثمانیہ فوج کے پورے چودہ سنجق بے
(صاحبان علم) میدان جنگ مین کہیت رہے۔ اور اسی قدر خوانین شاہی لشکر کے ڈہیر ہوئے۔ سلیم نے
غنیم کے خیامگاہ اور کیمپ پر جسمین شاہی خزانہ اور حرم بہی تہا اپنا تصرف کرلیا۔ حرم مین اسمعیل کی چاہتی بیوی
بہی موجود تہی۔ سلیم نے عورتون اور بچون کے سوا تمام قیدیون کو قتل کرا دیا۔ اور پہر فتح سے تیرہوین دن
بعد تبریز پر بڑہکر بفتح و شادمانی ایرانی پایہ تخت مین داخل ہوا۔ شاہ اسمعیل چالدران سے تبریز کو اور پہر سلیم کے آنے
سے پہلے ہی تبریز سے دارغزین کو بہاگ گیا۔ تبریز مین سلطان کو بیشمار مال غنیمت ملا۔ مگر سب سے بڑی
غنیمت جو اوسکے ہاتہ آئی۔ اور جس سے اوسکی کمال دور اندیشی اور ملک پروری ظاہر ہوتی ہے یہ تہی

کہ اُس نے تبریز کے ایک ہزار اعلیٰ درجہ کے صناع اور مختلف پیشہ ور قسطنطنیہ بھیجدیئے اور اون کو مکانات اور کارخانون کے لئے ضروری سرمایہ عطا کر کے وہان آباد کر دیا۔ تبریز کے معمار۔ نقاش پارچہ باف اور آہنگر وزرگر وغیرہ قدیم سے شہرۂ آفاق تہے۔ اور قاہرہ۔ دمشق۔ اور وینس اور تمام دیگر ایسے شہر جنمین اعلیٰ درجہ کی صناعی ہوتی تہی انہی لوگون کے مرہون منت تہے جنمین سے اکثر نے ان شہرون مین جاکر اونکی رونق بڑہائی۔ سلیم نے تبریز مین آٹھ روز قیام کیا۔ میرزا بدیع الزمان جو امیر تیمور کی اولاد سے تہا اوسے ملنے کے لئے آیا۔ سلطان نے اوسکی نہائیت عزت و تکریم کی۔ تبریز سے سلیم قرہ باغ کیطرف بڑہا۔ اوسکا ارادہ تہا کہ آذربائیجان کے میدانون مین موسم سرما بسر کر کے آئندہ بہار مین پہر فتوحات کا سلسلہ شروع کیا جاوے۔ مگر فوج محنت ہائے شاقہ اور اپنے بال بچون کی جدائی طویل سے اب کی دفعہ ایسی بگڑی کہ سلطان کو اسکندر فیلقوس کی طرح مجبورًا اپنی فاتح مگر سرکش فوج کو لیکر وطن کی طرف ہٹنا پڑا لیکن وہ بجاروی قسطنطنیہ کو نہ ہٹا۔ بلکہ موسم سرما اماسیہ اور کوماخ مین بسر کیا۔ مراجعت سے پہلے جب فوج کے ساتھ اوسکی کوئی پیش نہ گئی تو کئی افسرون کو معزول اور بعض کو قتل کر کے اپنا غصہ سرد کیا۔ موسم سرما مین اسمٰعیل نے چار ایلچیون کے ہاتھ تحائف بیش قیمت بھیجکر اپنی بیگم کو سلطان سے بمنت طلب کیا۔ مگر سلیم کو اُس سے ایسی نفرت اور ضد تہی کہ سفیرون کو قید مین ڈالکر اسیر بیگم کی شادی ایک سپاہی جعفر چلپی کے ساتھ کر دی۔ موسم بہار کے آتے پر سلیم نے پہر فوجکشی اختیار کی اور جارجیا و آرمینیا کے کئی مضبوط قلعے فتح کر کے اپنی ایشیائی ممالک کی شمالی سرحد کو محفوظ اور ساتھ ہی کوہ قاف کے وحشی قبایل پر اپنا سکہ بٹہا کر عثمانی مقبوضات کو وسیع کیا۔ سلیم ان فتوحات کے سلسلے کو بذات خود زیادہ عرصہ کے لئے قایم نہ رکھ سکا قسطنطنیہ مین ینگچری فوج نے خود سری کر کے صدر اعظم کے مکان کو لوٹ لیا۔ اور شہر مین طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ سلیم یہ خبر سنتے ہی فوج کی کمان بقلو محمد پاشا کو دیکر اسلام بول کو چلا گیا اور وہان جاکر مجرمین کو کیفر کردار کو پہونچایا۔ سلطان کے بعد بقلو محمد نے کردستان کا تمام صوبہ فتح کر لیا۔ کرد خلفاء عباسیہ کے وقت سے پکے سنت جماعت تہے اور اونکو شیعون کی حکومت سخت ناگوار تہی۔ جنگ خالدرین کے بعد اس قوم نے سلیم کی صلاح و مشورہ سے یکبارگی اسیدا۔ بطلس اور دیار بکر مین بغاوت کر دی۔ ایرانیون نے دیار بکر کا محاصرہ پندرہ مہینون تک کیا۔ اتنے مین بقلو پاشا نے پہونچکر محاصرین کو بہگا دیا۔ اور پہر کردونکو ساتھ لیکر قصبہ ماردین کو جو اس وقت عثمانی سلطنت مین سب سے مضبوط مقام ہے۔ بلا مزاحمت فتح کیا مگر قلعہ ایرانیون کے ہی

پاس رہا۔ اور اسمٰعیل نے محصورین کی کمک کیلئے لشکر جرار بہیجدیا ترکی فوج نے بمقام موضع کرغان دیدی جو کوش حسان کے قدیم شہر سے بجانب شرق ہے اوسکا مقابلہ کیا۔ ایرانی کمال دلاوری سے لڑے۔ مگر سردار کے مارے جانے سے اونکی ہمتین پست ہوگئین۔ ترکون نے اونکو میدان سے بہگا دیا اور تعاقب کرکے ہزارون ایرانیون کو تہ تیغ کیا۔ ماردین کا قلعہ اس فتح سے بعد بہی کچہ عرصہ غیر مفتوح رہا۔ آخر ترکون نے ہلّہ کرکے اوسکو فتح کرلیا اور محافظین کو قتل کردیا۔ اس کے بعد کردستان کے باقی تمام مقام اور شہر قصبہ تربین کی تقلید مین جو رومن اور پارتہیا والون کی محاربون کی وجہ سے بہت مشہور ہے خود بخود عثمانیون کے تصرف مین آگئے۔ صوبہ میسوپوٹیمیا (الجزائر۔ یعنے دوآبہ مابین دجلہ و فرات) کا شمالی حصہ بہی ترکی حکومت مین داخل ہوگیا۔ ان ممالک کو کامل طور پر مطیع کرنے مین جسقدر حصہ تعلو محمد پاشا کی جنگی قابلیت نے لیا اوسی کے برابر شیخ ادریس کی مدبرانہ لیاقت کا بہی ہے۔ انکو سلطان سلیم نے اپنا ایلچی بناکر کرد قبایل کے سردارون کے پاس بہیجا تہا۔ جنکو اپنی حسن لیاقت سے اپنے ڈہب پر لے آئے۔ جب یہ وسیع و زرخیز علاقے ممالک محروسہ مین داخل ہوگئے تو سلطان نے انکا جدید نظم و نسق اور ملکی و مالی انتظام بہی شیخ موصوف کو سپرد کردیا۔ اور جس خوبی کے ساتہہ وہ اس فرض سے سبکدوش ہوئے۔ اوسکی آجتک کل مورخ معترف ہین۔ شاہ اسمٰعیل نے اسکے بعد پہر کئی دفعہ سلیم سے صلح کرلینی چاہی لیکن سلطان نے منظور نہ کیا۔ اور جبتک زندہ رہا اسمٰعیل کے ساتہہ ترکون کی برابر لڑائی رہی جسمین گو وہ اکثر ناکامیاب ہوتا رہا۔ مگر بہر نوع اوسنے اپنی مملکت کا بہت سا حصہ عثمانیون سے بچالیا جسکی وجہ بہت کچہہ یہ ہوسکتی ہے کہ سلیم نے خالدرین کی لڑائی کے بعد پہر دوبارہ اپنی کل طاقت سے ایران پر فوجکشی نہ کی اور نہ خود پہر کبہی ایران پر حملہ آور ہوا۔ اوسکی توجہ جلدی ہی مصر اور شام کے زرخیز صوبون کی طرف متوجہ ہوگئی۔ یہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ ان صوبون پر اس وقت مملوک خاندان حکمران تہا۔

اس موقعہ پر اسکے کسی قدر مفصل حالات درج کردینے شاید نامناسب نہ ہونگے۔ مملوک کے لفظی معنی غلام کے ہین۔ ہندوستان مین بہی خاندان غلامان حکمران رہچکا ہے۔ مگر اوسمین فقط پہلے دو بادشاہ غلام تہے۔ باقی ماندہ سلطان شمس الدین کی نسل سے تہے۔ اور مصر کا حکمران خاندان غلامان مین ہر بادشاہ غلامون کے زمرہ سے منتخب ہوتا تہا۔ سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے بہائی کے پرپوتہ ملک الصالح نے جو خاندان ایوبیہ کا ساتوان بادشاہ تہا۔ دیگر رقیبون کے خوف سے تیرہوین صدی کے وسط مین یعنی ینگچری فوج کے قیام سے ایک سو برس پہلے بارہ ہزار غلام خرید کر جنمین سے اکثر ممالک کوہ قاف کے رہنے والے تہے شاہی حفاظت کے لئے آئینی

فوج پیدل قائم کی۔ جسکا نام فوج مملوک رکھا گیا۔ تہوڑی مدت کی تربیت و قواعد سے یہ نہایت زبردست فوج بنگئی۔ اور جبتک ملک الصالح زندہ رہا مملوک اوسکی خالص وفاداری سے خدمتگزاری کرتے رہے۔ یورپ کے عیسائی سلطان صلاح الدین فاتح کے بعد بھی ارض مقدس کو حاصل کرنے کے لئے متواتر کوشش کرتے رہے چنانچہ ملک الصالح کے زمانہ مین فرانس کے بادشاہ لوئیس نہم نے جسے فرانسیسی ولی لوئیس پکارتے ہین مصر پر حملہ آور ہوکر ۱۲۵۹ء مین دمیاط وغیرہ بنادر کو فتح کرلیا۔ مگر جلدی ہی ملک الصالح کی جدید فوج مملوک نے ترکی جرنیل بیبرز کے ماتحت منصورہ کے میدان مین عیسائیون کو شکست فاش دیکر وہان سے نکالدیا۔ اور شاہ مذکور کو گرفتار کرلیا۔ انہی دنون ملک صالح مرگیا۔ دو مہینے اوسکا بیٹا حکمران رہا۔ بعدازان ملک صالح کی مشہور آفاق کنیزک ملکہ شجرۃ الدر اوسکو معزول کرکے تخت شاہی پر رونق افروز ہوگئی۔ لیکن اسکے تخت پر بیٹھتے ہی ترکی مملوک سردارون مین جنکی طاقت و حشمت کمال کو پہونچگئی تہی۔۔۔ باہمی نزاع شروع ہوگئی جسپر یہ عقلمند و فرزانہ ملکہ تین مہینے جہانبانی کرنیکے بعد تاج و تخت ملک الاشرف موسیٰ کو سونپ کر گوشہ نشین ہوگئی۔ ملک الاشرف برائے نام پانچ برس تک بادشاہی کرنیکے بعد تخت سے اتار دیا گیا۔ جسکے ساتھ ہی خاندان ایوبیہ کی حکومت جو اسی برس رہی ختم ہوگئی۔ اور مملوکون نے اپنی جماعت مین سے ملک المعز عزالدین ایبک ترکمانی صالحی کو ۱۲۶۴ء مطابق ۶۵۰ ہجری مین تخت پر بٹھلاکر خاندان مملوک کی حکومت کا سلسلہ شروع کیا جو اڑہائی سو برس تک مصر پر کامل خودمختار اور چہہ سو برس تک جزوی طور پر حکمران رہا۔ یہ وہ بہادرون کی جماعت تھی جس نے سلیم اور نپولین بوناپارٹ ایسے فاتحان جہان کی زبان سے اپنی تعریف و شجاعت کا اعتراف کرایا۔ اور جسکا اقتدار قطعی طور پر اس انیسوین صدی مین محمد علی پاشا اول خدیو مصر کی ابلیسانہ غداری و بے ایمانی سے زائل ہوا۔ جس نے قاہرہ کے قلعہ مین ضیافت کرکے ان بہادرون کی اولاد کو کمال بیدردی سے تہ تیغ کرادیا۔ یہ لوگ جنکو مصر و شام کے امرا سمجھنا چاہیئے کسی مصری یا شامی کو اپنی جماعت مین داخل نہ کرتے تہے۔ وہ خود ہی غلام تھے۔ اور سوائے غلامون کے اور کسی کو داخل ہی نہ کرتے تہے۔ خاندان غلامان کے دو فرقے گذرے ہین۔ پہلے مملوک سلاطین بحریہ کہلاتے تہے۔ انہون نے مصر کو فتح کرکے ممالک محروسہ مین شامل کیا۔ فراعنہ کے زمانہ سے لیکر نپولین بلکہ محمد علی پاشا کے وقت تک مصر کے تمام فرمانروائون نے شام کا تسلط اپنے ملک کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھا ہے۔ سنہ ۱۳۸۲ء مین ملک الظاہر برقوق نے خاندان بحریہ یا ترکیہ کے آخری سلطان ملک صالح حاجی بن اشرف کو معزول کرکے چرکسی یا گرجیہ مملوکون کے خاندان مین حکومت

قایم کی جو سلیم کے حملہ کے وقت تک رہی۔ اسوقت مملوکون کی فوج تین درجون پر منقسم تہی۔ یہ کل فوج سوارون کی تہی۔ مگر ہر ایک درجہ بلحاظ اپنی شان و شوکت اور خود سوارون کے حسب نسب کے ایک دوسرے سے مختلف تہا۔ پہلا دستہ خود مملوکون کا تہا۔ جو سب کے سب خالص چرکسی الاصل اور در اصل زر خرید غلام ہوتے تہے دوسرا دستہ جلبانون کا تہا۔ یہ بہی غلام تھے۔ مگر حبشی اور سوڈانی الاصل۔ تیسرا دستہ جو سب سے کم رتبہ تہا قرصان کہلاتا تھا۔ اسمین دنیا کی تمام دیگر قومون کے تنخواہ دار سپاہی بہرتی ہوتی تہے۔ اس خاندان نے اپنی شجاعت و مردانگی سے نہ فقط مصر اور شام کو مغلون کی تاخت و تاراج سے محفوظ رکہا بلکہ عیسائی حملہ آورون کو بہی متواتر شکستین دیکر ارض مقدس کو اونکی دست برد سے ہمیشہ کیلئے محفوظ کر دیا۔ مصری علاقہ کا دار الخلافہ قاہرہ[1] اور شام کا دار الخلافہ دمشق بنایا۔ جو اپنی عالیشان عمارتون اور دلکش اور بینظیر جوامع کے لیئے اسی خاندان کے ممنون احسان ہین۔ یہ لوگ گو بظاہر بڑے اکہڑ اور دشمنون کے لیئے وبال جان تہے۔ مگر پرلے درجہ کے ہنر پرور۔ علم دوست۔ اور فنون لطیفہ کے بیحد دلدادہ و شیدا تہے۔ خلفائے عباسیہ انہی کی زیر حمایت مصر مین امن و امان سے زندگی بسر کر رہے تہے جنکو وہ گو ایک طرح سے نظر بند رکہتے تہے۔ مگر بظاہر اونکی نہایت تعظیم و تکریم کرتے تہے اور اونکو حضرت سرور کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جانشین تصور کرتے تہے۔ اونکی حالت بعینہ موجودہ پوپون کی طرح تہی۔ جو روما مین کوئی دنیاوی اقتدار نہین رکہتے۔ مگر رومن کیتہولک کے برابر مذہبی مقتدا ہین۔ یہ خلفائے بہی قاہرہ مین دنیاوی حکومت تو مطلقاً نہین یا بہت کم رکہتے تہے۔ لیکن جس طرح پوپون کے فرمان تمام رومن کیتہولک واجب التعمیل سمجہتے ہین۔ اوسی طرح اونکے احکام کی تعمیل کیجاتی تہی۔

سلیم کے مصر پر حملہ آور ہونے کی ایک وجہ یہ بہی تہی کہ وہ اس منصب کو حاصل کرنا چاہتا تہا۔ مگر اس ارادہ کے فوراً عمل مین لانے سے جانیکی تحریک شاہ ایران اور سلطان مصر کے باہمی اتحاد سے پیدا ہوئی۔ مملوکون پر

[1] ایک انگریز مؤرخ لکہتا ہے کہ اس شہر کو عبد اللہ ابن سبا یہودی بانی خاندان خلافت فاطمیہ اسمعیلیہ مصر کے پرپوتے کے بیٹے المعز لدین اللہ نے مغربی افریقہ اور مصر سے غالبیہ اور ادریسیہ خاندانون کی حکومت کو زایل کر کے مصر کے قدیم دار الخلافہ فسطاط کے قریب آباد کیا۔ مگر ایک ایشیائی مؤرخ المعز لدین اللہ کے بیٹے العزیز باللہ کو جو ۳۶۵ہجری مین تخت مصر پر متمکن ہوا قاہرہ اور وہان کی مشہور جامع مسجد الازہر کا بانی بتلاتا ہے۔ عبد اللہ ابن سبا کے حالات کا اس موقعہ پر درج کر دینا شاید نامناسب نہ ہوگا۔ فرقہ اسمعیلیہ فاطمیہ کا بانی عبد اللہ ابن سبا یہودی باشندہ شہر اہواز صوبہ خورستان ملک فارس کا تہا جب عربون نے فارس کو فتح کیا وہ بہی بظاہر مسلمان ہوا مگر دل سے ولی دشمن اہل اسلام کا تہا

۔۔۔اسلے یا سرداروں کی جماعت حاکم ہوتی تھی اور یہ لوگ اپنی جماعت مین سے ایک کو سلطان منتخب کر لیتے تھے جو امیر الکبیر کہلاتا تھا۔ اور مصر و شام اور حجاز پر حکمران ہوتا تھا۔ مملوکون اور عثمانیون مین پہلی لڑائی جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے سلطان بایزید کے زمانہ مین ہوئی تھی جس مین غلبہ مملوکون کا رہا۔ مگر سلطان سلیم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۸) اُس نے چاہا کہ کسی طرح مسلمانون کی آپس مین کسی نئے مذہب کے ایجاد سے تفرقہ ڈالی اور اُس تفرقہ مین خود دولت حکومت حاصل کرے اور اُس نے یہ موقع پایا کہ جب امام جعفر صادق رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنے دو بیٹون اسمٰعیل و موسی کاظم مین سے اسمٰعیل بڑے بیٹے کو امامت سے محروم کر کے چھوٹے بیٹے موسیٰ کاظم کو عہدہ امامت کا بخشا تو اسمٰعیل نے باپ کے برخلاف ہو کر علیحدہ دعویٰ امامت کا کیا اور بہت سی خلقت اپنی مطیع کر لی تو عبد اللہ ابن سبا بھی اسمٰعیلی فرقہ کا داعی مقرر ہوا اس نے ایک کتاب سات باب مین تصنیف کی اور ایک مکان سات درجہ کا تعمیر کیا جو کوئی اوس مذہب مین داخل ہوتا اوسکو اُس گھر کے ایک ایک درجہ مین کتاب کے ایک ایک باب کی تعلیم دیجاتی تھی اور اس مذہب کے طالب کو تاکید حلفاً کیجاتی تھی کہ وہ راز اس مذہب کی تعلیم کا کسی کے روبرو ظاہر نہ کرے چنانچہ وہ کبھی ظاہر نہین کرتا تھا خلاصہ اُس مذہب کا یہ تھا کہ خلافت و امامت کا حق بنی فاطمہ کو پہونچتا ہے یہ خلفا تمام سرزمین کی حکومت کے مستحق ہین خدا تعالے نے مذہب حق اپنے امام کے ذریعہ سے تمام زمانہ مین پہیلایا ہے اور امامت منحصر سات امامون علی حسن حسین علی باقر جعفر و اسمٰعیل پر ہے۔ ساتوان خلیفہ اسمٰعیل سب سے بڑا مرتبہ مین تہا جس طرح پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمام پیغمبرون سے مدارج مین اعلےٰ تھے خدا نے جسطرح سات آسمان پیدا کئے اور سات زمینین اور سات ستارے اور سات ولائتین سات روز اسیطرح امام بہی سات ہین ساتوین امام اسمٰعیل پر امامت ختم ہوئی۔ یہ لوگ یعنی اسمٰعیلی لوگ ان ساتون امامون کو صرف امام ہی نہین جانتے تھے بلکہ اولو العزم پیغمبر کہتے تھے اور اونکا دلی اعتقاد تھا کہ انپر وحی نازل ہوتی تھی خاتم المرسلین و خاتم الائمہ اسمٰعیل بن جعفر صادق کو تصور کرتے تھے۔ سات درجہ کا مکان جو تعمیر ہوتا اوسکے ہر ایک درجہ مین بتفصیل ذیل تعلیم ہوتی تھی پہلے درجہ مین مبتدی کو قرآن کے مسایل پر شکوک اور شبہات کرنے اور مشکل دقیقے بتلانے شروع کیے جاتے تھے اور اونکے جوابات بہی اونکے ساتھ ہی سکہلاے جاتے تھے اور طالب مذہب سے حلف لیجاتی تہی کہ وہ ان مسایل کے مضامین کسی کے آگے ظاہر نہ کرے۔ دوسرے درجہ مین امامت کے معنی اور اوسکی خاصیت کہ وہ خدائی راز ہے بتلائی جاتی تہی تیسرے درجہ مین تعداد امامون کی کہ وہ سات ہین اور انپر وحی نازل ہوتی تہی اور یہ کہ ہر ایک امام نے اپنے پہلے امام کے مسایل منسوخ کر دیئے۔ اور اسمٰعیل ساتوان امام سب سے بڑا رتبہ و مدارج مین تہا شاگرد کو تعلیم دیجاتی تہی۔ چوتھے درجہ مین یہ تعلیم ملتی تہی کہ ابتدائے پیدایش دنیا سے خدا تعالے نے سات شارع پیدا کیے ہین اور اون سب پر وحی نازل ہوتی رہی ہے اُنمین سے ہر ایک نے اپنے پہلے شارع کی شرع منسوخ کر دی یا تبدیل کر دی اور وہ سات پیغمبر تھے جو کچھ وہ کہتے تھے خدا کی مرضی کے موافق کہتے تھے اور اُن ساتون کو حکم بولنے کا تہا اونکو

کے تخت نشین ہونے پر اونکو صاف ظاہر ہو گیا کہ اب ترکون کا مقابلہ بچون کا کھیل نہین ہوگا۔ ایران پر سلطان کی چڑہائی کو وہ بڑی غور سے دیکھتے رہے۔ اور امیر قانصوہ الغوری سلطان مصر نے جسکی دو جامع مساجد ابتک قاہرہ کے بڑے بازار مین اوسکی یادگار باقی ہین ۱۵۱۶ء مین شام کے شمال مین ایک زبردست فوج بظاہر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۹ — نیچے سات پیغمبر اور ہوئے ہین جنکو بولنے کا حکم نہ تہا وہ خاموش پیغمبر گذرے ہین متکلم سات پیغمبر یہ تہے۔ آدمؑ نوحؑ ابراہیمؑ موسیٰؑ عیسیٰؑ محمدؐ۔ اسمٰعیل بن جعفر صادق اور ساکت پیغمبر یہ تہے شیث سام۔ اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ۔ ہارون شمعون۔ بطرس۔ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر۔ پانچوین درجہ مین یہ تعلیم ہوتی تہی کہ ہر ایک نے ان ساکت پیغمبرون سے بارہ بارہ اپنے شاگرد یا داعی مقرر کئے تہے تاکہ وہ مذہب حق کی تعلیم زمانہ کو دین اور بارہ شاگردون کا رتبہ اون سات پیغمبرون سے درجہ دوم کا تہا۔ چھٹے درجہ مین یہ تعلیم ہوتی تہی کہ شاگرد کو چاہیئے کہ اپنے معلم کو جان سے زیادہ عزیز رکہے اوسکے حکم کو خدا کا حکم تصور کرے۔ ساتوین درجہ مین توحید الٰہی کی تعلیم ہوتی تہی خصوصًا وہ مسایل جو علم الٰہیات کے ہین۔ ان سات درجون کے علاوہ دو اور درجے تہے اون مین سے ایک مین تو یہہ سکہلایا جاتا تہا کہ افعال انسان کے غیر معتبر ہین اونکا حسن قبیح سب ایجادی اور اختراعی بات کا اعتبار نہ چاہیئے۔ دوسرے مین یہہ تعلیم ہوتی تہی کہ کسی بات کا اعتبار نہ کرو کسی چیز پر یقین کو دخل نہ دو سب کچہ نیست اور نابود سمجھو صرف دین کے حاصل کرنے مین کوشش کرو۔ اور شیعہ امامیہ جو بارہ امامون کی امامت کے معتقد ہین یہہ فرقہ اونکے برخلاف تہا صرف سات امام مذکورین کو امام بلکہ پیغمبر جانتے تہے۔ موسیٰ کاظم بن جعفر صادق اسمٰعیل کے بہائی کے ساتہہ اس فرقہ کی عداوت تہی اسواسطے ان کا خطاب فرقہ سبعیہ قرار پایا تہا۔ فرقہ اہل سنت و جماعت انکو ملاحدہ کہتے تہے اور ایک شاخ اس فرقہ کی شیعہ شش پرست تہی وہ صرف علی اور حسن اور حسین اور علی اور باقر اور جعفر چھہ امامون کو امام جانتے تہے۔ اور کہتے تہے کہ امام جعفر پر امامت ختم ہوئی۔ اسمٰعیل یا موسیٰ کاظم کو امامت حاصل نہین ہوئی۔ عبداللہ نے جب اس مذہب کے مسایل بخوبی جاری کئے اور ہزارون آدمی اپنے مذہب مین داخل کرلئے تو اپنا خطاب اُس نے مہدی مقرر کیا۔ ابو عبداللہ نے پہلے پہل بغاوت کا جہنڈا شمالی علاقہ افریقیہ مین کہڑا کیا اور دعوی کیا کہ مین اصلی اور حقیقی وارث علیؓ اور فاطمہؓ کا ہون اور مہدی میرا خطاب ہے۔ پس جو میری پیروی کرے گا نجات پائے گا اور جو منکر ہوگا دوزخ مین بہیجا جائے گا۔ ہزارون آدمی اسکے پیرو و مرید اُس وقت اسکے ہمراہ تہے اور اُس نے بہت سا ملک اپنی تحت حکومت مین کرکے قیروان شہر کو دارالحکومت بنایا اور حکم دیا کہ ایک نیا شہر آباد ہو کر اوسکا نام مہدویہ رکہا جائے جب وہ آباد ہوا تو دارالخلافت وہ قایم ہوا کسی قدر مدت تک ابو عبداللہ کی حکومت قایم رہی۔ اوس نے ابوالقاسم محمد اسمٰعیلی کو ولیعہد کیا۔ اسکے بعد چودہ فرمانروا اس خاندان کے مصر پر حاکم رہے آخری اسمٰعیلی خلیفہ کو صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے چچا سعد الدین شیرکوہ نے معزول کرکے خاندان ایوبیہ کی حکومت قایم کی۔

نگران حال رہنے اور در اصل موقعہ مناسب پر حملہ آور ہونے کے لئے جمع کر دی۔ بستان پاشا نے جو ایشیا کوچک کے جنوب مشرق مین عثمانیہ افواج کا سپہ سالار تہا سلطان سلیم کو اطلاع دی کہ مین اس خوف سے کہ مبادا مملوک میرے لشکر کے عقب یا پہلو پر حملہ کر دین۔ سلطان کے حسب ارشاد فرات کی طرف نہین بڑہ سکتا۔ سلیم نے فوراً قسطنطنیہ مین دیوان وزراء و اعیان دولت کو جمع کر کے مصر پر فوجکشی کرنیکے معاملہ پر غور کیا۔ سلطان کے میر منشی محمد نے جو علمی قابلیت اور اعلی لیاقت کی وجہ سے نہایت ممتاز تہا۔ اور سلیم نے اپنی علم دوستی سے کام لیکر اوسکو انہی اوصاف کی وجہ سے اس جلیل القدر عہدہ پر سرفراز کر رکہا تھا پُر زور تقریر مین لڑائی کی تائید کی اور بیان کیا کہ عثمانیون کے سلطان کی عزت و منزلت اس امر کی سخت متقاضی ہے کہ فتح کے ذریعہ سے حرمین شریفین کی حکومت حاصل کیجائے۔ سلطان اپنے پیارے منشی کی حسب منشاء تقریر سے ایسا خوش ہوا کہ اوسیوقت اوسکو وزیر کا عہدہ عطا کر دیا۔ محمد نے پہلی انکار کیا مگر سلیم نے خود چابک ہاتھ مین لیکر جب میر منشی کے تلوون کو سہلا دیا تو اوس ہمارہو منکسر مزاج عالم نے بڑی خوشی سے سلطانی عطیہ کو منظور کر لیا جب فوجکشی کا عزم مصمم ہو گیا تو سلیم نے بروئے احکام شریعت امیر مصر کو مطیع ہونیکی دعوت کرنیکے لئے دو سفیر اوسکے پاس روانہ کئے۔ اور ادہر اونکی واپسی کا انتظار کئے بغیر جنگی تیاریون کو مکمل کرنیکے لئے اونکے ساتھ ہی قسطنطنیہ سے روانہ ہو گیا۔ اور جس فوج سے مصر پر حملہ کرنا تہا اوسکو خود اپنی کمان مین لے لیا۔

جب سلیم کے سفیر قانصوہ کے پاس پہونچے اوسوقت وہ حلب مین تھا جسنے نہ فقط انسانیت بلکہ شریعت و شرافت کے برخلاف کمال سفاہت سے سلطانی سفیرون کو بیحرمت کر کے قید مین ڈالدیا۔ مگر جب عثمانی لشکر قریب پہونچگیا تو سفیرون کو رہا کر کے صلح صفائی کی گفتگو کا سلسلہ قائم کرنا چاہا۔ لیکن اسکا موقعہ گذر چکا تہا۔ فریقین مین پہلی لڑائی جسنے شام کی قسمت کا فیصلہ کیا بتاریخ ۲۴۔ اگست سنہ ١٥١٦ء حلب کے نزدیک مرج دابق[1] کے میدان مین ہوئی۔

مملوکون کی باہمی پہوٹ اور ترکی توپخانہ کی مدد سے سلیم کو غنیم پر آسانی سے فتح حاصل ہو گئی۔ اور پیرانہ سال سلطان غوری ضعف شکستہ دلی۔ اور غم و غصہ سے بقول بعض بہاگنے کی اور بقول دیگر مین لڑائی کے گہسان مین اپنی بہاگتی ہوئی فوج کو مجتمع کرنے کی کوشش کرتا ہوا اس جہان سے رخصت ہو گیا۔ مملوکون نے اوسکی جگہہ بہادر بےبدل شریف النفس اور فیاض طبع طومان بے کو اپنا امیر کبیر منتخب کیا۔ مملوکون کے حوصلے اس شکست سے ذرہ بہر پست نہ ہوئے تہے۔ وہ عثمانیون کو ذاتی بہادری اور جنگی مہارت مین اپنا مقابل نہین خیال کرتے تہے۔ تاہم شکست

[1] مسلمانون کا خیال ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کی قبر اس میدان مین ہے۔ ۱۲ مولف۔

کی بہاگڑ۔ سلطان کی وفات۔ اور نئے سلطان کے انتخاب کے لئے باقیماندہ بڑے بڑے سرداروں کے قاہرہ کو چلے جانے سے سلطان سلیم کو حلب عینِ تاب۔ ملیشیا دمشق۔ یروشلیم اور تمام شامی قصبات بلامزاحمت فتح کر لینے کا موقع ملگیا۔ حلب مین سلطان فاتح کو دیگر غنیمت کے علاوہ دس لاکھ ڈیوکٹ[۱] نقد ملی۔ اُس نے اس صوبہ مین چار مہینے قیام کر کے یہان کا نظم ونسق درست کیا۔ امراءِ عرب سے ملاقات کر کے اونکو اپنا طرفدار بنایا اور زیارات متبرکہ کے دیکھنے کیلئے کوہ لبنان کو بہی گیا۔ دمشق کی مشہور جامع اموی کے خطیب کو پچاس ہزار قرش کا خلعت بخشا۔ یہ مسجد ولید بن عبدالملک مروانی ششم اموی خلیفہ نے تیس لاکھ دینار کے صرف سے تعمیر کی تہی۔ اسکا طول پانسو پچاس قدم اور عرض ایک سو پچاس قدم ہے۔ اسکے ستون سنگ سماق کے ہین۔ ۶ سو قندیلین ہر وقت طلائی اور نقرئی زنجیرون سے چہت سے آویزان رہتین۔ رمضان مین جنکی تعداد بارہ ہزار ہو جاتی تہی۔ چار محراب چارون مذاہب کے امامون کے لئے ہین۔ اس مسجد کے تین مینار بہت بلند ہین۔ جنپر پچھتر مؤذن مامور ہوتے تہے۔ اس مسجد کو کئی دفعہ سلاطین مابعد نے بصرف زرخطیر مرمت کرایا۔ سنہ ۱۸۹۶ء مین بہی یہ کسی قدر مرمت طلب ہو گئی تہی۔ اہالی دمشق نے لاکھون روپیہ خود چندہ کر کے اسکی درستی کرا دی۔

مملوک جب امیر کے انتخاب سے فارغ ہوئے تو نئے سلطان طومان نے حملہ آورون کو مصر مین داخل ہونے سے روکنے کیلئے صحرا سے پار مصر اور شام کے سرحدی قلعہ غزا پر ایک جرار فوج غزالی کے زیر کمان روانہ کی سلطان سلیم جب شام کے انتظام سے فارغ ہوا تو حسب معمول دور اندیشی سے کام لیکر اوس صحراء لق ودق کی عبور کرنیکے لئے جو شام کے آباد حصہ سے لیکر عین قاہرہ کی فصیلون تک چلا گیا ہے ہزارون اونٹ خرید کر لشکر کے لئے اونپر پانی لاد لیا۔ اور فوج کو انعام فراوان عطا کر کے اوسکا حوصلہ بڑہا دیا۔ اور ہراول کی فوج پر سنان پاشا کو جو اب وزیر اعظم تہا مقرر کر کے آگے روانہ کیا۔ اُس نے بمقام غزا مملوکون کو شکست فاش دیکر اونکو تو پخانہ سے بہون ڈالا۔ اس فتح کے بعد کل ترکی فوج صحرا کو دس دن مین عبور کر کے قاہرہ کے قریب پہونچگئی۔ طومان بے کی فوج موضع ضوانیہ مین جو شام و مصر کے شاہراہ پر قاہرہ کے قریب واقع ہے خیمہ زن تہی۔ دونون فوجون مین بتاریخ ۲۲ جنوری سنہ ۱۵۱۷ء اس مقام پر فیصلہ کن لڑائی ہوئی۔ طومان بے کا ارادہ تہا کہ جب ترکی لشکر کوچ پر ہو پہلو پر سے اوسپر حملہ کر کے اوسکو تباہ کر دے۔ مگر اوسکے دو بڑے سرداران غزالی بے اور خیری بے کی غداری سے

[۱] یہ سکہ پرانے زمانون مین یورپ کے اکثر ممالک مین مروج تہا۔ چاندی کا ڈیوکٹ مالیت مین ۳ ۱/۲ شلنگ اور طلائی ۹ شلنگ یعنے آجکل کے نرخ کے مطابق ۵ روپیہ کا ہوتا تہا۔ مؤلف ۱۲

اسکی خبر سلیم کو ملگئی۔ اور طومان اپنے ارادہ مین کامیاب نہ ہوسکا۔ اور اوسکو ایسے موقعہ پر جنگ کرنا پڑا جو اُسکے لئے بہت کچھہ غیر مفید تھا۔ مگر پھر بھی مملوکون نے ایسی شجاعت دکھلائی کہ رضوانیہ کے میدان میں اس سے پہلے کبھی نہین دکھائی تھی۔ معرکہ شروع ہی ہوا تھا کہ مملوک شہ سوارون کی ایک جماعت جو سر سے پاؤن تک فولاد مین غرق تھی خود طومان بے اور اوسکے دو قابل ترین کپتانون آلان بے اور قرط بے کے زیر کمان مصری فوج کے یسار سے نکل کر عثمانیہ فوج کے عین قلب پر جہان خود سلیم موجود اور اوسکا جھنڈا لہرا رہا تھا سلیم کو زندہ یا مردہ گرفتار کرنے کی قسم کھا کر حملہ آور ہوئی ۔ اور وہ بیشک اپنے مدعا مین کامیاب ہوجاتے۔ مگر انہون نے غلطی سے سنان پاشا کو جو اس وقت قلب لشکر مین عثمانیہ فوج کے اعلےٰ افسرون کے حلقہ مین کھڑا تھا سلیم سمجھہ لیا۔ طومان بے نے سنان کو پے درپے نوک سنان سے چھلنی بنا دیا۔ آلان بے اور قرط (لفظی معنی بھیڑیا) بے نے بجائے خود ایک ایک پاشا کو قتل کیا۔ اور پھر فی الفور اپنے برق رفتار راہوارون کی عنان موڑکر بہادر مملوک اپنے لشکر مین واپس آگئے۔ آلان بے واپسی کے وقت گولی سے زخمی ہوا۔ اور سب نلوہ بچکر نکل آئے۔ سوائے اون مملوکون کے جنپر غدار سردارون کا جادو چل گیا تھا باقی مملوک بھی اپنے اپنے بہادر سردارون کے ماتحت ایسی ہی دلاوری سے غنیم پر حملہ آور ہوئے۔ مگر عثمانیہ توپخانہ کے مقابلہ مین اس شاندار کیولری (فوج سواران) کی کوششین اور حملے ویسے ہی بیکار رہے جیسے کہ اٹھارہوین صدی کے اخیر مین ان بہادرون کی اولاد اور جانشینون کے حملے نپولین کی فوج پیدل کے مربعون کی دھوان دھار باڑھون اور گولیون کی موسلادھار بارش کے سامنے بیکار ثابت ہوئے۔ طومان بے اپنے شہ سوارون کے حصہ قلیل کو لیکر مقام عضویہ کی طرف بھاگ گیا۔ اور پچیس ہزار مملوک رضوانیہ کے میدان مین کھیت رہے۔

سلیم نے فوج کا ایک دستہ قاہرہ پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ کیا۔ جو لڑائی سے ساتوین دن بلا مزاحمت شہر مین داخل ہوگیا۔ مگر بہادر طومان اپنی پراگندہ جمعیت کو پھر درست کرکے اچانک اس فوج پر آپڑا۔ اور اُن مین سے ایک کو زندہ نہ چھوڑا۔ سلیم نے خبر ملتے ہی فوج کا چیدہ حصہ شہر کو پھر فتح کرنیکے لئے روانہ کیا۔ قاہرہ کے گرد کوئی فصیل یا مورچہ وغیرہ نہ تھا۔ لیکن اب کی دفعہ حملہ آورون نے ہر ایک کوچہ و بازار کو مورچہ بند اور ہر ایک مکان کو قلعہ پایا۔ کوچہ و بازار مین تین دن تک معرکہ کارزار گرم رہا جسمین فریقین ہزارون کی تعداد مین قتل ہوئے۔ آخرکار سلیم نے خیری بے کی صلاح سے عام اعلان کر دیا کہ جو مملوک ہتیار رکھدیگا اوسکی جان بخش دی جائیگی۔ اس اعلان کے شائع ہونے پر لڑائی تھم گئی اور آٹھ سو سرغنہ مملوک بطیب خاطر اسلحہ رکھکر سلطانی فوج مین چلے آئے

سلیم نے ان سب کو قتل کراکر شہر مین قتل عام کا حکم دیدیا جس مین پچاس ہزار جانین ضائع ہوئین۔ قرط بے کچھ عرصے تک لئو شہر مین چھپا رہا لیکن آخر سلطان نے جان بخشی کا وعدہ کر کے اوسے اپنے سامنے بلا لیا۔ سلیم اور قرط بے مین فتح و شکست کے متعلق تھوڑی دیر مکالمہ ہوتا رہا۔ قرط بے نے کہا کہ تم عثمانلی ہم سے بہادر نہین ہو۔ تم نے محض ان بندوقون کے طفیل جو بزدلون اور نامردون کا ہتیار ہے ہم پر فتح پائی ہے۔ ملک الاشرف قانصو کے زمانہ مین ایک فرنگی پہلے پہل ہمارے پاس یہ وینس والون کی گولیان (مملوک بندوق کی گولی اور توپ کے گولہ کو بندقیہ یعنی اہالی وینس کی گولیان کہتے تھے) لایا تھا۔ سلطان اور اوسکے امرا نے انہی سچے شجاعون کا اسلحہ نہ سمجھکر مسترد کر دیا۔ اسپر اُس فرنگی نے بصد اندوہ کہا تہا کہ "تم لوگون مین سے کئی زندہ ہونگے جو انہی گولیون سے اس سلطنت کو تباہ ہوتا دیکہین گے"۔ یہ گفتگو بڑہتے بڑہتے اسقدر تیز ہوگئی کہ قرط بے نے عین دربار مین خیر بے کو لعن طعن کرنا شروع کر دیا۔ اس تمرد و گستاخی یا بیجا تہوّر و بیباکی کی سزا مین سلیم نے اُسکا سر فورًا قلم کرا دیا۔

طومان بے قاہرہ کی شکست فتح کے بعد صحرا کیطرف بہاگ گیا۔ اور سابقہ دستور و رواج کے برخلاف عربون کی فوج تیار کر کے پہر مقابلہ کیلئے تیار ہوگیا۔ اور سلیم کے مختلف چھوٹے چھوٹے دستون کو شکست دیکر بہگا دیا۔ سلیم نے اوسے کہلا بہیجا کہ اگر سلطنت عثمانیہ کا باجگزار رہنا قبول کر لو تو تاج بخشی کر دونگا۔ لیکن مملوک قاہرہ کے قتل عام اور قرط بے کی ہلاکت سے ایسے برافروختہ ہو رہے تھے کہ انہون نے سلیم کے ایلچی مصطفے پاشا اور اوسکے کل خدام کو قتل کر دیا۔ سلیم نے اسکے عوض مین تین ہزار قیدیون کے سر قلم کروا دیئے۔ اور طومان بے کی سرکوبی کے لئے فوج جرار روانہ کر دی۔ فریقین مین مشہور اہرام مصری کے قریب معرکہ آرائی ہوئی۔ مگر طومان بے کے عرب اور مملوک سپاہی دشمن کا مقابلہ کرنے کی بجائے عین معرکہ مین ایک دوسرے کے ساتھ لڑتے رہے۔ اور ترکی توپخانہ دونون کی صفائی کرتا رہا آخرش اوسکی فوج پراگندہ ہوگئی۔ اور وہ پناہ کے لئے ایک عرب سردار حسن میری کے پاس جسپر اوسنے بہت احسان کیے ہوئے تہے چلا گیا۔ اس محسن کش نے طومان کو گرفتار کر کے سلیم کے پاس بہیجدیا۔ سلطان اس گرفتاری سے بہت خوش ہوا۔ اور اُسے اطمینان ہوگیا کہ اب مصر کامل طور پر فتح ہوا ہے۔ سلیم نے ابتدا مین تو طومان کی نہایت تعظیم و تکریم کی اور اوسکو بہت عزت کے ساتھ رکھا۔ یہ امر خیر بے اور غزالی کو ناگوار تہا۔ انہون نے سلطان کے دل مین شبہ ڈالدیا کہ اس شاہی اسیر کو آزاد کرانیکے لئے سازش ہو رہی ہے۔ اسپر سلطان نے طومان کو قتل کرا دیا۔ اور ۱۷ اپریل ۱۵۱۷ء کو بہادر و جری طومان آخری مملوک سلطان اس جہان ناپایدار سے کوچ کر گیا۔ اور عثمانیہ اقتدار کی مخالفت

کرنے والا کوئی رقیب مصر مین باقی نہ رہگیا۔ مگر سلیم اسکے بعد بہی ملک کا انتظام کرنیکے لئے کئی مہینے وہان مقیم رہا۔ اوسنے قاہرہ کی سرکاری عمارات اور جوامع مسجد کی سیر کی اور فتح سے بعد پہلے جمعہ کو کل جامع مسجد مین پہر نکلا۔ اور اوسدن اپنے انکسار اور اسلامی اخوت و مساوات کا عملی ثبوت کل دنیا کو دیا۔ جس مسجد مین اوسنے نماز ادا کی وہان خاص اوسکے لئے فرش پر نہایت بیش قیمت قالین اور جانماز بچھائے گئے۔ اوسنے اونکو فوراً اٹھوا دیا۔ اور کل دوسرے نمازیون کی طرح احکم الحاکمین کی بارگاہ مین فرش زمین پر نہایت عجز و الحاح سے پیشانی کو رگڑا۔ اور فرش کو آنسوون سے تر کردیا۔ اوسنے خاندان فراعنہ و ٹولومیان کے فرمانروایون کی تعمیر کردہ قدیم یادگارون حتی کہ اہرام تک کی سیر نہ کی۔

نو مفتوحہ ملک مین قاعدہ کی بات ہے کہ فے الفور امن قائم نہین ہوجایا کرتا۔ اور لازمی طور پر کچہہ عرصہ کے لئے رعایا کو سختی برداشت کرنی پڑتی ہے۔ ادریس آفندی کردستان وغیرہ کے انتظام سے فارغ ہوکر سلطان کو مصر مین آملا۔ سلیم نے اوسکو میری سے رسالہ خواص الاشیا کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا۔ ادریس نے اس ترجمہ کے ساتھ ملک کی بدنظمی پر عربی زبان مین ایک نظم لکھکر لگادی اور حسب دستور سلطان کے روبرو پیش کرنے کو مسودہ وزرا کو دیا۔ وہ اس نظم کو دیکھکر بہت گہبرائے۔ اور ادریس سے التجا کی کہ اسکو کتاب سے نکال دے ورنہ ہماری شامت آجائے گی۔ اس غرض کے لئے انہون نے ایک ہزار ڈیوکٹ بہی ادریس کو دینے چاہے مگر اوس نے نہ مانا۔ اور خود مسودہ کو سلطان کے سامنے پیش کرکے وزرا کی کوتاہی کی شکایت کرنیکی دہمکی دی۔ آخرش وزیرون کو ماننا پڑا۔ اس وقت بہادر ادریس نے مسودہ کے ساتھ ایک خط بہی ٹانک دیا۔ جس مین سلیم سے درخواست کی کہ یا تو بدانتظامی اور بربادی کو جو چارونطرف ملک مین پہیلی ہوئی ہے دور کرا دیجئے یا مجھے قسطنطنیہ واپس بہیجدو۔

اگر سلطان کے قابلترین سپہ سالار اس سے آدہی جسارت بہی کرتے تو وہ اسیوقت عالم بالا کو پہونچا دیئے جاتے۔ مگر وہ علم و ہنر کا سچا مربی اور دلدادہ تہا۔ اوسنے اس نامور مورخ کو عثمانیہ بیڑہ جہازات پر جو حسب الحکم سلطانی قسطنطنیہ سے آکر اسکندریہ کے بندرگاہ مین لنگر زن ہوا تہا۔ دارالخلافہ کو واپس بہیجدیا۔ واپسی کے وقت بیڑہ نے جزیرہ رہوڈس پر حملہ آور ہونے کی دہمکی دی مگر حملہ نہ کیا۔ بیڑہ پر مال غنیمت کا بہی بہت سا حصہ استنبول کو بہیجا گیا۔

کمال پاشازادہ کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہ اناطولیہ (یعنی ایشیائی مقبوضات سلطانیہ) کا قاضی عسکر تہا۔ اور

علمی قابلیت کی وجہ سی سلطان اسکو عزیز رکہتا تہا۔ سلیم فتح مصر کے بعد سوڈان اور حبش کیطرف بڑہنی کا ارادہ رکہتا تہا۔ لیکن ایرانی مہم کیطرح فوج وطن کی مہجوری طویلہ سے آزردہ ہو چکی تہی۔ کمال پاشا نے کمال دلیری سے سلطان کو فوج کی آزردگی سے مطلع کر کے نوبیا وغیرہ کی فتح کے ارادہ[۱] سے باز رکہا جب کبہی فوج سلطان کی مرضی پر چلنے سے انکار کر دیتی تو وہ عام سپاہیون کو کبہی سزا نہین دیتا تہا۔ بلکہ اونکا غصہ وزیرون اور افسرون پر نکالا کرتا تہا۔ علما تو خواہ کیسی جرات و جسارت کے مرتکب ہون اوسکے غصہ سے کلیتاً محفوظ رہتے تہے۔ مصر سے شام کو واپس جاتے وقت سلیم نے یونس پاشا وزیر اعظم سے جو اوسکی ہمرکاب گہوڑے پر سوار جا رہا تہا کہا کہ "اب ہم نے مصر کیطرف پیٹہہ کر دی ہے اور عنقریب غزا ہمکو نظر آنے لگ جائے گا"۔ یونس اس مہم کا ابتدا سے مخالف تہا۔ اوسنے فوراً جوابدیا۔ اس تمام دردسر اور تردد کا نتیجہ کیا نکلا۔ یہی کہ نصف فوج صحرا کے ریگستانون یا جنگ کے میدانون مین قتل کرائی۔ اور اب چند غدارون کی ایک جماعت کو مصر پر حاکم مقرر کر کے پیچہے پہرے جاتے ہین۔ سلیم نے اس گستاخانہ جواب پر اپنے گارڈ کے سپاہیون کو اوسکے قتل کر دینے کا حکم دیا۔ اور یونس پاشا کا سر اوس سواری کی حالت مین اوڑا دیا گیا۔

مصر کے سابقہ فرمانروایون کیطرح سلیم کو بہی اس امر کا سخت تردد تہا کہ مصر پر کسطرح حکومت کیجائے شاہان ایران۔ قیصران روما۔ اور خلفائے دمشق کو ہمیشہ یہی اندیشہ رہتا تہا کہ یہ صوبہ کسی دن اپنی آزادی کا اعلان کر دیگا۔ مصر کے آخری فاتح نپولین[۲] بوناپارٹ کا قول ہے کہ مصر دراصل کل عرب قوم کا صدر مقام ہے یہی اندیشہ سلیم کو تہا کہ کوئی بلند ہمت و بلند خیال پاشا جسے اسکی گورنری پر مامور کیا جائے مناسب موقعون سے فائدہ اوٹہا کر کہین عربون سے عثمانیون کے برخلاف بغاوت نہ کرا دے۔ سلیم نے ملک کو مختلف صوبون اور حصون مین منقسم کر دینا بہی اس اندیشہ کی کافی روک تہام تصور نہ کیا۔ آخر ش عثمانیہ اقتدار کے قیام کے لئے اُس نے حکومت کو ملک کی مختلف قومون مین تقسیم کر دینا مناسب سمجہا۔ اسلئے اوسنے مملوکون کی نسل کو بہی غارت نہ کیا۔ بلکہ اونکو زمانہ آیندہ مین بہی نابود ہونے سے بچانے کے لئے سرکیشیا سے غلام خرید کر اپنی جماعت

[۱] یہی معاملہ ایران کے بادشاہ کیمبیسی (جسے بعض سیاح کیخسرو اور بعض لہراسپ کا نام بتاتے ہین) کو جو ۵۲۲ قبل مسیح میں فوت ہوا پیش آیا تہا۔ اوسکی فوج نے بہی مصر سے آگے بڑہنے سے انکار کر دیا تہا جسپر اُسے واپس آنا پڑا۔ مؤلف۔

[۲] نپولین بوناپارٹ نے جس نے ۱۷۹۸ء مین مصر کو فتح کیا تہا ایک طرح سے محمد علی پاشا کے بغاوت کر دینے کی جو ۱۸۱۱ء مین ہوئی اسی وقت پیشین گوئی کر دی تہی۔

اقتدار کو پورا رکھنے کی اجازت دیدی - اس جماعت کے جن سرداروں نے اوسکو مدد دی تھی اون میں سے چند منتخب کئے گئے جو مصر کے مختلف محکموں کے افسر اعلیٰ مقرر کئے گئے - اور افسر غداران یعنی خیر بے کو کل ملک کا گورنر مقرر کیا - مگر اس امر کی کفالت میں کہ وہ کبھی خودسری نہ کرسکے سلیم نے اوسکی بیویوں اور اولاد کو قسطنطنیہ بھیجدیا اور علاوہ بریں ترکی تسلط کو عملی طور پر قایم رکھنے کے لئے سلیم عثمانی نے خیرالدین کی زیر کمان پانچ ہزار سپاہی (ترک سوار جنکو سپاہی کہتے ہیں) اور پانچہزار ینگچری (یعنی باقاعدہ پیادہ) مصر کے دارالخلافہ میں چھوڑ دیا - اور اس فوج کو حکم دیدیا کہ وہ کسی صورت میں قلعوں کو نہ چھوڑے - سلیم کے جانشینوں نے اس فوج کو کبھی تبدیل نہ کیا - اور نہ ترکی سے پھر کبھی تازہ فوج روانہ کی - جس سے اسکے کمانڈروں کو تعداد پوری رکھنے کے لئے مصر کے باشندوں سے سپاہی بھرتی کرنے پڑتے - اور اس طرح یہ فوج بتدریج مصر کی ملیشیا (مقامی فوج) بنگئی - لیکن جسکو بہت بڑی مراعات حاصل تھیں - قانون اور مذہب کے متعلق انتظامی فرائض کا بہت بڑا حصہ سلیم نے سر شیوخ کے سپرد کیا جنکو باشندوں پر جو اونکی طرح زیادہ تر عرب نسل کے تھے بہت رسوخ حاصل تھا - ان لوگوں کا میلان طبع مذہبی خیالات کی موافقت کی وجہ سے مملوکوں کی نسبت ترکوں کی طرف زیادہ تھا - اور انکی وجہ سے رعایا کو بھی ترکوں سے الفت ہوگئی - سلیم نے مصر کے اصلی باشندگان یعنی قبطیوں کے لئے جو عیسائی مذہب میں کوئی انتظام نہ کیا - مگر مملوک بے فتح سے پہلے اور بعد بھی بالعموم انہی لوگوں اور یہودیوں کو محصل اور ایجنٹ مقرر کرتے رہے - اور اس طرح سے دیہات عموماً قبطی مقامی اہلکاروں کے زیر حکومت رہے -

مملوک سلاطین مصر حرمین شریفین کے محافظ بھی تھے - اس فتح سے یہ منصب سلیم کو حاصل ہوگیا - وہ مذہب کا سخت پابند تھا اور اس منصب کی عزت و حرمت اوسکی نگاہ میں ہوگی وہ باآسانی قیاس کیجاسکتی ہے - مگر اس سے صرف سلیم کو ہی نہیں بلکہ ہر ایک عثمانیہ سلطان کو تمام دنیا کے مسلمانوں پر خاص اقتدار حاصل ہوگیا ہے - جس اقتدار کو منصب خلافت کے حصول سے اور زیادہ تقویت ملگئی - یہ پہلے لکھا جاچکا ہے کہ سنہ ۱۲۵۸ء میں جب ہلاکو خان نے خلیفہ مستعصم باللہ کو ہلاک کرکے خلافت بغداد کو بیخ و بن سے اکھاڑ کر معدوم کردیا تو خاندان عباسیہ کا ایک شہزادہ مصر کو بھاگ گیا تھا - اور وہاں اُس نے خلافت کا سلسلہ پھر قایم کردیا - جو تین سو برس تک قایم رہا - اور ۱۸ خلفاء اس خاندان میں گذرے - مگر یہ خلافت محض برائے نام تھی - ان خلفاء کو دنیاوی اقتدار بالکل حاصل نہیں تھا - تاہم ہندوستان کے خاندان مغلیہ کے آخری

فرمان روائیون کیطرح یہ بعت کے دارالخلافہ مین بظاہر کمال شان و شوکت سے بسر کرتے رہے۔ اور ملوک سلاطین اور اکثر دیگر ممالک کے مسلمان فرمانروا انکو مخزن و منبع سعادت و برکت خیال کرکے تخت نشینی کی بعد انسے فرمانروائی کی باضابطہ اجازت حاصل کیا کرتے تہے۔

فتح مصر کے وقت محمد دوازدہم خلیفہ تہے سلیم نے اوسکو خلافت خاندان عثمانیہ مین منتقل کرنے پر راضی کرلیا اور اُس سے خلافت کے ظاہری نشان یعنی حضرت سرورکائینات (صلے اللہ علیہ وسلم) کا مقدس عَلَم تلوار اور جبہ لے لئے۔ اور بوقت مراجعت معزول خلیفہ کو اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لیتا گیا۔ یورپین مورخ سر ایڈورڈ کریسی سابق چیف جسٹس عدالت عالیہ سیلون اپنی کتاب مین تحریر کرتے ہین کہ خلیفہ یعنی نائب رسول رب العالمین۔ امیر المومنین اور امام المسلمین کے مقدس منصب سے سلطان کے اختیار و اقتدار مین جو اضافہ ہوگیا اوسکا اندازہ بڑی آسانی کے ساتہہ کیا جاسکتا ہے۔ اِس سے عثمانیہ سلاطین کو نہ صرف اپنی سلطنت کے مسلمانون بلکہ اُن تمام لوگون پر جو اسلام کے پیرو ہین خواہ وہ کسی قوم اور کسی ملک کے ہون باستثنار ایرانیون اور معدودے چند دیگر اشخاص کے جو اثنا عشریہ[۱] عقیدہ رکہتے ہین اختیار و اقتدار بلکہ غالباً عملی رسوخ و تسلط بہی حاصل ہوگیا ہے" سر جارج کیمبل جو ہندوستان مین عہدہ ہائے جلیلہ پر سرفراز رہ چکے ہین اپنی کتاب مین اس خیال کی بعبارت تردید کرتے ہین کہ سلطنت عثمانیہ سے ماسوا دیگر ممالک کے سنی مسلمانون پر بہی سلطان کو بحیثیت خلیفہ کوئی رسوخ حاصل ہے۔ مگر کریسی صاحب متعدد واقعات پیش کرکے سر جارج کے اس خیال باطل کی تصحیح کرتے ہین مین یہان اس معاملہ پر تفصیل کے ساتھہ کچھہ تحریر کرنے کی ضرورت نہین دیکھتا بست سالہ عہد حکومت امیر المومنین کے آخری ضمیمہ مین اس پر کافی بحث کرچکا ہون۔ اور ۱۸۷۷ء کے جنگ روم و روس اور ۱۸۹۷ء کے جنگ روم و یونان نے کل دنیا پر واضح کردیا ہے کہ جمیع مسلمانان عالم سلطان المعظم کی ذات والا صفات کو کس عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتے ہین۔ جو لوگ مسلمانون کے اس پُرجوش اظہار خلوص و عقیدت کے عینی مشاہدون کے بعد بھی حضرت خلافت پناہی کے اقتدار مذہبی کے

[۱] خدا کا شکر ہے کہ ۱۸۹۷ء کے جنگ روم و یونان کے موقعہ پر تمام روئے زمین کے اصحاب تشیع نے سلطنت عثمانیہ کے ساتھہ کامل ہمدردی ظاہر کرکے یہہ ثابت کردیا ہے کہ اب اونکو بہی گو مذہبی خلافت نہ سہی مگر سلطان المعظم کی دنیاوی خلافت سے انکار نہین رہگیا۔ اور وہ حضرت خلافت پناہی کی ذات والاصفات کو دنیا کے مسلمانون کی امیدون کا ملجا و ماوا تسلیم کرتے ہین۔ مؤلف ۱۲۔

وجوہ سے انکار کرین - اونکو سمجہانے کی کوشش کرنا بے سود ہی - زمانہ غالباً اونکو عنقریب عملی ثبوت دیدیگا -

ستمبر ۱۵۱۷ء مین سلیم اپنی فاتح فوج مصر سے شام کو واپس لے گیا مال غنیمت کا قیمتی اور زیادہ حصہ گو عثمانیہ بیڑہ پر قسطنطنیہ کو جو اب دار الخلافت عظمی ہوگیا روانہ کرچکا تہا پہر بہی ایک ہزار اونٹ سونے اور چاندی سے لدے ہوئے ہمراہ تہے - بیڑہ پر جو غنیمت بہیجی گئی وہ غیر ذی روح اور عارضی دولت کے سامان نہ تہی - بلکہ مصر کی اصلی دولت یعنی قاہرہ کے مشہور آفاق نہایت ہی اعلی درجہ کے صناع اور کاریگر تہے جنکو تبریز کے کاریگرون کی طرح سلیم نے اپنے دار الخلافہ کی رونق و تزئین اور سلطنت کی صنعت و حرفت کو فروغ دینے کے لئے وہان بہیجدیا - سلیم نے پہلے دمشق اور پہر حلب مین بمعہ فوج کئی مہینے قیام کیا - اس قیام کے دوران مین اوس نے مختلف عرب قبائل کے سردارون سے اطاعت و فرمانبرداری کی حلف لی - اور شام کو قسمتون مین تقسیم کرکے صوبہ کی مالی اور عدالتی نظم و نسق کا انتظام کیا - بعض مورخ لکہتے ہین کہ اوس زمانہ مین اوسنے بیت اللہ شریف کا حج بہی کیا - مگر اسکی کامل تصدیق نہین ہوئی - آخر کار ان انتظامات سے فارغ ہوکر دو برسون سے زیادہ کی غیر حاضری کے بعد وہ اگست ۱۵۱۸ء مین قسطنطنیہ کو واپس گیا اور اس عرصہ مین شام - مصر اور عرب تین ملکون کو فتح کرگیا - یورپ کو واپس آنے پر اوسنے عیسائی سلطنتون سے معاہدون کی پہر تجدید کی - ریاست وینس نے جزیرہ قبرس کا خراج جو وہ پہلے مصر کو دیا کرتے تہے سلطان کو دینا منظور کیا - شاہ ہسپانیہ نے سلطان سے اقرار لیا کہ شام و فلسطین کو جو عیسائی زائرین جائین اونکی حفاظت کیجائیگی - اور شاہ ہنگریا نے میعاد صلح کی توسیع کرالی - مگر اس سے سلطان کی جنگی تیاریون مین کوئی فرق نہ آیا -

خشکی کی فتوحات سے فارغ ہوکر سلیم نے بحری طاقت کی درستی و ترقی کیطرف توجہ مبذول کی - سنہ ۱۵۱۹ء مین اوسنے ۱۵۰ جہاز مختلف جسامت کے تیار کرائے جن مین سے بعض سات سات سو ٹن (ٹن = ۲۸ من انگریزی) وزنی تہے - اسی سال ایک سو چہوٹے جنگی جہازون کو جو سمندر مین ڈالے جانیکے لئے کارخانون مین تیار تہے مستولون اور بادبانون سے مکمل اور سمندر کو جانیکے لئے تیار کرنیکا حکم دیا گیا - ساٹھ ہزار فوج کی زبردست جمعیت بمعہ ایک زبردست اور بہت بڑے توپخانہ کے جمع کرکے ایشیائے کوچک مین اس طرح تیار رکہی گئی کہ حکم کا پہلا لفظ صادر ہوتے ہی وہ جنگ مین در آئے - بعض کا خیال تہا کہ سلیم ایران پر حملہ عظیم کرنا چاہتا ہے - مگر بالعموم یہ یقین تہا کہ ترکی تیاریان جزیرہ رہوڈس کے لئے ہو رہی ہین سلیم کو اپنے دادا

کی ہزیمت جو اُسے رہوڈس مین ملی فراموش نہین ہوئی تہی۔ اس لئے اُس نے مصمم ارادہ کر لیا تہا کہ جبتک سب سامان بالکل وجوہ تیار نہ ہو جائے حملہ کا نام نہ لیا جائے۔ مگر اوسکے وزیر اس مہم کے لئے بیتاب ہو رہے تہے۔ اور اس شتابکاری پر اونکو اپنے مآل اندیش اور سخت مزاج آقا سے جہڑکین لینی پڑین۔ ایک دن سلطان مؤرخ سعد الدین کے باپ حسن شان کے ہمراہ مسجد ایوب سے باہر نکلا تو اُس نے ایک نئے اول درجہ کے چہوٹے جنگی جہاز کو بندرگاہ مین چکر لگاتے دیکہا۔ اوسنے حکم دے رکہا تہا کہ یہ جہاز سب طرح سے تیار ہو کر تا صدور حکم کارخانہ ہی مین رکہے رہین اور سمندر مین نہ اتارے جائین۔ وہ کشتی کو دیکہکر سخت غضب آلود ہو گیا اور صرف پیری پاشا وزیر اعظم کی منت و سماجت سے امیر البحر کی جان بچی۔ مگر اُس نے اوسیوقت وزرا کو اپنے پاس بُلا کر کہا۔ "تم مجہہ سے فتح رہوڈس کے لئے شتابکاری کرانا چاہتے ہو۔ مگر تمکو یہ معلوم نہین کہ ایسی مہم کے لئے کسقدر انتظام درکار ہے۔ کیا تم مجہے بتا سکتے ہو کہ اس وقت تم گودام مین کسقدر بارود رکہتے ہوگے" وزیرون سے یہ سوال ایسا اچانک کیا گیا کہ وہ اوسکا جواب دینے کے لئے کسی طرح بہی تیار نہ تہے۔ مگر دوسرے دن سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ ہمارے پاس چار مہینون کے محاصرہ کے لئے کافی بارود ہے۔ سلیم نے خفا ہو کر جواب دیا۔ "چار مہینون کے لئے بارود ہوا تو اس سے کیا ہو سکتا ہے۔ جبکہ اِس سے دگنی مقدار بہی کافی نہین ہو سکتی۔ کیا تم مجہے بہی محمد ثانی کیطرح ذلیل کرانا چاہتے ہو۔ مین اپنی نامکمل تیاریون سے کبہی لڑائی شروع نہ کرونگا۔ اور نہ رہوڈس کا سفر اختیار کرونگا۔ علاوہ برین میرا خیال ہے جو سفر مین اب کرونگا وہ سفر عاقبت ہی ہوگا"۔

افسوس سلطان کی یہ پیشینگوئی پوری اُتری۔ وہ ایڈریانوپل کے ارادہ سے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اس وقت اوسکی ران مین دُنبل نکلا ہوا تہا جس نے اوسکو سخت بیچین کر رکہا تہا۔ مگر اطبا کے اصرار و الحاح کے باوجود وہ گہوڑے کی سواری سے باز نہ آیا اور نہ افیون کا کہانا ترک کیا۔ جب وہ ایڈریانوپل کی سڑک پر اوس چہوٹے سے گاؤن مین پہونچا جہان اوسنے باپ سے لڑائی کی تہی۔ اور جس جگہ بقول مؤرخین مؤرخ بایزید نے اوسکو بددعا دی تہی۔ دنبل کی حدت سے جسکی مفسد مادہ سے تمام جسم پر پہوڑے نکل آئے تہے اوسے سخت بخار ہو گیا۔ اور مرض کی بیکلی اور تکلیف اس قدر بڑہ گئی کہ اوسکو رک جانا پڑا۔ قسطنطنیہ سے روانگی کی ساتوین رات حسن شان جو سلیم سے کبہی جُدا نہ ہوتا تہا۔ سلیم کے بستر کے قریب جو اُس وقت جانکنی کی حالت مین تہا قرآن شریف پڑہ رہا تہا۔ اور سلیم کے ہونٹون کی حرکت سے معلوم ہو رہا تہا کہ وہ خود بہی

آیات قرآنی کو دہراتا جا رہا ہے۔ مگر جب حسن شاہ اس آیت پر پہنچا جسکے معنے یہ ہین کہ "خدا کا کلام نجات ہے" تو سلیم نے اچانک آنکھین بند کر لی اور جان مالک ارواح کو سپرد کر دی۔ یہ واقعہ ۲۲ ستمبر ۱۵۲۰ء کو ہوا۔

یہ نامور سلطان اپنے عہد حکومت کے نوین برس ۵۴ برس کی عمر مین، رہگرائے عالم جاودانی ہوا۔ اوسکی زندگی کا بڑا اصول یہ تھا کہ خونخوار۔ دلیر اور مستقل مزاج رہو۔ مگر اسکے ساتھہ ہی اوسکی علمی انتظامی اور جنگی قابلیتون سے کوئی انکار نہین کر سکتا۔ اور گو مذہب اہل سنت متعصب تھا۔ لیکن ریاکار نہ تھا۔ اور سب متفق ہین کہ اوسے اپنے اعتقادات پر کامل یقین تھا۔ اوسکی بےنظیر علمی لیاقت اور فیاضانہ علم دوستی کے مخالف موافق کل مداح ہین۔ اوسکے زمانہ کے مشہور مفتیون مین سے ایک مفتی جمالی تھا۔ اسنے رکیک عذرات پر سلطان کو مصر پر چڑہائی کرنے کی اجازت دیدینے سے گو اپنی ناموری کو کسی قدر بٹا لگا لیا۔ مگر جس بہادری اور راستبازی کے ساتھہ وہ متواتر سلیم کے ظالمانہ احکام کا مقابلہ کرتا رہا۔ اوسکی یورپین مورخ تک تعریف کرتے ہین وہ اسبارہ مین سلیم کے بھی از حد ثنا خوان ہین کہ یہ اوسی شیر دل بادشاہ کا کام تھا کہ اپنی ایک رعیت کی ملامت اور زجر و توبیخ پر اوسنے اپنے نہ ٹلنے والے عزائم کو بسا اوقات روک لیا۔ اور اُس کشت و خون سے جسپر وہ تلا ہوا تھا محترز رہا۔ ایک موقعہ پر سلطان نے ۱۵۰ ملازمان خزانہ کو کسی خفیف خطا پر قتل کر دینے کا حکم دیا۔ جمالی فوراً سلطان کے روبرو کھڑا ہو گیا۔ اور کہا "مفتی کا یہ فرض ہی کہ وہ دوسری دنیا مین سلطان المسلمین کی بہتری کا نگران رہی۔ بنا برین مین تجہہ سے ان ۱۵۰ آدمیون کی جانین مانگتا ہون جنکو تو نے ناحق قتل کرنے کا حکم دیدیا ہے" سلطان نے جواب دیا "علما کو سلطنت کے معاملات سے کوئی واسطہ نہین۔ علاوہ برین عام الناس سختی ہی سے درست رہتے ہین" جمالی نے جواب دیا "یہ اس دنیا کی مصلحت کا مسئلہ نہین بلکہ دوسرے جہان کی مصلحت کا۔ وہان رحم کا تو ابدی انعام ملتا ہے۔ اور ناحق سختی کی دائمی سزا" سلیم نے مفتی کی بات مان لی۔ اور نہ فقط اون لوگون کی جان بخشی کی بلکہ اونکو اپنے عہدون پر بھی بحال کر دیا۔

ایک دفعہ اُس نے ایران کے ساتھہ ریشم کی تجارت کی ممانعت کر دی۔ اور چار سو سوداگرون کو جو یہ تجارت کرتے تھے گرفتار کرا کر اونکی جایداد ضبط کر لی اور اونکے قتل کر دیئے جانے کا حکم دیدیا۔ سلطان اس وقت ایڈریانوپل کو جا رہا تھا اور جمالی اوسکے ساتھہ سوار تھا۔ اوسنے اُن بیچارون کے لئے شفاعت کی تو سلیم غضب آلود ہو کر پکار اُٹھا "کیا دنیا کی دو تہائی باشندون کو باقی ایک تہائی کی بہتری کے لئے قتل کر دینا جایز نہین ہے" مفتی نے کہا "ہان بشرطیکہ یہ دو تہائی دنیا مین فساد عظیم برپا کرنیوالے ہون"

سلیم نے جواب دیا " بادشاہ کی عدول حکمی سے بڑھکر کونسا فساد یا شرارت ہوسکتی ہے ؟ جو ملک اپنے حکام کی متابعت چھوڑ دیتا ہے وہ سیدھا تباہی کی خندق مین گرتا ہے " بہادر جمالی نے عرض کیا " اس معاملہ مین عدول حکمی ثابت نہین - ریشیم کی تجارت کی پہلے سے ممانعت نہین ہوئی تھی " سلیم نے کمال برافروختہ ہوکر حکم دیا " سرکاری معاملات مین مداخلت کرنیسے محترز رہو " اس سے مفتی سخت ناراض ہوا - اور اپنی خفگی کو چھپانے کی بجائے معمولی آداب بجا لانیکے بغیر ہی سلیم سے رخصت ہوگیا - اسپر سلیم کا تعجب اوسکے غضب سے بھی بڑہگیا - اوسنے گھوڑے کو روک لیا - اور کچھ عرصہ کے لئے زین پر بیٹھا ہوا غور و فکر مین غرق ہوگیا - مگر آخر کار اس فاتح بادشاہ نے اپنے نفس پر بھی فتح پائی - اور جب قسطنطنیہ واپس آیا تو سوداگرون کا مال اونکے حوالہ کرکے اونکو رہا کر دیا - اور جمالی کو خط لکھکر اپنی خوشنودی مزاج کا اظہار اس طرح کیا کہ اوسکو سب سے اعلیٰ عدالتی عہدہ یعنی اناطولیہ اور رومیلیا دونون حصون کا جج (قاضی عسکر) بنا دیا - جمالی نے اس عہدہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیا - مگر پھر بھی سلطان کی مہربانی اوسپر بدستور مبذول رہی - شیعون کی قتل عام کے بعد سلیم نے ممالک محروسہ سے ہر ایک قسم کے الحاد و بیدینی کی بیخکنی کا ارادہ کرکے کل عیسائیون کو قتل کر دینے اور اونکے گرجون کو مساجد بنا دینے کا پختہ عزم کر لیا - مگر اپنا عندیہ صاف لفظون مین ظاہر کرنے کی بجائے مفتی جمالی سے ان گول مول الفاظ مین استفتا کیا " خدا کے نزدیک کونسا کام زیادہ مستحسن ہے - کل دنیا کو فتح کرنا یا قومون کو مسلمان بنانا ؟ " مفتی نے جواب دیا " کفار کو مسلمان بنانا زیادہ مستحسن اور خدا کو زیادہ پسند ہے " یہ فتوے حاصل کرکے سلطان نے وزیر اعظم کو اسیوقت کل گرجون کو مساجد بنا دینے اور تمام عیسائیون کو جو مسلمان ہونے سے انکار کرین قتل کر دینے کا حکم دیا - وزیر اعظم نے (جس بیچارہ کو کیا معلوم تھا کہ انہی گرجا مسکین عیسائیون کی اولاد آخر ش کیا کیا رنگ لائیگی) اس حکم کے نتائج سے خوف ہوکر جمالی سے جو بیساختہ اصل راز سے بیخبر ہونیکی وجہ سے یہ فتوے دے چکا تھا مشورہ کیا - جمالی نے جد و جہد کرکے بمشکل تمام یونانی بطریق کو سلطان کی خدمت مین باریابی دلا دی - اور اوس نے بمقام قسطنطنیہ دیوان (سلطان و مجلس وزراء) کے روبرو سلطان محمد فاتح کے قول و اقرار اور قرآن شریف کی وہ آیات جن مین بجبر مسلمان کرنے کی ممانعت اور جزیہ ادا کرنے والے اہل کتاب کو مذہبی آزادی دینے کا حکم ہے پیش کرکے سلطان سے اس حکم کی منسوخی کی التجا کی اور آخر سلطان کو اس ارادہ سے باز رکھنے مین کامیاب ہوگیا - مگر سلطان نے چند عالیشان کنیسون کو پھر بھی مسجدین بنا لیا - اور اونکے عوض عیسائیون کو نئے گرجے معمولی حیثیت کے بنا دیئے -

سلطان سلیم کی جنگی وبحری تیاریون کا ذکر اوپر آچکا ہے جن سے اوسکو تو موت نے کام نہ لینے دیا مگر والی مقدونیا فیلقوس کیطرح یہ سامان اوسکے فرزند رشید سلیمان کے لیے جو فتوحات وجہانگیری مین سکندر پر بہی فوقیت لے گیا بہت کار آمد ثابت ہوا۔ +

سلیمان صاحبقران کا عہد حکومت

سلطان سلیمان سلیم کا اکلوتا فرزند تہا اسلئے اوسکو اپنے باپ کیطرح تخت نشین ہونے پر اپنے کسی عزیز کی خون سے ہاتہہ رنگنے نہ پڑے۔ اوسنے ۱۵۲۰ء سے ۱۵۶۶ء تک جہانبانی کی۔ یہ زمانہ صرف عثمانیہ تاریخ مین ہی نہین بلکہ تاریخ عالم مین بہی نہایت مشہور اور معرکہ کا گذرا ہے۔ یورپ کی بڑی بڑی عیسائی طاقتین فیوڈل طریقہ کی بدنظمی اور بربادی سے اسوقت نہ فقط اپنا وجود سلامت لیکر اوبہر آئی تہین۔ بلکہ اپنی طاقت کے وسائل کو مجتمع اور اپنی قوت کو پختہ کرچکی تہین۔ سلطان سلیم کی تخت نشینی کے وقت یورپ کی عیسائی طاقتون کو ترکی حملون سے محفوظ رہتے چلے آتے چالیس برس ہوگئے تہے۔ بایزید کے زمانہ مین عیسائیون سے برائے نام مقابلہ ہوتا رہا۔ اور سلیم کے عہد مین انسے مطلقًا کوئی لڑائی نہ ہوئی تہی۔ چنانچہ ان دونون فرمانروا وں کے عہد مین یورپ کی موجودہ دول عظام طفولیت سے نشو ونما پاکر خاصی جوان ہوگئی تہین۔ ہسپانیہ اس دوران مین جزیرہ نما اندلس سے عرب فاتحین کا نام ونشان تک معدوم کرچکا تہا۔ اور اُس نے یورپ کی کئی بادشاہیون کو ایک خاندان مین جمع کرلیا ہوا تہا فرانس نے اپنے تین جنگی بادشاہون چارلس ہشتم[۵۱] لوئی دوازدہم[۵۲] اور فرانسس اول[۵۳] کے زیر فرمان اپنے وسایل اور طاقتون کو جو عرصہ مدید سے باہمی جہگڑون اور تنازعون اور خانہ جنگیون مین صَرف ہوتی تہین یکجا کرکے بیرونی فتوحات پر لگانا سیکہہ لیا تہا۔ فرانس کی مختلف ریاستون اور امارتون کو شاہ لوئی یازدہم[۵۴] نے اپنے زیر فرمان کیا تہا۔ انگلستان اور آسٹریا بہی اسیطرح ترقی کے میدان مین بہت کچہہ آگے بڑہ چکے تہے

۵۱ چارلس ہشتم خوش خلق لقب فرزند لوئی یازدہم ۱۴۷۰ء مین پیدا ہوا۔ ۱۴۸۳ء مین تخت نشین ہوکر ۱۴۹۸ء مین فوت ہوا اس نے اٹلی کو فتح کیا۔ مگر وہ جلد اسکے قبضہ سے نکل گئی۔ +

۵۲ لوئی دوازدہم ابوالرعایا ۱۴۶۲ء مین پیدا ہوا ۱۴۹۸ء مین تخت نشین ہوا۔ ۱۵۱۵ء میں فوت ہوا۔ اس نے ریاست وینس (جسے عرب بندقیہ کہتے ہین) لڑائی کی۔ + ۵۳ فرانسس اول ۱۴۹۴ء مین پیدا ہوا ۱۵۴۷ء کو فوت ہوا۔ فرانس مین سب سے پہلے اسنے ڈاکخانے قائم کئے۔ یہ لوئی دوازدہم کا داماد تہا جسکے لاولد ہونے پر ۱۵۱۵ء مین تخت نشین ہوا۔ اسکا لقب ابوالعلم تہا۔ ۱۵۲۵ء مین شاہ ہسپانیہ نے اسے قید کرلیا۔ مگر آخرکار اپنے حق مین معاہدہ صلح لکہا کر اوسکو آزاد کردیا۔ + ۵۴ لوئی یازدہم فرزند چارلس ہفتم فاتح ۱۴۲۳ء مین پیدا ہوا ۱۴۶۱ء مین تخت نشین ہوا۔ ۱۴۸۳ء مین فوت ہوا۔ +

علاوہ برین پندرہوین صدی کے آخیر سے عیسوی دنیا مین صنعت وحرفت اور فنون کو جو قومون کی آراستگی اور خوشحالی کا اصلی باعث ہین بہت فروغ حاصل ہوگیا تھا۔ اور جنگی فن کی طرف تو سب سے بڑھکر توجہ ہوگئی تھی۔ اب اون مین مستقل فوجین رکھنے کا رواج ہوگیا تھا۔ اور ہر ایک نے اعلیٰ تواعد دان اور بخوبی مسلح فوج پیدل تیار کرلی تھی آتشبار اسلحہ بالخصوص توپخانہ کے استعمال اور بنانے کا ڈھب اچھی طرح سے سیکھہ لیا۔ اور اونکی بالعموم مشق کیجاتی تھی۔ اندلسیہ کے فاتح قرطبہ سپہ سالار کپتان گونسالو کی لڑائیون کی بطفیل اور اوسکی زیر نگرانی اکثر عیسائی کمانڈر آزمودہ کار اور فنون حربیہ مین ماہر ہوگئے تھے۔ اور اس طرح سے عیسائی طاقتون مین لایق افسرون کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ آسٹریا اور فرانس مین اٹلی کے قبضہ کے لئے جنگ شروع ہوجانیکے علاوہ اور بہت سے ایسے واقعات ظہور مین آئے جن سے ظاہر ہوگیا کہ یورپ زمانہ وسطی کی تاریکی سے نکل کر ما بعد ال کے میدان مین قدم رکھہ رہا ہے۔ یہ کل واقعات گو جنگ وجدال سے متعلق نہ تھے تاہم اس قسم کے ضرور تھے جن سے عیسائی اقوام مین بے اندازہ شجاعت ودلیری پیدا ہوگئی اور وہ مسلمان رقیب سلطنتون کے مقابلہ کے لئے کافی مضبوط وتوانا ہوگئے۔ نئی دنیا اور جزایر وبلاد شرقی مین پرتگیزون اور ہسپانیہ والون کے دور دراز بحری سفر طے کرکے عظیم الشان ممالک کو معلوم کرنا۔ علوم قدیمہ کا تازہ ہونا۔ علوم جدیدہ کا آغاز۔ فن چھاپہ کی ایجاد سے آزادانہ تحقیقات بحث ومباحثہ اور تہذیب وشائستگی کو تحریک ملنا ان سب نے مل ملاکر عیسائیون کو بہت زیادہ بلند ہمت مشکلات مین متحمل اور راسخ العزم اور مستقل مزاج بنادیا تھا۔ ان ترقیون کے ساتھہ ہی عیسائیون مین مذہبی جوش کو بھی بیحد تحریک ہوگئی تھی بحری سیاحون۔ فلاسفرون مدبرون سپاہیون۔ اور طلبا سب اسلئے اپنے اپنے کام مین بڑی مستعدی سے مصروف تھے کہ جس طرح بن پڑے صلیب کو ہلال پر غالب کیا جائے۔ کولمبس کو نا معلوم بحر زخار کے درمیان بھی ہر وقت یہی امید ڈھارس بندھاتی تھی کہ ان دریائی سیاحتون اور سفرون سے خزاین بیشمار حاصل کرکے اونکو ارض مقدس کا فرون (یعنی مسلمانون) کے ناپاک قبضہ سے چھڑانے پر خرچ کرونگا۔ چارلس ہشتم کو سوئٹزرلینڈ کے سلسلہ کوہ الپس کی پر خطر گھاٹیون اور دشوار گذار چوٹیون سے گذرتے ہوئے اور نیپلز کے میدان ہائے جنگ مین عیسائی رقیبون سے نبرد آزما ہوتے وقت بھی ہمیشہ یہی خیال رہتا تھا کہ اٹلی کی فتح سے فارغ ہوکر مین قسطنطنیہ کو ترکون کے تصرف سے آزاد کراؤن گا۔

عیسائیون کی طاقت کا پلڑا اس وجہ سے بھی اسلامی طاقت سے بھاری ہوگیا تھا کہ ایک عیسائی بادشاہ

کے ماتحت کئی زبردست ریاستیں جمع ہوگئی تھیں۔ یعنی امپرائر چارلس پنجم[۵۱] اس قدر وسیع سلطنت پر حکمران تھا جو رقبہ میں تو شارلمین[۵۲] کی سلطنت کے برابر اور طاقت و ثروت میں اوس سے بدرجہا زیادہ تھی۔ ہالنڈ و بلجیم ریاستہائے آسٹریا۔ اندلسیہ کی دونوں متفقہ سلطنتیں اور نیپلز و سسلی کے زرخیز ملک اوسکو وراثت میں ملے۔ جرمنی کا قیصر انتخاب کے رو سے ہوا۔ اور بحری سپاہیوں کورٹیز[۵۳] اور پیزارو[۵۴] کی جانفشانیوں سے اوسکو امریکہ کے ممالک میکسیکو و پیرو جن میں سونے اور چاندی کی بیحد افراط تھی حاصل ہوئے تھے۔ اس زبردست بادشاہ کو ترکوں کا مقابلہ کرتے وقت فرانس کی رقابت اور جرمنی کی مذہبی خانہ جنگیوں سے رکاوٹ پیدا ہونی لازمی امر تھا۔ مگر ویسی ہی عثمانلی ایرانیوں کی رقابت۔ شیعہ سنیوں کی باہمی بغض و عناد اور مصر و شام میں بغاوت ہوجانیکے اندیشہ سے اپنی پوری طاقت عیسائیوں کے مقابلہ پر نہیں لاسکتے تھے۔

الغرض عیسائی خواب غفلت سے بیدار ہوکر اس قدر مضبوط اور متحد ہوگئے تھے کہ خاندان عثمان کے لئے سخت خطرہ پیدا ہوگیا تھا۔ مگر وہ اس خطرہ سے سلامت ہی نہیں رہا۔ بلکہ سولہویں صدی کے کل دوران میں

---

۵۱ چارلس پنجم فلپ آرچ ڈیوک آسٹریا اور جوانا دختر فرڈیننڈ و ایزبیلا (فاتحان غرناطہ) کا بیٹا تھا۔ سنہ ۱۵۱۶ء میں اپنے نانا فرڈیننڈ کی جگہہ ہسپانیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اور ۱۵۱۹ء میں قیصر میکسیمیلن کے بعد جرمنی کا قیصر ہوا۔ فرانسس شاہ فرانس نے جو نیز جرمنی کے تخت کا دعویدار تھا چارلس سے لڑائی کی۔ آخر شکست کھا کر مقید ہوا۔ سنہ ۱۵۰۰ء میں پیدا ہوا۔ سنہ ۱۵۵۶ء میں تاج و تخت اپنے بیٹے فلپ کے حوالہ کرکے خود گوشہ تنہائی اختیار کیا اور ۱۵۵۸ء میں مرگیا۔ یہ رومن کیتھولک مذہب رکھتا تھا۔ جرمن کے پروٹسٹنٹ شہزادوں نے کئی دفعہ بغاوت کی مگر شکست یاب ہوئے۔ شاہ ہنری ہشتم کے ساتھ ملکر کئی دفعہ فرانس سے لڑائی کی۔

۵۲ شاہ فرانس و بانی سلطنت جرمن ۸۰۰ء میں خودمختار بادشاہ ہوا۔ ۸۱۴ء میں فوت ہوا۔ خلیفہ ہارون رشید کا ہمعصر اور دوست تھا۔ اوسکا عہد حکومت زیادہ لڑائی ہنگاموں میں صرف ہوا۔ وہ لڑائی میں کچھ ایسا بہادر نہ تھا۔ مگر متمدن اور علم دوست اعلےٰ درجہ کا تھا۔

۵۳ ہرننڈو کورٹیز فاتح میکسیکو اندلس کے ایک شریف مگر معمولی حیثیت کے خاندان کا تھا۔ ۱۴۸۵ء میں پیدا ہوا تھا۔ نوامیر ہوکر کئی برس شاہی خدمت کرنیکے بعد شاہ چارلس پنجم کی بدسلوکی و سردمہری سے دل برداشتہ ہوکر چھ برس کنج عزلت میں بسر کرنیکے بعد ۱۵۴۷ء میں مرگیا۔

۵۴ فرانسس پیزارو دریافت کنندہ و فاتح پیرو (واقع جنوبی امریکہ) وہ ایک افسر کا حرامی بیٹا تھا اور اوائل عمر میں سور چرایا کرتا تھا۔ بالغ ہونے تک وہ بالکل ناخواندہ رہا۔ آخر بحری فوج میں بھرتی ہوکر یاوری بخت اور زور بازو سے رفتہ رفتہ جنوبی امریکہ کے ہسپانوی مقبوضات کا خودمختار نائب السلطنت ہوگیا۔ اور ۱۵۴۱ء میں چند سازشیوں کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔ ۱۴۷۱ء میں ہسپانیہ کے شہر ٹرکسلو میں پیدا ہوا تھا۔

اوسکا ستارۂ اقبال دن بدن عروج پکڑتا گیا اور اُس نے عیسائیون سے بیشمار زرخیز اور دلفریب صوبے چھین کر اپنے وسیع ممالک محروسہ مین ایزاد کر لیئے۔ اس کامیابی کا بڑا باعث بلاشبہ ترکی فوجی انتظام کا ہنوز نقص وعیوب سے مبرا رہکر برابر زبردست اور عثمانی قوم کا اعلیٰ قومی ترقی کے جوش مین سرمست ہونا اور اوسکے مقبوضات کا قدرتی محل وقوع تہا جو بیرونی حملون سے بہت کچھہ محفوظ تھا لیکن اُس زمانہ مین عثمانیہ عظمت واقتدار کا سب سے بڑا سبب یہ تہا کہ سلطنت پر ایک صایب تدبیر اور زبردست دل گردہ کا بادشاہ اور بڑا آدمی فرمانروا تھا۔ اوسکی بڑائی اِس وجہ سے نہین تھی کہ اوسکو مناسب اور مفید مطلب حالات وموقعون کی موجودگی اور اجتماع کے دوران مین کام کرنا پڑا۔ اور نہ اس وجہ سے کہ وہ اپنے زمانہ کے حسب حال مناسب موقع کو تاڑ جانے اور اونسے فایدہ اوٹہانے کی قابلیت اور مستعدی رکہتا تھا بلکہ وہ فی الواقع اور بذاتہ بڑا آدمی تہا جو زمانہ حال کا بے نظیر منتظم اور بیعدیل نبض شناس اور زمانہ استقبال کے لئے خطا نہ کرنیوالا واضع مقنن تہا۔ سلطان سلیمان اول کو یورپین مورخین نے "سلیمان اعظم" "سلیمان عالیشان" اور ترکی وقایع نگارون نے "سلیمان قانونی" "سلیمان صاحبقران" کا لقب دیا ہے۔ یہ زمانہ گویا قابل بادشاہون کے لئے مخصوص ہوچکا تہا۔ امپراطور چارلس پنجم شاہ فرانس اول۔ پوپ لیو دہم[۵۱]۔ ہنری ہشتم[۵۲]۔ واسیلی او انو وک جنہون روس کی مستقبلہ عظمت کی بنیاد قایم کی[۵۳]۔ +

\+ + + + + + + + + + + + + + + + + + + +

[۵۱] گوینی ڈی میڈی سی پوپ لیو دہم لارنزو عالیشان امیر فلورنس کا دوسرا بیٹا ۱۴۷۵ء مین پیدا ہوا۔ لوئیس نہم شاہ فرانس نے ۱۱ سال کی عمر مین اوسکو آرچ بشپ بنایا۔ تیرہ برس کی عمر مین کارڈینل (پوپ سے چہوٹا عہدہ) بنا۔ اور ۱۵۱۳ء مین پوپ ہوا۔ یہ شخص مذہبی لیاقت کی وجہ سے اتنا مشہور نہین جس قدر کہ رزم آرائی اور علم دوستی کی وجہ سے۔ ۱۵۲۱ء مین فوت ہوا۔ +

[۵۲] انگلستان کا مشہور بادشاہ۔ اپنے باپ ہنری ہفتم کے بعد ۱۹ برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بانی لوتہر اسکا ہمعصر تھا ہنری ہشتم نے اوسکے برخلاف ایک کتاب لکہی جسپر پوپ نے خوش ہوکر اوسکو محافظ دین کا خطاب دیا۔ مگر ہنری کی آزاد طبعی کے باعث پوپ کے ساتھہ زیادہ عرصہ صفائی نرہی۔ یہ بہت قابل اور منتظم شخص تھا۔ مگر اوسکی شہوت پرستی سے کوئی عورت اور اوسکے غصہ سے کوئی شخص نہین بچتا تہا۔ مذہبی عقائد مین وہ پہلے پکا رومن کیتہولک تہا۔ مگر پہر پروٹسٹنٹ یا رومن کیتہولک کچھہ بہی نرہا۔ اور پورا لامذہب ہوگیا۔ آخر ۱۸ برس کے بعد بیوی کو طلاق دیکر پے در پے چار عورتون سے شادی کرکے تین کو قتل کرادیا۔ اور اون مین سے ایک جو ایڈورڈ ششم کی ماں تہی شہزادہ کو جنتے وقت مرگئی۔ اوسکی چہٹی بیوی اوسکے بعد زندہ رہی یہ انگلستان کی مشہور ملکہ الزبتہہ کا باپ تہا الزبتہہ کی ماں این بولین اوسکی دوسری ملکہ تہی جو بجرم زنا قتل کرادیگئی تہی۔ ۱۴۹۱ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۴۷ء مین فوت ہوا۔ +

[۵۳] ایوان چہارم ملقب بہ ظالم چار برس کی عمر مین ۱۵۳۳ء مین

سجس منڈ[۱] اول والی پولنڈ۔ اینڈریاس گرٹی ریاست وینس کا فرزانہ پریسیڈنٹ۔ شاہ اسمٰعیل ایران کی متفرق اجزا کا جامع۔ اور ہندوستان کے خاندان مغلیہ کا سرتاج جلال الدین اکبر[۲] یہ سب اُسوقت دنیا کے سواد کو اپنے وجود سے تابان کر رہے تہے۔ × × × × × × × × مگر ان ناموروں مین سے ایک بہی عثمانیہ سلطان کی شان شوکت اور عظمت و جلالت کے ساتہہ لگا نہین کہا سکا سلیمان بایزید کے زمانہ مین ہی جبکہ وہ بہت کم عمر تہا۔ صوبون کی گورنری پر مامور رہتا رہا۔ حملہ ایران کے وقت جب سلیم اوسکو نائب السلطنت بنا گیا اوسوقت اوسکی عمر بیس برس کی تہی فتح مصر کے وقت وہ ایڈریانوپل کا گورنر تہا۔ اور سلیم کے عہد کے آخری دو برس صوبہ سروخن کا گورنر رہا۔ چنانچہ ۲۶ برس کی عمر مین جب وہ تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوا تو امور سلطنت اور حکمرانی سے ناواقف نہ تہا۔ زمانہ شہزادگی مین وہ اعلیٰ قابلیت و لیاقت کے لئے ہی مشہور نہ تہا بلکہ شرافت طبعی اور رحمدلی کیوجہ سے ہردلعزیز بہی بہت تہا اور رعایا نے جو سلیم باوند کی سخت گیری سے بہت تنگ آگئی تہی اس نوجوان کی تخت نشینی پر جو ذاتی رعب و وقار۔ جسمانی طاقت۔ نرم دلی۔ انصاف پسندی اور دانائی مین شہرۂ آفاق ہو رہا تہا بے اندازہ مسرت کا اظہار کیا۔ اوسکی ابتدائی افعال سے ہی رعیت پر واضح ہو گیا کہ یہی انصاف پسندی اور فیاضانہ علو حوصلگی اوسکی عہد حکومت کے نمایان اصول ہونگے۔ اون چہ سو مصریون کو جنکو سلیم نے قسطنطنیہ مین بجبر آباد کیا تہا۔ گہرون کو واپس جانے کی اجازت دی گئی۔ جن سوداگرون کی جایدادین سلیم نے ایران سے تجارت کرنے کے جرم مین ضبط کر لی تہین اونکو معاوضہ مین زر خطیر عطا کیا گیا۔ اور کئی اعلے عہدہ داران ملکی و بحری پر جنپر ظلم شعاری اور ایذادہی کے الزام عاید ہوئے باضابطہ مقدمات قایم کئے گئے۔ اور مجرم ثابت ہونے پر اونکو قتل کی سزا دیگئی۔ اور تمام گورنرون کو تاکید کی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶ تخت نشین ہوا۔ اوسکی ماں ولیہ مقرر ہوئی ۱۵۴۷ء مین بالغ ہوا سویڈن پولنڈ اور تاتاریون پر چڑہائی کر کے اونکو مغلوب کیا۔ اور ان ممالک کے باشندون اور خود اپنی رعیت پر بیحد ظلم و ستم کئے۔ بڑے بیٹے کو خود اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔ مگر تہذیب کی بنیاد اسی نے روس مین قایم کی۔ اور "زار" "خود مختار" کا لقب بالاستقلال اسی نے اختیار کیا۔ ۱۵۸۴ء مین فوت ہوا۔

[۱] سجس منڈ اول ملقب بہ اعظم ۱۴۶۷ء مین پیدا ہوا۔ ۱۵۰۶ء مین پولنڈ کا بادشاہ منتخب ہوا۔ اوسنے روسیون اور والیشیون کو اپنے ملک سے بزور شمشیر خارج کیا۔ اور ترکون کے برخلاف ہنگیا والون کو بڑی مدد دی۔ ۱۵۴۸ء مین فوت ہوا۔

[۲] ۱۵۴۲ء مین بمقام امرکوٹ ریگستان سندہ مین پیدا ہوا۔ تیرہ برس کی عمر مین ۱۵۵۶ء مین ہمایون کے بعد تخت نشین ہو کر ۱۶۰۵ء مین فوت ہوا۔

احکام بہیجے گئے کہ امیر و غریب. مسلمان اور غیر مسلم سب کو ایک نظر سے دیکھکر ہر ایک خطا کار اور ظالم کو خواہ وہ کوئی ہو عبرت بخش سزا دیجائے۔ اور انصاف و عدالت مین کسی کی طرفداری نہ کی جائے. سلطان کی یہ کارنامے اور احکام فے الفور تمام ملک مین مشہور ہو گئے۔ ہر ایک طرف سے اوسکی آفرین و تحسین ہونی شروع ہو گئی۔ اور رعایا کو یقین ہو گیا کہ اب ہم پر ایک ایسا سلطان حکمران ہے جو رحمدلی کے ساتھہ ہی ظلم و ستم کی بیخکنی کی بہی پوری طاقت اور خواہش رکہتا ہے چنانچہ سلیم کی وفات پر تمام ملک مین امن قایم رہا صرف شام مین کسی قدر فساد ہوا۔ اور وہ بہی ایک قدیمی غدار کی وجہ سے. سلیم نے غدار مملوک سردار غزالی کو اپنے آقا نعمت اور ملک کی نمکحرامی کے صلہ مین شام کا گورنر مقرر کیا تہا جس نے اب دوبارہ نمک حرامی سے کام لیکر سلیمان کے تخت نشین ہوتے پر آزاد ہونے کی کوشش کی۔ مگر سلیمان نے فی الفور اوسکی سرکوبی کے لئے فوج روانہ کردی جسکو شکست یاب ہوکر قتل ہو جانے سے نہ فقط شام مین امن قایم ہو گیا۔ بلکہ شاہ اسمٰعیل بہی جو سرحد پر فوجین جمع کرکے ترکون کی کمزوری سے فایدہ اوٹہانیکے لئے تیار بیٹہا تہا اپنے مخالفانہ ارادون کی تکمیل سے رک گیا۔ مگر سلیمان کو اپنی جنگی قابلیت دکہانیکے لئے زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رہنا پڑا اوسنے سب سے پہلے ہنگریون کو اپنی شمشیر آبدار کے جوہر دکہلائے سلیم کی سلطنت کے آخری حصہ مین سرحد پر ہنگریا والون اور ترکون مین تہوڑی بہت چہیڑ چہاڑ ہوتی رہی تہی جسپر دوسری خطا ہنگریا کے بیوقوف بادشاہ لوئیس دوم نے یہ کی کہ سلیمان کے سفیر کو بیحرمت کرکے قتل کرا دیا سلطان کا پیمانہ غضب اس گستاخی سے لبریز ہو گیا۔ اور وہ فوراً سپہ جرار اور عظیم توپخانہ لیکر سرحد کیطرف روانہ ہو پڑا۔ راستہ مین سامان رسد اور گودامون کے باقاعدہ پہونچتے رہنے اور باربرداری کا نہائیت معقول انتظام کیا گیا جس سے ثابت ہو گیا کہ سلیم کا بیٹا جس طرح شجاعت مین باپ سے کم نہین۔ اوسیطرح دوراندیشی اور انتظامی قابلیت مین اوسکا ہم پلہ ہے فوج کمال بشاشت اور مستعدی سے اوسکے زیر کمان دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہوتی۔ فوج اوسکے مبارک و مسعود نام اور ہر ایک چیز مین جو اوسکی متعلق تہی دس کا عدد آنیکی وجہ سے اوسکی فتح و فیروزی پر کامل یقین رکہتی تہی۔ ترک دس کے عدد کو بہت مبارک اور سعد خیال کرتے ہین. سلیمان خاندان عثمانیہ کا دسوان سلطان تہا۔ دسوین صدی ہجری کا افتتاح اوسکے پیدا ہونے پر ہوا۔ اور اسی طرح اور کئی باتون مین دس کا عدد اوس سے متعلق ہوتا تہا جس سے اوسکے اہل وطن اوسکو "تکمیل کنندہ عشرہ کاملہ" بہی پکارتے تہے. سپاہ اوسکو محبوب الٰہی سمجہکر اوسکے فرمان پر فتح کا کامل یقین رکہکر خدا کی راہ مین دشمن پر حملہ آور ہوتی تہی۔ وہ اپنے شہنشاہ کے دشمنون کے حق مین جنکو سلیمان کے خطاب بنام تقییر

ملکہ سباسی جو قرآن شریف کی ستائیسوین[٢٧] سورہ مین ہی۔ فال نکالا کرتے تہی۔ اور ان آیات کو اکثر پڑہا کرتے "اِنَّهٗ مِنۡ سُلَيۡمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِۙ اَلَّا تَعۡلُوۡا عَلَىَّ وَاۡتُوۡنِىۡ مُسۡلِمِيۡنَ"

ایسی پیشینگوئیون کا جہال پر ہی نہین بلکہ فوج پر بہی بہت بڑا اثر پڑتا ہے۔ اور وہ اُس مین ایسی روح پہونک دیتی ہین کہ ایک طرح سے اپنے پورا ہونیکا خود موجب ہوجاتی ہین سلطان کو کفار کے برخلاف اپنی پہلی مہم مین کامل کامیابی نصیب ہوئی۔ اوسکے جرنیلون نے سبزاور ہنگریا کے کئی دیگر شہر فتح کر لئے۔ سلیمان فوج کا بڑا حصہ لیکر خود بلگریڈ (بلغراد) پر جو ترکی سیلاب کے برخلاف عیسائیون کو مدت تک سد سکندری کا کام دیتا رہا اور جسکے مقابل فاتح قسطنطنیہ کو سخت ہزیمت اُٹہا کر پیچہے ہٹنا پڑا تہا۔ حملہ آور ہوا اور ٢٩ اگست ١٥٢١ع کو اُسی فتح کر کے کنیسہ اعظم کو مسجد بنایا فصیلون اور برجون کو مرمت کرایا۔ اور شہر مین ترکی فوج کی رہائش کا انتظام کر کے بفتح و شادمانی اپنی پہلی مہم سے فارغ ہو کر قسطنطنیہ کو مراجعت فرما ہوا۔

دارالخلافت کو واپس آکر سلطان نے سلطنت کے تمام بڑے بڑے شہرون مین باشندون کی فرحت و تفریح اور صلح و جنگ مین کام آنیکے لئے بسرعت تمام عالیشان نئی عمارتین تعمیر کرائین قسطنطنیہ کا کارخانہ جہاز سازی اور اسلحہ خانہ وسیع کیا گیا۔ اور نئے بیڑون اور بحری و جنگی سامانون کی تیاری پر ہزارون آدمی مامور کئے گئے۔ محمد فاتح کو مزید عیسائی ممالک کی فتح کرنے مین دو موانع درپیش آئے تہے۔ بلغراد کی فتح سے ایک تو دور ہوگیا۔ اور اب دوسرے کی فکر کی گئی۔ رہوڈس[1] کا عیسائیون کے قبضہ مین رہنا گو پہلے بہی عثمانیون کیلئے کچہہ کم تکلیف کا باعث نہ تہا۔ مگر جب سے مصر اور شام ممالک محروسہ مین داخل ہوئے۔ یہ چہوٹا سا جزیرہ عثمانیہ جہازون کی آمد و رفت کیلئے ہر وقت خطرہ کا موجب بنگیا۔ الغرض ١٨ جون ١٥٢٢ع کو تین سو جہاز قسطنطنیہ

---

[1] رہوڈس ایشیائے کوچک کے جنوب مغربی گوشہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر بحیرہ روم کے مشرقی حصہ مین واقع ہے۔ اس کا طول ۴۵ میل اور زیادہ سے زیادہ عرض ۲۰ میل ہے۔ اسکی سرزمین کوہستانی ہے اور ایک سلسلہ کوہ ایک سرے سے دوسرے تک چلا گیا ہے۔ جسپر صنوبر کے بیشمار گہنے جنگل ہین۔ اس درخت کی لکڑی جہازون کے کام آتی ہے۔ رقبہ ۴۵۰ میل آبادی ۳۴ ہزار بایں تفصیل ہے۔ ترک ۷ ہزار۔ یہودی دو ہزار۔ باقی یونانی۔ اسکے صدر مقام کا نام بہی رہوڈس ہے ١٨٥٦ع مین بجلی سے بارود کے میگزین کے اُڑنے سے ایک ہزار گھر اس شہر کے منہدم ہوگئے تہے۔ اور ١٨٦٣ع مین زلزلہ سے دو ہزار گہر مسمار ہوئے۔ آبادی ۲۰ ہزار کے قریب ہے۔ شہر کے دونون سرون پر سمندر کے کنارہ پر جنکا درمیانی فاصلہ ۹۰۰ فٹ ہے۔ دو عظیم الشان برج ہین۔ اور گہاٹ کے وسط مین ۱۲۰ فیٹ بلند ایک مینار ہے۔

سے رہوڈس کو روانہ کیئے گئے جنپر اونکے ملاحون اور جنگی سامانون کی مقدار کثیر کے علاوہ آٹھ ہزار چیدہ سپاہی اور دو ہزار سُرنگ لگانے والے سوار تہے - بیڑہ کی روانگی کے ساتہہ ہی سلیمان ایک لاکہہ فوج لیکر ایشیا کوچک کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ روانہ ہوپڑا - اور فوج و بیڑہ کے ایک دوسری کو ملنے کی جگہہ خلیج مارمرئیس مقرر کی گئی - اس موقعہ پر سینکڑون برس بعد سنہ ۱۸۰۱ع مین فرانسیسون سے مصر کو پہر فتح کرنیکے لیے انگریزی فوج اور بیڑہ جہازات ترکون کی مدد کے لیئے سر ریلف ایبر کرامبی کے ماتحت جمع ہوئے تہے +

رہوڈس کا گرینڈ ماسٹر اس وقت ایک فرانسیسی نائیٹ ولیرز ڈی لسلی آدم تہا جسکی شجاعت و قابلیت مسلمہ تہی - قلعہ رہوڈس کی باقاعدہ فوج تعداد مین پانچہزار تہی جسمین سے چہ سو نائیٹ تہے - انکے علاوہ بندرگاہ کے ملاحین کی پلٹن تیار کیگئی - شہر کے جوان باشندون کو فوج مین بہرتی کر کے مسلح کیا گیا - جو دہقانی ترکی فوج سے ڈر کر شہر مین چلے آئے تہے اونکو سُرنگین لگانے کا کام سکہایا گیا اور غلامون کو فصیلین اور مورچے تیار کرنے پر لگا دیا گیا - سلطان محمد الفاتح کے سپہ سالار کے حملہ کے بعد فصیلون کو بہت مضبوط کر دیا گیا تہا - اور بیرونی فصیل کے علاوہ ایک اور اندرونی فصیل بہی تیار کر لی گئی تہی - ماسوا ازین کئی محلے اپنی اپنی فصیلین اور مورچے رکہتے تہے - کہ اگر باقیماندہ شہر غنیم کے قبضہ مین بہی آجائے تو بہی اونکا مقابلہ کیا جاتا ہے -

سلیمان ۲۸ جولائی سنہ ۱۵۲۲ع کو رہوڈس پر اُترا - اور یکم اگست کو محاصرہ شروع ہوگیا - جو محافظین کی دلاوری اور شجاعت کی وجہ سے پانچ ماہ تک رہا - محاصرین کو توپون اور سرنگون سے جنکو اکثر محصورین خود سرنگین لگا کر سطح زمین کے نیچے ہی نیچے بارود اُڑہا لینا سننے یا بہگو جانے سے بیکار کر جاتے تہے ستمبر کے شروع مین دیوار شہر مین چند شگاف ہوگئے - اور حملہ آورون نے شہر پر بڑی سختی سے حملہ کر کے اوسکے رستہ داخل ہونیکی کوشش کی - مگر آخر پسپا کر دیئے گئے - اسکے بعد ۱۲ اکتوبر - ۲۳ - و ۳۰ - نومبر کو تین اور حملے کیئے گئے - ان مین بہی ترکون کو واپس ہٹ آنا پڑا - اسپر ترکی کمانڈرون نے شہر کو حملہ کر کے فتح کرنے کی کوشش چہوڑ دی اور سرنگون اور توپخانہ سے اوسکو مفتوح کرنے کا عزم کر لیا - چنانچہ بتدریج پیشقدمی کی ترکیب پر کاربند ہوکر جس کو اوس وقت سے بعد بالعموم استعمال کیا جاتا ہے - مگر اُس سے پہلے کسی نے استعمال نہ کیا تہا[1] - بہرحال جس

---

[1] محاصرہ ویلینا مین بہی جب وسی حملے سے اوسکو فتح کرنے سے عاجز آگئے تو اسی ترکیب سے کام لیگیا تہا - کرنیل جسنی اپنی کتاب ترکی کے صفحہ ۲۰۶ مین تسلیم کرتا ہے کہ اس طریقہ کے موجد ترک ہی ہین - اس محاصرہ مین ترکون نے اب پہلی مرتبہ پہٹنے والے گولے بہی استعمال کیئے تہے - دیکہو وان ہیمر جرمن مؤرخ کی تاریخ ترکی جلد ۵ صفحہ ۲۳ - مؤلف -

باقاعدگی سے ترکون نے اس موقعہ پر اُس سی کام لیا۔ ویسی باقاعدگی پہلے کسی معرکہ مین نہین پائی گئی تھی۔ ترک اپنے مورچون اور خندقون کو آگے بڑہاتے گئے جس سی اونکی توپین شہر سے قریب ہوتی گئین اور اونکے گولے قرب کی نسبت سی فصیلون کو منہدم کرنے مین زیادہ مُوثر ہوگئے۔ حتی کہ ترکی سپاہی اپنے مورچون کو بڑہاتے ہوئے محصورین کے مورچون کی پہلی صف مین داخل ہوگئے۔ اس وقت سلیمان صاحبقران نے محصورین کی حالت پر رحم کہا کر قلعہ حوالہ کر دینے کے لئے چند شرائط پیش کین جنکو منظور کر لینا زیادہ مناسب سمجہا گیا۔ عیسائیون کے پاس ابہی اپنی حفاظت کے وسائل اور سامان موجود تہے۔ مگر باہر سے کسی مدد پہونچنے کی کوئی امید نہ تہی اور شہر کا آخر کار فتح ہوجانا یقینی امر تہا۔ انہون نے سوچا کہ سلطان اسوقت تو باعزت شرائط پیش کر رہا ہے بڑی بات یہی ہے کہ جزیرہ چہوڑنا پڑے گا۔ سو کوئی اور جگہ ڈہونڈہلی جاسکتی ہے لیکن اگر آخری دم تک مقابلہ کیا گیا اور بزور شمشیر مفتوح ہوئے تو غضب آلود ترکی سپاہیون سے توقع ہے کہ وہ قتل عام سے کبہی دریغ نکرینگے۔ اور اس طرح سے سینٹ جان کا طبقہ ہمیشہ کے لئے معدوم ہوجائے گا۔ نائیٹون کا یہ فیصلہ جیسا کہ اونکے حق مین مبارک نکلا ویسا ہی ترکون کے حق مین بہت مضر ثابت ہوا۔ یہ لوگ رہوڈس سی نکلکر جزیرہ مالٹا کو جو کئی سو برس عربون کے ماتحت رہنے کے بعد نارمن عیسائیون کے قبضہ مین چلا گیا تہا چلے گئے۔ اور اُسکو نارمن لوگون سے چہین کر اپنا تسلط قایم کر لیا۔ اور بتدریج اسکے بندرگاہون کو ایسا مضبوط بنالیا کہ سلطان سلیمان کی فوج کو وہان ویسی ہی زک اٹہانی پڑی جیسی کہ سلطان محمد کی فوج کو انہی نائیٹون کے ہاتہون رہوڈس مین۔ اس شکست کا چندان بُرا اثر گو اسوقت محسوس نہ ہوا۔ مگر وسط سمندر مین ایک ایسی مضبوط مقام کے عیسائیون کے تصرف مین رہنے کی بدولت سلطنت عثمانیہ کو آخر کار اپنے شمالی افریقہ کے اکثر مقبوضات سے ہاتھ دہونا پڑا۔ مغلوب دشمن کے ساتہہ ایسا سلوک کرنا جس سی وہ پہر بہی کبہی نقصان پہونچانے کے قابل ہوجائے ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جسپر کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوسکتا۔ ایک طرف تو انسانیت، شائستگی و تہذیب اور سب سے بڑہکر اسلامی احکام کا یہ منشا ہے۔ کہ جہان تک ممکن ہو مغلوب کے ساتہہ نرمی سے سلوک کیا جائے۔ مگر اسکا ثمرہ آخر کار فاتح کو ایک دن یہ ملتا ہے کہ وہی مغلوب قوم کسی دن برسر مقابلہ ہوکر اوسکا نام و نشان تک مٹا دیتی ہی۔ ہسپانیہ و سرویا۔ اور دیگر ترکی صوبجات اس امر کی زندہ نظیرین ہمارے سامنے موجود ہین۔ برخلاف اسکے جن فاتحین نے مغلوب دشمنون کو بالکل معدوم یا مطلقاً بیدست و پا کر دیا وہ ایسی صدمات کے گزند سے بالکل محفوظ نظر آتی ہین۔ لیکن ہم اس بحث کو زیادہ طول دینا نہین چاہتے۔ مسلمان اگر سختی و تشدد اور غیر مذاہب کی رعایا کو

معدوم کرنے سے پرہیز کرتے رہی ہین تو بیشک یہ اسیکی طفیل ہے کہ باوجود بیشمار اعدا کی موجودگی اور اونکی ہمت و کوشش کے خداوند کریم نے اونکے وجود اور حکومت کو قایم رکھا ہوا ہے۔ برخلاف اسکے گو ہسپانیہ کی عیسوی سلطنت مسلمانون کو اور امریکہ کے عیسائی اصلی باشندون کو معدوم کر دینے سے اونکی طرف سے بالکل مامون ہوگئے ہین۔ لیکن اور طرح سے جو مصائب گوناگون اونپر وارد ہو رہے ہین وہ اسلامی سلطنتون کی مصیبتون سے کچھہ کم نہین۔ اور اگر اسلامی ریاستون اور بالخصوص سلطنت عثمانیہ کو موجودہ یا آزاد شدہ عیسائی رعایا سے ایک دن چین نصیب نہین ہوتا تو مغلوب و دشمن یا غیر مذہب کی رعایا کو معدوم کرنے والی عیسوی سلطنتون کو دوسری قسم کی مشکلات او خود اپنے مذہب کی رعایا کی خودسری سے ایک لحظہ کے لئے آرام نہین ملتا۔

سلطان سلیمان نے اپنی شرائط سے اپنے مخالفین کی ناکامیاب بسالت و جرائت کی عزت افزائی ہی نہ کی بلکہ اونسے اسلامی صداقت۔ رحمدلی اور خود نامور فاتح کی عالی حوصلگی اور فیاضی کا بین ثبوت مل رہا ہے نائیٹون کو اپنے اسلحہ اور جایداد ساتھہ لیکر بارہ دن کے اندر خود اپنی کشتیون پر سوار ہوکر جزیرہ چھوڑ دینے کی اجازت دی گئی۔ اور بشرط ضرورت باربرداری کے لئے خود سلطانی جہاز اونکو دیئے جانیکا وعدہ کیا گیا۔ باشندگان رہوڈس کو سلطانی رعیت ہو جانے پر کامل مذہبی آزادی دیگئی۔ پانچ برس کے لئے اونکو محاصل معاف کئے گئے۔ اونکی اولاد کو فوجی خدمت اور گرجون کو مسلمانون کے تصرف سے محفوظ کیا گیا۔ یہ شرائط فریقین مین ۲۵ دسمبر ۱۵۲۲ء کو ہوئین اور عیسائی مورخ معترف ہین کہ انکی تعمیل نہایت دیانتداری سے کیگئی ترکون کی صادق الوعدی اور اونکا بہادرون کی سچی عزت کرنا اس سے ظاہر ہے کہ باوجودیکہ کئی سو برس گذر چکے ہین نائیٹون کے خاندانی نشان اور نقش رہوڈس کی سرکاری عمارات مین اب تک موجود ہین اور ترکون نے اونکو محو نہین کیا۔ سلطان نے روانگی سے پہلے گرینڈ ماسٹر کو شرف باریابی عطا کیا۔ اور ترجمان کی معرفت اوس سے تسلی آمیز گفتگو کرکے وزیر اعظم سے مخاطب ہوکر ارشاد فرمایا۔ "مین اس بہادر آدمی کو پیرانہ سالی مین اوسکے گھر سے نکال تو رہا ہون مگر اسکا مجھے بہت رنج اور افسوس ہے"۔ کیا کسی عیسائی فاتح کو بھی فتح کے موقعہ پر ایسا خیال دل مین گذرا ہے؟ -

فتح رہوڈس سے فارغ ہوکر سلیمان دارالخلافہ کو لوٹ گیا۔ اور ۱۸ ماہ تک اندرونی نظم و نسق سلطنت مین

سلہ طبقہ سینٹ جان دیوحنا کے نائیٹ جو صلیبی لڑائیون مین قایم ہوا تہا۔ دو سو بارہ برس جزیرہ پر متصرف رہے اونکا محلہ اور مکانات اب تک قایم ہین۔ جن پر نائیٹون کے نشانات برابر موجود ہین۔ یہ مکان بالکل خالی پڑے ہین۔ مولف ؎

مصروف رہا۔ اور پھر کچھ عرصہ کے لیے متواتر کوششوں سے ذرا استانے کے لیے ۱۵۲۵ء کی موسم خزان مین ایڈریانوپل جاکر سیر و شکار مین مشغول ہو گیا۔ اس اثنا مین کسی دوسرے ملک پر چڑہائی نہ کی گئی۔ البتہ احمد پاشا کی بغاوت فرو کرنیکے لئے جو خیربے کی جگہہ مصر کا گورنر مقرر ہوا تھا عثمانیہ فوج کا ایک حصہ مصر کو روانہ کیا گیا۔ اور جب نمک حرام شکست پاکر کیفر کردار کو پہونچگیا تو سلطان نے اپنے پیارے وزیر اعظم ابراہیم پاشا کو وہان کا انتظام درست کرنیکے لئے مصر بھیجدیا تھا۔ ینگچری فوج مسلسل تین برسون کی بیکاری سے اکتا گئی۔ وہ سلطان کی رزم آرائی کو بہولا دینے سے بگڑنے لگی اور آخرکار علانیہ بغاوت کر کے وزیرون اور دوسرے لوگون کے مکان لوٹنے شروع کر دیئے۔ سلطان یہ خبر پاتے ہی قسطنطنیہ کو گیا اور اس طوفان کو اپنی موجودگی سے فرو کرنے کی کوشش کی۔ وہ کمال دلاوری سے سرکش فوج کے سامنے چلا گیا اور اپنے ہاتھہ سے دو سرغنہ باغیون کو قتل کیا۔ مگر اوسے آخر فوج کو انعام و اکرام دیکر راضی کرنا پڑا۔ گو بعد مین اُس نے چند افسرون کو جن کی نسبت اوسے شک تھا کہ انہون نے بغاوت کی تحریک کی ہے یا بدامنی کو روکنے مین غفلت کی ہے قتل کرا کر کسی قدر اونکی سرکشی کا عوض لے لیا۔ اسکے بعد سلطان نے ابراہیم کو مصر سے واپس بُلا لیا۔ اور اوسکے مشورہ سے ہنگری پر جس سے گو بلغراد کی مہم کے بعد کوئی معرکہ کی لڑائی نہ ہوئی تھی۔ لیکن جنگ برابر جاری تھی چڑہائی کرنیکا ارادہ کیا۔ شاہ فرانسس اول بھی اپنے رقیب چارلس پنجم کی طاقت کو منقسم کرنیکے لئے اس وقت سلطان سے ہنگری پر چڑہائی کرنے کی بالحاح پے درپے درخواست کر رہا تھا۔ اور دوسری طرف شاہ ایران نے چارلس اور شاہ ہنگریا کے پاس ترکون کے برخلاف حربی و اتحادی معاہدہ کرنیکے لئے سفیر روانہ کر دیا ہوا تھا۔ *

۱۵۲۶ء مین سلطان نے ایک لاکھ سے زیادہ فوج اور تین سو توپون سے ہنگریا پر فوجکشی کی۔ اپنے باپ اور پردادا سلیم و محمد کی طرح اوسکو توپخانہ کیطرف خاص توجہ تھی جسکی طفیل اوسکے عہد حکومت مین ترکی توپخانہ توپون کی تعداد اور اونکی وزنداری اور نیز سامان ضروریہ کی تکمیل و درستی اور گولندازون کی لیاقت و مشاقی مین کل دوسری قومون کے توپخانہ پر فوقیت رکھتا تھا۔ لوئیس شاہ ہنگریا نے باوجود قلیل فوج رکھنے کے بیوقوفی سے سلطانی عساکر کا مقابلہ کر دیا۔ ہنگریا کے شاہسوارون نے اپنی حسب معمول شجاعت و مردانگی سے غنیم پر حملہ کیا۔ اور اونکی ایک چیدہ جماعت صفون کو چیرتی ہوئی عین اُس مقام پر پہونچگئی جہان سلطان سلیمان ینگچری فوج کو لئے ہوئے کھڑا تھا۔ سلطان کی جان اوسکی زرہ نے بچالی مجر شہسوار کا نیزہ اوس سے ٹکرا کر پاش پاش

ہو گیا۔ اور وہ خود بھی وہین کہیت رہا۔ الغرض ہنگریا کے شہ سوارون کی دلیری کثرت تعداد۔ عمدہ اسلحہ اور باقاعدہ نظام کے سامنے کوئی پیش نہ گئی۔ اور دو گہنٹون ہی بھی تہوڑے سے عرصہ مین ہنگریا کی قسمت کا فیصلہ ہو گیا۔ شاہ لوئیس۔ آٹھ بشپ بیشمار سردار اور ۲۴ ہزار دیگر سوار اس لڑائی مین قتل ہوئے۔ شاہ مقتول کی لاش میدان جنگ کے قریب ایک نالہ کے کنارہ پر دستیاب ہوئی۔ سلیمان کو اپنے حریف بادشاہ کی جوانا مرگ پر جو عمر مین اوسکے برابر تہا سخت افسوس ہوا۔ اور بے اختیار یہ الفاظ اوسکی زبان سے نکل گئے "الٰہ العالمین۔ اس مرحوم پر رحم فرما اور اون لوگون کو سزا دے جنہون نے اسکی ناتجربہ کاری سے فایدہ اُٹھا کر اوسکو دہوکہ دیا۔ مین بیشک اوسکے ساتہہ لڑائی کرنے آیا تہا۔ مگر میری یہ خواہش کبہی نہ تہی کہ اوسکا نخل حیات اس جوانی مین جبکہ اُسنے زندگی اور بادشاہی کے مزے ابہی چکھے بہی نہ تہے اس طرح سے کاٹ دیا جاوے"۔ یہ لڑائی مہاٹس[1] کے مقام پر ۲۹۔ اگست ۱۵۲۶ء کو ہوئی۔ اور ابتک "مہاٹس کی تباہی" کے نام سے مشہور ہے۔

اِس فتح کے بعد سلیمان دریا ڈنیوب کے کنارہ کنارہ دریا رہنگریا کے توام شہرون بودا (جسے جرمن آفن کہتے ہین) اور پسٹ[2] کیطرف جو دریا کے دونون کنارون پر بالمقابل آباد ہین بڑہا۔ اور ہنگریا کا دار الخلافہ بلا مزاحمت سلطانی تصرف مین آگیا۔ لیکن سلیمان کا منشا اس علاقہ کو قلمرو عثمانی مین داخل کرنیکا نہین تہا۔ جان زپولیا کو ہنگریا کا بادشاہ بناکر ستمبر کے آخیر پر اُس نے گہر کی طرف مراجعت شروع کر دی۔ ترکی فوج کو اس مہم مین بیشمار مال غنیمت ہاتہہ آیا۔ ایک لاکہہ عیسائی مرد وعورت اور بچے اسیر ہوئے جو قسطنطنیہ کی بازارون مین فروخت کئے گئے۔ سلطان کو ایشیا کوچک مین فساد ہوجانیکی وجہ سے ہنگریا سے بزودی تمام واپس آنا پڑا تہا۔ مگر وہ تیسرے برس پہلے سے زیادہ تیاری کرکے ہنگری پر حملہ آور ہوا۔ اس دفعہ تنازعہ آسٹریا کے ساتہہ تہا

[1] یہ شہر دریائے ڈنیوب کی مغربی شاخ پر شہر پسٹہ سے بجانب جنوب ومغرب ایک سو دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکی آبادی تیرہ ہزار ہے۔ ۱۶۸۷ء مین ترکون کو بہی اس مقام پر شکست فاش ملی۔ مہاٹس ہنگریا مین مویشی کی مشہور منڈی ہے۔ اور اسمین کالج کے علاوہ سٹیمرون کا بہی ایک کارخانہ ہے۔ جو دخانی جہاز اس کارخانہ مین بنائے جاتے ہین وہ دریائے ڈنیوب کی جہاز رانی کے کام آتے ہین۔ مؤلف۔

[2] پسٹ دریا کے بائین کنارہ پر آباد ہے۔ اور آہنی پل آویزان کے ذریعے سے جسکا طول پندرہ سو فیٹ ہے بودا سے ملا ہوا ہے یہ پل ۱۸۴۹ء مین بنایا گیا تہا۔ پسٹ اور بودا دونون ملکر ہنگریا کا دار الخلافہ ہین۔ دونون کی مجموعی آبادی ۵ لاکہہ ۶ ہزار ہے اور وائنا سے بجانب جنوب مشرق ایک سو چونتیس میل کے فاصلہ پر واقع ہین۔ مؤلف۔

سابقہ معاہدون کے روسے یہ فیصلہ ہوچکا تہا کہ موجودہ خاندان کے خاتمہ پر چارلس کا بہائی فرڈینینڈ والی آسٹریا ہنگریا کا بادشاہ ہو۔ سلطان کے واپس آتے ہی ہنگریا کے پارلیمنٹ نے فرڈینینڈ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے زپولیا کو غاصب قرار دیدیا۔ اور اوسکو فرڈینینڈ نے شکست فاش دی۔ اسپر اوسنے سلطان سے امداد کی التجا کی۔ اور سلطان نے اوسکی درخواست قبول کر کے فرڈینینڈ پر فوجکشی کردی۔ اوسکی یہ تیسری فوجکشی جسمین پہلی مرتبہ وائینا کا محاصرہ کیا گیا ترکی اور جرمنی تواریخ مین سب سے مشہور اور اہم ہے۔

سلیمان ۱۰ مئی ۱۵۲۹ء کو اڑہائی لاکہہ فوج اور تین سو توپین لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ کثرت بارش کی وجہ سے بڑی آہستگی اور دقت کے ساتھہ منزلین طے کیگئین اور بمشکل تمام ۳ ستمبر کو سلطان بودا پہونچ سکا۔ اسپر فرڈینینڈ کی فوج نے پچھلے برس سے زپولیا کو شکست دیکر قبضہ کر لیا ہوا تہا۔ ترکی فوج نے اوسکو چہہ دن مین فتح کر کے خاندان ارپاد[۹۱] کے قدیم تخت پر جان زپولیا کو متمکن کیا۔ اوسکے بعد سلطان صاحبقران اپنے باجگذار بادشاہ ہنگریا اور اون ہنگریون کی فوج کو جو زپولیا کی طرفدار تہی ہمراہ لیکر وائینا کی طرف بڑہا۔ اور ساون کی گہٹا کی طرح ترکی بیقاعدہ فوج دا اکنجی، کے دستے وائینا[۹۲] کی دیوارون کے اردگرد تمام ملک مین چہاگئے۔ یہ اکنجی شمار مین تیس ہزار تہے۔ اور میکائیل اوغلو جو عثمان غازی کے عیسائی دوست میکائیل مخروطریش کی اولاد مین سے تہا انکا اعلے افسر تہا۔ ان سوارون کو کوئی تنخواہ نہین ملتی تہی۔ انہون نے دریائے امس[۹۳] تک آسٹریا کی تمام سرزمین مین تباہی برپا کردی۔ عیسائی ولی سینٹ ونیسلاس کے تیوہار یعنی ۲۷ ستمبر کی شام کو صاحبقران لشکر کا بڑا حصہ لیکر فصیل شہر کے نیچے پہونچگیا۔ اور موضع سمی رنگ کے مغربی میدان کی مرتفع زمین پر اپنا ہیڈکوارٹر نصب کیا۔ سلطان کے خیمہ کے گرد بارہ ہزار ینگچری بہادرون کا پہرہ تہا۔ فوج سات حصون مین تقسیم کی گئی۔ جنکی فرودگاہ شہر کے گرداگرد اس طرح سے بنائی گئی کہ وہ ایک طرح پورے محاصرہ مین ہوگیا۔ شہر کے مغرب کیطرف اوسکے بلند ترین مینار پر کہڑے ہونیسے بہی جہانتک نگاہ کام کرسکتی تہی ترکی خیمے ہی خیمے نظر آتے تہے۔ دریائے ڈنیوب اور اوسکی شاخون کے جزیرون اور آبی مرغزارون پر بہی ترکی فوج قابض ہوگئی تہی اور دریا کی طرف سے شہر کی نگرانی کرنے اور محصورین کی آمدورفت کو روکنے کیلئے چار سو ترکی جہاز

---

[۹۱] ہنگریا کی بادشاہت کا بانی جو ۸۹۰ء مین باپ کی جگہہ ڈیوک ہوکر متفرق ریاستون کو یکجا کیا ۹۰۷ء مین فوت ہوا۔

[۹۲] دارالخلافہ آسٹریا۔ اسکا محیط سولہ میل ہے۔ گہرون کی تعداد گیارہ ہزار ہے۔ آبادی ۱۳۶۴ لاکہہ ۵۰ ہزار ہے۔

[۹۳] یہ دریا جرمنی مین واقع ہے طول ۲۱۰ میل بحیرہ شمالی کی خلیج ڈولارٹ مین گرتا ہے۔

جنکے ملاح اور افسر نہایت قابل اور ماہر تہے مامور کیئے گئے۔

وائینا کی محافظ فوج صرف سولہ ہزار تہی۔ اور جس وقت یہ مہم شروع ہوئی تہی۔ اوس وقت شہر کے گرد صرف ایک فصیل تہی جس مین برج کوئی نہ تہا۔ اوسکی چوڑائی تقریباً دو گز تہی۔ اور کل ۷۲ توپین اوسپر موجود تہین شاہزادہ فرڈیننڈ نے دوسرے عیسائی بادشاہون سے امداد کی درخواست کی۔ مگر اوسکا بہائی چارلس اٹلی کی فتح کے منصوبون مین مستغرق تہا۔ اور جرمنی کے دوسرے والیان ریاست مذہبی جہگڑون مین مصروف تہے آخر جب اونکو ہوش آیا اور فوج روانہ کی تو ترک اُس وقت آسٹریا مین داخل ہو چکے تہے۔ اور اونکی کمک بہی کچھ معمولی سی تہی۔ فرڈیننڈ سلیمان کے خوف سے خود برسر مقابلہ آنیکی جرأت نہ کرسکا۔ اور وائینا سے دور رہا۔ لیکن جرمنی اور ہسپانیہ کے چند بہادر شہر کے کلیتاً محصور ہو جانیسے پہلے کچھ فوج لیکر شہر مین داخل ہو گئے۔ اور اون سے محصورین کو بہت مدد ملی۔ محافظین شہر نے حملہ آورون کے قریب پہونچنے سے پہلے شہر کی فصیل کو مرمت کرکے زاید دمدمے تیار کر لیئے۔ مضافات کو بالکل صاف کر دیا فصیل کے اندر ایک اور دیوار بنالی۔ دریا کے کنارہ پر ٹہاٹہر ونکی باڑ قایم کر دین۔ شہر مین خوراک اور دیگر سامان وافر جمع کر لیئے۔ اور عورتون بچون اور ایسے مردون کو جو بطور سپاہی یا مزدور کے کام نہین دے سکتے تہے شہر سے باہر نکالدیا۔ عیسائیون کی خوش قسمتی سے کثرت باران نے سڑکون کو دلدل بنادیا جس سے حملہ آورون کو اپنا قلعہ شکن توپخانہ ہنگریا مین چہوڑ جانا پڑا۔ اور فصیلون کو توڑنے کے لئے اونکو سرنگون پر انحصار رکہنا پڑا۔ لیکن محافظین کی قلت اور سرد جوشی سے شہر کا فتح ہو جانا بظاہر اٹل معلوم ہوتا تہا۔

جانبین سے شجاعت و مردانگی اور ہنر و لیاقت کو خوب جوہر دکہائے گئے۔ حملہ آورون کی سرنگون کو محصورین خود اپنی طرف سے سرنگین لگاکر اکثر بیکار کر دیتے رہے۔ ترکی انجنیر آخر چند سرنگون کے اڑانے مین کامیاب ہو گئے۔ جن سے دیوارہائے شہر مین بڑے بڑے رخنے ہو گئے۔ اور ۱۰۔ ۱۱۔ و ۱۲ ر اکتوبر کو متواتر تین روز حملہ آورون نے نہائیت سختی کے ساتہہ شہر پر حملہ کیا۔ مگر محصورین نے بکمال دلاوری سخت خونریزی کے ساتہہ اونکو پسپا کر دیا۔ ان ہزیمتون کے ساتہہ ہی قلت رسد اور موسم کی ناموافقت بہی اب اپنا رنگ دکہانے لگ گئی۔ اور ترکی دلاورون کی ہمتین سرد پڑ گئین۔ تاہم ۱۴ اکتوبر کو آخری حملہ کرنے کی صلاح ٹہیری۔ سلطان نے انعام بکثرت تقسیم کرکے فوج کے دل کو بڑہایا۔ وزیر اعظم اور دیگر اعلےٰ عہدہ دار حملہ آورون کو ساتہ گئے۔ اور فوج نے تین دستون مین ہو کر فصیل کے رخنون پر حملہ کیا۔ لیکن عیسائیون نے اس ثابت قدمی سے

مقابلہ کیا کہ اونکو مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ سہ پہر کے وقت ترکی انجنیروں نے دو اور سرنگین اوڑائین۔ جن سے فصیل کا اور بہت سا حصہ گر گیا۔ اور ترکوں نے دوبارہ شگاف دیوار پر حملہ کیا۔ اسکا انجام بھی پہلے حملوں ایسا ہوا۔ اور ترک ناکام واپس لوٹ آئے۔ محصورین کی روح روان پیرانہ سال کونٹ سالم تھا۔ محاصرہ کے اس آخری دن وہ زخمی ہوا۔ اور اس زخم سے فوت ہو گیا اہالی شہر کو اس نامور بہادر کی موت کا رنج ہی برداشت نہ کرنا پڑا اوسکے اکثر دیگر سردار بھی مارے گئے۔ اور بیشمار سپاہی ترکی توپ و تفنگ اور سرنگوں کے اڑنے سے ہلاک ہوئے۔ مگر اونکی ہمت و استقلال مین دن بدن زیادتی ہو گئی حتی کہ سلیمان نے فتح کو ناممکن الحصول خیال کر کے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ اور اس معرکہ کے بعد پہلی ہی رات کو اپنی فوج واپس ہٹالی۔ ۱۴ اکتوبر کا دن عیسائیون مین اس واقعہ اور کئی دیگر مشہور واقعات کی وجہ سے اب تک یادگار رہے۔ آدہی رات کو ینگچریون نے سلطان کے حکم سے خیمے اکہاڑ لیئے وہ تمام اسباب غنیمت اور دیگر سامان جو اوٹہایا نہ جا سکا شعلوں کی نذر کر دیا گیا۔ اور بیشمار عیسائی قیدیون پر جنہین اکثر علاقجات ملحقہ سے پکڑ لائے تھے اس ناکامی کا غصہ نکالا گیا۔ خوبصورت لڑکوں اور لڑکیون کو علیحدہ رکھکر باقی سب تلوار کے گہاٹ اوتار دیئے گئے۔ اس سے فارغ ہو کر فوج نے مراجعت شروع کر دی۔ سلیمان کے درباریون نے خفت مٹانیکے لیئے اوسکو فتح کی مبارکباد دی اور اوسنے خود فاتح کا لقب اختیار کر کے مشہور کیا کہ مین نے بہگوڑے فرڈینینڈ اور اوسکی فوج کو بالکل تباہ کرنا مناسب نہ سمجھکر صرف گوشمالی کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ لیکن درحاصل اس ناکامی کا اوسکو ساری عمر سخت صدمہ رہا۔ اور کہا جاتا ہے کہ اوسنے اپنی اور اپنی اولاد کے حق مین جو پھر کبھی وائینا کی فتح کا ارادہ کرے لعنت بھیجی تھی بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وزیر ابراہیم رشوت لیکر محصورین کو درپردہ اطلاع پہنچا دیتا رہا تہا۔ اور اوسکی غداری کے باعث حملہ آوروں کی کوئی پیش نہ گئی۔ مگر یہ الزام بالکل بے بنیاد ہے۔ سلطان کے ناکام رہنے کی وو بڑی وجوہات کثرت بارش و قلت رسد اور ینگچریون کی بیقراری و تلون مزاجی ہین۔ اور محصورین کی شجاعت و دلاوری بھی کچھ کم باعث نہین۔ بہرحال باعث خواہ کچھ ہو۔ اس ہزیمت سے یورپ ترکوں کی دستبرد سے محفوظ ہو گیا۔ اور ترکی فتوحات کے سیلاب کی آخری حد وائینا مقرر ہو گیا جس سے اسلامی فتوحات کی لہر ایک دفعہ پھر جا ٹکرائی۔ مگر اس دفعہ بھی اس چٹان نے اوسکو واپس لوٹا دیا۔ اور ایسا لوٹایا کہ اب بہت تہوڑے لوگوں کو اس سیلاب کے پھر کبھی وہان تک پہونچنے کی امید باقی رہ گئی ہے۔

وائینا سے واپس آنے پر فریقین مین لڑائی کا خاتمہ نہ ہوا۔ وہ برابر جاری رہی۔ اور ۱۵۳۲ء مین سلطان

سلیمان پہلے سے زیادہ فوج لیکر جرمنی پر حملہ آور ہوا۔ دوسری طرف قیصر چارلس نے مقابلہ کے لئے اپنی عظیم الشان سلطنت کے تمام حصون سے فوج جرار جمع کی اور کل دنیا اسلام و عیسویت کے ان دو نامور پہلوانون مین فیصلہ کن لڑائی کی منتظر ہو بیٹھی۔ لیکن ایک چھوٹے سے قصبہ گونز کے جان توڑ مقابلہ نے سلیمان کی پیش قدمی مین وقفہ ڈالدیا۔ اور آخر ۲۹ اگست ۱۵۳۲ء مین جب اس مقام کی بہادر فوج نے قابل عزت شرائط پر شہر حوالہ کردیا۔ تو سلیمان یہ دیکھکر کہ چارلس آگے بڑھنے کی بجائے وائینا کے قریب ہی ڈیرے ڈالے پڑا ہے۔ ... شہر مذکور کی سڑک چھوڑکر دوسری طرف ہوگیا۔ اور صوبہ سٹائیرا کو برباد کرکے اپنی قلمرو کو واپس چلا گیا۔ دونون بادشاہون مین سے ہر ایک غالباً اپنی زندگی اور سلطنت اور نیز اتنی برسون کی شقتون اور غور و پرداخت کی شاندار ثمرون کو ایک دن کی خونخوار جنگ کے پانسہ پر چھوڑنا پسند نہین کرتا تہا۔ اور دونون کے لڑائی کے پہلو سے گریز کرجانے سے ایک دوسرے کو جنگ نہ کرنیکا کافی بہانہ ملگیا۔ مگر فرڈینینڈ نے آخر کار نہایت عجز و الحاح کرکے سلطان سے اپنے مفید مطلب چند شرائط حاصل کرلین۔ اور ۱۵۳۳ء مین سلیمان نے اوس سے صلح کا معاہدہ کرکے ہنگریا کو زپولیا اور فرڈینینڈ دونون مین مساوی تقسیم کردیا۔

ہنگریا اور آسٹریا کے ساتھ ابہی صلح نہ ہوئی تہی کہ ایرانیون نے سرحد پر پہر چہیڑ چہاڑ شروع کردی۔ ان دونون اسلامی سلطنتون کے باہمی جنگ و جدال نے اسلام کی فتوحات کو جو نقصان پہونچایا۔ اوسپر پہلے مفصل بحث ہوچکی ہے۔ اس موقعہ پر صرف چند ایک عیسائیون کے قول نقل کردینے کافی ہین۔ بسبکی کو اہر جو فرڈینینڈ کی طرف سے صاحبقران کے دربار مین سفیر تہا۔ حسب ذیل لکھتا ہے:۔

"یہ ایرانی ہی ہین جو کامل تباہی اور ہمارے درمیان حایل ہین۔ ترک توفی الفور ہم پر جہپٹ پڑین۔ مگر ایرانی اونکو روکے ہوئے ہین۔ مگر اونکی یہ باہمی لڑائی ہمکو صرف تہوڑی سی مہلت دیرہی ہے وہ ہماری کامل نجات و مخلصی کا باعث نہین ہوسکتی۔" سر جان ہیوون انگریزی سفیر متعینہ دربار فرانس بہی اس امر کو اپنے خطوط مین جو مسٹر ٹائیلر نے اپنی کتاب "ایڈورڈ ششم و میری کی عہد حکومت" مین درج کئے ہین۔ (دیکہو جلد اول صفحہ ۳۶۰ و جلد ۲ صفحہ ۳۵۴) تسلیم کرتا ہے۔

سلطان نے وزیر ابراہیم کو فوج دیکر ایرانیون کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس نے کئی مشہور قلعون کو فتح کرکے تبریز پر بلا مزاحمت قبضہ کرلیا اور شہر کو سپاہیون کی تاخت و تاراج سے بچانے مین کامیاب رہا۔ فرڈینینڈ سے صلح ہوجانے پر سلیمان بہی لشکر جرار لیکر اپنے وزیر سے جا ملا۔ اور کوہستان آرمینیا سے یلغار کرتا ہوا

بغداد پر حملہ آور ہوا۔ راستہ مین موسم کی خرابی اور سڑکون کی ناہمواری سے سپاہ کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ بغداد کی ایرانی فوج ترکون کو دیکھتے ہی شہر چھوڑکر بہاگ گئی۔ اور سلطان نے بلامقابلہ اُسپر تصرف کرلیا۔ اِس فتح کی خوشی کے دوران مین وزیر ابراہیم نے سلطان سے اپنے نامور رقیب اسکندر چلپی کے قتل کا حکم حاصل کرلیا وزیر مذکور اسکے اقتدار سے ہر وقت مخوف رہتا تہا۔ لیکن اس شرارت سے اُسکے اپنے اقتدار مین کوئی اضافہ نہوا بلکہ اپنی بربادی کے لیئے راستہ صاف کردیا۔ اسکندر کے قتل کی بعد کی رات سلطان نے اوسکو خواب مین دیکھا۔ اور اُس نے سلیمان کو بیگناہ قتل کرنے اور وزیر کی چالون سے غافل رہنے پر سخت ملامت کی سلطان کے دل پر اس سے بہت اثر ہوگیا۔ اور اُسی دن سے اوسکے دل مین وزیر کیطرف سے گرہ بیٹھ گئی۔ اس مہم کے بعد جو ۱۵۳۳ء مین ہوئی پہر پانچ دفعہ (۱۵۳۴ء، ۱۵۳۵ء، ۱۵۴۸ء، ۱۵۵۳ء، ۱۵۵۴ء) ایران پر فوجکشی کیگئی۔ ان مین عثمانیہ فوج کو مخالف کی دلاوری و مستعدی اور نیز اون ممالک کی قدرتی مشکلات سے جن مین سے ہوکر اونکو گذرنا پڑا سخت نقصان اُٹھانے پڑے۔ لیکن ساتھ ہی سلطان کو کئی ایک وسیع صوبے ملگئے۔ صوبجات آرمینیا و میسوپوٹیمیا مین ترکی مقبوضات وسیع ہوگئے۔ اور اریوان۔ وان۔ موصل اور دارالسلام بغداد کے مشہور شہر عثمانیہ علاقہ مین داخل کرلیئے گئے۔

سلطان سلیمان کے زمانہ مین خاندان عثمانیہ کی عظمت وجبروت اس قدر کمال کو پہونچگئی تہی کہ چہوٹی عیسائی سلطنتین تو درکنار بڑی سے بڑی عیسائی سلطنت کو اوسکے سامنے سر نیاز خم کرنا پڑتا تہا۔ ۱۵۳۹ء مین زپولیا کے مرجانے سے ہنگری مین لڑائی پہر شروع ہوگئی تہی۔ زپولیا کی وفات پر فرڈیننڈ نے کل ہنگریا کا دعوے کیا۔ اسپر زپولیا کی بیوہ نے سلطان سے اپنے یتیم لڑکے کی امداد کی درخواست کی سلطان نے فوج روانہ کردی۔ اور ۱۵۴۱ء اور سالہا سے مابعد مین بذات خود ملک متنازعہ مین موجود رہا۔ اُس نے بظاہر تو اپنا یہ منشاء بتایا کہ مین معصوم زپولیا کو بالغ ہونے پر ہنگریا اور ٹرین سلوینیا کے تخت پر بٹہادونگا۔ مگر دوسری طرف آفن اور دوسرے بڑے بڑے شہرون مین ترکی فوجون کی چہاونیان قایم کردین۔ تمام ملک کو سنجقون مین تقسیم کرکے اونپر ترکی گورنر مقرر کردیئے گئے۔ اور بالعموم ترکی نظم ونسق جاری کردیاگیا۔ اِس جنگ مین ترکون نے گران۔ سٹاہل وئیسن برگ اور کئی دیگر مضبوط مقامات فتح کیئے۔ اور گو اونکو مسلسل فتح نصیب ہوتی رہی تاہم اونکا پلڑا اس قدر بہاری رہا کہ ۱۵۴۴ء مین چارلس اور فرڈیننڈ نے سلطان سے صلح کی التجا کرنی شروع کردی۔ اور ۱۵۴۷ء مین پانچ برس کے لیئے صلح کا معاہدہ ہوا جسکے رو سے تقریباً تمام ہنگری اور

ٹرین سلوینا سلطان کے قبضہ مین چھوڑ دیئے گئے۔ اور فرڈینینڈ نے تیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ بابعالی کو ادا کرنے کا اقرار کیا۔ آسٹریا والے تو اس قم کو ہدیہ کہتے تہے۔ مگر ترکون کا اوسکو خراج پکارنا زیادہ درست تہا۔ اس معاہدہ مین قیصر چارلس۔ پوپ۔ شاہ فرانس اور وینس کی جمہوری ریاست بہی بطور فریق معاہد شامل تہین۔ گویا اس معاہدہ سے عیسائیون نے بہی سلطان کے لقب صاحبقرانی کی پوری تصدیق کر دی۔ آسٹریا والے تو پہلے ہی اس قدر دبلے ہوئے تہے کہ ۱۵۳۳ء مین صلح کی درخواست کرتے وقت شاہ فرڈینینڈ نے اپنی تئین وزیر ابراہیم کا بہائی لکھکر اپنا رتبہ عثمانیہ وزیر کے رتبہ کے برابر تسلیم کیا تہا۔ فرانسس اول نے کئی دفعہ نہایت عاجزی و انکسار کے ساتھ سلطان سے امداد مانگی تھی۔ اور سلیمان نے ہنگریا اور جرمنی پر فوجکشی کر کے جس سے قیصر کو اپنی فوج کا حصہ کثیر فرانس کے مقابلہ سے ہٹا لینا پڑتا تہا اور نیز شاہ فرانس کے دشمنون پر حملہ آور ہونیکے لئے بحیرہ روم کو جنگی بیڑہ جہازات روانہ کر کے ایک سے زیادہ مرتبہ اوسکی اعانت کی۔ شاہ موصوف جب ۱۵۲۵ء مین بمقام میڈرڈ اسیر تہا تو اُس وقت بہی اوسکی طرف سے سلطان سلیمان سے مدد کی التجا کی گئی تہی۔ سلطان نے اسکے جواب مین جو خط تحریر کیا تہا وہ فرانس کے شاہی کاغذات مین اب تک محفوظ پڑا ہے۔ اوس مین سلطان فرانس کو حوصلہ دلاتے ہین کہ اب اوسکو اپنے دشمن سے کوئی خطرہ نہین کرنا چاہیئے۔ اوسکی عرضی جہان پناہ کے حضور مین گذر چکی ہے۔ اور اسکے دشمن اب اوسکا بال تک بیکا نہین کر سکین گے۔ شاہ مذکور نے پہر ۹۳۵ھ کے ماہ محرم مین یروشلیم کے رومن کیتہولک عیسائیون کے حق مین چند سفارشین کر کے اونکے لئے کچھہ رعایتین مانگین۔ سلطان نے اسکے جواب مین جو خط ۱۵۲۸ء مین تحریر کیا وہ بہی اب تک محفوظ ہے اور عیسائی مورخ تسلیم کرتے ہین کہ اوس سے سلطان کی ایسی معدلت گستری اور بے تعصبی ظاہر ہو رہی ہے کہ کم از کم اوس زمانہ مین اسکی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ سلیمان کے زمانہ مین انگلستان کو خارجی امداد کی کوئی ضرورت نہ تہی۔ مگر سلیمان کے پوتہ کے زمانہ مین اس ملک نے بہی جبکہ ہسپانیہ اوسکو پامال کرنے پر تلا بیٹہا تہا۔ ایسی لجاجت و انکسار سے امداد و حفاظت کی التجا کی کہ متکبر سے متکبر مسلمان بادشاہ بہی اُس سے زیادہ خوشامد و الحاح کی خواہش نہین کر سکتا۔

ترکی بری فتوحات کے سلسلہ کو یہان تہوڑی دیر ملتوی کر کے اونکے بحری کارنامون کا کسی قدر مفصل ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ سلیمان کے عہد مین عثمانیہ سلطنت کا رعب و داب عیسائی اقوام پر صرف ترکی افواج کی فتوحات کی وجہ سے ہی غالب و مستولی نہین ہوا تہا۔ بلکہ عثمانیہ بحری طاقت کا بہی اسمین کچھہ کم حصہ نہ تہا

جس نے بحیرہ روم کے تمام ساحل اور بحیرہ قلزم اور بحیرہ ہند کے دور دراز مقامات تک سلطان سلیمان
کی شہنشاہی کا سکہ بٹھا دیا تھا۔ سلطان کے والد اور دادا نے بحری فوج کی درستی اور تیاری پر زر خطیر صرف
کیا تھا لیکن سلیمان اس بارے میں سب سے گوئے سبقت لیگیا۔ اور اوسکے امرای بحر کی بہادری اور قابلیت نے
اسکو بحر متوسط میں بھی ایسا ہی زبردست اور دہشتناک بنالیا تھا جیسا کہ وہ خشکی پر تھا۔ اوسکے زمانہ کا

سلطانی اس زمانہ کی بحری لڑائی کے متعلق مسٹر ہلم نے اپنی کتاب تواریخ ترکی میں مفصل حالات تحریر فرمائے ہیں جنکا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے :۔ اوس صدی کے جنگی جہاز جو بحیرہ روم میں استعمال کئے جاتے تھے تین قسم کے ہوتے تھے۔ انگریزی میں انکے نام گیلے۔ گیلی آن اور گیلی آس ہیں۔ آخر الذکر دونوں قسموں کے جہاز اکثر اوقات ۱۵ سو سے لیکر دو ہزار ٹن تک ہوتے تھے۔ وہ ایک سے زیادہ منزلیں رکھتے تھے۔ توپیں نچلی اور بالائی منزلوں پر نصب ہوتی تھیں۔ جنگی نالوں کے سامنے گولوں کے لیے جہاز کے تختوں میں سوراخ کئے ہوئے ہوتے تھے۔ جہاز کی سب سے بالائی چھت پر اگلے اور پچھلے حصہ میں بھی توپیں چڑھادی جاتی تھیں۔ یہ جہاز چپوں سے بھی چلائے جاتے تھے۔ مگر انکا زیادہ تر دار و مدار بادبانوں اور مستولوں پر ہوتا تھا۔ لڑائی زیادہ تر پہلی قسم کے جہازوں پر جو ایک طرح کی بڑی کشتیاں ہوتی تھیں کیجاتی تھی۔ یہ عموماً چپوؤں کے ذریعہ چلائی جاتی تھیں۔ اور اس کام پر بالعموم غلام یا اسیران جنگ لگائے جاتے تھے۔ یہ کشتیاں لمبی بہت اور چوڑی تھوڑی ہوتی تھیں۔ بڑی گیلی ۱۶۵ فیٹ لمبی ہوتی تھی۔ مگر عرض صرف ۳۲ فیٹ ہوتا تھا۔ عرب انکو غراب (کوّے) کہتے تھے۔ سپاہیوں اور افسروں کے لیے چھت پر پچھلی طرف کمرہ بنا ہوتا تھا۔ کشتی چلانیوالوں کے لئے کشتی کے دونوں بازوؤں کے ساتھ ساتھ تختیں جڑی ہوتی تھیں۔ اور ان تختوں کے ساتھ غلاموں کے ایک ایک پاؤں کو زنجیر سے باندھ دیا جاتا تھا۔ بڑی کشتی کے ہر ایک طرف ۲۶ چپو ہوتے تھے۔ کشتی کے درمیانی حصہ میں ایک ایک بڑی توپ اور تین چار چھوٹی توپیں ہوتی تھیں۔ چھوٹی کشتیوں پر جنکو فرانسیسی فرگاٹا انگریزی فرائی گیٹ اور ترک خرلنگش اور عرب جفن یا شینی پکارتے تھے ہر ایک چپو پر ایک ایک دو دو آدمی اور درمیانی کشتیوں پر جنکو ترک موونہ کہتے تھے پانچ یا چھ اور معمولی کشتیوں پر جنکو ترک بشتردا پکارتے اور صرف وہی اونکو استعمال کرتے تھے۔ فی چپو تین آدمی ہوا کرتے تھے۔ ان میں دو مستول ہوا کرتے تھے جن کے ساتھ بڑے بڑے بادبان ہوتے تھے۔ مستول حسب مرضی بلند یا نیچے کئے جاسکتے تھے۔ انکو صرف اوسی وقت استعمال کیا جاتا تھا جب ہوا نہایت لطیف اور سمندر صاف ہوتا تھا۔ شمالی افریقہ کے مسلمان انہی کشتیوں پر سوار ہوکر بحیرہ روم میں چکر لگاتے رہتے تھے۔ اور جس شہر کو لوٹنے کا ارادہ ہوتا دن کے وقت اوسکے قریب جاکر چھپ رہتے۔ جب آدھی رات ہوتی بندرگاہ میں داخل ہوکر کل مال و متاع کو لوٹ کر طلوع فجر سے پہلے سمندر کو واپس چلے جاتے۔ +

سب سے مشہور امیر البحر خیر الدین پاشا باربروسا ثانی تہا۔ شمالی افریقہ کی چہوٹی چہوٹی اسلامی ریاستین جنکا پیشہ بحری قزاقی تہا زیادہ تر اوسی کی طفیل سلطان کی حفاظت مین آگئیں۔ اور اوسی کی طفیل الجزائر۔ ٹیونس اور طرابلس کے دلیر و ماہر قزاق اور مضبوط و زبردست بیڑے مضبوط قلعے اور وسیع بندرگاہ سلطان کے تصرف مین آئے۔

خیر الدین جزیرہ مٹی لین مین پیدا ہوا۔ اس جزیرہ کو جب سلطان محمد ثانی نے فتح کیا تو اوسکا باپ جو رومیلیا کا ایک سپاہی تہا وہین آباد ہوگیا۔ بعض عیسائی مؤرخ خیر الدین کے باپ کو عیسائی یونانی لکہنے مین غلطی پر ہین۔ خیر الدین چار بہائی تہے۔ بڑا بہائی اسحاق جزیرہ مین تجارت کرتا تہا۔ باقی تینون الیاس۔ ہروش اور خضر جسنے بعد مین خیر الدین نام رکہہ لیا بایزید ثانی اور سلیم کے زمانہ مین تجارت اور قزاقی دونون کام کرتے رہے الیاس ہوڈس کے نائیٹون کے ساتہہ سمندر مین لڑائی کرتا ہوا شہید اور ہروش قید ہوگیا۔ مگر شہزادہ قورقود نے جو اسوقت کرمانیہ کا گورنر تہا اوسکو رہا کرادیا۔ اسکے بعد ہروش اور خضر سلطان محمد والئی ٹیونس کے پاس چلے گئے اور کچہہ عرصہ اوسکے ماتحت قزاقی کرتے رہے۔ ہروش کو عیسائی باربروسا پکارتے ہین جسکی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اوسکی ڈاڑہی سرخ تہی۔ مگر در اصل یہ بابا ہروش کا بگاڑا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ان دونو بہائیون کو تہوڑی ہی مدت کے بعد شمالی افریقہ کے مسلمان بادشاہون کی کمزوری معلوم ہوگئی۔ اور چونکہ اون کو سلطنت عثمانیہ کی طاقت و عظمت سے جو بالخصوص اوسکو سلطان سلیم کے زیر فرمان حاصل ہوئی تہی بخوبی واقفیت تہی اونہون نے چند نادر تحایف قسطنطنیہ کو بہیجکر باب عالی سے اونکو حمایت مین لینے کی درخواست کی۔ اسکے جواب مین اونکو دو کشتیان اور اعزازی خلعت موصول ہوئے۔ اس اثنا مین انہون نے شمالی افریقہ کے ساحل پر چند چہوٹے چہوٹے قصبات پر قبضہ کرلیا۔ وہان اونکا بہائی اسحاق بہی مٹی لین سے اونکو آملا۔ اوسکی روپیہ کی امداد سے اونہون نے اپنے بیڑہ کو اور بڑہا لیا۔ اور بزور شمشیر بایمکر و حیل قلعجات بینیز۔ تل میان اور الجزائر کے صدر مقام الجیریا پر قبضہ کرلیا۔ ۱۵۱۸ء مین اسحاق اور ہروش ہسپانیہ والون سے لڑائی کرتے ہوئے شہید ہوگئے۔ اور خضر کل فتوحات کا اکیلا مالک و قابض ہوگیا۔ اوسنے باضابطہ طور پر سلطان کی تابعداری قبول کرلی۔ اور سلطان سلیم نے اوسکو الجزائر کا بیلربے مقرر کرکے اس عہدہ کا باضابطہ نشان شمشیر۔ گہوڑا۔ اور علم ارسال کردیا۔ خیر الدین ہسپانویون اور آزاد عرب قبایل سے جنگ و جدال کرکے اپنے مقبوضات کو برابر وسیع کرتا رہا۔ اوسنے اول الذکر سے ایک چہوٹا سا جزیرہ جو بندرگاہ الجیریا کے سامنے چودہ برس سے اونکے قبضہ مین تہا

چھین لیا۔ اور جو ہسپانوی بیڑہ وہان کی فوج کی کمک کو آیا تھا اوسے شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ خیر الدین جو بڑے بھائی کی وفات کے بعد بار بروسا ثانی کے نام سے پکارا جاتا تھا اپنے افعال اور کارروائیون کی باقاعدہ اطلاع باب عالی کو روانہ کرتا رہتا تھا۔ اور جب فرانس نے ٹرکی سے بروئے معاہدہ اتحاد کر لیا تو وہان کے سواحل یا جہازات پر حملہ کرنا ترک کر دیا۔ قیصر چارلس کے بحری افسروان مین ڈوریا سب سے ممتاز و دلاور تھا۔ جس وقت قیصر نے اوسکو ترکی جزائر پر حملہ کرنے پر مامور کیا تو سلطان سلیمان نے اوسکے مقابلہ کے لئے خیر الدین سرخ ریش کو بلا بھیجا جس نے ڈوریا کو جزیرہ جربل کے قریب شکست فاش دیکر بھگا دیا اور پھر دوسرے مشہور بڑے قزاق سنان کے بیڑہ کو اپنے ساتھ ملا کر ریاست جنوا کے ساحل پر گشت کر کے اوسکو تباہ و برباد کر دیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکر وہ اندلسیہ کو گیا اور وہان سے ستر ہزار مظلوم و ستم دیدہ عربون کو نکال کر اپنے افریقی مقبوضات کی تقویت کے لئے الجیریا کو لے گیا ورینولا ڈوریا نے ترکون سے قصبہ کرون واقع موریا چھین لیا۔ جبپر سلطان نے صرف خیر الدین ہی کو اس جنوبی سپہ سالار کا مدمقابل پاکر اوسے دار الخلافہ کو بلا بھیجا۔ وہ بہ تعمیل ارشاد ۱۵۳۳ء مین ۱۸ جنگی جہاز لیکر جنمین سے پانچ قزاقون کے تھے اور انہون نے بطوع و رغبت سلطان کی خدمت کرنیکی خواہش ظاہر کی تھی روانہ ہوا۔ پڑا اوسے راستہ مین ڈوریا کے دو جہاز بھی پکڑ لیگیا۔ باب عالی نے نہایت اعزاز و اکرام سے اوسکا استقبال کیا۔ اور اوسکی ذاتی نگرانی مین قسطنطنیہ کے ترس خانون مین ۸۴ جنگی جہاز اور اونکے لوازمات ضروریہ تیار کئے گئے۔ یہ زبردست بیڑہ لیکر خیر الدین ۱۵۳۴ء کے موسم بہار مین جبکہ سلیمان ایران سے جنگ کر رہا تھا اٹلی کو روانہ ہو گیا اور وہان کے ساحلی قصبات ریگیو۔ سٹرارو۔ سپر لونگا اور فونڈی کو تاخت و تاراج کیا۔ آخر الذکر شہر پر جو نیپلز کے قریب واقع ہے اوسنے زیادہ تر زمانہ کی مشہور و معروف حسین عورت جیولا[۱] گونزاگا زوجہ وس پیسی ان گونزاگا ڈیوک شہر کو اچانک حملہ آور ہوکر گرفتار کرنیکے لئے دھاوا کیا تھا۔ وہ اس عورت کو بطور تحفہ سلیمان کی خدمت مین پیش کرنا چاہتا تھا۔ بار بروسا کے ملاح رات کے وقت نہایت خاموشی کے ساتھ خشکی پر اترے اور اس تیزی سے فونڈی پر حملہ کیا کہ خوبصورت جیولا صرف یہ شور و غوغا سنکر خواب ناز سے بیدار ہوئی کہ ترک محل مین داخل ہو گئے ہین۔ ایک اطالین شہ سوار اوسکو اسی وقت خوابگاہ سے نکالکر باہر لے گیا اور اوسی لباس شب خوابی مین اوسکو اپنے برابر زین پر بٹھاکر ایک محفوظ مقام پر لے گیا۔ ترکون نے تعاقب تو بہت کیا۔ مگر اطالین کا گھوڑا

---

[۱] جیولا مشہور پارسا عورت جو آنا آف اراگان کی بہن تھی جس کی تصویرین اب تک روما پیرس اور وارو ک کیسل میں موجود ہین۔ ❊

بازی لیگیا۔ اس عفت مآب مہ جبین نے بعد مین اپنے بچانے والے کو قتل کرا دیا۔ اسکی وجہ جرمنی مورخ وان ہیمر یہ لکھتا ہے کہ اوسنے اوس رات مانو اندازہ سے زیادہ آزادی وگستاخی سے کام لیا ہوگا۔ یا اُس بیچارہ کا فقط اسی قدر قصور ہوگا کہ چونکہ جیولا ایک طرح سے نیم برہنہ تھی اوسکی نظر حسینہ کے جسکے اکثر حصوں پر پڑگئی اور وہ اس خفت کو گوارا نہ کرسکی۔

ساحل نیپلز کی لوٹ مار سے فارغ ہوکر خیر الدین افریقہ کو گیا اور ٹیونس کو فتح کرلیا یہ اوسکی مدت سے آرزو تھی۔ لیکن اس ملک کو وہ پانچ ماہ سے زیادہ اپنے قبضہ مین نہ رکھ سکا۔ عرب سلطان نے جو ملک سے بدر کردیا گیا تھا پالس پنجم سے مدد مانگی وہ ۱۵۳۵ء مین بذات خود اس قدر جرار فوج اور زبردست بیڑہ لیکر ٹیونس پر حملہ آور ہوا کہ خیر الدین پاشا کچھ عرصہ کمال لیاقت اور بہادری سے مقابلہ کرنیکے بعد آخر شہر کو چھوڑنے پر مجبور ہوگیا۔ باربروسا کے چلے جانیکے بعد عیسائی فوج نے جو بظاہر حقدار سلطان کی مدد کو آئی تھی بے پناہ اور بیگناہ باشندگان شہر کو ایسی بیرحمی سے قتل اور اونکی جائیدادون کو تاخت وتاراج کیا کہ اب تک عیسائی مورخ بھی اوسپر نفرین بھیجتے ہین۔ یہ ملک پھر ۱۵۷۴ء مین ترکی حکومت کے تابع ہوا۔ ٹیونس گو خیر الدین کے قبضہ سے نکل گیا۔ مگر الجزائر مین اوسکی طاقت بخوبی مضبوط تھی ٹیونس سے وہ وہان چلا گیا۔ اور پھر اس بندرگاہ سے سترہ جنگی جہازون سے جزیرہ منورکا کو لوٹ کر ہسپانیہ سے بدلا لے لیا۔ اسکے بعد وہ قسطنطنیہ کو چلا گیا اور وہان سلطان نے اوسکو اعلیٰ ترین بحری عہدہ کپتان پاشا کا عطا کیا۔ ۱۵۳۷ء مین اُس نے دوبارہ اٹلی کے سواحل کو برباد کیا۔ اور جب وینس کی جمہوری ریاست بھی باب عالی کے دشمنون کے ساتھ شامل ہوگئی تو باربروسا نے اوسکے تمام جزیرے جو بحیرہ مجمع الجزائر مین موجود تھے۔ اور نیز قصبات ناپولی دی رومانیا اور کسٹیل نووو چھین لیے۔ اور ہسپانیہ والون سے قصبہ کردن کو بھی پھر فتح کرلیا۔

۲۸ ستمبر ۱۵۳۸ء کو اوسنے بندر پریویسا کے قریب پوپ۔ ریاست وینس اور قیصر چارلس کے متفقہ بیڑے سے مقابلہ کیا۔ ترکی امیر البحر اس بحری معرکہ مین کمال دلاوری سے دشمن کے جہازون کی صفون کو چیر دینے کی چال پر کاربند ہوا۔ یہ وہی ترکیب ہے جسکی طفیل انگلستان کے نامی امیر البحر راڈنی۔ سنٹ ونسنٹ اور نلسن نے انگریزی بحری طاقت کی دھاک کل دنیا مین باندھ دی تھی۔ ترکی بیڑہ مخالف کے بیڑون سے جہازون کی جسامت اور تعداد اور نیز توپون کے وزن کے لحاظ سے بہت کمزور تھا۔ مگر خیر الدین کی بہادری اور بحری مہارت نے سب کمیون کو پورا کردیا اور اوسکو دشمنون پر کامل فتح حاصل ہوگئی۔ لیکن رات پڑجانے سے اکثر عیسائی جہازون کو بچ کر بھاگ جانے کا موقعہ مل گیا۔

سنہ ۱۵۴۱ء مین چارلس پنجم نے الجیرز پر حملہ کیا۔ سلطان المعظم نے اوسکی حفاظت کے لئے ترکی بیڑہ بابا ہرودش کے دیرکمان بندر مذکور کو روانہ کیا ہوا تہا۔ مگر فریقین مین ابہی پورا مقابلہ نہ ہوا تہا کہ طوفان عظیم نے حملہ آور کے جہازون کو تباہ و منتشر کر دیا۔ اور اسی طوفان کی وجہ سے ترکی جہاز بندرگاہ سے کہلے سمندر مین نہ جا سکے
سنہ ۱۵۴۳ء مین خیر الدین معہ ترکی بیڑہ جہازات فرانسیس اول کی مدد پر روانہ کیا گیا اور وہ فرانسیسی بیڑہ سے ملکر بحیرہ روم مین مخالفین کا مقابلہ کرتا رہا۔ اُس نے شہر نائیس (واقع جنوبی فرانس بر ساحل بحیرہ روم) کو فتح کیا۔ مگر قلعہ نائیس غیر مفتوح رہا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نامور ترکی امیر البحر نے اپنے ساتھی فرانسیسی افسرون کو اونکی غفلت پر اور نیز اونکے جہازون کی نادرستی اور ضروری سامان کی کمی پر سخت ملامت کی۔ وہ بیچارے جنگی حفاظت کے لئے وہ گیا تہا اوسکی جہڑکون کو سر جہکائے سنتے رہے اور آخرکار جب فرانسیسی امیر البحر ڈیوک انغیان نے بہت منت و الحاح کیا تو خیر الدین کا غصہ فرو ہوا

بار بروسا کی زندگی کے آخری چند سال جب کبہی کہ وہ سمندر پر مامور نہ ہوتا بطور کپتان پاشا مجالس باب عالی کی باقاعدہ حاضر باشی مین صرف ہوئے۔ ان مجالس مین اوسکی صلاح و مشورے بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکہے جاتے تہے۔ وہ سنہ ۱۵۴۶ء مین جوار رحمت الٰہی مین جا بسا۔ اور بشکطاش کے قریب باسفرس کے کنارہ پر خواب عدم مین لیٹا ہے جہان سمندر کی لہرین جنپر کبہی برس اُسنے حکمرانی کی اسکی قبر سے ٹکرا رہی ہین اور پر فضا موقعہ اور عمارت کی دلپسندی کی وجہ سے ہر وقت سینکڑون زائرین کا جہمگٹ لگا رہتا ہے۔ مرحوم مرتے وقعہ تقریباً اپنی کل جائیداد و دولت ایک عالیشان کالج کی بنا کرنے پر وقف کر گیا۔ صاحبقران کی مدبا مین علم ہنر کی جو قدر و منزلت تہی وہ اسی سے ظاہر ہو رہی ہے کہ ایک درشت مزاج بحری قزاق بہی اوسکے اثر سے نہ بچ سکا۔ کپتان مرحوم کو اس لحاظ سے اگر ریلے[1] ثانی کہا جائے تو بیجا نہین۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ ریلے بذاتہ عالم تہا اور خورد سالی سے تحصیل علوم مین مشغول ہو گیا تہا۔ اور خیر الدین کو سلیمان کے

---

[1] سر والٹر ریلے۔ ملکہ ایلزبتہہ کے دربار کا جوہر تابان سنہ ۱۵۵۲ء مین پیدا ہوا۔ اور سنہ ۱۶۱۸ء مین فوت ہوا۔ وہ نہائیت ہی ممتاز عالم۔ مؤرخ و شاعر اور ساتہہ ہی بہت بڑا سیاح جہان گرد تہا۔ ایک وقت ملکہ ایلزبتہہ کو اوسپر خاص عنایت تہی۔ اور اوسکے عاشقون مین شمار ہوتا تہا۔ آخرکار زیر عتاب ہو کر قیدخانہ مین ڈالدیا گیا۔ تاریخ عالم اوس نے قیدخانہ مین ہی لکہی تہی۔

دربار مین داخل ہونے پر علم کیطرف توجہ ہوئی سلیمان کے حکم سے اُس نے اپنی زندگی کے مفصل حالات سنان پاشا مؤرخ کو لکھوائے تھے یہ کتاب اب تک ٹرکی مین عام مروج ہے۔ اور اسکا خلاصہ حاجی خلیفہ کی کتاب "تاریخ محارب بحریہ عثمانیہ" مین بھی درج ہے۔ مگر کئی عثمانی امیر البحر ذاتی علمی قابلیت اور اپنے ملک کے علم ادب کو تصنیف و تالیف سے فروغ دینے مین بھی کچھہ کم مشہور نہین۔ پیری رئیس اور سیدی علی اہنی امیر البحروان مین سے ہین۔

سلطان سلیمان نے جو بیڑے بحیرہ قلزم کے بندرگاہون مین تیار کئے تھے اون مین سو دو بیڑے ان کے ماتحت تھے۔ ان بیڑون نے بحیرہ قلزم سے روانہ ہو کر عدن[1]۔ اور عرب و ایران اور شمال مغربی ہند کے سواحل پر کئی دیگر اضلاع و امصار فتح کر کے ممالک عثمانیہ مین شامل کئے۔ متذکرہ بالا دونون امیر البحرون کے علاوہ ہشتاد سالہ سلیمان پاشا اور مراد بھی ان بیڑون کے افسر تھے۔ انہون نے پرتگیزون سے جو اسوقت ہندوستان کے سواحل پر سورت کے قرب وجوار مین قابض ہو چکے تھے۔ اور نیز دیسی حکمرانون سے کئی معرکہ کی لڑائیان کر کے اونپر فتح پائی۔ سلیمان پاشا نے پرتگیز بندر دیو (واقع گوجرات) کے مضبوط قلعہ کا بیس دن تک بحری محاصرہ کیا۔ مگر آخر کار رسد کی کمی کی وجہ سے محاصرہ اُٹھانے پر مجبور ہو گیا۔ ایک عیسائی مؤرخ اوسپر الزام لگاتا ہے کہ اُس نے ہندوستان کے مسلمانون کو اپنے ساتھہ متفق کرنے کی کوشش نہ کی۔ ورنہ ضرور عیسائیون کو وہان سے قطعی طور پر نکال لنے مین کامیاب ہو جاتا۔ علاوہ برایں اُس نے ہندوستان اور عرب کے امیرون سے جابرانہ برتاؤ کیا جس سے وہ ترکون سے ناراض ہو گئے اور انکے پاؤن

[1] یہ مشہور بندرگاہ عرب کے جنوب مغربی کونہ پر واقع ہے جو تاریخ فتح سے ۱۸۳۹ء تک عثمانیہ مقبوضہ رہا۔ اوس برس انگریزون نے اسکو بلا عطیہ سلطان روم سے حاصل کیا۔ انگریزون کے ماتحت بمعہ شہر بیس میل مربع علاقہ ہے۔ آبادی تیس ہزار کے اوپر ہے۔ عدن کا بندرگاہ نہایت محفوظ اور قدرتی طور پر لنگرگاہ کے لئے موزون ہے۔ انگریزون نے اس مقام کو اب ایسا قلعبند کر لیا ہے کہ بزور فتح کرنا تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ پرانے ترکی قلعون اور مورچون کے آثار و کھنڈرات بھی اب تک موجود ہین۔ وہ اس قابلیت اور سلیقہ سے تیار کئے گئے تھے کہ بڑے بڑے انجنیر دیکھکر دنگ ہو جاتے ہین۔ ترکون نے پانی کو ذخیرہ کے لئے کمال اُستادی سے بڑے بڑے وسیع حوض بھی تیار کئے تھے۔ جنکو عدن پر قابض ہونیکے بعد انگریزون نے پھر درست کر کے اونسے کام لینا شروع کر دیا ہے۔ عدن سے ہر سال تین ہزار جہاز گذرتے ہین۔ یہان ہندوستان کی فوج مامور ہے اور اسکا ملکی و فوجی انتظام بمبئی گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔ مؤلف ۱۲۔

وہان اچہی طرح نہ جم سکے۔

وہی مورخ لکھتا ہے کہ امیر البحر مذکور نے عدن کے عرب امیر کو جو اوس سے ملنے کے لئے جہاز پر آیا تہا بلاقصور پہانسی پر لٹکا دیا تہا۔ پیری رئیس نے بحیرۂ مجمع الجزائر اور بحیرہ روم (جسے بحیرہ بین الارض اور بحیرہ وسطی بہی کہتے ہین) پر دو مستند کتابین تصنیف کی تہین جن مین اونکی لہرون کے رخ۔ اونکے مختلف مقامات پر گہراؤ۔ بندرگاہون اور ان سمندرون کے اون مقامات کے جو خشکی پر اترنے کے لئے سب سے بہتر ہون مفصل حالات ذاتی معاینہ اور تحقیق و پیمایش سے تحریر کئے۔ سیدی علی ممتاز ملاح ہونیکے علاوہ شاعر بے بدل بہی تہا قصاید و غزلیات کے علاوہ اوسنے قسطنطنیہ سے لیکر گوجرات تک کی بحری سیاحت کے حالات بہی قلمبند کئے۔ یہ اوپر لکہا جاچکا ہے کہ رسد کی کمی اور طوفانون کی کثرت کے باعث اوسکو سال گوجرات پر پرتگیزون سے مقابلہ سے واپس آجانا پڑا تہا۔ سیدی علی نے ریاضی و ملاحی پر کئی رسالے لکہے۔ اور بحیرۂ ہند کی جہازرانی پر ایک بسیط کتاب اپنے زمانہ کے مستند عربی و ایرانی مصنفین کی سند و حوالہ سے جنہون نے ہندوستان پر طبع آزمائی کی ہتی تالیف کی۔ اسکا نام محیط تہا جسکا صرف ایک نسخہ اب نیپلز کے کتب خانہ مین موجود ہے۔ پیری رئیس کی دونون کتابین بولون (واقع اٹلی) ڈریسڈن و برلن (واقع جرمنی) کے شاہی کتب خانون اور روما کے کتب خانۂ پوپ مین موجود ہین۔

سلیمان اعظم کے عہد حکومت کے دو اور نامور امیر البحر پیالی اور طورغود ہین۔ پیالی ہنگری کے ساحلی صوبہ کروشیا مین اور طورغود عثمانی علاقہ ہی مین پیدا ہوا تہا۔ اسکے والدین عیسائی تہے۔ اوایل عمر مین وہ ایک ترکی جہاز کے ملاحون مین داخل ہوگیا۔ اور آخرکار تیس بحری قزاقون کی ایک جماعت نے اوسکو اپنا کپتان منتخب کرلیا۔ اوسنے تیس جہاز اپنے ماتحت جمع کرلئے اور جزیرہ کارسیکا پر حملہ کیا۔ مگر ہسپانوی سپہ سالار ڈوریا نے شکست دیکر اوسکو گرفتار کرلیا۔ اور خود اپنے جہاز کی میخ سے اوسکو زنجیر لگادی جسپر وہ کئی مہینون تک غلامون کیطرح فاتح کے جہاز پر چپو کہیتا رہا۔ آخرش باربروسا نے یہ دہمکی دیکر کہ اگر طورغود کو رہا نہ کیا گیا تو مین جنوا کو برباد کردونگا اوسے رہائی دلواکر اپنی زیر حمایت لے لیا۔ اور اس نے بیس جہازون کے بیڑہ کا سردار ہوکر اٹلی و ہسپانیہ کے سواحل پر پہر تباہی و بربادی پہیلانی شروع کردی او مہدویہ اور طرابلس کو فتح کرکے خیرالدین کی تقلید مین اپنے تئین سلطان کا باجگذار قرار دیکر سلیمان کو اپنا شہنشاہ تسلیم کیا۔ اسکے معاوضہ مین اوسکو اعلے رتبہ عطا کیا گیا اور معقول امداد قسطنطنیہ سے روانہ کردی گئی ہسپانویون نے مہدویہ اوس سے پہر چہین لیا۔ مگر باہمی مقابلہ مین

اُس نے ایک سے زیادہ مرتبہ ڈوریا کو سخت زکین پہونچائین۔ اور بحیرہ روم مین اوسکی دہشت بار بروسا کی کسی طرح کم نہ رہگئی۔ اوسکی طبیعت ایسی بیخوف اور نڈر تہی کہ خود سلطان سے بہی بگڑنے کی جرأت کر بیٹہا۔ اسکی کیفیت یہ ہے۔ کہ ایک دفعہ وینس والون کا ایک عظیم تجارتی بیڑہ اتفاقیہ اوسکو نظر آگیا جسکی بیش بہا مال و دولت کو دیکہکر اوسکے موںہہ مین پانی بہر آیا۔ اور اگرچہ بابعالی اور ریاست وینس مین اس وقت صلح تہی اوسنے اون جہازون کو گرفتار کرلیا۔ بابعالی نے اس ناشائستہ حرکت کا جواب دینے کیلئے اوسے قسطنطنیہ طلب کیا۔ اور چونکہ رستم پاشا وزیر اعظم اوسکا دشمن تہا۔ اوسکی جان بمشکل بچ سکتی۔ مگر طوعود حکم طلبی کی تعمیل کرنیکی بجائے آبنائے جبرالٹر سے بحر اوقیانوس کو چلدیا۔ اور وہان شہنشاہ مراکو کی ملازمت اختیار کرلی۔ اور آخر کار سلیمان نے بار بروسا کی وفات پر معافی اور ترقی مزید کے وعدے دیکر اوسکو واپس بلالیا۔ اسکی موت اور آخری خدمات کا ذکر محاصرہ مالٹا کے حالات مین کیا جائیگا۔

پیالی پاشا نے سلیمان کے زمانہ مین جو نمایان کام کئے وہ فتح اوران (الجزائر کے شمالی ساحل کا مشہور قصبہ) اور عیسائیون کے متفقہ بیڑون کو جو طرابلس اور جزیرہ جربہ کے فتح کرنیکے لیے متفق ہوئے تہے سنہ ۱۵۶۰ع مین شکست فاش دینا ہے۔ اس مہم کے لئے پوپ۔ اور جنوا۔ مالٹا۔ فلورینس سسلی و نیپلز کے فرمانرواؤن نے دوسو جہاز تیار کئے تہے۔ ڈوریا بیڑہ کا امیر البحر تہا۔ اور ڈان الوارو ڈی سانڈی اُس فوج کا افسر تہا جو ان جہازون پر سوار تہی۔ بیڑہ جزیرہ جربہ[1] تک بخیریت پہونچگیا۔ فوجین خشکی پر اتار دی گئیں اور تقریباً سارا جزیرہ مطیع اور ایک مضبوط قلعہ تیار کرلیا گیا۔ مگر عیسائیون کے جہاز ابہی جربہ سے روانہ نہ ہوئے تہے کہ پیالی پاشا حملہ کی خبر سُنکر معہ بیڑہ جہازات ڈارڈنیلز سے روانہ ہوپڑا۔ اور بمقام موڈون رہوڈس اور مٹی لین کے گورنرون کے بیڑون کو ساتہہ ملاکر ۱۴ مئی سنہ ۱۵۶۰ع کو ڈوریا کے جہازات پر حملہ آور ہوا۔ اور اوسکو کامل شکست دی۔ ۲۰ جنگی اور ۲۷ باربرداری کے جہاز عیسائیون کے تباہ ہوئے۔ سات جہاز آبنائے جربہ مین پناہگزین ہوئے۔ جہان وہ بعد مین گرفتار ہوگئے۔ باقیماندہ بحال تباہ اٹلی کو بہاگ گئے۔ اور بری فوج کو جزیرہ پر ہی چہوڑ گئے۔ جسکو پیالی پاشا نے فی الفور بری فوج لاکر محصور کرلیا اور آخر اپنے نئے قلعہ مین وہ گرفتار ہوگئے۔ ۲۷ ستمبر کو پیالی بفتح و شادمانی قسطنطنیہ کے بندرگاہ مین دوبارہ داخل ہوا۔ فتح کی خوشخبری اوسنے پیشتر سے روانہ کردی تہی۔ خوشخبری لانیوالے جہاز کے پچہلے حصہ سے ہسپانیہ کا شاہی جہنڈا سرنگون پانی

[1] یہ جزیرہ ساحل ٹیونس کے وسط کے قریب ساحل سے دو چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مؤلف۔

مین پڑا ہوا تہا - پیالی کی آمد کے دن سلیمان اپنے کپتان پاشا کی عزت افزائی کے لئے اپنے محلسرائے کے اوس حصہ مین جو برلب دریا تہا جبتک جلوس گذرتا رہا دریچہ مین کہڑا رہا - وآن الوار اور دیگر عیسائی عثمانی افسر اسپہ البحر کے جہاز کی چہتری پر نمایان جگہہ پر کہڑے کئے گئے تہے - اور گرفتار شدہ جہاز بلا مستول و بلا پتوار اوسکے پیچہے بندہے ہوئے تہے - جو شخص اوس وقت سلطان کے قریب کہڑے تہے وہ یہ دیکھکر حیران ہوگئے کہ اس عظیم الشان فتح کے موقعہ پر بہی اوسکا چہرہ بدستور متین و سنجیدہ تہا - اور اوسکے بشرہ مین کوئی فرق نہین آیا تہا - شاہ فرڈیننڈ کا سفیر بسبی کو اس جو پاس موجود تہا - اسکو سلطان سلیمان کی بلند نظری حقیقی عظمت اور بزرگ دلی پر محمول کرتا ہے - لیکن وآن ہیمر کا خیال ہے کہ اس فتح سے پہلے سلطان پر ایسی خانگی مصائب وارد ہوچکی تہین کہ اوسکا دل پژمردہ ہوگیا تہا - اور اوسکو کسی چیز سے خوشی حاصل نہین ہوسکتی تہی -

سلیمان عالیشان گو بحیثیت فرمانروائی نہایت بلند اقبال اور خوش قسمت سلطان گذرا ہے - مگر بحیثیت انسان دنیا کے لازمی رنج و مصائب اور دکہہ درد سے وہ بہی خالی نہ رہا - بلکہ اوسے اس انسانی ورثہ کا بہت بڑا حصہ لینا پڑا - خونریزی اقربا کی بلا جو کئی صدیون تک خاندان عثمانیہ پر وار رہی ہے اوسکے زمانہ مین بہی بیکار نہ بیٹہی رہی - بے دوست رہنا خودمختاری کا خاصہ ہے - مگر سلیمان اوسکو بہت زیادہ محسوس کرتا ہوگا - کیونکہ جیسا کہ اوسکی سلطنت کے ابتدائی حصہ سے واضح ہو رہا ہے اوسکی طبیعت مین فطرتًا دوست بننے کی استعداد موجود تہی اور وہ طبعًا اس طرف راغب تہا - اوسکا مشہور وزیر اعظم ابراہیم جو یونانی الاصل اور ابتدا مین عیسائی تہا کئی برسون تک اوسکا صرف نہایت ہی معتبر مشیر اور سپہ سالار ہی نہ تہا بلکہ رنج و راحت اور علمی مطالعون مین بہی اوسکا شریک اور رفیق تہا - مگر آخرالامر اوسکے اقتدار عظیم سے سلطان کو شبہ پیدا ہوگیا - اور یہ ظاہر ہے کہ جب کسی وزیر کی طرف سے بادشاہ کے دل مین خوف پیدا ہو جاتا ہے وہ زیادہ عرصہ زندہ نہین رہسکتا - ابراہیم کے ساتہ سلطان نے اپنی ہمشیرہ کی شادی کردی تہی - لیکن یہ رشتہ بہی اوسکی جان نہ بچا سکا - سلطان کو فقط یہی شبہ نہین ہوگیا تہا کہ ابراہیم مطلق العنان بادشاہ بننا چاہتا ہے - بلکہ جیسا کہ ہم اوپر لکہہ چکے ہین اسکندر چلپی کے قتل کے وقت سے سلیمان کے دل مین ابراہیم کیطرف سے خاص نفرت اور کدورت بیٹہہ گئی تہی - چنانچہ مہم ایران سے فارغ ہوکر قسطنطنیہ واپس آنے پر ۵ مارچ ۱۵۳۶ع کو جب ابراہیم حسب معمول سلطان کے ساتہ کہانا تناول کرنیکے لئے محلسرا کو گیا اور سارا دن اپنے مکان کو واپس نہ جانے پر جب اوسکے خادم دوسرے دن اوسکی تلاش مین آئے تو اونکو ابراہیم کا مردہ جسم پڑا ہوا ملا - اوسکی لاش سے ظاہر ہو رہا تہا کہ اوس نے اپنی جان کے لئے جان توڑ مقابلہ کیا ہے - اور اس واقعہ

سو برس بعد تک اوسکو خون کی چہینٹین محل کی دیوارون پر دکہائی دیتی ہین اور زبان حال سے اون لوگون کو جو شاہی قرب و نوازش کے حصول کی تمنا مین شاہی محلات مین داخل ہوتے تہے اونکی مستقبلہ قسمت سے آگاہ کرتی ہین۔

وان ہیمر نے دیگر بیشمار اعلے عہدہ دارون کی ایک طویل فہرست دی ہی جنکی ایک وقت تو سلیمان کی نزدیک بڑی قدر و منزلت تھی۔ اور آخر کار جلاد کی کمان کے شکار ہوئے۔ سلیمان کے زمانہ کا ایک واقعہ خاص طور پر قابل تذکرہ ہی۔ مسلمانون کو توکل و تقدیر پر اس قدر بہروسہ و اعتقاد ہی کہ اون مین خودکشی کا وجود تقریبًا بالکل عنقا ہی تاریخ عثمانیہ مین ایسا اکثر ہوا ہے کہ آج ایک گدا وزیر اعظم ہوگیا ہے اور دوسرے دن وہ پہر گدا کا گدا ہوگیا ہے۔
لیکن اوس گدا نے بہی وزارت چہن جانے کا کوئی افسوس نہین کیا۔ اور بدستور سابق اپنے کام مین اس طرح سے مصروف ہوگیا ہے کہ گویا اوس نے کبہی وزارت کا مزہ چکہا ہی نہین تھا۔ اسی لئے سوائے مندرجہ ذیل واقعہ کے موجودہ تہذیب کے زمانہ سے پہلے (کیونکہ اب یورپین تہذیب ترکی مین بہی سرایت کر گئی ہی۔ اور گاہ بگاہ کسی ایک آدہ ترکی عہدہ دار یا عامی کے خودکشی کر لینے کی خبر موصول ہو رہتی ہے) ترکی تاریخ مین خودکشی کا نام تک نہ پایا جائیگا اس کلیہ کا مستثنے خسرو پاشا نامی ایک شخص تہا۔ سلیمان نے جب اوسی بوسینیا کی گورنری سے برطرف کیا تو اوسکو ایسا رنج ہوا کہ آب و دانہ ترک کر دیا اور اسی حالت مین مر گیا خسرو کے برخلاف جب سلطان نے اپنی ایک اور اعلے عہدہ دار لطفی پاشا کو موقوف کر دیا۔ تو اوس نے گوشہ تنہائی اختیار کرکے بیکاری کا زمانہ ابتدا سے لیکر اپنے زمانہ تک کی تاریخ سلطنت عثمانیہ تحریر کرنے مین صرف کیا۔ مگر سلیمان کا اپنے افسرون کو قتل کرانا خود اوسکے اپنے خاندان کے شاہزادون کے قتل کے سامنے کوئی حقیقت نہین رکہتا تخت نشینی کے وقت جیسا کہ لکہا جا چکا ہے اکلوتا فرزند ہونیکی وجہ سے اوسے برادرکشی کا مرتکب ہونا پڑا تھا۔ مگر اپنے عہد حکومت مین اوس نے بکرات و مرات دکہلا دیا کہ شاہی ضرورت کے سامنے ہمدردی اور رحمدلی اوسکی نظر مین کوئی وقعت نہین رکہتی تہی۔ شاہزادہ جمشید کا پوتہ رہوڈس کے نائٹون کے پاس نظربند تھا جب فتح رہوڈس پر شہزادہ مذکور بہی اوسکے تصرف مین آیا تو اوسے بمعہ کل کنبہ فورًا قتل کرا دیا گیا۔ اور ابہی اس سے زیادہ قریبی عزیزون کا خون اوسکی قسمت مین مقدر تھا۔ جسکا قصہ حسب ذیل ہے:۔

سلیمان کے شہزادگی کے زمانہ ہی سے اوسکی حرم کی ایک روسی کنیز مسمات خورم نے اپنی بینظیر حسن و جمال اور دلفریب ناز و ادا سے اوسپر بے اندازہ قابو پا لیا ہوا تہا۔ اوسکے اطوار ایسے دلکش گفتگو ایسی دل آویز اور وہ خود اپنے آقا کے دلی خیالات کو بہانپنے اور اپنے اقتدار کو اور مضبوط کرنیکے لئے نہایت ہی مناسب موقعون کیسے تاڑنے

مین ایسی مشاق اور علامہ تہی کہ دونون کا عالم شباب گذر جانیکے بعد بہی اوسکی مرتے دم تک سلیمان کے دلپر بدستور
پورا قابو رہا۔ وہ ۱۵۵۸ء مین فوت ہوئی۔ اطالین اور فرانسیسیون نے اس خوش قسمت عورت کو اپنے اپنے ملک
سے منسوب کیا ہے۔ مگر اسکا روسی الاصل ہونا محقق ہے۔ سفرا دول اجنبیہ متعینہ دربار سلیمان اوسے ہمیشہ
رسلانہ روسا (روسی عورت) لکہتے تھے۔ اور اسی سے اوسکا نام فرانسیسیون نے اپنے ملک کی مشہور حسینہ عورت کے
نام پر روکسلانا بنالیا۔ اسکندر فیلقوس کی بیوی کا نام بہی روکسلانا (روشنک دختر دارا) تہا۔ خورم کی استدعا پر
سلیمان نے اوسکو آزاد کر کے شریعت کے مطابق اوس سے عقد ازدواج کر لیا تہا۔ سلیمان کو اس سے جو دلی
محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ عالیشان جامع مسجد سلیمانیہ کے قریب جسے خود اوس نے تعمیر کرایا تھا۔ اوسکے
لئے نہایت شاندار مقبرہ تعمیر کرایا۔ اور اپنے لئے بہی اوسی مقبرہ مین دفن کئے جانیکی وصیت کی۔ یہ مقبرہ نفاست
و عالیشانی مین اب تک قسطنطنیہ کی قابل سیر عمارتون مین شمار ہوتا ہے۔ مگر سلیمان کے عشق کا سب سے بڑا ثبوت
وہ ہے جو اوسنے اس عورت کے دائم الخمر اور نالایق بیٹے کو تخت نشین کرانیکے لئے اپنے شجاع فرزانہ اور کامل
فرزانہ فرزندون کے قتل کرنے سے دیا ہے۔ سلطانہ خورم کے قابو یافتہ ہونے سے پہلے سلیمان ایک چرکس
کنیز پر فریفتہ تہا۔ اوسکے بطن سے شاہزادہ مصطفے پیدا ہوا۔ خورم کے بطن سے بہی سلطان کی اولاد ہوئی۔ اوسکی
تمام کوششین اسپر محدود تہین کہ جس طرح ہو اپنے بیٹے شاہزادہ سلیم کو تاج و تخت کا وارث کرا دے۔ اس مدعا
کے حصول کے لئے وہ شاہزادہ مصطفی کے ہلاک کرنیکے درپے ہوگئی۔ کیونکہ بڑا بیٹا ہونیکی وجہ سے قدرتی طور پر
وہی ولیعہد سمجہا جاتا تہا۔ خورم کی ایک بیٹی رستم پاشا سے بیاہی گئی تہی جو اپنی خوشدامن کی سعی و سفارش سے
بتدریج دیار بکر کا بیلر بے (گورنر جنرل) وزیر ثانی اور آخر کار تخت شاہی کے بعد سب سے اعلے مقام یعنی وزارت
عظمیٰ کے عہدہ جلیلہ پر سرفراز ہوگیا۔ اور اوسنے اپنی تمام ہمت و رسوخ کو اپنی ساس کی مدعا برآری پر صرف کرنا
شروع کر دیا جس سے سلطانہ خورم کو غریب مصطفی کی بربادی کے لئے زبردست اور ہر وقت مستعد آلہ ملگیا۔ یہ بدقسمت
شاہزادہ حسن صوری و معنوی اعلے قابلیت و ذہانت مین شہرہ آفاق تھا۔ اوسکے حد بلوغت کے قریب پہونچنے
پر جب سلیمان نے اوسکو مختلف صوبون کی حکومت پر مامور کیا تو اوس مین ملکی و جنگی دونون قسم کی ایسی اعلے
قابلیتین پائی گئین کہ تمام ملک کو یقین ہوگیا کہ یہ اپنے باپ پر بہی فوقیت لیجا کر خاندان عثمان کا سب سے ممتاز اور
عالی مرتبت فرمانروا ہوگا۔ مگر رستم اور خورم کی شرارت آمیز چالون سے سلیمان کے دل مین پہلے تو اپنے
نہایت ہی ہر دلعزیز اور ممدوح زمانہ فرزند کیطرف سے رشک اور پھر خوف و دہشت پیدا ہوگئی۔ اور جون جون سلیمان

پر پیرانہ سالی غلبہ پاگئی مصطفےٰ کی سوتیلی مان کی زہریلی سرگوشیان زیادہ مؤثر ہوتی گئین۔ یہ چالاک عورت سلیمان کو ہروقت اوسکے باپ اور بایزید ثانی کا قصہ یاد دلاتی رہتی تھی کہ اوس نوعمر اور صاحب ہمت شہزادہ نے جو فوج کا محبوب تھا کسطرح تخت و تاج پر قابض ہوکر اپنے معمر باپ کو معزول کردیا تھا۔ یہ سازشین آخرکار ۱۵۵۳ع مین جب سلیمان ایران کے ساتھہ دوسرے جنگ کے لئے تیاریان کر رہا تھا کامیاب ہوگئین۔ سلطان کو پورا یقین دلادیا گیا کہ مصطفےٰ بغاوت کے سامان کر رہا ہے۔ اور بیرونی دشمن پر حملہ کرنے سے پہلے خود گھر کو بھی فتنہ و سازش سے صاف کرنا ضروری ہے۔ سلیمان نے اوسی سال کے موسم خزان مین اوس فوج کی کمان جالی جو ایران پر حملہ آور ہونیکے لئے ایشیا کوچک مین جمع کیگئی تھی۔ اسوقت سردی کا موسم اس قدر قریب تھا کہ پیش قدمی محال تھی اور یہ فیصلہ ہوچکا تھا کہ فوج موسم سرما حلب مین کاٹکر آئندہ موسم بہار مین جنگ شروع کرے۔ لیکن سلیمان کے کانون مین پہونکدیا گیا تھا کہ اس اثنا مین اوسکا قسطنطنیہ ٹھیرا رہنا مناسب نہین شہزادہ مصطفےٰ فوج کو بغاوت پر آمادہ کر رہا ہے۔ اسپر سلیمان فوراً فوج کی طرف روانہ ہوگیا۔ سلیم نے مان کے سکھانے پر ہمراہ جانیکی درخواست کی اور وہ منظور ہوگئی۔ جب فوج بمقام اریگلی (پرانا نام آرکیلیاس) پہونچی تو شہزادہ مصطفےٰ بھی اپنے صوبہ سے وہان پہونچگیا۔ اور اوسکے خیمے کمال تزک و احتشام سے خیام سلطانی کے قریب نصب کیے گئے۔ دوسرے دن وزرائے سلطانی لوازم آداب بجالانیکے لئے شہزادہ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اونکو خلعت ہائے فاخرہ عطا کئے گئے تیسرے دن علی الصباح شاہزادہ ایک شاندار اسپ بادپا پر سوار ہوکر وزرا و افسران ینگچری فوج کو جلو مین ہمرکاب لیکر سلطانی خیمہ کیطرف روانہ ہوا جسکے دروازے پر گھوڑے سے اُترکر اس امید مین کہ اب دیدار پدری سے مشرف ہوتا ہون اپنے خدام کو باہر چھوڑکر خیمے کے اندر داخل ہوا۔ مگر وہان سلطان کی بجائے سات فرشتگان موت دکھائی دیئے۔ یہ گونگے فوراً اوسپر جھپٹ پڑے۔ اور وہ اپنے باپ سے جو ایک دوسرے کمرہ مین چھپکر بیٹھا ہوا تھا رحم کی التجا ہی کرتا رہا کہ اونہون نے اوسکے گلے مین کمند ڈالدی۔ شاہزادہ نے جان بچانیکے لئے بہتیرے ہاتھہ پاؤن مارے۔ مگر کوئی پیش نگئی۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ شاہزادہ کے قتل مین زیادہ وقفہ صرف ہونیسے بیقرار ہوکر سلیمان متصلہ کمرہ سے باہر نکل آیا تھا۔ اور اُس نے نہایت بیصبری سے بہرون کو جلد کام تمام کرنیکا ہاتھہ سے اشارہ کیا۔ شاہزادہ کے ساتھہ ہی اوسکا وفادار آغا اور داروغہ اسپان بھی جو دروازہ پر کھڑے تھے قتل کردیئے گئے۔ اس خوفناک قتل کی خبر فی الفور تمام کیمپ مین مشہور ہوگئی۔ اور کل فوج بالخصوص ینگچری سخت غضب آلود حالت مین سلطانی شامیانہ کے گرد جمع ہوگئے اور رستم پاشا کو سزا دلانے کا مطالبہ کیا۔ کیونکہ اونکو یقین تھا کہ مرحوم اوسی کی ابلیسانہ

سازشون کا شکار ہوا ہے۔ اونکا غصہ فرو کرنیکے لیئے بدطینت رستم وزارت سے معزول کردیا گیا۔ اور احمد پاشا جسنے ہنگریا کی لڑائیون مین نمایان کام کئے تہے اوسکی جگہہ وزیر اعظم بنایا گیا۔ لیکن دو برسون ہی کے بعد قابو یافتہ سلطانہ کا داماد اپنے عہدہ پر بحال اور احمد پاشا بد اعمالی اور نا وفاداری کے بے بنیاد الزامات پر مروا دیا گیا۔ مصطفی کی نسبت ڈاکٹر واٹن انگریزی سفیر متعینہ پیرس اپنے خط مورخہ ۲۳ ردسمبر ۱۵۵۳ع مین لکہتا ہے "کہ جن لوگون نے شہزادہ مرحوم کو دیکہا ہے اونکا بیان ہے کہ کارہائے نمایان اور مہمات عظیم کو اختیار کرنے اور اونکو کامیابی کے ساتھ سرانجام دینے مین کل عثمانیہ شہزادون مین ایک بہی اوسکا ہم پلہ نہین تہا۔"

سلیمان کے دوسرے فرزند بایزید کے قتل کا قابل افسوس واقعہ اس قتل سے بہی زیادہ حسرت افزا اور رقت خیز ہے۔ سلطانہ خورم کی وفات کے بعد۔ مگر جبکہ رستم ابہی زندہ تہا سلیم اور بایزید مین سخت خوفناک رقابت پیدا ہو گئی۔ ان شہزادون کا اتالیق لالہ مصطفی پاشا ابتدا مین تو شاہزادہ بایزید کا طرفدار تہا۔ مگر بعد مین یہ معلوم کرکے کہ سلیم کی حمایت کرنے سے ترقی کی زیادہ امید ہے وہ اوسکا ایسا طرفدار ہو گیا کہ اپنے دین و ایمان کو بہی اس طرفداری مین قربان کردیا۔ مگر بظاہر بایزید کا رفیق رہکر جہوٹی امیدین دلانے سے بے بنیاد خطرات ظاہر کرنے کئی خطوط کو دبا لینے اور انکی بجائے مصنوعی خط لکہوانے۔ الغرض نہایت ہی مکروہ اور ابلیسانہ سازشون اور مکر و فریب سے اس کمبخت نے بایزید کو باپ کے برخلاف بغاوت پر کہڑا کردیا جسکا نتیجہ بدنصیب شاہزادہ کی بربادی اور ہلاکت ہوا۔ لالہ مصطفے پاشا کے سکرٹری علی نے اوسکی کارستانیون کو بالتفصیل تحریر کیا ہے۔ سلیمان کو یقین ہو گیا کہ بایزید میرا بیٹا نہین۔ ورنہ وہ کبہی میری نافرمانی نہ کرتا۔ اور میری پند و نصایح اور پدرانہ فہمایش بے اثر نہ رہتین۔ اودہر دوسری طرف نالایق اتالیق نے بایزید کو یہ پٹی پڑہادی کہ اوسکا باپ سخت سنگدل ظالم ہے۔ جو بیٹے کی استدعائے رحم اور فرزندانہ اظہار متابعت کو قبول نہین کرتا اور پہر دوبارا اوسی ظالمانہ سنگدلی سے کام لینا چاہتا ہے جو شاہزادہ مصطفے کے ساتھ کی گئی تہی۔ بایزید فوج اور رعایا مین سلیم سے جو عیاشی و بادہ خواری کے باعث عام حقارت کی نظر سے دیکہا جاتا تہا۔ زیادہ ہر دلعزیز تہا۔ سلیم اپنی مان سلطانہ خورم کا ہم شکل تہا۔ اس وجہ سے اوسکو اور بہی حقارت سے دیکہا جاتا تہا کیونکہ خورم کیطرف سے عام نفرت سب کے دلون مین بیٹہہ گئی ہوئی تہی۔ بایزید خط و خال اور قد و جسامت مین بالکل اپنے باپ سے مشابہ تہا اوسکی عادات سب طرح سے بے عیب تہین۔ اور اوسکے ذہنی قوا اور علمی کمالات نہایت اعلیٰ پایہ کے تہے فوجی افسری اور ملکی حکمرانی مین اوسکی قابلیت گو مرحوم مصطفی کے برابر نہ تہی مگر پہر بہی وہ ایسی نہ تہی کہ فوج اور رعایا کے دلون مین اوسکی محبت اور وقعت پیدا نہ ہو جاتی۔ اسلئے اگرچہ سلیمان کے وزیر ثالث سقولی نے بمقام کونیہ

در مرعشی سنہ ۹۱۵ھ ء کو اوسے شکست فاش دی۔ لیکن اسکے بعد بھی کثیر التعداد فوج اس اوباش کے زمانہ مین بھی اوسکے ساتھہ شریک بھی اور اوسکے ہمراہ ایران کو چلی گئی جہان اس نے اپنے چار معصوم بیٹون سمیت شاہ طہماسپ[1] صفوی کے پاس پناہ جالی۔ پہلے تو شاہ نے اوسکی شاہانہ اعزاز سے مہمانداری کی اور حلف اوٹھائی کہ مین کبھی تمکو سلیمان کے حوالہ نہ کرونگا۔ مگر سلیمان نے سخت دہمکی دیکر پناہ گزین اور اوسکی اولاد کے واپس دیئے جانے یا اونکو قتل کردیئے جانے کا مطالبہ کیا اور شاہزادہ سلیم نے بھی اپنے بھائی اور بھتیجون کو قتل کروانے کے لئے شاہ کے پاس قاصد اور خطوط روانہ کئے۔ ان خطوط مین شاہ کے عذرات کو توڑنیکے لئے جو اپنے مہمان کے ساتھہ دغا کرنے سے عرصہ دراز تک پس و پیش کرتا رہا۔ قرآن کی بیشمار آیات (جو بالکل بیمحل استعمال کیگئین) اور کئی مشہور مصنفین کے اشعار و فقرات اور مقولے درج کئے گئے۔ ان مین شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کا ایک یہہ بھی شعر تہا۔ ؎

نکوئی با بدان کردن چنانست

کہ بد کردن بجائے نیک مردان

آخر خوف لوازم میزبانی کی نگہداشت پر غالب آگیا۔ ایران کو ترکی شمشیر سے جو زخم پہونچا تہا وہ ابہی ایسا مندمل نہین ہوا تہا کہ سلطانی حکمنامہ کی تعمیل سے انحراف کیا جاسکتا۔ تاہم طہماسپ نے قسم سے بچنے کے لئے اپنے ضمیر کو اس طرح سے تسلی دے لی کہ بایزید کو خود سلطان کے افسرون کے حوالہ کرنے کی بجائے اون قاصدون کے سپرد کردیا جنکو خاص سلیم نے اوسکو طلب اور ہلاک کرنیکے لئے بہیجا تہا۔ جب بایزید اور اوسکے معصوم بچے ظالمون کو دیئے

[1] طہماسپ صفوی فرزند اسمعیل صفوی سنہ ۹۲۰ہجری مین پیدا ہوکر دس برس کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ اور ۵۴ برس کی سلطنت کے بعد سنہ ۹۸۴ ہجری مین اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس بادشاہ کو عیسائیون سے اس درجہ نفرت تہی کہ جب ایک انگریز سوداگر انگریزی تجارت کے رواج کے لئے ملکہ الزبتہ کا سفارشی خط لیکر ایران پہونچا تو شاہ نے اوسکے لئے ایک خاص جوتا بہیجدیا کہ یہہ پہنکر ایران کی سرزمین پر چلے تاکہ اوسکے ناپاک قدمون سے زمین نجس نہ ہوجائے۔ اور جب وہ دربار مین حاضر ہوا تو اوسے فی الفور یہہ کہکر واپس کردیا کہ مین کفار سے کوئی تعلق رکہنا نہین چاہتا۔ ہمایون اسی کے پاس پناہ گزین ہوا تہا۔ اور اسی کی مدد سے پہر تاج و تخت ہند پر متصرف ہوا۔ طہماسپ کو اوسکی بیوی نے زہر سے ہلاک کیا تہا۔ اسکے بعد اوسکا پسر پنجم حیدر میرزا چند گہنٹون کے لئے تخت نشین ہوا بعد ازان اسمعیل خدابندہ ڈیڑہ برس حکمران رہکر اپنے بیٹے عباس کے لئے تخت کو خالی کرگیا۔ حیدر کو پری خانم کنیز طہماسپ اور اوسکے بہائی نے اور اسمعیل کو اوسکی ہمشیرہ نے قتل کیا تہا۔ ✚

گئے۔ اس وقت محرم کا مہینہ تہا۔ سلیم کے آدمیون نے سن مذکور کے ستمبر مین بمقام تبریز قیدیون کو کمال بیرحمی سے قتل کردیا۔ اس خوفناک واقعہ کا ایران کے شیعہ باشندون پر ایسا اثر پڑا کہ وہ شہید کربلا کا غم والم بہول کر ان بیکسون کی تعزیت مین مصروف ہوگئے۔ اور تمام شہر مین سلیمان کے معصوم پوتون کے قاتلون پر لعنت وتبرا کی بوچہاڑین پڑنے لگ گئین۔ بایزید نے قتل سے تہوڑا عرصہ پہلے ایک نہایت حسرت بہری نظم موزون کی اسکو ترکی مورخ سولاق زادہ نے اپنی تاریخ مین درج کیا ہے۔ سلیمان نے طہماسپ کی اس کارروائی پر بہت خوش ہوکر اوسکو چار لاکھ اشرفی بطور تحفہ ارسال کرکے نہایت دوستانہ خط ان القاب سے تحریر کیا۔ آسمان عظمت مہر طلعت ماہ رفعت۔ بہرام ہیبت خسرو نجابت۔ دارا درایت۔ مشتری سعادت۔ مطلع صداقت۔ صاحب تیغ۔ فریدون بنیاد مالک افسر کیقباد و۔ فروغ کوکب عواطف شریفہ جامع مناقب حمیدہ ولطیفہ۔ اورنگ آرائے ایران۔ طہماسپ شاہ الا دودمان مدام مورد نعم الٰہی ومہبط انوار سماوی باد۔ دارائے ایران نے سلطان کو باین القاب جواب دیا۔ محبوب درگاہ الٰہی مشرف بہ تشریف مواہب نامتناہی۔ سلطان البرین خاقان البحرین خادم حرمین شریفین آنکہ فراہم شدہ است در شخص او قوت ومجد وفخر وقدرت وخلافت وفطنت وعدل وشرف وانصاف واستقامت سلطان سلیمان خان بلند باد سناجق او برسماوات منقش باد نام سلطنتش بر الواح ابدی۔ ✢

ان خانگی آلام ومصائب کے علاوہ جن سے سلیمان کی زندگی کے آخری چند سال سخت بیمزہ ہوگئے ۹۷۳ھ یعنی مرنے سے ایک سال پہلے اوسکی جنگی عظمت اور شاہی عجب وافتخار کو ایسی سخت زک ملی کہ محاصرہ وائینا کے بعد اوسکو ایسی ناکامیابی کبہی نصیب نہ ہوئی تہی مگر اس ناکامیابی کا جیسا کہ پہلے لکہا جاچکا ہے خود اوسکی اپنی بیجا دشمن نوازی یا ناعاقبت اندیشی بہی کچہہ کم باعث نہ ہوئی۔ وائینا کے بعد عثمانیہ فتوحات کے سیلاب کو یوروپ مین پہیلنے سے دوسری سخت رکاوٹ جزیرہ مالٹا[۱] مین پیش آئی۔ طبقہ سینٹ جان کے نایٹون نے رہوڈس سے

[۱] مالٹا بحیرہ روم کے عین وسط مین جزیرہ سسلی (صقلیہ) کے جنوبی گوشہ سے ۵۵ میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے۔ گوزو اور کومینو دو چہوٹے سے جزیرے اس سے بہت قریب ہین۔ مالٹا کے تمام سواحل نہایت مضبوطی سے قلعبند ہین۔ اسکا رقبہ ۹۵ مربع میل اور آبادی ڈیڑہ لاکہہ سے زیادہ ہے۔ فوج اس سے علاوہ ہے جو عموماً آٹھ ہزار کے قریب رہتی ہے۔ مالٹی زبان مین اکثر عربی کے الفاظ شامل ہین۔ یہان زراعت بڑی محنت وتردد سے کیجاتی ہے۔ اگر بارش سے چٹانون پر سے مٹی بہجائے تو سسلی سے مٹی لاکر بچہادی جاتی ہے سنہ ۱۸۹۶ء مین اسکے بندرگاہ مین آٹہہ ہزار سے زیادہ جہاز داخل ہوئے۔ گوزو کا رقبہ ۲۰ میل اور کومینو کا ۱ میل مربع ہے۔ سنہ ۱۷۹۸ء مین مالٹا کو نپولین بوناپارٹ نے اٹلی سے فتح کرکے کچہہ فرانسیسی فوج وہان متعین کی جسکا بعد مین انگریزی

نکلنے پر مالٹا اور اوسکے متصلہ جزیرہ گوزو مین سکونت اختیار کر لی - اور یہ دونون جزیرے چارلس پنجم نے جو اونکی شجاعت کا مداح تھا اون خدمات کے صلہ مین جو اسلام کے مقابلہ مین اونسے ظاہر ہوئین اونکو بخش دیئے جس وقت وہ مالٹا پر قابض ہوئے۔ وہ ایک سنگلاخ چٹان سے زیادہ حیثیت نرکھتا تھا۔ مگر وہ اوسکے محل وقوع کے قدرتی فوائد کو تاڑ گئے - اور جزیرہ کے جنوب مشرقی جانب پر جہان اب شہر مالٹا کی مہیب اوپر تلے منزل بمنزل باتریان اور مستحکم بروج سربفلک کہڑے ہین - اور انگریزی جہنڈا اونپر لہلہا رہا ہے فی الفور بندرگاہون کے بعید ایل سلسلہ کو قلعبند کرنا شروع کر دیا - اور ان جان فروشون نے ہسپانیہ اور سلطنت عثمانیہ کی دیگر مخالف سلطنتون کے ساتھ ملکر اس نواح مین بہی ترکی جہازات پر اوسی طرح چھاپے مارنے شروع کر دیئے جسطرح جزیرہ رہوڈس سے ترکی جہازات کو مصر اور شام کے درمیان سمندر مین نقصان پہونچایا کرتے تہے اس سے سلطان سلیمان کو بہت جلد مالٹا کی طرف توجہ ہوگئی اور آخر کار جب پانچ مالٹی جہازون نے ایک ترکی تجارتی جہاز کو جسمین حرم سرائے سلطانی کی بیگمات کا بہی کچھہ اسباب تہا لوٹ لیا تو وہ زیادہ ضبط نہ کر سکا مفتی بہی سلطان پر عرصہ سے زور دے رہا تہا کہ نائیٹون کی ظالمانہ غلامی سے مسلمانون کو چھوڑانے سے بڑہکر کوئی کار ثواب نہین ہو سکتا۔ علاوہ برین اب سلیمان کو اس جزیرہ کی جنگی اور پولیٹکل وقعت بہی معلوم ہوگئی ہوگی - اور اس مین کوئی کلام نہین کہ جسطرح اس جزیرہ کے تصرف مین نہ آنیسے سلطنت عثمانیہ کو مقبوضات شمالی افریقہ سے ہاتھہ دہونا پڑا ہے - اسی طرح اگر اونکے وہان پاؤن جم جاتے تو صقلیہ (یہ جزیرہ بہی ابتدائی فتوحات اسلامیہ کے زمانہ مین مدت مدید عرب فاتحین کے تصرف و قبضہ مین رہچکا ہے) اور جنوبی اٹلی کے برخلاف کارروائی کرنیکے لئے اونکو ایسا عمدہ موقعہ ملجاتا کہ ان ممالک کی فتح مین کوئی شک نہین ہو سکتا تہا۔

الغرض ان زہریلے سانپون کے نئے بل کو جنکا سر کچل دینا ایک وقت اوسکے لئے بہت ہی آسان تہا فتح کرنیکے لئے ۱۵۶۵ء کے موسم بہار مین قسطنطنیہ کی بندرگاہ مین زبردست بیڑہ تیار کیا گیا - اس مین ۱۸۱ جہاز تھے اور بحری فوج کے علاوہ ۶۰۰۰ ینگچری اور ۵۵۰۰۰ دوسری فوج اس مہم کیلئے مختص کیگئی مصطفی پاشا وزیر پنجم سپہ سالار اور مشہور پیالی پاشا کو اوسکا نائب بنایا گیا۔ نامور طورغود کو طرابلس کی بحری و بری فوج لیکر اس مہم مین شامل ہونیکا

بیڑہ نے محاصرہ کر لیا - اور آخر اوسنے فاقہ سے تنگ آکر ۱۸۰۰ء مین جزیرہ انگریزون کے حوالہ کر دیا - اور ۱۸۱۴ء مین معاہدہ پیریس کے رو سے انگریزی قبضہ کو باقاعدہ طور پر کل یورپ نے تسلیم کر لیا - یہ جزیرہ اب ایسا محفوظ ہے کہ اگر قلعون مین رسد اور سامان حسب بکفایت ہو تو اوسکا فتح کرنا واقعی ناممکن ہے - مؤلف - ۱۲ -

حکم دیا گیا۔ اور ہر قسم کا سامان حرب وضرب جو قسطنطنیہ کے کارخانون مین لایق انجنیرون کی زیر نگرانی تیار ہوسکتا تہا۔ اس کٹھن مہم کیلئے بافراط جہازون پر بار کردیا گیا۔ اور بیڑہ مذکور یکم اپریل ۱۵۶۵ء کو شاخ زرین سے روانہ ہوا۔ علی پاشا وزیر اعظم مشایعت کیلئے ساحل تک سپہ سالار اور کپتان پاشا کے ہمراہ گیا اور راستہ مین آہستہ اُن سے کہا کہ ایسے دو مستعد رفقاء کیلئے جو قہوہ اور افیون کے ایسے سخت شایق ہین لازم تہا کہ اونکے بیڑہ پر اس تفریحی سیاحت کے لئے از سرتاپا یہی دو نون چیزین بہری ہوتین۔ اس تمسخر پر عثمانی مورخ سخت معترض ہین۔ اونکی رائے مین وزیر اعظم کی زبان سے ایسی اہم اور مشکل مہم کے شروع مین ایسے کلمات کا نکلنا فال نیک نہین تہا۔ مگر ان کلمات کی تاثیر بد کی نسبت وزیر اعظم کا ان دونون افسرون سے خفیہ رقابت رکہنا۔ اور ان دونون کا آپس مین ناموافق ہونیکے علاوہ طور غود سے جنکو اونکے ساتھ شامل ہونا تہا بالاشتراک رشک کہانا اس مہم کی ناکامیابی کا زیادہ بدیہی باعث ہوسکتا ہے۔

نائیٹون کو اس طوفان بلاخیز کی آمد کی اطلاع تہی۔ وہ اپنے جزیرہ کی مضبوطی اور قلعون و مورچون کی درستی مین تا بمقدور منہمک ہوگئے۔ شہر اور بندرگاہ کی محافظت کے لئے متعدد و نہایت مضبوط قلعے بنے ہوئے تہے۔ اور محافظین کی تعداد دس ہزار کے قریب تہی جنمین سے ۷۰۰ نائیٹ۔ ۸۵۰۰ سپاہی اور باقی والنٹیر تہے ہسپانیہ نے تہوڑی سی کمک بہیجکر وعدہ کیا کہ سسلی سے اوسکا گورنر اور بہی مدد روانہ کریگا۔ پوپ نے دس ہزار کرون (کرون = ۴ ½ شلنگ) دیئے۔ اور کسی عیسائی سلطنت نے کوئی اعانت نہ کی اور نائیٹون کو فقط اپنے قوت بازو جنگی مہارت۔ اور فصیل و حصار کی بلندی و مضبوطی پر بہروسا کرنا پڑا۔

عثمانی بیڑہ ۱۹ مئی ۱۵۶۵ء کو مالٹا پہونچا۔ پیالی کی خواہش تہی کہ طور غود کے پہونچنے تک فوج خشکی پر نہ اتاری جائے۔ مگر سپہ سالار نے دوسرے دن اوسکو اتار دیا۔ اور قلعہ سینٹ المو پر جو شہر مالٹا کے مشرقی و مغربی لنگر گاہون کی درمیانی راس پر دونون کی حفاظت کے لئے بنا ہوا تہا۔ حملہ شروع کردیا۔ کل ملحقہ سرزمین کے سنگلاخ ہونیکی وجہ سے ترکون کیلئے سرنگ لگانا یا مورچے تیار کرنا ناممکن تہا چنانچہ انکی جگہہ لکڑی کے متحرک مورچے بنائے گئے۔ اور باہر کیطرف سے اونپر کیچڑ اور گہاس کی بڑی بڑی موٹی تہین جمادیگئین۔ محاصرہ سے پانچوین دن بحری کپتان اولوج علی (جو دوسری حکومت مین اپنی کارہائے نمایان سے بہت ہی ممتاز و نامور ہوا) چہہ گیلی اسکندریہ سے لیکر اور ۲ جون کو طور غود طرابلس کا بیڑہ لیکر محاصرین کو آملا۔ اس پیرانہ سال اور آزمودہ کار امیر البحر نے قلعہ سینٹ المو پر حملہ کئے جانے کو ناپسند کیا۔ اوسکی رائے مین شہر فتح ہونے پر قلعہ خود بخود مفتوح ہوجاتا۔ اسلئے

پہلے شہر پر حملہ کرنا واجب تہا۔ مگر چونکہ اب یہ کارروائی شروع ہو چکی تہی اوسنے اسے ملتوی کرنا پسند نہ کیا۔ اُس نے قلعہ کا کامل محاصرہ کرنیکے لئے خشکی پر چہوٹی توپون کی باتریون کے علاوہ ۳۰ قلعہ شکن توپون کی باتری نصب کی۔ اور سمندر کیطرف سے جہازون کو قلعہ پر گولہ باری کرنیکا حکم دیا۔ محافظین کمال بہادری سے مقابلہ کرتے رہے اور اگرچہ ترکی گولون سے اکثر جگہہ دیوار مین شگاف ہو گئے۔ ترک اندر نہ داخل ہو سکے۔ ۱۶ جون کو طورغود نے قلعہ پر عام ہلہ کا حکم دیا۔ مگر چہہ گہنٹون کی دست بدست لڑائی کے بعد ترک دو ہزار سپاہی کٹواکر واپس ہٹ آئے اور بہادر طورغود بہی اس دن اپنے آقا کا حق خدمت ادا کرتا ہوا جام شہادت نوش کر گیا۔ ہلہ کے دوران مین وہ ایک مقام پر کہڑا ہوا سرعسکر کو عیسائیون کے دوسرے قلعونکا جواب دینے کے لئے نئی باتری نصب کرنیکا موقعہ بتا رہا تہا کہ اون مین سے ایک قلعہ کی باتریون سے ایک گولہ اوس مقام کے قریب ایک چٹان پر پہٹا اور اوس چٹان کا ایک ٹکڑا اوڑکر اوس جان نثار کے سر پر لگا جس سے وہ اسیوقت جنت کو راہی ہو گیا۔ سرعسکر مصطفی نے لاش پر کپڑا ڈلوا دیا اور جبتک انجنیرون کو کل ہدایات نہ بتا چکا کمال استقلال سے وہین کہڑا رہا۔ طورغود کی موت کا اس سے ساتوین دن بعد عوض لیا گیا۔ قلعہ سینٹ المو جانگداز ہلہ کے بعد فتح ہو گیا اور محافظین مین سے ایک شخص بہی جانبر نہ ہوا۔ اس بیرونی قلعہ کے محاصرہ مین تین سو نائیٹ اور تیرہ سو سپاہی عیسائیون کی طرف اور آٹہہ ہزار ترک ضایع ہوئے۔ مصطفی پاشا اس قلعہ کی کہنڈرات سے متصل قلعہ بورگ کے سنگین برجون کو دیکہکر جنپر اب حملہ کیا جانے والا تہا بے اختیار پکار اُٹہا "جب بچہ کے لئے ہمین اتنی جانین ضایع کرنی پڑی ہین تو باپ کو فتح کرنے مین کتنی جانون سے دست بردار ہونا پڑیگا؟" باین ہمہ اوسکا محاصرہ کر لیا گیا۔ اور ۱۱ ستمبر تک فریقین داد مردانگی دیتے رہے۔ اس اثنا مین باربروسا کا بیٹا اور طورغود کا داماد بیلربیے حسن پاشا الجیرز سے کمک اور بیڑہ لیکر ترکون کو آملا تہا۔ اس نوجوان نے اپنے باپ اور خسر کی عزت کو قایم رکہنے کے لئے پانچہزار فوج سے خشکی کیطرف سے جزیرہ نما سانگلی کے قلعہ پر حملہ کیا۔ اور دوسری طرف قاندلیسا ایک یونانی نومسلم نے سمندر کی طرف سے الجزایری جہازون سے لنگرگاہ کے اندرونی حصہ پر حملہ کیا۔ مگر حسن ۵ ہزار مین سے صرف ۵ سو سپاہی حملہ سے واپس لایا۔ اور قاندلسیہ کو بہی کوئی کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ دوران محاصرہ مین چہوٹے چہوٹے معرکون کے علاوہ دس عام ہلے کئے گئے۔ جنکو محافظین نے پسپا کر دیا۔ ہر ایک فریق دوسرے کی شجاعت پر عش عش کرتا تہا۔ لیکن اسکے ساتہہ ہی رحم و انسانیت کو دونون جواب دے چکے تہے۔ ایک معرکہ مین سرعسکر نے چند تیراکون کو کلہاڑیان دیکر ٹہاٹہر کی اوس باڑ کو جو نائیٹون نے لگائی ہوئی تہی لنگرگاہ کی دوسری طرف بہیجا۔ نائیٹون کے

گرینڈ ماسٹر نے چیند مالٹی ملاحون کو اونکے مقابلہ کا حکم دیا۔ وہ برہنہ تن چھوٹی تلوارین لیکر پانی مین کود پڑے اور کچھ عرصہ دونون جماعتین پانی مین لڑتی رہین۔ آخر ترک واپس آگئے اور بازی ہار گئی۔ متواتر ناکامیون اور بیفایدہ کشت و خون نے انجام کار ترکون کے حوصلے پست کر دیئے۔ اور ستمبر کے شروع مین یہ خبر بھی پہونچ گئی کہ گورنر سسلی نے جس کا ایک عرصہ سے انتظار ہو رہا تھا روانہ کر دی ہے جسکی فوج کی تعداد آٹھ ہزار سے کم نہ تھی۔ مگر افواہاً اوسکی تعداد بہت بڑی مشہور ہو گئی۔ اس سے شکستہ دل ترکون کی کمر ہمت اور زیادہ ٹوٹ گئی۔ انہون نے مایوس ہو کر بالآخر اپنی قلعہ شکن توپین وہین چھوڑ دین۔ اور اس مہیب جزیرہ سے جسکی سرزمین انسانی خون سے خوب سیر ہو گئی تھی ... اس محاصرہ مین ترکون کے پچیس ہزار اور نائیٹون کے پانچ ہزار آدمی ضائع ہوئے۔ مگر باوجود اس عظیم ... کی حالت بھی ایسی ناگفتہ بہ ہو رہی تھی کہ اگر ترک حوصلہ نہ ہار جاتے اور کچھ مدت اور استقلال سے کام لیتے تو نائیٹون کو مدد بھی پہونچ جاتی (اگرچہ اوسکا منزل مقصود تک پہونچنا قریباً محال تھا۔ کیونکہ ترکی بیڑے جو تعداد مین گورنر سسلی کے کمکی جہازات سے بہت ہی زیادہ تھے اونکو نہایت آسانی سے سمندر مین برباد کر سکتے تھے۔) وہ آخر کار جزیرہ کے فتح کر لینے مین کامیاب ہو جاتے۔ اسکی تائید مین یہی امر کافی ہے کہ جب گرینڈ ماسٹر نے ترکون کی متروکہ گران وزن توپون کے لیجانے کے لیئے جوان اور مضبوط آدمیون کے جمع ہونے کا حکم دیا تو بمشکل چھ سو آدمی جمع ہو سکے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چھ سو ہزارون ترکون کا کب تک مقابلہ کر سکتے۔ حوصلہ ہار دینے کے علاوہ سب سے بڑی غلطی جسکے ترک اس محاصرہ اور کئی دیگر محاصرون مین مرتکب ہوئے یہ تھی کہ وہ مضبوط قلعبند مکانون کو بالعموم عام حملون سے فتح کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ حالانکہ ایسے مقامات کے فتح کرنیکے لیئے سب سے سہل اور ناقابل خطا یہ تدبیر تھی کہ محصورین کا کامل طور پر محاصرہ کر کے اونکو فاقہ زدگی سے ہتھیار رکھدینے پر مجبور کیا جائے۔

جب محاصرہ اٹھا لیئے جانے کی خبر قسطنطنیہ پہونچی اوسوقت سلیمان آسٹریا کے ساتھ پھر جنگ کرنے کی تیاریان کر رہا تھا۔ میکسیملین ثانی قیصر جرمن نے جو فرڈیننڈ کی وفات پر تخت آسٹریا کا وارث ہوا تھا۔ ہنگری کی ترکی شہر سبزوار اور ٹوکے لیلیئے تھے۔ اور ترکی پاشا مصطفےٰ سقلی نے صوبہ کروشیا پر حملہ کر دیا تھا۔ سلطان نے نوجوان قیصر کا بذات خود مقابلہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اور اس مین کوئی شک نہین کہ اس جنگ نے نائیٹون کو سنہ ۱۵۶۶ء مین مکرر حملہ ہونے سے بچا لیا جس حملہ کی نسبت جہانتک انسانی عقل اور امکان مین دخل ہے یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ضرور کامیاب ہوتا۔ سلیمان کی عمر اس وقت ۷۶ برس کی تھی۔ اور پیرانہ سالی اور بیماری نے اوسکو ایسا نحیف کر دیا ہوا تھا کہ وہ گھوڑے پر سوار نہین ہو سکتا تھا۔ چنانچہ اس دفعہ فوج حملہ آور کے ساتھ جو یکم مئی سنہ ۱۵۶۶ء کو قسطنطنیہ سے روانہ ہوئی

وہ پالکی مین گیا۔ اپنے دار الخلافت سے آخری دفعہ باہر جاتے وقت اوسکو یہ اطمینان حاصل تہا کہ شہر کو پانی پہنچانے کے لیے جن مسقف نہرون کے تیار کرنے کا اوسنے حکم دیا تہا وہ مکمل ہو چکی ہین سلیمان ۲۷ جون کو قصبہ سیملین واقعہ ہنگری مین پہونچا۔ وہان جسمنڈ زپولی جو عثمانیہ سلطنت کے زیر حمایت ہنگری اور ٹرنسلونیا کا برائے نام بادشاہ تہا اوائم عبودیت بجالانیکے لئے حاضر خدمت ہوا۔ سلیمان اس مہم مین خاصکر کے دو مضبوط مقامات اسلا اور زیجات کو جو سابقہ مہمون مین غیر مفتوح رہے تہے فتح کرنا چاہتا تہا۔ زیجات کے گورنر کونٹ زرینی سنے صوبہ بوسینیا کی فوج کے ایک دستہ کو جو سلطانی فوج کی کمک کے لئے آرہی تہی رستہ مین شبخون مارکر تہ تیغ کر دیا تہا۔ اسپر سلطان نے سب سے پہلے اوسکی طرف رُخ کیا۔ اور ۵ اگست کو عساکر عثمانیہ نے اوسکے گرد خیمے نصب کر دیئے۔ زرینی نے جدید نشیبی آبادی کو ناقابل حفاظت سمجھکر خود جلا دیا۔ اور پرانے شہر مین جو بلندی پر تہا داخل ہو گیا۔ ترکون نے اس شہر کو پانچوین دن فتح کر لیا جسپر زرینی بعہ ۲۳ سو فوج کے قلعہ مین جو دونون شہر کے درمیان تہا چلا گیا۔ اور اسبات کی علامت کے لئے کہ آخری دم تک لڑتے رہین گے سیاہ جہنڈا بلند کر دیا۔ قلعہ کے گرد تمام زمین دلدلی تہی۔ ترکی انجنیرون نے اوسپر مختلف سڑکین تیار کین اور دیوارون کے قریب تک کی مورچے بنا دئے جن سے ینگچری ہر وقت ایسی سخت آتشباری کرتے رہے کہ کسی عیسائی کو فصیل سے سر اونچا کرنے یا اون سوراخون کے سامنے ہونیکی جو توپون کے لئے فصیلون اور برجوان کے کنگرون مین رکھے جاتے ہین جرات نہ پڑسکتی تہی۔ ترکی توپون نے قلعہ کی دیوارون کو بہی تقریباً مسمار کر دیا۔ اور ۲ ہشت ستمبر مین تین عام حملے بہی کئے گئے۔ لیکن زرینی اور اوسکی فوج جان سے ہاتہہ دہوئے بیٹھی تہی۔ ترک قلعہ مین داخل نہ ہو سکے۔ سلیمان نے اس چہوٹے سے قلعہ پر اس قدر عرصہ دراز صرف ہو جانیسے نہایت برافروختہ ہو کر اپنے جرنیلونکو جلدی کی تاکید کی لیکن اوسکو یہ نسوجہی کہ ساری فوج کو ایک قلعہ کے محاذ اور تین ہزار دشمن فوج کے مقابلہ پر مقیم رکہنا فضول ہے۔ اگر قلعہ مضبوط ہے اور محافظین اسکو حوالہ کرنے اور ہتیار رکہنے سے انکار کرتے ہین تو اس قدر فوج جو انکو کامل محاصرہ مین رکہہ سکے اور محصورین کو قلعہ سے باہر نکلنے کی صورت مین اسیر کر سکے وہان چہوڑ کر باقی فوج سے دشمن کے ملک پر پیش قدمی کیجائے۔ شاید جہوٹی شیخی اور غیرت اونکو کوئی قلعہ غیر مفتوح چہوڑ کر آگے بڑہنے کی اجازت نہ دیتی ہوگی۔ مگر اب امید ہے کہ ترک ان گذشتہ واقعات سے سبق لیکر آئندہ ایسی غلطی کے مرتکب نہین ہونگے۔

ترکی انجنیرون نے آخر کار قلعہ کے بڑے برج کے نیچے تک سُرنگ کو مکمل کر لیا۔ اور حملہ آور فوج کو اسکو اڑنے تک ٹہکے رہنے کا حکم دیا گیا۔ یہ سرنگ ۵ ستمبر کو علی الصباح اُڑی۔ اور برج کو فنا کر دیا۔ مگر اس شکستہ و مسما

عمارت سے آگ کا جو عظیم شعلہ آسمان کو بلند ہوا۔ وہ گویا معمر سلیمان کی روح تہی جو آسمان کو پروانہ کر گیی۔ سلطان ذیشان اوسی رات اس واقعہ سے چند گہنٹے پیشتر وجع مفاصل اور طبعی کمزوری سے داعی اجل کو لبیک کہہ گیا تہا۔ مرنے سے کچہہ عرصہ پہلے اوسنے وزیر اعظم کو کہلا بہیجا تہا کہ کیا وجہ ہی کہ اب تک فتح کا نقارہ نہین بجا لیکن اسکا سننا اوسکی قسمت مین مقدر نہین تہا۔ وزیر محمد سقلی نے بادشاہ کی وفات کو پوشیدہ رکہا اور سلطانی اطبا کو قتل کروا دیا کہ کہین راز افشا نہ ہو جائے۔ سرنگ اُڑنے سے چار دن بعد تک ترکی باتریان قلعہ کو مسمار کرنے مین مصروف رہین۔ حتی کہ صرف ایک اندرونی برج اور اوسمین زرینی اور اوسکے چھہ سو جان نثار سپاہی باقی رہگئے۔ باقی کل عمارت اور محافظین تباہ ہو گئے۔ ۸ ستمبر کو ینگچریون نے اس برج پر حملہ کیا۔ اور اوہر زرینی یہ دیکہکر کہ اب خاتمہ قریب پہونچگیا ہے موت کی تیاری شروع کر دی۔ اوسنے سب سے نفیس پوشاک زیب تن کر کے نہایت ہی بیش قیمت تلوار ہاتھہ مین لے لی۔ اور ایک تہیلی مین قلعہ کی کنجیان اور ایک سو ڈیوکٹ ڈالکر کمر بند مین رکہ لین اور کہا۔ کہ "یہ روپیہ مینے اسواسطے رکہا ہے کہ جو شخص مجہے قتل کرے اوسے یہ شکایت کرنیکا موقعہ نہ ملے کہ اوسکو اپنی تکلیف کا کوئی معاوضہ نہین ملا۔ اور کنجیان اسلئے ڈالی گیئن کہ جبتک میری بازو مین حرکت رہے کوئی شخص انکو نہ لیسکے"۔

اسکے بعد ہمراہیون کو لیکر برج کے صحن مین آگیا۔ اور ایک بڑی توپ مین آہنی میخین اور چہوٹی چہوٹی گولیان بہر کر پہاٹک کے مقابل رکہدی۔ جو ہہی ینگچری پہاٹک کے قریب پہونچے۔ اوسے کہولکر توپ چلادی گیی۔ اس ایک شلک سے سینکڑون مسلمان شہید ہو گئے۔ اور اس پریشانی اور سراسیمگی مین زرینی معہ چھہ سو رفقا کے اونپر در آیا۔ اور ہزارون کو تہ تیغ کر کے کل عیسائی بہی فنا ہو گئے۔ مگر وہ مرنے سے بعد بہی حملہ آورون سے انتقام لینے کا انتظام کر آئے تہے برج کے نیچے کل بارود جمع کر کے اوسکو اتنی بتی لگادی گئی تہی کہ بارود تک کچہہ عرصہ بعد آگ پہونچے چنانچہ جب ینگچری برج مین داخل ہو کر لوٹ مار مین مصروف تہے میگزین مین آگ لگ گئی۔ جس سے کل عمارت معہ تین ہزار ینگچریون کے ہوا مین اُڑگئی۔

اس فتح کے بعد جلد دوسرے علاقون سے بہی ترکی عساکر کی فتح و نصرت کی خبر موصول ہو گئی۔ مگر جسکے نام سے ترکی فوج یہ کارنامے نمایان کر رہی تہی۔ وہ بالکل بے حس و حرکت پڑا تہا۔ محمد سقلی نے سلیم کو سلیمان کی وفات کی خبر خفیہ طور پر پہونچادی تہی۔ مگر ڈیڑہ لاکہہ فوج کے جم غفیر مین چند رازدارون کے سوا سات ہفتون تک کسی کو علم نہوا وزیر نے لاش کو مصالح وغیرہ سے محفوظ کرا دیا۔ اور کوچ کے وقت سلطانی پالکی کے گرد برابر بدستور سابق پہرہ رہتا۔ اور فوج کو یہی گمان رہا کہ وہ خود سلطان کے حکم پر لڑ رہی ہے جسکی مصنوعی دستخطون سے فرمان جاری ہوتے رہے

اور بظاہر یہ مشہور کر دیا گیا کہ مرض نقرس کی شدت کی وجہ سے سلطان باہر نکلنے سے معذور ہین - آخر جب ہوکسا وغیرہ چند ہنگری کے مقامات فتح ہو چکے تو وزیر نے فوج کو بلغراد کی طرف ہٹانا شروع کر دیا - ابہی وہ شہر چار منزل پر تہا کہ اُسے قسطنطنیہ مین سلیم کے تخت نشین ہوجانیکی خبر ملی - اُس نے اسی دن (۲۴ - اکتوبر ۱۵۶۶ء کو) رات کے وقت سلطان کی خیمہ کے گرد حفاظ قرآن بٹہا دیئے اور چند گہنٹون کے بعد مین اس وقت جبکہ ٹہیک ۴۸ دن قبل سلطان کا مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا تہا عام اعلان کر دیا کہ سلیمان اس جہان سے کوچ کر گیا ہے - فوج نے یہ خبر سُنکر آہ و بکا شروع کر دی لیکن فرزانہ وزیر نے اونکو تسلی دلاسا دیکر مطمئن کر دیا - سلیم ماتمی لباس پہنے قسطنطنیہ سے فوج اور اپنے باپ کی لاش کو بلغراد جا ملا - جہان سے منزل بمنزل کوچ کر کے لاش کو قسطنطنیہ واپس لا کر جامع سلیمانیہ کے قریب اپنی والدہ کی قبر کے پاس دفن کر دیا - سلیمان اپنے ورثا کے لئے جو سلطنت چہوڑ گیا اوسکے بعد اس سلطنت مین قبرس اور کریٹ کے سوائے اور کوئی مدامی مستقل اضافہ نہین ہو سکا - اور نہ اوسکے بعد سلطنت کو پہر ویسا عروج - خوشحالی اور طاقت نصیب ہوئی ہے - اوسکے زمانہ مین سلطنت عثمانیہ کا رقبہ چالیس لاکہ میل مربع سے کم نہ تہا جسمین دنیا کے اکثر زرخیز قطعات و ممالک شامل تہے - یہ عظیم الشان سلطنت عثمانی ترکون نے جنکا جد امجد پانسو سوارون سے بے خانمان پہر رہا تہا تین صدیون کے عرصہ مین حاصل کی -

سلیمان نے سلطنت کو ۲۱ گورنمنٹون اور ۲۵۰ سنجقون (اضلاع) مین تقسیم کیا - وہ گورنمنٹین (صوبجات) حسب ذیل تہین - اول رومیلیا - یہ نام تمام ترکی مقبوضات پر جو دریائے ڈینوب سے جنوب مین تہے حاوی تہا - اور قدیم یونان - مقدونیا - تہریس - اپائیرس - اللیریا - ڈلمیشیا و موسیا - اس مین شامل تہے - ۲ - مجمع الجزائر - یہ صوبہ کپتان پاشا کے زیر حکومت ہوتا تہا - ۳ - الجیریا - ۴ - طرابلس الغرب - ۵ - افریقہ مفتوحہ علاقجات مغربی ہنگریا - ۶ - تمسوار جسمین علاقجات بنات - ٹرنسلوینیا اور شرقی ہنگریا شامل تہے - ۷ - اناطولیہ - تمام ایشیا کوچک بالعموم اس نام سے پکارا جاتا ہے - مگر یہان اوسکا شمال مغربی حصہ مراد ہے - ۸ - کرمانیہ - ۹ - روم - جو صوبہ سیواس اور بعض وقت صوبہ اماسیہ بہی کہلاتا تہا - ۱۰ - ضول قدر - اسمین کوہ طارس کے مشرقی سلسلون کے مشہور درے اور قصبات البوستان - ساموسٹا و ملیٹیا شامل تہے - ۱۱ - طرابزون - یہان کا گورنر بحیرہ اسود کے جنوب مغربی ساحل پر بہی حکمران ہوتا تہا - ۱۲ - دیاربکر - ۱۳ - وان - ان دونون صوبون مین کردستان اور آرمینیا کا حصہ کثیر داخل تہا - ۱۴ - حلب - ۱۵ - دمشق - شام - اور فلسطین ان دونون گورنمنٹون کے ماتحت تہے - ۱۶ - مصر - ۱۷ - مکہ و مدینہ و حجاز - ۱۸ - یمن و عدن - اس گورنمنٹ مین حضرموت - تہامہ - خلیج فارس کے عرب ساحل (عمان و الحصا) اور شمال مغربی ہندوستان

کے ساحلی علاقہ کا حصہ کثیر شامل تہا۔ ۱۹لبغداد۔ ۲۰موصل۔ ۲۱بصرہ۔ ان تینون صوبون مین وہ علاقے جو سلیم اور سلیمان نے میسوپوٹیمیا مین ایرانیون سے فتح کئے تہے اور اُس سے جنوبی علاقے شامل تہے۔ اور دریائے فرات و دجلہ محل التصاق سے سمندر تک مشرقی حد اور ایرانی و ترکی مقبوضات مین حد فاصل تہو۔ ان صوبون کے علاوہ والیشیا۔ مالڈیویا۔ راگوسا[1] اور کریمیا معہ جنوبی روس سلطان کے باجگذار ممالک تہے۔ پہلے دونون صوبے نقد خراج دیتے تہو۔ اور آخر الذکر دونون ممالک جنگ کے موقعہ پر زبردست کمکی فوج سے امداد کیا کرتے تہے۔ خان کریمیا کی حکومت کی حدود معین کرنا مشکل کام ہے۔ اسکے اور اسکے ہمقوم خان استراخان کے ماتحت بیشمار نبرد آزمایانہ بدوش تاتاری قبایل ہوتے تہو۔ جو بحیرہ اسود کے شمالی علاقہ مین گشت کرتے اور کاسکون (قبیلہ قزاق) اور روسیون سے ہر وقت برسر جنگ رہتے تہے۔ اور انکی حدود ہمیشہ بدلتی رہتی تہین۔

سلیمان کے ماتحت بیس مختلف قومین آباد تہین۔ خالص ترکون یعنی عثمانیون کی تعداد جو اس وقت ایک کروڑ تیس لاکہہ بتائی جاتی ہے۔ اُس وقت ڈیڑہ کروڑ کے قریب تہی۔ کیونکہ پچہلی تین صدیون مین انکی آبادی روبہ تنزل رہی ہے۔ اس وقت بہی وہ ابکی طرح سلطنت کے مختلف حصص مین مساوی تعداد مین آباد تہے۔ ایشیائی مقبوضات مین انکی تعداد ایک کروڑ بیس لاکہہ کے قریب تہی۔ اور اسکا زیادہ حصہ ایشیا کوچک مین تہا جسے ترکون نے اپنا وطن بنا لیا ہوا ہے۔ تیس لاکہہ یونانی عیسائی یورپین ٹرکی کے جنوبی حصہ مین اور دس لاکہہ سے زیادہ ایشیا کوچک مین تہو۔ ارمنی یورپ مین کم اور زیادہ تر ایشیا مین تہو۔ انکی تعداد موجودہ تعداد کے قریب قریب یعنی ۲۵-۲۶ لاکہہ تہی۔ عیسائی رعایا مین سلیو قوم سب سے بڑی تہی۔ بلگیریا۔ سرویا۔ بوسینیا۔ مانٹی نیگرو اور ہرزی گوینا مین یہی قوم زیادہ تر آباد تہی۔ اور والیشیا و مالڈیویا مین بہی انکی آبادی کچہہ کم نہ تہی۔ البانیا اور ٹرینسلوینیا مین بہی وہ ہزارون کی تعداد مین موجود تہو۔ انکا شمار اسوقت ۶۵ لاکہہ کے قریب اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ رومانی قوم جو رومی فاتحون اور ڈاسی مفتوح قوم کی مخلوط نسل سے ہے مالیشیا و مالڈیویا مین آباد اور شمار مین اب جتنی یعنی چالیس لاکہہ تہی۔ البانوی جنکو ترک ارنوط اور وہ خود اپنے تئین سکیپٹار پکارتے ہین ایک علیحدہ کوہستانی قوم ہین۔ وہ

[1] یہ شہر آسٹریا کے صوبہ ڈلیشیا مین بحیرہ اڈریاٹک کے ایک جزیرہ نما پر واقع ہے۔ یہ عمدہ و نہایت مضبوط بندرگاہ رکہتا ہے۔ اور اسکے قلعے بہت مضبوط ہین۔ یہ ساتوین صدی کے وسط مین آباد کیا گیا تہا۔ سلیمان کے وقت یہان جمہوری ریاست تہی جو نپولین اول کے وقت تک جس نے اسے فتح کرکے اپنے ایک مارشل کو اسپر حاکم بنایا قایم رہی۔ مؤلف

دلیر نڈر جفاکش - بے اصول - وطن مین قزاقی کے اور باہر جنگ و جدال کے شایق ہین - اونکی موجودہ مردم شماری پندرہ لاکہہ ہے اور سلیمان کے وقت بہی یہی ہوگی - عرب قوم شام - مصر و عرب اور تمام شمالی افریقہ مین پہیلی ہوئی تہی - اور یہ شمار مین ساٹہہ لاکہہ سے کم نہین تہی - شام کے دروز - خالدی اور مارونی دس لاکہہ کے قریب تہے - ہنگری کے اوس حصہ کے مجر جو سلطان کے ماتحت تہا - ٹرینسلوینیا کے بوزن الجیریا - و شمالی افریقہ کے بربر - مصر کے قبطی اور یہودی و سبانی (جو بالڈیویا مین بکثرت آباد تہے اور ہین) اور مملوک ابہی علیحدہ رہے ہے - الغرض سلطان سلیمان کی رعایا کی مردم شماری پانچ کروڑ کے قریب قریب تہی - اور اوس زمانہ مین فغفور چین کے سوا غالباً کسی اور بادشاہ کے ماتحت اس قدر رعایا نہ تہی - ✦

اِن قومون مین سے تاتاری عثمانلی - عرب - کرد - ترکمان - مملوک و بربر کلہم اور بوسنوی - بلغاری و البانوی آبادی کا حصہ کثیر مسلمان تہا - باقی قومین عیسائی اور زیادہ تر کلیسیائی یونانی کے تابع تہین -

سلیمان کے عہد حکومت کے آخری برس مین اوسکی تخت نشینی کے وقت کی نسبت باقاعدہ ترکی افواج کی تعداد دگنی تہی - اوسنے ینگچریون کی تعداد بیس ہزار تک بڑہا دی - اور اوسکے زمانہ مین تمام مستقل و تنخواہ دار فوجکی تعداد جس مین شاہی باڈی گارڈ کے سوار اور دیگر اقسام بہی شامل تہین ۴۸ ہزار تہی - سلیمان ینگچریون کی بیحد خاطرداری کیا کرتا تہا اوسنے کمزورون کی ایک جماعت قایم کی جس مین صرف وہی سپاہی جو جنگی اعلےٰ خدمات کرتے کرتے بوڑہے ہوگئے ہون یا زخمی ہوجانیکی وجہ سے کام کرنیکے قابل نہ رہ گئے ہون بہرتی کئے جاتے تہے ان لوگون کو علی قدر مراتب فی کس تیس اسپر سے ایک سوا اسپر تک یومیہ ملتے تہے - ینگچری فوج کے رنگروٹون کو تین سے سات اسپر تک اور نبرد آزماون کو آٹہ سے بیس اسپر (اسپر ایک سنٹ کے یعنی تقریباً ادہ آنہ کے برابر ہوتا ہے) یومیہ کے حساب سے تنخواہ ملتی تھی - سلطان اس فوج کی عزت افزائی کے لیے اوسکی پہلی رجمنٹ مین خود بہی بہرتی ہوا اور تقسیم تنخواہ کے دن بذات خود رجمنٹ مین آکر کرنیل سے بطور سپاہی تنخواہ لیتا - یہ دستور اوسکے جانشینون مین بہی برابر مروج رہا - ایک دوسری رجمنٹ کی اوسنے اس طرح عزت بڑہائی کہ جب اوسکا معاینہ کرنیکے لیے بارکون مین گیا اور اوسکے کرنیل نے شربت کا پیالہ پیش کیا تو اوسے قبول کرکے نوش کرلیا - اور اس وقت سے یہ رسم ہوگئی کہ جب کوئی نیا سلطان تخت پر بیٹہتا ینگچری فوج کا آغا یا سپہ سالار شربت کا پیالہ پیش کرتا - جسے وہ یہ الفاظ کہکر پہیر واپس لوٹا دیتا کہ "ہم ایک دوسرے سے بمقام سیب سرخ پہر ملاقات کرینگے" یہ ترک اُنکے پایہ سلطنت روما کو اس نام سے پکارتے ہین - مگر افسوس یہ صرف الفاظ ہی الفاظ تہے -

عملاً کسی سلطان نے اپنے جد امجد محمد کی خواہش اور بایزید یلدرم کی دہمکی کو پورا کرنے کی کوشش نہ کی سلطان کو ینگچری فوج سے اس قدر الفت تہی کہ اوسکا ہیڈکوارٹر اوس نے خاص قسطنطنیہ مین مقرر کردیا اور سلطنت کے ہر ایک بڑے قصبہ اور مشہور قلعہ مین اسکے دستے متعین کردیئے جسکا بعد مین یہ نتیجہ ہوا کہ فوج مذکور جو پہلے صرف جنگی مہمون کے لئے مخصوص تہی ان تمام فرائض کی سرانجام دہی کے لئے ناکافی پائی گئی اور اس کمی کو پورا کرنے کے لئے نہ فقط عیسائی نوجوانون کی بہرتی مین اضافہ کیا گیا بلکہ اس فوج کے حقوق و مراعات بڑہا دیئے گئے کہ اوروں کو بہی ترغیب ہو ینگچریون کو بیاہ کرنیکی اجازت دیگئی۔ اونکے لڑکوں کو فوج مین داخل کرنا شروع کردیا گیا۔ اور اونکو مختلف پیشے اختیار کرنیکی اجازت دیگئی جس سے وہ انہی مقامات مین جہان متعین کئے گئے ہمیشہ کے لئے مقیم ہو کر وہان کے متوطن ہوگئے۔ اور کنبون کے باپ۔ سوداگر اور کاریگر بنگئے اور نظام فوجی کا نام ونشان باقی نہ رہگیا۔ ان لوگون کو اس قدر حقوق حاصل تہے کہ ینگچری کا نام ہی معافی محاصل کے لئے کافی تہا جس سے ہر ایک کو اونکے رجسٹر مین اپنا نام درج کرانیکی ترغیب ہوگئی اور انہی خرابیون سے وہ جرار فوج جو ہر وقت خواہ کوچ ہو یا مقام ہر طرح سے جنگ کے لئے لیس و تیار رہتی تہی۔ ایک طرح کا قومی ملیشیا (غیر آئین فوج) رہگئی۔ اس فوج کو یہ خاص رعایت حاصل تہی کہ جبتک خود سلطان کمان نہ لے وہ میدان جنگ کو نہ بہیجی جائے سلیمان نے اُن سے اس رعایت کو چہین لیا۔ یہ اوس سے سخت پولٹیکل غلطی سرزد ہوئی۔ ینگچری کل فوجی طاقت کے رگ و ریشہ تہے اور ہر اہم مہم پر اونکا بہیجا جانا ضروری تہا۔ اور اس طرح سلاطین کو بہی لازمی طور پر ان مہمون مین شامل ہونا پڑتا تہا جس سے بزدلی و کاہلی اور تن پروری و عیاشی سلاطین مین راسخ نہین ہوسکتی تہی مگر اس قاعدہ کی منسوخی سے جو سلیمان کے جانشین سلاطین کی کوتاہ ہمتی اور عیش پسندی کی سب سے بڑی وجہ ہے سلیمان اپنے ملک فوج۔ اور جانشینون کی خرابی اور دون ہمتی کی بنیاد رکہہ گیا۔ سلطان کی دوراندیشی اور تدبر مین کسی کو کلام نہین اور اسی لئے اوسکی اس فروگذاشت پر سخت حیرت ہوتی ہے۔ اوسکی دوراندیشی کی ادنےٰ نظیر ہے کہ باوجودیکہ وہ ینگچری فوج پر اس قدر مہربان تہا۔ پہر بہی اس خود سر فوج کو قابو مین رکہنے اور فوجی ساقہ کے قیام کے لئے بوستانجیون (باغبانون) کی ایک جماعت جسمین چہ ہزار سے زیادہ نوجوان تہے بہرتی کی جنکا بظاہر کام شاہی محلات کے باغون کو درست رکہنا تہا۔ مگر فی الحقیقت اونکو کامل فوجی مشق و ترتیب دیکر ان سے ینگچریون کے مقابل شاہی باڈی گارڈ کا کام لینا مقصود تہا۔ ذیبات کی مہم مین فیوڈل اور باقاعدہ فوج کی تعداد دو لاکہ تہی۔ سلطانی توپخانہ مین تین سو توپین اور بیڑہ مین تین سو جہاز تہے۔ عیسائی سلطنتون نے ہر ایک معاملہ

مین بالعموم اور فوجی معاملات مین بالخصوص جیسا کہ اس عہد حکومت کے ابتدائی حالات مین لکھا جا چکا ہے
گو نمایان ترقی کر لی تہی۔ لیکن عثمانیہ فوج نظام و تربیت اور مستعدی و تیاری مین پہر بہی سب سے بڑہ چڑہکر
تہی۔ بلحاظ تعداد اتواپ لیاقت گولندازان ترکی توپخانہ کی برتری کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ یہی ریمارک قلعبندی۔
مورچون کی تیاری اور فوجی انجنیری کی دیگر شاخون مین ترکون کی لیاقت اور مہارت پر صادق آتا ہے۔ مگر
سب سے نمایان فرق اسلامی و عیسوی فوجون کی جسمانی صحت اور اخلاق پاکیزگی مین پایا جاتا تہا۔ آسٹرین سفیر
بسبکی کو اس جو بعض مہمون مین عثمانیہ فوج کے ساتہہ رہا اپنی تحریرون مین ترکی کیمپ کی صفائی اور حسن انتظام
سپاہیون کی سلامت روی اور اتقا اور ہر طرح کی قمار بازی کے فقدان کا اوس طوفان بے تمیزی۔ بدمستی۔
حرامکاری۔ رندی اور سخت مکروہ غلاظت اور ناپاکی سے مقابلہ کرتا ہے جو اوس زمانہ کے عیسوی کیمپون مین
اور اونکے ارد گرد اول سے آخر تک موجود ہوتی تہی۔ سلیمان نے مہمون اور جنگون مین اپنے سپاہیون کے آرام
و آسایش اور بہتری کے لیئے جو انتظام و تدابیر کین۔ اونپر موجودہ زمانہ مین بہی کوئی اضافہ نہین ہوسکا۔ ازانجملہ
ایک انتظام سقون کا تہا جو کوچ پر اور میدان جنگ مین تہکے ماندے اور مجروح سپاہیون کو پانی پلاتے پہرتے تہے
اسکے مقابلہ پر قیصر چارلس کی فوج کی بے سروسامانی اور تنگ حالی کسی سے پوشیدہ نہین۔

سلیمان کو اپنے ہمعصرون پر یہ فوقیت بہی حاصل تہی کہ اوسکی آمدنی سب سے زیادہ تہی جو باوجود زیادہ ہونیکے
اس طرح سے وصول کیجاتی تہی کہ رعایا کو کوئی بار نہین معلوم ہوتا تہا۔ اور اوس سے نہایت احتیاط اور ساتہہ ہی فیاضی
دلی سے صرف کیا جاتا تہا۔ خاص سلطانی اراضیات کی سالانہ آمدنی پچاس لاکہہ ڈیوکٹ تہی۔ جو عشر۔ جزیہ
محاصل و آمد و برآمد اور دیگر باقاعدہ ٹیکسون کی آمدنی سے ملکر ستر اور اسی لاکہہ کے درمیان ہوجاتی تہی۔ محاصل کا
بار رعایا پر بہت ہی ہلکا اور نرم تہا۔ سلطان نے صرف دو دفعہ محاصرہ رہوڈس و بلگیریا اور مہم مہاٹس کے وقت
غیر معمولی جنگی اخراجات سے مجبور ہوکر بلاتمیز مذہب و قوم مفلس و تونگر کل رعیت پر ۱۵ اسپر فی کس کا زائد ٹیکس لگایا تہا
مگر دونون موقعون پر اس محصول سے بہت تہوڑی آمدنی ہوئی۔ اور اوسکے پہر کبہی لگانیکی ضرورت بہی پیش نہ آئی۔
سلطانی فتوحات سے اِس قدر مال غنیمت مل جایا کرتا تہا کہ نہ فقط جنگ کا خرچ پورا ہوجاتا۔ بلکہ بالعموم بیت المال کے پاس فاضلہ
رقمین بہی بچ رہتین۔ اس باقاعدہ آمدنی کے علاوہ مصر سے ابتدا مین آٹہہ لاکہہ اور بعد مین بارہ لاکہہ
ڈیوکٹ سالانہ کی آمدنی ہوتی۔ ریاستہائے ہنگری۔ وٹرینسلوینیا۔ ہر سال بڑی بڑی رقمین ادا کیا کرتین اور راگوسا
مالڈیویا اور ولیشیا سے ہر سال باقاعدہ زرخطیر خراج مین وصول ہوتا۔ آمدنی کا ایک ذریعہ اور بہی تہا جسکو سلطانی شان کے

حسب حال نہین کہا جاسکتا۔ یعنے جو بیشمار اعلےٰ عہدہ دار دوران حکومت مین قتل کیئے گئے۔ اونکی جایدادین بھی ضبط کرلی جاتی تھین۔ یہ دستور قدیم سے چلا آتا تھا۔ اور اس طرح ابراہیم اور اکثر دیگر بدقسمت عہدہ دارون کی املاک جایداد کی ضبطی سے سُلطانی سالانہ آمدنی مین بہت کچھ اضافہ ہوتا رہا۔

سلطان محمد فاتح کے عہد حکومت کے حالات تحریر کرنے سے پہلے عثمانیہ سلطنت کے اصول حکمرانی اور انتظام ملکی کی مجمل کیفیت درج ہوچکی ہے۔ سلیمان نے سلطنت کے ہر ایک محکمہ اور شعبہ کو بدنسقی سے پاک کرکے اُسکو انتظام کو مکمل کیا۔ اور سب سے بڑھکر ضیامت اور تیمار کے فیوڈل عطیات پر خاص توجہ کی جنمین ابتری پیدا ہونی شروع ہوگئی تھی۔ اُس نے قاعدہ مقرر کردیا کہ جس تیمار کی سالانہ آمدنی تین ہزار اسپر سے کم ہو اوسے منسوخ کردیا جائے۔ کئی تیمارون کو ملاکر ایک ضیامت بنائی جاسکتی ہے۔ مگر سوائے اوس صورت کے کہ ضیامت دار جنگ مین شہید ہوا اور ایک سے زیادہ بیٹے چھوڑ گیا ہو ضیامت کی تقسیم در تقسیم نہین ہوسکتی۔ گورنمنٹ عالیہ کی اجازت سے کئی شخص بالاشتراک ایک ہی عطیہ پر قابض ہوسکتے ہین۔ مگر وہ عطیہ ایک ہی محال متصوّر ہوتا رہیگا۔ اور بلا خاص اجازت اوسکی تقسیم کرنیوالے سخت سزا کے مستوجب ہونگے۔ جو لوگ یورپین سلطنتون کے فیوڈل طریقوں اور وہان کی تقسیم در تقسیم اور اجارہ در اجارہ کی خرابیون سے واقف ہین وہ ان احکام کی خوبی کو بخوبی سمجھ سکتے ہین۔ عطیہ دارون کو انتقال و ہبہ کی اجازت نہین تھی۔ باپ کے بعد بیٹا وارث ہوتا تھا۔ اگر عطیہ دار لاولد مرجائے تو وہ سرکار مین ضبط ہوجاتا تھا۔ سلیمان سے پہلے دستور تھا کہ وزراء اور گورنران صوبجات اپنے اپنے علاقون مین ضبط شدہ عطیون یا جاگیرون کو باختیار خود جسے مناسب سمجھین عطا کردیتے تھے۔ سلیمان نے اونکے اس اختیار کو تیمار تک محدود کردیا۔ مگر اس صورت مین بھی معطی کو معطی لہٗ پر کوئی استحقاق نہین حاصل ہوسکتا تھا۔ وہ برابر براہ راست سلطان کے فیوڈیٹری (ماتحت جاگیردار) ہوتا تھا۔ کوئی درمیانی واسطہ سلطان و جاگیرداران مین موجود نہین ہوسکتا تھا۔ ضبط شدہ ضیامتون کو ازسرنو عطا کرنا صرف سلطان کے اختیار مین کردیا گیا۔ سلیمان کے زمانہ مین ضیامتون کی تعداد ۳۱۹۲۔ اور تیمارون کی ۵۰۱۶۰ تھی۔ ہر عطیہ کیلئے صرف اکیلے معطی لہٗ پر ہی جنگی خدمت فرض نہین تھی۔ اگر تیمار کی آمدنی تین ہزار اسپر سالانہ ہو تو وہ اکیلا جنگ مین شامل ہونیکا پابند ہوتا۔ لیکن اگر آمدنی تین ہزار سے زاید ہوتی تو ہر پانچ ہزار اسپر کی زاید آمدنی پر وہ ایک ایک سپاہی (سوار) بہم پہونچانے کا ذمہ دار ہوتا تھا۔ سلیمان کے زمانہ مین فیوڈل کیولری (سواران جاگیر) کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تھی۔ وہ سخت بے ادب سپاہیون کی طلبی پر مقام مقررہ پر جمع ہوتے۔ اور جبتک جنگ ہے

بلاتنخواه کام کرتے تھے۔ سلطنت عثمانیہ کے اس انتہائے عروج کے زمانہ کی جنگی طاقت کا اندازہ لگاتے وقت ۴۰ ہزار باقاعدہ و ہر وقت حاضر باش فوج کے ساتھ صرف اسی تعداد کو ایزاد نہ کرنا چاہیے بلکہ تاتاری سواروں کے اوس دل بادل کو جو خوانین کریمیا سلطانی فوج کے سیلاب کے بڑہانیکو بہیجا کرتی تھے۔ اور نیز اوس بے قاعدہ فوج پیدل و سوار (اکنجی و آذاب) کو بہی مدنظر رکہہ لینا چاہیئے جو ہر مہم مین مِن ضمن خود سلطانی ممالک سے آکر فوج مین شریک ہو جایا کرتے تھے۔ اور لوٹ مار پر گذارہ کیا کرتے تھے۔ اور بسا اتفاقات نو مفتوحہ ممالک مین اُن مین سے اُن سپاہیون کو جنہون نے نمایان خدمت کی ہو تیمار و ضیامت کی جاگیرین بہی عطا کر دیجاتی تہین۔

سلیمان نے فیوڈل سسٹم کا انتظام کرتے وقت صرف فوجی نظام اور جاگیردن کے باقاعدہ نظم و نسق کو ہی مدنظر نہ رکہا بلکہ فوجی عطیات ارضی کے اصل کاشتکارون کے حقوق کی بہی جو یورپ مین زیادہ تر عیسائی تھے۔ کامل نگہداشت کی۔ زمین کے اصل مالک وہی کاشتکار تسلیم کیئے گیئے۔ جاگیردار فقط مقررہ لگان اور محاصل اور چند مختص خدمات لینے کا مستحق تہا۔ وہ کاشتکار کو جبراً بیدخل نہین کر سکتا تہا۔ اور اوسکو محاصل کے سوائے اونسے کوئی سروکار نہ تہا۔ مثلاً سرویا مین جاگیردار پیداوار کا عشر (دسوان حصہ) اور ہر شاخ مویشی پر خفیف سا محصول لیا کرتا۔ علاوہ برین اوسے ہر ایک متاہل زن و مرد سے فی کنبہ دو پیاستر کا ٹیکس وصول کرنیکا استحقاق حاصل تہا۔ بعض اوقات ان تمام محاصل کے عوض ہر ایک متاہل زن و مرد بالمقطع دس پیاستر سالانہ ادا کر دیا کرتے تھے۔ یہ جاگیردار یعنی سپاہی عموماً اپنی جاگیر کے دیہات مین سکنی مکان تک نہ رکہتے تھے۔ اور اونکو اپنے کاشتکارون پر کوئی مجسٹریٹی اختیار حاصل نہ تہو کیا کسی عیسوی سلطنت نے اس انیسوین صدی کے اختتام پر بہی اپنے غیر مذہب کی رعایا کی آزادی و بہتری کا ایسا انتظام کیا ہے جو اس نامور سلطان نے جسکی نسبت مسلم ہے کہ گو اپنے باپ کیطرح متعصب نہین مگر وہ اسلام کا جان نثار پیرو اور پکا مسلمان تہا۔ سولہوین صدی مین اپنی عیسائی رعایا کے لیئے کیا تہا۔ اس احسان فراموش اور کور نمک رعایا نے ان احسانات کا جو کچہہ عوض دیا اوسے اب کون نہین جانتا۔ برخلاف اسکے اوس زمانہ مین عیسائی سلطنتون کے جاگیردار اپنے ہی ہم مذہب اور ہمقوم کاشتکاران ارضی کو کتون سے زیادہ ذلیل سمجہتے تہو۔ ان غریبون کے ننگ و ناموس اور جان و مال اور جائیداد کو ان غاصبون کی دستبرد سے کوئی بچانے والا نہین تہا۔ اور نا ذرا سے قصور پر انکو ہلاک کر دینا کوئی بات نہین سمجہی جاتی تہی۔ سولہوین صدی تو دور ہے ابسی موجودہ

صدی کے چہٹے عشرہ تک روس کے کاشتکار حیوانون سے بدتر حالت مین تہے اور ابتک بہی اونکی تمدنی حالت مین کوئی ایسا بڑا تغیر نہین ہوسکا۔ عیسائی فرمانروایان اور جاگیر دارون کے ناگفتہ بہ جور وظلم اور ترکون کی خوش معاملگی اور رحمدلی کا یہ ادنے ثبوت ہے کہ ترکی سلطنت کے متصلہ ممالک کے عیسائی گہر بار چہوڑ کر جوق درجوق ترکی علاقہ مین چلے آتے تہے سلطان سلیمان کا ایک ہمعصر عیسائی مورخ لون کلیویس الزویر لکہتا ہے کہ مین نے اپنی آنکہون سے بیشمار ہنگری دہقانون کو اپنے گہرون کو آگ لگاکر زن و بچہ۔ مال مویشی اور آلات کشاورزی کو ساتہ لئے ہوئے ترکی قلمرو کو بہاگتے ہوئے دیکہا ہے۔ جہان اونکو معلوم تہا کہ عشرات کے سوائے اور کسی محصول کا بوجہ یا ایذا و تکلیف ہمکو نہین اوٹہانی پڑے گی۔

سترہوین صدی مین جب ریاست وینس یونان کے جنوبی صوبہ موریا پر قابض ہوگئی تو وہان کے عیسائی باشندے پہر سلطانی رعیت بننے کیلئے سخت بیتاب ہوتے رہے جس طرح کہ اب تہیسلی کے باشندے سولہ برسون مین عیسوی حکومت کا مزہ چکہ کر پہر سلطانی رعیت بننے کی دلی خواہش ظاہر کر رہے ہین۔ ڈاکٹر کلارک اپنے سفرنامہ مین تحریر کرتے ہین کہ کریمیا کے باشندے ترکی حکومت کی جگہ روسی حکومت کے قائم ہوجانیسے اس تغیر پر سخت افسوس کر رہے ہین۔

تیمار اور ضیامتون کا انتظام فقط ایشیائی و یورپین مقبوضات مین تہا۔ یورپ کی جاگیرین شمار اور آمدنی مین ایشیائی عطیات پر فوقیت رکہتی ہین۔ ایشیائی جاگیرون مین سپاہی لوگ خود ہی کشتکاری کرتے تہے۔ اور عیسائی کاشتکارون کی تعداد یہان بہت تہوڑی تہی۔ اسی لئے ایشیا مین عثمانی سلطنت کو ایسا ضعف نہین پہنچا۔ جیسا کہ یورپ مین۔ مصر مین چودہوین صدی یعنی مملوکون کے وقت سے دستور چلا آتا تہا کہ گورنمنٹ اضلاع و پرگنون کے محاصل کا اجارہ دیدیا کرتی تہی۔ اور یہ اجارہ دار جو ملتزم کہلاتے تہے۔ فلاحین (کاشتکارون) سے عشر و محاصل وصول کرکے اوسکا کچہہ حصہ بطور حق محصلی اپنے پاس رکہکر باقی خزانہ شاہی مین داخل کر دیتے۔ عثمانیہ سلاطین نے بہی یہی قاعدہ جاری رکہا۔ مگر ابراہیم پاشا اور اوسکے بعد سلیمان پاشا نے اس انتظام کی تجدید کے اس امر کا کسی قدر تدارک کر دیا کہ ملتزم اور مملوک جاگیردار فلاحین پر جور و تعدی نہ کرسکین۔ سلطان نے ملتزمی کا منصب حین حیات کیلئے مقرر کیا۔ مگر رفتہ رفتہ وہ موروثی ہوگیا۔ اور چونکہ ان لوگون کا یہ کام ہوتا تہا کہ جہان تک ممکن ہو فلاحین کا خون نچوڑلین۔ اس کام کے لئے جبر کا استعمال ضروری ہوگیا۔ اور اس طرح سے یہ منصب بتدریج فوجی سردارون کے ہاتہہ مین چلے گئے۔ اور نسلاً بعد نسل اونکی اولاد مین منتقل ہوتے رہے

حتی کہ محمد علی پاشا بانی خاندان خدیویہ نے کل انتظام مین ردوبدل کرکے اس قاعدہ کو منسوخ کر دیا۔"

اندرونی انتظام اور حکومت و آئین کے مندرجہ بالا ضروری شعبون کے علاوہ اخلاقی و تعزیری قوانین اور قواعد پولیس پر بھی اوسنے بذات خاص توجہ کرکے اونکی ترمیم و تجدید کی۔ ہر ایک معاملہ جو وضع قانون کے متعلق ہے عثمانیہ قانون کے بڑے ضابطہ مین جسکو سلیمان کے ملا ابراہیم حلبی نے ترتیب دیکر ملتقی البحور کے نام سے موسوم کیا موجود ہے۔ سلیمان نے کئی جرائم کی سزاؤن کی سنگینی جو پہلے موجود تہی کم کر دی۔ اون جرائم کے لئے جو عیاشی سے تعلق رکھتے ہین بہت نرم سزائین مقرر کیگئین۔ اسکی بدولت سلیمان پر الزام لگایا جاتا ہے کہ چونکہ ترکون مین بالعموم اس قسم کے عیوب پائے جاتے ہین اسلئے اپنی قوم کی خاطر اوس نے ایسی نرم سزائین تجویز کین۔ مگر اسکے ساتھہ ہی الزام دہندگان کو یہ مدنظر رکھہ لینا واجب ہے کہ جو اصلاحات یورپین ہمدردان بنی نوع انسان کو اب سوجہی ہین اونکو اوسنے سولہوین صدی مین ہی رایج کر دیا تہا۔ اوس سے پہلے اکثر جرائم کے لئے قتل اور قطع اعضا کی سزا مقرر تہی۔ اوسنے ایسی سزا کے مستوجب جرائم کی تعداد کم کر دی۔ نرخ اجناس اور مزدوری کی شرحین اور اشیا خوردنی کی تیاری و فروخت کے طریقے مقرر کرنے مین جس موشگافی سے کام لیا گیا ہے اوسپر آج سے پانچ دس برس پہلے تو بیشک ہمارے مہذب مقننین ہنسی اڑا اینکو تیار ہو جاتے۔ مگر اب غالباً وہ ان جزوی انتظامات کی ضرورت کے بخوبی قایل ہوگئے ہین سلطان مرحوم نے عیب چینون اور توہین کنندون کیواسطے بہی قانون وضع کر دیا کہ انکی بدگوئی سے جو نقصان پہونچے اوسکا معاوضہ ان سے دلایا جائے۔ جہوٹے گواہون جعلسازون۔ اور کہوٹا سکہ چلانے والون کے لئے دایان ہاتہہ کاٹ دینے کی سزا مقرر کیگئی۔ سود کی انتہائی شرح ۱۱ فیصدی سالانہ مقرر کیگئی۔ جو مسلمان متواتر تین نمازین یا روزے قضا کرے اوسے جرمانہ کا مستوجب ٹہرایا گیا۔ اور بارکش مویشی پر ظلم کرنیکی سخت ممانعت کی گئی۔

سلطان سلیمان کے قوانین متعلقہ نرخ اجناس و شرح مزدوری وصنعت و حرفت پر موجودہ زمانہ کے ماہران علم سیاست مدن خواہ کچھہ رائے قائم کرین۔ کل زمانہ اس بات کا قایل ہے کہ جبکہ عیسائی سلطنتین ابہی آزادی تجارت اور بے تعصبی کا نام تک نہین جانتی تہین سلطنت عثمانیہ مین انکا پورا رواج تہا۔ وہ رعائتین جنکو انگریزی مین کیپی چولیشن (جس لفظ سے پچہلے جنگ روم و یونان کے بعد اردو خوان ناظرین بہی آشنا ہوگئے ہین۔ مؤلف) اور عربی مین امتیازات کہا جاتا ہے۔ اور جو اب ٹرکی کے لئے بلائے بے درمان کا

حکم رکہتی ہین سب سے اول سنہ ۱۵۳۵ء مین سلطان صاحبقران نے فرانس کو عطا کی تہین۔ انکے رو سے ترکی مین فرانسیسی تاجرون کی جان و مال کی پوری ذمہ واری اوٹہائیگئی۔ اونکو اپنے مذہب کی پابندی کا کامل اختیار دیا گیا۔ اور اقرار کیا گیا کہ وہ صرف اپنے ملک کے قوانین کے تابع ہونگے جسکو اونہی کے ملک کے عہدہ دار نافذ کیا کرینگے۔ ترکی قوانین اور حکام کو ان سے کوئی تعلق نہین ہوگا۔ فرانسس اول نے جسکا ذکر کئی دفعہ اوپر آچکا ہے سنہ ۱۵۳۵ء مین اپنا سفیر شیولیر جین ڈی لافوریٹ سلطان کی خدمت مین بہیجا جو اوسے اوسی سال تبریز مین جا ملا۔ اور بروئے فرمان شاہی فروری سنہ ۱۵۳۶ء مین صاحبقران ثانی نے مندرجہ ذیل مراعات شاہ فرانس کو عطا کین۔ اس مین شاہ مذکور کو بطور خاص عنایت اور ذاتی اعزاز کے بادشاہ یعنے امپراطور کا خطاب دیا گیا ترکی گورنمنٹ سلطان کے سوائے کسی اور فرمانروا کو اس لقب کا مستحق نہین سمجہتی تہی۔ قیصران جرمنی تک کو صرف سنہ ۱۶۰۴ء کے بعد اوسنے قیصران رومی کے خطاب سے پکارنا شروع کیا۔ مگر دوسری عیسائی طاقتون کیطرح اوس ملک کا سفیر پہر بہی فرانس کے سفیر کے پیچہے چلتا تہا۔ بعد ازان عثمانیون نے اپنے سلطان کے سوا صرف ایک عیسائی فرمانروا زار پال والئ روس کو بادشاہ کا لقب دیکر روس کو اپنے ہم پلہ سلطنت تسلیم کیا۔

مراعات حسب ذیل ہین: (۱) چونکہ سلطان اعظم اور شاہ فرانس مین صلح و موافقت ہے۔ اونکی رعایا اور باجگزار ایک ملک سے دوسرے ملک کو بذریعہ خشکی و تری آمد و رفت کرسکتی اور ہر طرح کے اسباب تجارتی کی جو ممنوع نہ ہو معمولی محصول ادا کرکے خرید و فروخت کرسکتی اور انکو لیجا یا لا سکتی ہین۔ اور انسے کوئی زاید محصول یا خرچ وغیرہ نہین لیا جائیگا۔

(۲) جب شاہ فرانس قسطنطنیہ یا کسی اور حصہ سلطنت عثمانیہ مین اپنا قونصل اوس طرح سے روانہ کریگا۔ جس طرح سے کہ اوسکا قونصل اسکندریہ مین موجود ہے تو اوسکو منظور کیا جائیگا اور اوسکے اختیار کی نگہداشت کی جائیگی۔ اور صرف وہی شاہ کی رعایا مقیمہ ٹرکی کے باہمی تنازعات دیوانی و فوجداری کی سماعت و تجویز کریگا۔ کسی قاضی یا ترکی حاکم کو سماعت تجویز اور حکم صادر کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ سلطانی حکام قونصل کے احکام اور فیصلون کے نفاذ مین مدد دینگے۔ اگر کوئی قاضی فرانسیسی تجار کے باہمی تنازعہ مین فیصلہ صادر کرے گا تو وہ بالصراحت کالعدم اور باطل ہوگا۔

(۳) اگر کسی ترکی اور فرانسیسی مین دیوانی تنازعہ ہو تو اول الذکر کے عرضیہ دعوی کو قاضی اوس وقت تک قبول نہین کرینگے جبتک کہ وہ اپنے مخالف یا قونصل کا دستخطی تحریری ثبوت ساتہہ پیش نہ کرے۔ اور کہ جبتک فرانسیسی ترجمان موجود نہ ہو فرانسیسی رعیت کا مقدمہ کسی صورت مین بہی تجویز نہین کیا جائیگا۔

(۴) فوجداری معاملات مین شاہ فرانس کی رعیت قاضی یا عام جج کے روبرو پیش نہین کی جائیگی نہ اوسکی نسبت فی الفور حکم صادر کیا جاویگا۔ بلکہ وہ بابعالی کے روبرو اور وزیر اعظم کی غیر حاضری مین اوسکے قایم مقام کے روبرو پیش کیا جائیگا۔ تاکہ ترکی رعایا کی شہادت پر جو فرانسیسی عایا کے برخلاف ہے غور کر لیا جاسے۔

(۵) شاہ کی رعیت کے مملوکہ تجارتی جہازات۔ اونکے توپخانہ و سامان حرب و ضرب کو خواہ خود سلطان المعظم کے لئے درکار ہو اونکی خلاف مرضی استعمال مین نہین لایا جائے گا۔ +

(۶) اگر شاہ کی کوئی رعیت اپنے قرضے بیباق کرنے کے بغیر قلمرو عثمانیہ سے باہر چلا جاوے تو فرانسیسی قونصل یا دیگر فرانسیسی رعیت اوسکے لئے ذمہ وار نہین ہونگے۔ مگر خود شاہ فرانس مقروض کی ذات یا جایداد سے اگر وہ اوسکی قلمرو مین ہو مدعی کے دعوی کو بیباق کریگا۔ +

(۷) شاہ فرانس کی رعایا اور فرانسیسی تجار کو وصیتین کرنے کی کامل اجازت ہے۔ جو شخص بلا کرنے وصیت کے مرجائین اونکا مال و اسباب قونصل کی معرفت اور زیر نگرانی اوسکے ورثار کو پہونچا دیا جائے گا۔ +

(۸) فرانسیسیون کو قلمرو عثمانیہ مین کامل مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اونکو فلسطین کے مقدس مقامات مین اپنے مذہبی عہدہ دار مقرر کرنیکا استحقاق ہے۔ جو اپنے مکانات سکنی یا گرجون سے نہین نکالے جائینگے۔ بشرطیکہ وہ اپنے احاطہ منصب سے تجاوز نہ کرین۔ (اسی حمایت کی آڑ مین رفتہ رفتہ فرانس سلطنت عثمانیہ کے تمام رومن کیتہولک عیسائیون کی محافظ و حامی ہونیکا دعویدار ہوگیا۔ مؤلف)۔ +

(۹) الیسی ۱؎ یورپین سلطنتون کے سوداگر جو بابعالی سے بروئے دوستانہ عہدنامجات اتحاد نہین رکھتین فرانسیسی علم کے نیچے تمام سمندرون مین جہازرانی اور فرانس کی زیر حمایت کل ممالک عثمانیہ مین سوداگری کرسکین گے۔ +

۱؎ اسوقت صرف ریاست وینس بابعالی سے تجارتی معاہدہ رکہتی تہی۔ اسلئے دیگر عیسائی قومون کو ترکی کے ساتہہ تجارت کرنیکے لئے مجبورًا فرانس کی حمایت قبول کرنی پڑتی تہی۔ ریاست وینس نے ترکون کے یورپ مین داخل ہوتے ہی اونسے تجارتی معاہدے کرلئے تہے۔ اور چونکہ وہ خراج دیکر حاصل کئے گئے تہے اسلئے وہ ایک طرح سے سلاطین عثمانیہ کی ماتحت و باجگزار ہوگئی تہی سنہ ۱۴۰۶ء سے اونسے سولہ سو ڈیوکٹ سالانہ خراج دینا شروع کیا جو بعد مین دس ہزار ڈیوکٹ کردیا گیا جب محمد ثانی سے قسطنطنیہ کو فتح کیا تو ریاست مذکور نے خراج کی مقدار ۹ ۳۰ ہزار ڈیوکٹ کردی۔ اور جس وقت سلیم یاوز نے مصر کو فتح کیا تو ریاست وینس نے جزیرہ قبرس کی بابت بہی آٹہہ ہزار ڈیوکٹ سالانہ کا خراج جو پہلے ملوکون کو دیا جاتا تہا بابعالی کو دینا شروع کردیا۔ وینس کا سفیر ایک طرح ترکون کے پاس بطور یرغمال ہوتا تہا۔

(۱۰) دونون بادشاہ ایک دوسرے کی رعایا کو غلام نہین بنائینگے۔

اس معاہدہ کی نسبت جو وزیر ابراہیم کا آخری پولیٹیکل کارنامہ تھا کل عیسائی مؤرخین ہمزبان ہین کہ کسی قوم نے غیر قوم کو کبھی ایسی مراعات عطا نہین کین۔ ان سے فرانسیسی سوداگرون کی تجارتی کوٹھیان گویا چھوٹی چھوٹی فرانسیسی نوآبادیان ہوگئین۔ اور فرانسیسیون (اور اونکے بعد بتدریج دیگر عیسائی اقوام کو) عثمانیون سے زیادہ حقوق مل گئے۔ اور رفتہ رفتہ ان عیسائی قونصلون کی خودسری یہانتک بڑہگئی کہ وہ خاص عثمانیہ عیسائی رعایا کو بھی اپنے زیر حمایت سمجھنے لگ گئے۔ اجنبی تاجرون کے مال پر بہت ہی ہلکا محصول لیا جاتا۔ بلکہ اس وقت تک سخت اور تکلیف دہ محاصل اور طریق وصولی کا ٹرکی مین نام ونشان موجود نہین۔ نہ کبھی ترکون کی فیاض طبعی نے (خواہ یہ بیجا ہی کیون نہ ہو) اس بات کا تقاضا کیا کہ اجنبی سوداگرون سے ایسا سلوک کرتے وقت اپنے ملک کے سوداگرون اور مال تجارت کے لیئے بھی دول غیر سے ویسی ہی مراعات طلب کرے۔

ٹرکی کی موجودہ کمزوری سے بعض لوگون کا خیال ہو کہ ترکون نے یہ مراعات بطوع ورغبت عطا نہین کی تہین بلکہ زبردست اقوام نے اوس سے بجبر حاصل کین۔ اس بیہودہ خیال کی تکذیب مندرجہ بالا حالات سے بخوبی ہو رہی ہے۔ جو بیچارہ (شاہ فرانسس اول) قید سے رہائی ملنے کے لئے سلطان سے امداد کی التجا کرتا رہا ہو اور کئی دفعہ صرف سلطان کی امداد سے بربادی سے بچا ہو وہ جیسا کچھ جبر کرسکتا تھا وہ ظاہر ہے۔

تاہم ایسے اشخاص کے مزید اطمینان کے لیئے خود ترکی گورنمنٹ کی ایک سرکاری مراسلت کے چند فقرون کا ترجمہ جو ۱۸۳۱ء مین "اخبار مانیٹر اٹومان" مین شایع ہوئی تہی اور مسٹر ارکیوہارٹ نے اوسے اپنی کتاب "ٹرکی اور اوسکے وسائل" مین درج کیا ہے یہان تحریر کردیا جاتا ہے۔

"ترکون پر یہ اکثر بہتان باندہا جاتا ہے کہ وہ یورپ مین مسافرون کیطرح خیمہ زن ہین۔ وہ یہان مستقل رہائش رکہنے کا ارادہ نہین رکہتے۔ ہمارے معترضین کو یہ خیال ہمارے اوس سلوک سے جو ہم اجنبیون کے ساتھ رکہتے ہین تو یقیناً کسی طرح پیدا نہین ہوسکتا جیسی مہمانداری کہ ہم اپنے اجنبی مہمانون کی کرتے ہین وہ نہ مسافرون ایسی اور نہ خود ترکی کے قواعد وقوانین کے مطابق ہو کیونکہ اسلامی احکام ملکی ومذہبی دونون نوعیتین رکہنے کی وجہ سے غیر مذاہب کے لوگون پر حاوی نہین ہوسکتے۔ مگر ہمنے اس سے کچھ بڑہکر کر دکہلایا ہے۔ ہم نے اجنبیون کو یہ حقوق عطا کردیئے ہین کہ وہ ہماری قلمرو مین اپنے ہی قوانین کے تابع ہونگے جنکو خود اونہی کی قوم کے عہدہ دار نافذ کیا کرینگے۔ اس قسم کی رعایتین جو بلحاظ اپنے منافع وفوائد ونتائج کے نہایت ہی وسیع ہین اور عالی منزلت مہمان نوازی کی قابل تعریف

روح نہایت آب و تاب سے چمک رہی ہے۔

؎ سچی شریفانہ اور ایسی مہمان نوازی جو اس معزز نام کے قابل ہو ٹرکی اور صرف ٹرکی ہی مین پائی جاتی ہے ٹرکی مین اجنبیون کو ایسی پناہ نہیین دیجاتی۔ جیسے کوئی مالک مکان کسی راہگذر کو بادو باران اور طوفان کے وقت دوچار گھنٹون کے لئے اپنے مکان مین دیدیتا ہے۔ بلکہ وہ ایسی مہمان نوازی ہے جو رحملی اور انسانیت کی ایک سادہ سی تحریک سے ترقی کرتی ہوئی پولیٹکل خاطر و مدارات کے مرتبہ اعلیٰ تک پہونچگئی ہے اور جس نے استقبال کو حال سے ملا دیا ہے (یعنی ہمیشہ کے لئے اس مہمانداری کو متیقن کر دیا ہے)۔ جب کوئی اجنبی سلطانی قلمرو پر قدم رکھدیتا ہے وہ اسی وقت سے محترم مہمان (مسافر) ہو جاتا ہے۔ اُن اہل مغرب (فرنگیون) کو جنہون نے اپنے تئین اسلامی مہمان نوازی کی حفاظت مین چھوڑ دیا ہے۔ اونکو یہ مہمان نوازی و دیگر رفقا یعنی معاشرتی آزادی بروئے قوانین۔ اور تجارتی آزادی بروئے احکام فطرت و عقل کے ساتھ عطا کر دیگئی ہے۔ ✢

؎ خوش فہمی بے تعصبی۔ اور مہمان نوازی عثمانیہ سلطنت کے لئے وہ کام مدتہائے مدید سے انجام دیچکی ہے جنکے حصول کے لئے دیگر ریاستہائے یورپ کم و بیش بامراد یا ناکامیاب پولیٹکل جماعون (یعنی پارلیمنٹون۔ و مجالس وضع قانون وغیرہ وغیرہ کے ذریعہ سے جو بعض ملکون مین بہت بعض مین کم مفید اور بعض مین (جیسے یونان) بالکل ناکامیاب ثابت ہوئی ہین۔ مؤلف) کے ذریعہ سے ابھی کوشش کر رہی ہین۔ جب سے سلاطین نے قسطنطنیہ کو اپنا پایہ تخت بنایا ہے تجارتی بندشون کا نام تک نہین پایا گیا۔ انہون نے اپنی سلطنت کے تمام بندرگاہون کو مغرب بلکہ کل دنیا کی تجارت دستکاریون۔ صنعت و حرفت اور ارضی پیداوارون کے لئے بالکل کہولدیا۔ آزادی تجارت ہماری سلطنت مین بغیر کسی بندش اور پابندی کے حتی الامکان وسعت اور عظمت کے ساتھ ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ ہماری گورنمنٹ نے اس آسانی کو جس سے ہر وقت اور آج کے دم تک وہ تمام قومین جو اس عظیم الشان سلطنت کی تجارتی ضرورتون کا کوئی حصہ پورا کرنے اور خود اوسکی پیداوار مین شریک ہونیکی خواہشمند ہین غیر محدود طور پر مستفید ہوتی رہی ہین۔ کبھی کسی وقت قومی مفاد کے کسی بہانہ سے بلکہ عوض معاوض کے طور پر بھی محدود کرنیکا خیال تک نہین کیا۔

؎ یہان ہر ایک قابل فروخت چیز سوائے ایک بہت ہی خفیف سے محصول درآمد کے جو مالیت چیز کا بہت ہی تہوڑا سا حصہ ہوتا ہے۔ کسی اور طرح کی مزاحمت یا روک کے بغیر داخل ہو سکتی اور سلطنت کے ہر ایک حصہ مین جا سکتی ہے۔ محاصل کی بیحد سبکی و نرمی نے تجارتی آزادی کی رعایت کو کامل کر دیا ہے۔ دنیا کے کسی حصہ مین پرسٹ خانون کے افسرون کو ہشیار کی قابلیت تعین کرنے مین سوداگرون کے ساتھ رعایت اور نرمی

سے پیش آنے کی ایسی تاکید نہین ہوتی جیسی کہ ٹرکی ہین۔

"اس وہم وخیال کو دل سے دور کردینا چاہیئے کہ اجنبیون کے لیئے یہ آسانیان اور رعایتین ٹرکی کی کمزوری کی وجہ سے اوس سے جبرًا حاصل کیگئی ہین !۔ ان معاہدون کی تاریخین جو کیپی چولیشن (امتیازات مراعات) کہلاتے ہین۔ اور جنکے روسے اجنبیون کو وہ حقوق جن سے وہ تمتع اٹھارہے ہین حاصل ہین اون زمانون کو یاد دلاتی ہین جن ہین اسلامی طاقت یورپ مین سب سے اعلےٰ اور مقتدر تہی۔ اولین کیپی چولیشن فرانس نے ۱۵۳۵ء مین سلطان سلیمان قانونی سے جسکی عظمت وجلال کے سامنے کسی عیسائی فرمانروا کو دم مارنیکی مجال نہ تہی حاصل کیا تہا۔ ان معاہدون کے مضامین اور عبارتین گو پرانی ہوگئی ہیں مگر اونکے بنیادی اصول بدستور قائم ہین پس تین سو برس ہوئے سلاطین عثمانیہ نے اس فیاضانہ اور دانشمندانہ فعل سے مہذب یورپ کی نہایت ہی زبردست خواہشون کو پہلے ہی سے خود بخود پورا کر کے تجارت کی غیر محدود آزادی کا اعلان کردیا"

سلطنت عثمانیہ مین علما ومفتیون کو جو اقتدار ابتدا ہی سے حاصل ہوگیا تہا اوسکا ذکر کئی دفعہ آچکا ہے سلیمان نے انکی قدر ومنزلت کو اور بہی بڑہا دیا۔ اوس نے کئی عالیشان کالج اور مدرسے قائم کر کے بیش بہا جاگیرین اونکے لئے وقف کردین۔ اور علمائے کے تعلیمی انتظام اور اونکے مدارج مین بہت کچہہ اصلاحین کین۔ مگر اس طبقہ پر اوسنے سب سے بڑی نوازش جس سے اوسکی علم دوستی کا کافی ثبوت ملتا ہے یہ کی کہ علما کو محاصل کی ادائیگی سے معاف کر کے اونکی جائیدادون کو ہر طرح کی ضبطی سے محفوظ کردیا۔ اور اس قاعدہ کو گورنمنٹ عثمانیہ کا قانون مقرر کر کے یہہ حکم دیدیا کہ ہر عالم کی جائیداد کا وارث اوسکا بیٹا ہوا کریگا۔ یہی وجہ ہے کہ ٹرکی مین صرف علما اور مفتیون کا طبقہ ہی ایسا ہے جسمین خاندانی دولت وحشمت پشت ہا پشت کی جمع ہے۔ اور ٹرکی مین اگر کسی جماعت کو طبقہ امرا کہا جاسکتا ہے تو وہ اہل دماغ کا طبقہ ہے۔

سلیمان صاحبقران ثانی کی تعمیر کردہ عمارات کی بے نظیر شان وشوکت اس بلند پایہ ترکی مقنن کو اوس رومن قیصر کے ہمپلہ بنا رہی ہے جو اُس سے دس صدی قبل حکمران تہا اور جو سلیمان کیطرح سلطنت روما کے مجموعہ قوانین کا مرتب ومؤلف ہی تہا۔ یہ خوش نصیب قیصر جسٹنین[1] اول تہا۔ جو ۴۸۳ء مین بمقام تاریسیم (موجودہ نام کستنجی یا کونسٹینزا جو صوبہ ڈوبروڈشا مین بحیرہ اسود کے ساحل پر واقع ہے۔ اور ۱۸۷۸ء سے ٹرکی کی حکومت سے

---

[1] جسٹنین کا چچا جسکے بعد یہ تخت نشین ہوا۔ ایک محض ناخواندہ دُہقی دہقان تہا۔ جو پچاس برس کی جنگی خدمات مین اعلیٰ فوجی قابلیت دکہانیکی وجہ سے آخر کار قیصر روم ہوگیا تہا۔ جسٹنین نے تخت پر بیٹہتے ہی قسطنطنیہ کی ایک خوبصورت فاحشہ عورت مسمات

نکل کر رومینیا کے ماتحت ہے) پیدا ہو کر ۵۲۷ء مین اپنے چچا جسٹی نس اول کے بعد قسطنطنیہ کے تخت پر بیٹھا۔ اسنے
روما کے پرانے قوانین کو چار جلدون مین یکجا جمع کرکے تنئے قوانین کو پچاس جلدون مین علیحدہ مرتب کردیا۔ جامع

تھیوڈورا سے جسکا پیشہ تھیٹر مین ناچنا گانا تھا۔ اور جسکے ساتھ زمانہ شہزادگی مین اوسکی آشنائی تھی نکاح کرلیا۔ جو بائیس برس تک شریک سلطنت رہکر سرطان کی بیماری سے فوت ہوگئی اور اسی کو ساتھ جسٹینین کی سلطنت کا اقبال اُڑ گیا۔ سرکس اُس میدان کو کہتے ہین جہان گھوڑدوڑ ہو جس وقت جسٹینین تخت نشین ہوا۔ اُس وقت قسطنطنیہ مین دو دھڑہ بند فریق موجود تھے انکی ابتدا سرکس کی گھوڑدوڑون سے پیدا ہوئی تھی۔ ابتداءً جیسا کہ معمول ہوتا ہے ان کھیلون کی تماشبینون کے مختلف گروہ ہوگئے۔ جو آخرکار بتدریج پولٹیکل رنگ پکڑ گئے۔ اور دو گروہ زیادہ زبردست ہوگئے۔ ان مین سے ایک کا نشان سبز اور دوسرے کا نیلگون تھا۔ یہ ہر وقت ایک دوسرے کے کشت وخون پر آمادہ رہتے تھے۔ اور ہر ایک سلطنت کو اپنے قابو مین رکھنے کیلیے دوسرے کی تخریب کے درپئے رہتا تھا۔ مگر جسٹینین نے بے ایمانی سے کبھی ایک فریق کا اور کبھی دوسرے فریق کا معاون اور سرغنہ ہوکر آخر پانچوین سنہ جلوس مین اپنے سپہ سالار بیلی ساریس کو سرکس کے سبز پوش مفسدون کی بیخکنی پر مامور کیا جس نے سرکس ہپوڈروم (جسے ترک آتمیدان کہتے ہین) کے احاطہ مین تیس ہزار باغیون کو کمال بیرحمی سے تہ تیغ کیا۔ تھیوڈورا نے ملکہ بننے کے بعد اپنے خاوند کو جان نثار مشیر اور اولوالعزم صلاحکار کا کام دیا۔ مگر اوسکی عیاشی مین کوئی فرق نہ آیا۔ اس بارہ مین اُسے روس کی ملکہ کیتھرائن کے مشابہ بتایا گیا ہے جو ایسی فاجرہ تھی کہ کسی نوجوان خوبصورت مرد کو دیکھکر اُسمین طاقت ضبط باقی نہین رہجاتی تھی۔ جسٹینین کے دربار کی خرابیان اور ناگفتہ بہ اسرار سپہ سالار بیلی ساریس کے سکرٹری پروکوپی اس نے بالوضاحت تحریر کئے ہین جسٹینین کے اکثر عیوب کی تلافی اوسکی عالیشان عمارتون سے ہوتی ہے جنکی تفصیل اسی مورخ نے چھ جلدون مین لکھی ہے۔ کنیسہ ایا صوفیا جو مفسد گروہون کی بغاوت مین جلگیا تھا از سرِ نو تعمیر کرایا گیا۔ جو مسجد کی شکل مین اب تک اوسکی بے نظیر یادگار موجود ہے۔ اسکے علاوہ اوسنے سرحدون کی حفاظت کیلیے متعدد قلعے اور اکثر شہرون مین گرجے اور پانی بہم پہونچانیکے لئے مسقف نہرین تیار کرائین۔ جسٹینین بذاتہ نہایت بُزدل تنقشی۔ کمینہ۔ کینہ ور اور احسان فراموش تھا۔ مگر سپہ سالار بیلی ساریس کے طفیل اوسکو ایرانیون اور وندالون پر نمایان فتوحات حاصل ہوئین۔ اور اوسکی حکومت شمالی افریقہ۔ کل اٹلی اور سرحد ایران تک پہیلگئی۔ بیلی ساریس صوبہ تہریس کا دہقان تھا۔ وہ اپنے آقا کا سچا جان نثار جسمانی طاقت مین رستم ثانی۔ نہایت قابل جرنیل۔ رحمدل بعد محتاط فاتح۔ اور دانا مدبر۔ مگر باینہمہ اپنی اشد فاحشہ وفاسقہ بیوی کا غلام بے دام اور اس بارہ مین پورا اندھا اور بے غیرت تھا۔ البتہ ایک دفعہ اوسے اپنی بیوی کی بدذاتیون کی کل کیفیت معلوم ہوجانے پر سخت غصہ آگیا۔ اور اوس نے اوسکو نظربند کراکر سخت ایذا پہنچانی شروع کردی مگر ملکہ تھیوڈورا نے جو انٹونینا زوجہ سپہ سالار کی بڑی سہیلی تھی بیلی ساریس کو مجبور کردیا کہ وہ اوسکی توقیر و عزت وتکریم کیا کرے۔ اوس احسان فراموش جسٹینین نے اپنے وفادار سپہ سالار کو بیہودہ اندیشون سے کئی دفعہ ذلیل وبیحرمت کیا۔ اور وہ آخر ان صدمات سے شکستہ دل ہو کر مر گیا۔ جسکے مرتے ہی جسٹینین کی فتوحات کا سلسلہ فوراً رک گیا اور وہ خود بھی تھوڑے عرصہ بعد اس جہان سے چلدیا۔ مؤلف ۱۲

ایا صوفیا اسی کی بنا کردہ ہے۔ یہ عیسویت کا بڑا حامی تہا۔ ۵۶۵ء میں فوت ہوا۔ ایڈورڈ کریسی صاحب لکھتے ہین کہ "تعمیر عمارات اور وضع قوانین مین یہ دونون شہنشاہ گو ہم پلہ ہون مگر باقی امور مین سپہ سالار بیلی ساریس کے "الایق آقا۔ اور سرکس کے مختلف دہڑہ بند گروہون کے سرغنہ کی بزدلی اور کمینگی فاتح مہاش کی شجاعت اور عالی ہمتی سے کوئی نسبت نہین رکہتی۔ البتہ مشرقی مورخین نے باسفرس کے ہفت کوہی شہر مین سلیمان کی تیار کردہ عالیشان عمارتون کی جو طویل فہرست دی ہے وہ خواہ مخواہ اُس تفصیل کو یاد دلا دیتی ہے جو رومی مورخ پروکوپیس نے جسٹنین کی شاندار عمارتون کی دی ہے" سلیمان کے عمارتی شوق سے صرف دارالخلافہ ہی نہین بلکہ بغداد، کونیہ، کافہ، دمشق اور بیشمار دیگر شہر مستفید ہوئے۔ فتح بغداد کے بعد اُس نے زر خطیر صرف کر کے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پرانوار کو جسے ایرانیون نے برباد کر دیا تہا از سر نو تیار کرا دیا۔ اور بیشمار مسجدون کے علاوہ جو اُس نے اپنے ذاتی خرچ سے مرمت یا تعمیر کرائین اوسنے اپنی سلطنت کو بیشمار تعمیرات منفعت عامہ (پل۔ سڑک وغیرہ وغیرہ) سے مزین کیا۔ ان مین سب سے ممتاز اور مفید عمارتین قسطنطنیہ کی بڑی مسقف نہر چکمجی کا پل اور مکہ معظمہ کی نہر زبیدہ کی تجدید و درستی کا کام تہا۔

سلیمان کے علم پرور عہد حکومت کے شعرائے نامدار۔ مورخان ذی وقار۔ اور مفسران و شارحین قوانین اسلام کی اگر فہرست تیار کیجائے تو کئی صفحے درکار ہون۔ مگر ان مین سے دو کا ذکر کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سلیمان کے زمانے سے پہلے ترکی انشا و نظم پردازی مین کم و بیش اکہڑ پن اور بدویت پائی جاتی تہی سلیمان کے زمانہ مین ترکی زبان خوب منجہ گئی جسکی اصلاح کا بیڑہ دو نامور شعرائے مُتَّشِم اُٹہا کر اوسکو بر سر تکمیل پہنچا دیا۔ ان دونون کی سکونت اور مرز بوم مین بعد المشرقین و المغربین تہا۔ ایک صاحب فضولی نام بغداد کے رہنے والے تہے اور دوسرے المتخلص بہ باقی خاص قسطنطنیہ کے۔ فضولی استاد غزل مانا گیا ہے۔ اوسنے پرانے ایرانی و ترکی شعرا کی تقلید چہوڑ کر ایرانی مذاق کے مطابق نئے میدان مین قدم رکہا اور اوسکو ایسا نبہایا کہ کل زمانہ کو اس طرف راغب کر دیا۔ شاعری کے ساتہہ ہی وہ ناثر بہی بڑا زبردست تہا۔ اوسکا دیوان یا مجموعہ غزلیات اور مثنوی لیلی مجنون اوسکی بہترین تصنیفات مین سے ہین۔ اوسکے اشعار مین زیادہ تر دہقانی بول چال اور روزمرہ کو جو دارالخلافہ کے ترکون کی زبان سے بہت مختلف ہے استعمال کیا گیا ہے۔

اسکا دوسرا ہمعصر باقی گو اوس سے بہت کم رتبہ شاعر تہا مگر شعرائے متقدمین پر اُسے بہی بیحد فوقیت حاصل تہی۔ سلطان سلیمان کی وفات پر جو بےنظیر مرثیہ اسنے لکہا تہا وہ اب تک زبان زد خاص و عام ہے۔

خود سلیمان بہی کوئی ایسا کم مایہ مصنف یا شاعر نہ تہا۔ اوسکے اشعار بندش مضامین اور اظہار جذبات مین بیمثل نہ سہی۔ ناقابل تعریف بہی نہین۔ اوسکے روزنامچے جنمین وہ اپنی مہمون کے اہم واقعات اپنی قلم سے ہر روز لکہتا تہا محققان فن تاریخ کے لئے نہایت کارآمد ہین۔ اونکے پڑہنے سے گو سلطان کا بلند پایہ مصنف ہونا ظاہر نہین ہوتا۔ مگر اوسمین ایسے اوصاف موجود ہونیکا بالبداہت پتہ ملجاتا ہے جو ایک فرمانروا کے لئے نہایت ضروری ہین یعنی اوسکی فرائض شناسی محنت و مستعدی اور اپنی وسیع سلطنت کے تمام ملکی و جنگی معاملات جو اوسکی تحویل مین تہے ہمیشہ بذات خاص اوسکے متوجہ رہنے کا ثبوت ملتا ہے۔ اس مین کلام نہین کہ اُس مین عیوب بہی تہے اور ایسے عیوب جو سخت قابل افسوس ہین۔ اوسنے سلطانہ خورم کو اپنے پر بے اندازہ قابو پالینے دیا۔ اوسنے اپنے لایق اور ہونہار بچون کو کمال بیرحمی سے قتل کروادیا۔ اور بیشمار مدبران ملک کو جلاد کی بیرحم تلوار کے سپرد کردیا۔ علاوہ برین خود ترکی مؤرخون نے اوسکی حکومت کی قباحتین تحریر کی ہین۔ کوچی بے (جسنے مراد چہارم کے عہد مین ۱۶۲۳ء مین ترکی تاریخ تحریر کی) اپنی کتاب "تنزل سلطنت عثمانیہ" مین منجملہ دیگر اسباب کے مندرجہ ذیل بواعث بہی تحریر کرتا ہے جنکا الزام وہ سلطان سلیمان کے ذمہ لگاتا ہے :-

اوّل۔ دیوان کے جلسون مین سلطان سلیمان کے زمانہ سے سلاطین کی باقاعدہ حاضری کا بند ہوجانا۔

دوم۔ سلیمان کے وقت سے ایسے لوگون کو جو پہلے ادنیٰ درجون اور عہدون پر مامور رہکر بتدریج ترقی یاب نہ ہوئے ہون یک لخت اعلیٰ عہدون پر مقرر کردینے کے رواج کا شروع ہونا۔

سوم۔ رشوت ستانی و خیانت جسے سلطان کا داماد رستم سب سے پہلے عمل مین لایا۔ اوسنے ادنیٰ اور نالایق ترین لوگون کے پاس ملکی عہدے بیچنے شروع کردیئے۔ گو اوسنے اعلیٰ سب سے جنگی عہدون کی تقرریان رشوت ستانی یا کسی اور بیجا رسوخ کے بد اثر سے محفوظ رہین۔ اور انکا انتظام سلطان نے خود اپنے ہاتھ مین رکھا۔ مگر عہدہ فروشی کا رواج ایک دفعہ شروع ہوجانے سے بتدریج حکومت ہائے مابعد مین جنگی صیغہ مین بہی پہیل گیا۔

چہارم۔ سلطان نے محتاط فیاضی کی حد سے تجاوز کرکے ایک ہی منظور نظر وزیر کو دولت و حشمت سے مالا مال کردیا۔ اور اوسکو نہ فقط بے انتہا دولت جمع کرلینے دی بلکہ اوسے ترکی قانون وقف کے بیجا استعمال سے اپنی جایداد کو ناقابل انتقال بناکر ہمیشہ کے لئے اپنے خاندان مین قائم رکہنے کے قابل بنادیا۔ اور اس طرح سے آیندہ نسلون کے لئے یہ نظیر بد قائم کردی۔ مسلمان ناظرین سے پوشیدہ نہین کہ وقف ابدا اوسکا ملک ناقابل انتقال ہے اور وہ کسی کی ملکیت نہین ہوتے سلیمان کے وزیر نے اس شرعی حکم سے فائدہ اوٹہاکر اپنی جایداد کو وقف یعنی

کسی مسجد یا خانقاہ یا کسی اور خیراتی و رفاہ عام کے کام کو ہبہ کر دیا۔ اور پہر خود اپنی ذات اور اپنی اولاد کو اوسکا موروثی متولی اور امین بنا کر شرط کر دی کہ وقف کو اس جایداد سے اس قدر سالانہ لگان (جسکی مقدار بالعموم بہت تہوڑی مقرر کیجاتی ہے) ملتا ہے۔ باقی آمدنی متولی کا حق ہوگی۔ اوسکو دیکہا دیکہی دوسرون نے بہی ایسا ہی کرنا شروع کر دیا۔ اور آخرکار اس شرعی فریب کا عام رواج ہوگیا۔ جرمن مورخ وان ہیمر ان اعتراضات کے وجب ہونیکو تسلیم کرتا ہے مگر وہ ایک اور الزام کو جو یورپین مورخین نے سلیمان پر لگایا ہے بالکل بے بنیاد ثابت کرتا ہے۔ الزام مذکور یہ ہے کہ سلیمان نے شاہزادون کو حسب دستور سابق فوجون کا کمانڈر اور صوبون کا گورنر مقرر کرنیکی بجائے جس سے اونکو اوایل عمر ہی سے اصول حکمرانی اور فنون جنگی سے پوری واقفیت ہو جاتی تہی اور وہ جہانبانی کے لئے بالکل وجوہ تیار ہو جاتے تہے۔ آیندہ کے لئے محلسرا کی چار دیواری مین نظربند رکہنے کا قاعدہ جاری کر دیا۔ اور اس طرح وہ ہمیشہ عورتون کی صحبت مین رہنے اور بیرونی دنیا سے ناواقف ہونیکی وجہ سے پورے عیاش۔ کاہل۔ ناتجربہ کار اور ناقابل ہوگئے۔ وان ہیمر لکہتا ہے کہ "سلیمان کے تمام بیٹے جو سن بلوغ تک پہونچے صوبون کی گورنری پر مامور تہے۔ اور مرنے سے پہلے اوسکا آخری کام ایک یہ تہا کہ اپنے پوتہ مراد کو صوبہ میگنیشیا کی حکومت پر مقرر کیا" یہ سب کچھ سہی مگر میری راے مین اکیلے شہزادہ مصطفے کے قتل سے وہ سلطنت کو ایسا ضعف پہونچا گیا جسکی تلافی اوسکی کسی خوبی سے نہین ہوسکی۔

اسکندر اعظم کے حالات جمع کرنیوالے مورخ آرٹیان کیطرح یہ جرمن مورخ بہی ناظرین کو متنبہ کرتا ہے کہ سلیمان اعظم کے خصایل کا اندازہ کرتے وقت اوسکی زندگی کے قابل ملامت افعال تک ہی توجہ کو محدود نہ کر دیا جاے۔ بلکہ اون شریفانہ اور شاندار اوصاف کو بہی جن سے وہ مزین تہا مدنظر رکہہ لینا چاہیئے بحیثیت انسان وہ گرم جوش اور سچا آدمی اور اوس بیہیمانہ نفس پرستی اور عیاشی سے جسمین اوسکے خاندان کے اسقدر فرمانروا غرق رہے ہین بالکل پاک اور مبرا تہا اوسکا اندازہ کرتے وقت ہمکو اوسکی شہزادانہ شجاعت۔ اوسکی جنگی قابلیت۔ اوسکی بلند ہمتی و دلاوری تعصب سے پاک رہکر اوسکا اپنے مذہب کے احکام کی سخت تعمیل کرنا۔ اوسکا حسن انتظام اور کفایت شعاری جن مین شان و شوکت اور فیاضی بہی پیوستہ تہی۔ اوسکی علم پروری و ہنرپرستی اور علوم و فنون کی فیاضانہ امداد۔ توسیع تعلیم مین اوسکی بیحد پر جوشی۔ اوسکی فتوحات جس سے اوس نے اپنی سلطنت کو چوطرفہ بڑہا دیا۔ اوسکا مدبرانہ اور جامع قانون جس سے اوس نے اپنی تمام رعایا کے لئے بہترین حکومت کا انتظام کر دیا۔ الغرض اوسکی ان سب خوبیون کو نظر کے سامنے رکہہ لینا واجب ہے۔ اور اوسوقت ہم قایل ہوجاینگے کہ وہ واقعی سلطان اعظم کے

خطاب کا جو تین صدیون سے اُسکے نام کے ساتہہ ملحق ہو مستحق تہا۔ اس عہد حکومت کی داستان ختم کرنیسے پہلے چند ایک اور واقعات درج کر دینے ضروری معلوم ہوتے ہین۔

سنہ ۱۵۳۷ء مین ہندوستان سے دو سفرا بیش بہا تحائف لیکر کمال جاہ و حشام سے سلطان سلیمان کیخدمت مین حاضر ہوئے۔ ایک سفیر شاہ علاء الدین والی بنگالہ نے جو اس وقت ہندوستان کے کل والیان ریاست سے زبردست تہا ہمایون شہنشاہ دہلی کے برخلاف اور دوسرا سفیر والی گوجرات نے پرتگیزون کے برخلاف سلطانی امداد مانگنے کے لئے روانہ کیا تہا چنانچہ گوجرات پر اسی درخواست کے جواب مین فوجکشی کی گئی تہی جو موسم کی ناموافقت اور قلت سامان کی وجہ سے ادہوری چہوڑنی پڑی علاء الدین کی درخواست کی نسبت جسکو بعض یورپین مورخون (اسٹنر یز وغیرہ) نے غلطی سے شاہ دہلی لکہا ہے کچہہ معلوم نہین ہوا کہ سلطان نے کیا کاروائی کی۔ البتہ یہ محقق امر ہے کہ اوسکی مدد کے لئے کوئی فوج نہ روانہ کیگئی جسکی وجہ غالباً یہ ہو کہ اوسنے ایک مسلمان فرمانروا کے برخلاف جو سنی المذہب اور سلطان کا ہمقوم تہا مدد کی استدعا کی تہی۔ یا شاید اسلئے کہ علاء الدین کے جلدی ہی اس جہان سے رخصت ہو جانیکی وجہ سے (وہ سنہ ۹۲۷ھ مین فوت ہوا) کمک بہیجنے کی ضرورت نہ رہگئی تہی۔

سنہ ۱۵۴۷ء مین جبکہ آسٹریا کے ساتہ صلح ہونیکو تہی شاہ طہماسپ کے بہائی القاذب مرزا نے جو نیز دعویدار تخت تہا باپ کے مرنے پر بمقام ایڈریانوپل سلطان کی خدمت مین حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی سلیمان نے اوسکی کمال خاطرداری کی اوسکو اپنی کل جنگی طاقت اور اوس بیش بہا مال غنیمت کا جو آسٹروی جنگون مین ہاتہہ آیا تھا معائینہ کرایا۔ اور اوسے تحائف و ہدایا سے مالامال کر دیا۔ اور سلطانہ خورم نے بہی جو اپنے داماد رستم کو اظہار قابلیت کا موقعہ دلانیکے لئے ایران کے ساتہہ لڑائی کرانے کی تاک مین تہی پناہ گزین شہزادہ کو خلعت ہائے فاخرہ عطا کئے۔ اور آخر سلطان نے سنہ ۱۵۴۸ء مین ایران پر دوسری چڑہائی کر دی جسمین اوسنے اکتیس ۳۱ شہر فتح کئے۔ چودہ ۱۴ قلعے مسمار کئے اور اٹہائیس ۲۸ شہرون کو قلعبند کیا۔

مرزا القاذب ترکی فوج کا ایک دستہ لیکر اصفہان کے قریب تک بڑہا چلا گیا۔ اور مال غنیمت کا ایک حصہ سلطان کی خدمت مین روانہ کیا۔ مگر تہوڑے ہی عرصہ بعد جب اوسنے عثمانیون سے علیحدہ ہو کر اپنی ہی جمعیت سے حصول تخت کی کوشش کی تو طہماسپ نے اوسے شکست فاش دیکر قید کر لیا۔

سلطان سلیمان زرد رنگ۔ کشادہ پیشانی۔ عالی ہمت اور عبوس الوجہہ (ترشرو) تہا۔ ۴۸ سال قمری سلطنت کر کے ۷۴ سال قمری کی عمر مین داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ +

سلیم ثانی مخمور کا عہد حکومت

سلیم باپ کی وفات کی خبر سنکر اپنے مستقر الحکومت سے دار الخلافہ کیطرف روانہ ہوا۔ ۲۴ ستمبر ۱۵۶۶ء کو وہ بمقام کالی سی ڈان (ترکی نام مغنی کوئی متصل شقودرہ یا ستوطرلی) پہونچا۔ جہان سے اُس نے اپنے ورود کی خبر قسطنطنیہ کو روانہ کی۔ اور اوسوقت دار الخلافہ مین معلوم ہوا کہ سلطان صاحبقران ثانی رہگرائے عالم جاودانی ہوگئے ہین سلیمان کا جانشین ایسا نالایق شخص تہا کہ خود ترکی مورخین نے اوسے "دایم الخمر" کا خطاب دیا ہے۔ اس شہزادہ کے کمینہ عیوب کو دیکہکر جسکو وارث تاج و تخت بنانیکے لئے قوم و سلطنت کی بدقسمتی سے ایسی گران بہا اور عزیز جانین تلف کرائی گئی تہین سلطان سلیمان کو بہی آخری عمر مین سخت رنج ہوتا تہا۔ اوسنے ایک دفعہ اپنے نالایق بڑے بیٹے کو کمال ناراض ہوکر سخت زجر و توبیخ بہی کی۔ مگر تیر ہاتہہ سے نکل چکا تہا۔ اور سوائے صبر کرنے اور غم و غصہ کہانے کے اور کوئی چارہ نہین رہ گیا تہا۔ کیونکہ سلیم کے سوائے اور کوئی شہزادہ باقی نہین رہگیا تہا۔ الغرض ۵ ستمبر ۱۵۶۶ء کو شمشیر عثمانی پہلی دفعہ ایک ایسے فرمانروا کی کمر مین باندہی گئی جس نے اسلام کی فوجون کو بذات خود میدان مین لیجانے سے کنارہ کشی کی اور اوس قیمتی وقت کو جسے اوسکے آبا و اجداد فرائض جہانبانی کی سرانجام دہی مین صرف کیا کرتے تہے وحشیانہ بدمستی اور عیش پرستی مین ضایع کر دیا مگر اس مہلک خرابی کے بری نتایج فی الفور ظاہر ہونے سلیمان نے سلطنت کا انتظام ایسا نہین کیا تہا اور اوسے ایسی حالت مین نہین چہوڑ گیا تہا کہ ایک یا دو جانشینون کی نالیاقتی سے خراب ہوجائے۔ علاوہ برین ابہی ایسے مدبرین اور جرنیلون کی کافی جماعت موجود تہی جو اوس فرزانہ عالم سلطان کی نظرون کے سامنے ہر طرحکی تربیت پائے ہوئے تہے۔ اور اس طرح سے جبتک کہ یہہ لوگ زندہ رہے اور ایسی نسل نہ پیدا ہوگئی جو سلیمان کو نہ جانتی تہی۔ اوسکی حسن تربیت کا اثر سلطنت مین باقی رہا۔ ان لوگون مین سب سے سرآوردہ محمد سقلی وزیر اعظم تہا جسنے سلیمان کے بعد مہم زیجات کو کامیابی کیساتہہ ختم کیا اور سلیم و ملک کی خوش قسمتی سے اوسکو نوجوان سلطان کے کمزور دل پر اس قدر قابو ہوگیا تہا کہ گو وہ سلطان کی بدروشی اور پرائیویٹ لائف کی خرابیون کو نہین روک سکتا تہا تاہم انصرام مہام سلطنت اوسی پر چہوڑ دیا گیا جس سے وہ بد انتظامی کی ترقی کو روکنے اور باب عالی کی عاملانہ مستعدی اور فاتحانہ شان و شوکت کو بدستور سابق قایم رکہنے کے قابل ہوگیا۔

سلیم مجلس رسے سلطانی مین اعلے ارکین سلطنت سے بیعت لیکر بلغراد کو روانہ ہوگیا جہان فوج بہی سلطان کی سلامی اتارنے کے لئے مہم سے واپس آگئی۔ سلیم ماتمی لباس پہنے ہوئے باہر آیا اور اُس گاڑی کے قریب جسمین

سلطان مرحوم کی لاش رکہی ہوئی تہی فاتحہ پڑہکر تخت نشینی کے انعام کی نسبت کچہہ کہنے یا حکم دینے کے بغیر محل کو واپس چلا گیا۔ یکی شہریون (ینگیچریون) نے بڑبڑانا شروع کیا۔ مگر وزیر اعظم محمد سقلی نے اونکو تسلی دلاسا دیا کہ دار الخلافہ پہونچنے پر تمہارا معمول ادا کردیا جاویگا۔ وہ یہ سُنکر قسطنطنیہ تک تو خاموش چلے آئے۔ مگر وہان پہونچتے ہی علانیہ بر سر فساد ہو گئے۔ وزیر دوم کپتان پاشا۔ اونکے آغا۔ اور کئی دیگر اعلےٰ افسرون نے اونکو جوش کو سرد کرنا چاہا۔ مگر اونہون نے سب کو بیحرمت کرکے محلسرای سلطانی کے بیرونی صحن پر دہاوا بولدیا۔ یہ کیفیت دیکہکر سلیم کو مجبوراً باہر آنا پڑا۔ اور اونکی درخواست قبول کرنی پڑی۔ اور چونکہ منہ مانگا انعام دینا پڑا۔ اس بخشیش سے شاہی خزانہ بالکل خالی ہوگیا۔ مگر گورنران صوبجات۔ کمانڈران بیڑہ ہائے اور سفرائے دول اجنبیہ کے تحفہ تحایف نے خزانہ کو جلدی ہی پہر معمور کردیا۔ سب سے قیمتی اور بیش بہا ہدیئے پیالی پاشا سپہ سالار بحری اور پرتو پاشا نے نذر کیئے۔

اول الذکر نے سواحل اپولیا (یا پغلیا اٹلی کے مشرقی ساحل کا نام) کو تاخت و تاراج کرکے بے انتہا غنیمت حاصل کیا تہا اور پرتو پاشا نے مہم ذیجات مین صوبہ ٹرینسلوینیا سے بیشمار دولت لوٹی تہی۔ دونون نے سالم غنیمت اپنے آقا کو سپرد کردی۔ شاہ ایران کے سفیر نے جو نامہ تعزیت اور پیام تہنیت لیکر آیا تہا دیگر تحایف کے علاوہ دو عدد دُرہائے شہوار وزنی چالیس درہم۔ ایک دانہ یاقوت رمانی شفتالو کے برابر پیشکش کیا۔

ذیجات کی فتح کے بعد فوراً ہی فریقین مین صلح کی گفتگو شروع ہوگئی۔ آسٹروی سفیر[۱] رہا کیئے گئے۔ اور جن شرائط پر صلح کا انعقاد ممکن تہا وہ اونکو بتادی گئین۔ مگر لڑائی کا اسیوقت خاتمہ نہ ہوا۔ پرتو پاشا جس نے سلیمان کی وفات سے چندروز پیشتر قصبہ جیولا واقع ٹرینسلوینیا (موجودہ آسٹریا کا صوبہ ہنگری کے مشرق مین) فتح کرلیا تہا قصبات جینی۔ والا گوسار اور کئی مقامات پر پہر متصرف ہوگیا۔ اور اوسنے دریا مارس کے ہر دو کنارون کی آبادی کو بہی تاخت و تاراج کردیا۔ آخر کار ۱۷ فروری ۱۵۶۸ع کو فریقین مین صلح ہوگئی۔ آسٹریا کے پاس اوسکی

---

[۱] ترکی گورنمنٹ کا قاعدہ تہا کہ جب کسی سلطنت کے ساتہہ لڑائی کا اعلان ہوتا تو اوسکے سفرا کو قید کرلیا جاتا تہا۔ وہ یہ کارروائی بےخوف و خطر ہو کر اسلیئے کرسکتی تہی کہ اوسکی طرف سے مستقل سفیر کسی دوسرے بادشاہ کے دربار مین نہین رہتے تہے۔ جن کو وہ اس اعزاز کے قابل نہین سمجہتی تہی۔ سفرائے اجنبیہ ایک طرح سے بطور یرغمال سمجہے جاتے تہے۔ علاوہ برین ترکی گورنمنٹ اوس زمانہ مین کبہی سفیرون کی سلامتی اور حفاظت کے ساتہہ واپس لوٹادینے کی ذمہ دار نہین ہوتی تہی۔ اگر کوئی سلطنت سفیر بہیجنے کی درخواست کرتی تو اوسے جواب دیا جاتا۔ "بابعالی کے دروازے ہر مسافر کی آمد کے لئے کہلے ہوئے ہین"۔ ۱۲ مؤلف۔

مقبوضات واقع ہنگری۔ ڈلمیشیا و کروشیا رہنو دیئے گئے۔ اور اوسنے سالانہ خراج ادا کرنا منظور کر کے ٹرینسلوینا مالڈیویا۔ اور والیشیا کے حکام کو بابعالی کے باجگذار تسلیم کرلیا۔ ان شرائط کو حاصل کرنیکے لئے آسٹروی سفیر نے ترکی وزیرون مین چالیس ہزار ڈیوکٹ بطور رشوت تقسیم کئے۔

ایران اور پولنڈ کے ساتھ بھی صلح کی تجدید کیگئی۔ اور آخر الذکر کو کئی قلعے واپس عطا کردیئے گئے۔ ممالک اجنبیہ سے صلح صفائی کرتے وقت فرانس کے اتحاد کو بھی فراموش نہ کیا گیا۔ ۱۵۳۵ء مین فرانس سے پہلی مرتبہ باضابطہ اتحاد ہونیکے بعد فرانسیسی سفیر مستقل طور پر سلطانی دربار مین حاضر رہتا تھا۔ سفیر ڈاران کے بعد ۱۵۵۴ء مین کوڈگناٹ سفیر ہوا مگر وہ اپنے ملک سے غداری کر کے فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ (خاوند ملکہ میری (والیہ انگلستان و ہمشیرہ ایلزبتھ) و پسر چارلس پنجم) سے جاملا۔ اوسکے بعد ۱۵۵۵ء سے لیکر ۱۵۶۱ء تک لوگنی سفیر رہا۔ پھر ولیم ڈی لالوپ سفیر مقرر ہوا جو سلطان کی آخری مہم مین سلیمان کے ہمراہ گیا۔ بعد ازان گرانٹ کیمپین سفیر ہوا جس نے ۱۵۶۸ء کی صلحنامہ ما بین بابعالی و آسٹریا کو بر سر تکمیل پہونچنے دینے کے لئے سخت کوشش کی۔ اوس سے بعد کلاڈ و دی بورگ ایلچی بنا۔ بسال ۱۵۶۹ء مین اسکے درخواست کرنے پر سلیم نے امتیازات کی ترمیم کر کے کئی مزید اہم رعایتین عطا کردین۔ اور ترجمان ابراہیم پاشا کے ہاتھ ترمیم شدہ معاہدہ شاہ چارلس نہم والئی فرانس کے پاس پیرس بھیجدیا۔ پرانی مراعات پر یہ رعایتین ایزاد کیگئیں۔

(۱) ہر ایک فرانسیس کو جو ٹرکی مین آباد ہو ہمیشہ کے لئے جزیہ سے معاف کردیا گیا۔

(۲) فرانسیسی سفراء اور قونصلون کو فرانسیسی غلامون کے لئے جو مسلمانون کے قبضہ مین آگئے ہون تلاشی لینے اور ایسے بحری قزاقون کو جنہون نے فرانسیسی رعایا کو گرفتار یا فروخت کیا سزا ملنے کا مطالبہ کرنیکا اختیار دیا گیا۔

(۳) سلطان نے اسیر فرانسیسی مال و اسباب کے معاوضہ دینے کا جو فرانسیسی جہازون سے لوٹا گیا ہو اور لوٹنے والون کو سزا دینے کا ذمہ لیا۔

(۴) ترکی بحری فوج کو فرانسیسی جہازون سے دوستانہ برتاؤ کرنے اور سواحل ٹرکی پر کسی فرانسیسی جہاز کے تہ نشین ہوجانے کی صورت مین ہر طرح کی مدد کرنے اور اہل جہاز اور اونکے اسباب کی حرمت کرنیکا حکم دیا گیا

(۵) بالآخر فرانسیسی قوم کو قلمرو عثمانیہ مین وہ تمام رعایات عطا کیگئین جو ریاست وینس کی رعایا کو حاصل تھین۔ اور ان مین وہ مراعات بھی شامل تھین جو آخر الذکر نے روپیہ خرچ کر کے حاصل کی تھین۔

ان وسیع مراعات کی بطفیل جبکہ ہسپانیہ اور وینس عثمانیہ طاقت کا مقابلہ کر کے اپنی قوت زائل کر رہے تھے فرانس کل بحیرہ روم کی تجارت کا مالک بنا ہوا تھا۔ +

حتی کہ الجیریا[1] کے سلمان جہاز ران چیخ اُٹھے کہ کل بحیرہ "فرانسیسی جہازون سے بھرپور ہو رہا ہے"۔ یہہ جہازات ترکی سمندرون مین جہازرانی کرنیکے محاصل ادا کرنیکے بغیر ترکی سواحل پر ساحلی تجارت کرتے تھے۔ فرانسیسی مونگا اور صدف نکالنے کے مشاق غوطہ زنون نے جنوبی ساحل فرانس کے بندرگاہ مارسیلیز (مرسیلیا) سے نکل کر افریقہ کے شمالی ساحل پر کئی آبادیان قایم کرلین۔ ان مین سے ایک کا نام بسٹین ڈی فرانس (برج فرانس) تہا۔ وہ قصبہ بوناؔ سے چھ میل کے فاصلہ پر واقعہ تہی۔ جوگھوڑون۔ اناج و موم کی فروخت کی بڑی منڈی ہوگئی۔ سلطان کی استمزاج سے کل قلمرو عثمانیہ مین کیتھولک مذہب کی مشنین قایم ہوگئین۔ اور اس فرقہ کے پادریون کے راہب خانے خود قسطنطنیہ کے مضافات مین بنا لئے گئے۔ اور فرانسیسی سفرا و قونصلین نے کل سلطنت عثمانیہ کے عیسائیون کو بالعموم اور شام کے نصارا کو بالخصوص اپنی حمایت مین لیکر ترکی حکام کے برخلاف اونکی جا و بیجا حمایت کرنی شروع کردی۔ اور ان سفیرون کے پروانون کی حفاظت مین ہر ایک عیسائی ملک کے زائرین ارض مقدس کی زیارت کرنے لگ گئے اور فرانسیسی علم شام کی دیول نصارا پر لہرانا شروع ہوگیا۔ انہی مہربانیون اور نوازشون کی طفیل آج نصف شمالی افریقہ پر فرانس فے الواقع قابض ہے اور شام کے معاملات مین اسکو اس قدر دخل و تصرف حاصل ہے کہ بعض اوقات یہہ سمجہنا مشکل ہوجاتا ہے کہ آیا اس قطعہ کے مالک ترک ہین یا فرانسیسی۔ یہ کیفیت دیکھکر کسی وقت خواہ مخواہ ان رعایات دہندگان کی دریا دلی پہ افسوس کرنیکو دل چاہتا ہے۔ مگر جب ذرا سا غور و فکر کیا جائے تو اونکا کوئی قصور نہین پایا جاتا۔ اونکو کیا معلوم تہا کہ ہمارے اکثر جانشین ایسے ناخلف اور ہماری قوم کسی وقت خواب غفلت و جہالت مین ایسی مدہوش ہوجائیگی کہ یہی لوگ جنکو اب مستحق پرورش و رعایت سمجہا جاتا ہے ترکی کی کمزوری سے فائدہ اٹھاکر مالک قطعات زرخیز اور مختار کل ہوجائینگے۔ اگر سلیمان ایسی رعائتین نہ بہی دیتا تو کیا ترکون کی غفلت اپنا اثر دکہانے سے پہر بہی باز رہ سکتی تہی؟ ہرگز نہین!۔ اگر ترک عیاشی و کاہلی اور جہالت مین نہ پڑجاتے تو یہ سوداگر اور سایل اب بہی اوسی حیثیت مین نظر آتے۔ خیر اس بحث کو چھوڑ کر مین پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔

سلیم نے امتیازات کی تجدید کے بعد پدر بزرگوار کی طرح اپنے دشمنون کے برخلاف فرانسیسی اتحاد سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ چونکہ اُس نے جیسا کہ آگے مفصل ذکر آئیگا جزیرہ قبرس لینے کا مصمم ارادہ کرلیا تہا۔ اور ریاست وینس نے ترکون کے مقابلہ کے لئے یورپ سے مدد چاہی تہی۔ سلیم نے چارلس نہم کے پاس سفیر بہیجکر اوسکو ریاست وینس کے برخلاف اعلان جنگ کرنے کی دعوت کی۔ اور اسکے ساتھہ ہی اُس نے شاہ فرانس کو اپنی ہمشیرہ

[1] الجزایر کے شمالی ساحل کا مشہور بندرگاہ۔

مارگرٹ آف ویلالیس کا ازدواج سٹیفن نے پولی حاکم ٹرینسلوینیا سے کردینے کا جسکو باب عالی پولنڈ کا بادشاہ منتخب کرانیکی تجویز کر رہا تہا ایما کیا۔ دیوان کا خیال تہا کہ اس طرح پولنڈ فرانس اور ٹرکی سے متفق اور متحد ہوکر آسٹریا کی بغل مین ایک نیا دشمن پیدا ہوجائیگا جو اوسکو شمال کیطرف سے روکے رہیگا۔ اور ٹرکی مشرق کی طرف سے اور فرانس جنوب کیطرف سے اوسکی پیش قدمی کو روکتا رہیگا چارلس کے پاس کوئی جنگی بیڑہ نہ تہا۔ اس کمی کے علاوہ اندرونی مشکلات کی وجہ سے بہی وہ وینس یا ٹرکی مین سے کسی کی مدد نہین کرسکتا تہا۔ تاہم اوسنے دونون مین بیچ بچاؤ کرادینے کا عندیہ ظاہر کرکے اپنی ہمشیرہ کی شادی ترکون کے باجگذار کے ساتہہ کرنیسے انکار کردیا کیونکہ چارلس کی شادی تازہ تازہ آسٹریا کی ایک شہزادی سے ہوئی تہی۔ اور اسلئے فرانس نے آسٹریا کی تخریب کے کل اہادے ترک کردیئے تہے۔ مگر باب عالی کی تجویز سے اوسے پولنڈ کو فرانس کے ساتھ وابستہ کرنیکا خیال سوجہہ گیا اور اسکی تکمیل کے لئے اوسنے اپنے بہائی ڈیوک آف انجو کو پولنڈ کے تخت پر متمکن کرانیکی کوشش شروع کردی۔

اتحادی معاہدون کی تجدید و تکمیل کے ساتہہ ہی ساتہہ وزیر اعظم محمد صقلی نے ان بغاوتون کو جو بالعموم ہر نئے سلطان کے تخت نشین ہونے پر پہوٹ پڑتی تہین نہایت مستعدی سے فرو کرکے ممالک محروسہ مین کئی بینظیر شاہی عمارتین اور رفاہ عام کے کام تیار کرائے۔ قسطنطنیہ کی مشہور جامع سلیمیہ جو اوستاد زمانہ معمار سنان کے کمال کی بیعدیل یادگار ہے اس وزیر کی حسن سعی کا نتیجہ ہے جس نے ان کامون کے علاوہ دو ایسے اہم اور کٹہن کامون کی تیاری کا ارادہ کیا تہا جن سے نہ فقط اوسکی کمال دوراندیشی تدبیر عام واقفیت اور عالی ہمتی ظاہر ہورہی ہے۔ بلکہ اگر وہ اونکی تکمیل مین کامیاب ہوجاتا تو اوسکا نام قیامت تک جریدہ عالم پر نقش ہوجاتا ان مین سے ایک بحیرۂ قلزم و بحیرۂ روم کو ملانیکے لئے خاکنائے سویز مین سے نہر نکالنا تہا اور دوسرا روس کے دریائے ڈان کو جو بحیرۂ اسود مین گرتا ہے بذریعہ نہر دریائے والگا سے جو بحیرۂ کاسپین مین گرتا ہے ملانیکا کام تہا اس آخری کام کی تیاری کے لئے استراخان پر قابض ہونا ضروری تہا اور یہ اسلئے بہی زیادہ تر دلچسپ ہے کہ اس نہر کے تیار کرنے کی کوشش کرتے وقت ترکون کو اب پہلی مرتبہ روسیون کے ساتہہ میدان جنگ مین ہم مقابل ہونا پڑا۔ جنکا مختصر ذکر اس موقعہ پر بیمحل نہ ہوگا۔

سولہوین صدی کے وسط مین جبکہ سلطنت عثمانیہ کا آفتاب اقبال نصف النہار پر تہا۔ اور کل دنیا اوسکی آب و تاب سے مبہوت ہوکر عثمانیہ جلال سے لرز رہی تہی روسی باہستگی تمام اور بڑی دقتون کے ساتہہ اوس تباہی و ذلت سے جو تاتاری فاتحون کی اڑہائی سو برس کی غلامی و محکومی سے اونپر وارد ہورہی تہی باہر نکل رہے تہے۔ شاہان ماسکو

ایوان ثالث اور واسیلی اوالووک کی شجاعت و مکاری سے ۱۴۸۰ء اور ۱۵۳۳ء کے درمیان اس ملک نے خوانین قپچاق کو خراج ادا کرنے کی ذلت سے نجات پائی اور ان بادشاہون نے دیگر روسی ریاستون کو ریاست کوب (یعنی ماسکو جو روس کا سب سے پرانا دار الخلافہ اور روسی قوم کا مخزن و مولد ہے) کے ساتھ ملا کر ایک متحدہ روسی سلطنت قایم کر لی جو کیف سے قزان تک اور سائبیریا سے لیکر لیپلینڈ تک وسیع تھی۔ انسے پہلے ماسکو کے فرمانروا گرینڈ ڈیوک کہلاتے تھے ان بادشاہون نے زار کا خطاب اختیار کیا۔ یورپین لوگون کا خیال ہے کہ زار لاطینی لفظ سیزر (قیصر) کا بگاڑا ہوا ہے۔ مگر یہ غلط ہے۔ زار پرانا عبرانی و خالدی لفظ بمعنی بادشاہ ہے جیسے کہ شاہان بابل بیلشضار نبوکد نضار وغیرہ سے ظاہر ہے سلیو قوم کے عیسائیون نے جب توریت و انجیل کا ترجمہ اپنی زبان مین کیا تو یہ لفظ اونکی زبان مین داخل ہو گیا۔ قیصران روم اور خوانین کریمیا بھی اکثر زار کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ گرجستان کے بادشاہ شار کہلاتے تھے۔ تاتاری اپنے سردارون کی بیگمات کو زارینہ کہتے تھے۔

ان گرینڈ ڈیوکون یا زارون کے دماغون مین جیسے کہ اب وہ پکارے جانے لگے تھے باین بے سر و سامانی اور دولت و مقہوری اون دنون مین بھی قسطنطنیہ پر قابض ہونیکا خبط سمایا ہوا تھا۔ زار ایوان ثالث نے اوس یونانی خاندان قیاصرہ کی اکلوتی اور آخری شہزادی مسمات صوفیا سے جس سے عثمانیون نے قسطنطنیہ فتح کیا تھا شادی کی درخواست کی جو منظور ہو گئی۔ اور اونکا ایک دوسرے سے عقد ہو گیا۔ اس ازدواج کی تاریخ سے روسیون نے جنگی علم پر اوسوقت تک سینٹ جارج کی جو اژدہا کو قتل کر رہا ہے تصویر ہوتی تھی۔ قیاصرہ قسطنطنیہ سے شاہی نشان یعنی دو سر والے عقاب کا نشان اپنی سلطنت کے لئے اختیار کر لیا۔ ایوان ظالم کی نابالغی کے دوران مین جو ۱۵۳۳ء مین تخت نشین ہوا روس مین خودسری اور طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا۔ مگر اس شہزادہ کے بالغ ہو کر عنان حکومت اپنے ہاتھ مین لیتے ہی سلطنت کی حالت پھر درست ہو گئی۔ اور اوس مین وہی طاقت و قوت عود کر آئی۔ استراخان[1] اور قزان[2] جو مسلمان

---

[1] استراخان روس کے ایک صوبہ اور شہر کا نام ہے۔ یہ صوبہ بحیرہ کاسپین کے شمال مغرب مین روسی علاقہ کوہ قاف کے گورنر کے ماتحت ہے۔ دریا ولگا اس صوبہ کے وسط مین سے گذرتا ہے۔ اس صوبہ کا طول ۳۷۰ میل عرض ۲۰۰ میل رقبہ ۸۰ ہزار مربع میل اور آبادی ۸ لاکھ کے قریب ہے۔ یہ صوبہ غیر آباد اور کف دست میدان بے آب و گیاہ ہے۔ اسکے صدر مقام کا نام بھی استراخان ہے جو دہانہ دریا والگا سے تیس میل اوپر دریا کے ایک جزیرہ پر آباد ہے۔ اس مین دو شہر پناہین ہین۔ ایک مین تاتاری اترتے ہین اور دوسری مین ایرانی۔ آبادی ۶۰ ہزار سے زیادہ ہے۔ یہ شہر تقریباً تین سو برس تاتار خانین کا مستقر الحکومت رہا۔ ۱۵۵۴ء مین روسیون نے فتح کیا۔ ۱۶۶۰ء مین ترکون نے محاصرہ کیا۔ مگر ناکام رہے۔ ۱۶۷۰ء مین اس شہر کو

تاتار خوانین کے ماتحت تہے (۱۵۵۲ء مین) فتح ہوکر روس کے ساتہہ شامل کرلئے گئے۔ دریاء ڈان کے کنارے کے قزاق (کاسک) سلطنت روس کی ساتہہ متحد ہوگئے۔ اور اونکے ایک سردار یرماق نے زار کیطرف سے سائبیریا پر حملہ آور ہوکر اس وسیع ملک کو بہی سلطنت روس مین شامل کردیا۔ ایوان کی تخت نشینی کے وقت روس کا رقبہ ۳۷ ہزار جرمن میل مربع تہا۔ اوسکی وفات پر وہ ایک لاکہہ ۴۴ ہزار میل مربع ہوگیا مگر مغربی یورپ مین روس ایسا کم معلوم تہا اوسکی طرف سے ایسی لاپروائی اور تغافل تہا کہ فلپ شاہ ہسپانیہ اور اوسکی بیوی میری ملکہ انگلستان نے روس کے ساتہہ تجارت کرنے والے انگریز سوداگرون کی پہلی باضابطہ کمپنی اور شراکت کو جو سند عطا کی اوس مین درج ہے کہ یہ سند ملک مذکور کی دریافت پر عطا کی گئی ہے۔ یعنی روس کو وحشیون کے ایسے ملک سے مشابہ کیا گیا کہ گویا امریکہ کے لق ودق صحاری اور جنگلات مین واقع ہے اور مہذب بنی نوع انسان اب پہلی مرتبہ اوسمین قدم دہرنے والا ہے۔ مگر اوس زمانہ مین بہی جو لوگ اوس خام مصالح کو جو زار ماسکو جنگی طاقت کی تیاری وتکمیل کے لئے رکہتا تہا۔ اور نیز اوسکی رعایا کی تعداد کثیر۔ باشندون کی جفاکشی اور سخت مزاجی۔ اونکا اپنے بادشاہ کی بے اندازہ تابعداری کرنا اور ملک کی قدرتی بناوٹ کو جو حملہ آور کے لئے سخت مشکلات پیدا کرتی ہے غور وفکر سے دیکہتے تہے۔ اونہون نے اندیشہ ظاہر کردیا تہا کہ اگر یہ وحشیون کا دل بادل ایک دفعہ اسلحہ ہتہیار سے مسلح اور مہذبانہ جنگجوئی کے آداب وقواعد سے واقف ہوگیا تو دوسری آزاد ریاستین اسکو بہی حرص وطمع سے بمشکل جانبر ہوسکین گی۔ *

یورپین مورخ پولنڈ اور بیشمار دیگر ریاستون کی قسمتون کے تصفیہ سے سجمنڈ شاہ پولنڈ کے الفاظ کی صداقت کو نہایت افسوس اور دلی رنج کے ساتہہ تسلیم کررہے ہین تین سو برس کا عرصہ ہوا ہے کہ اس دوراندیش عیسائی بادشاہ

ایرانیون سے لوٹا۔ *

۲؎ قزان یورپین روس کا وسیع صوبہ ہے جو دریا والگا اور کوہ ارال کے درمیان واقع ہے۔ رقبہ ۲۴ ہزار میل مربع اور آبادی ۲۲ لاکہہ ہے۔ اس صوبہ پر کئی سو برس تاتار خوانین حکمران رہے ہے۔ صدر مقام کا نام بہی قزان ہے وہ نہایت مضبوط قلعبند شہر ہے اور دریاء کازنکا پر اس دریاء اور دریاء والگا کے محل التصاق سے چار میل اوپر شہر نجنی نووگورڈ سے بجانب شمال شرق ۴۰۰ سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسکے قلعہ کی فصیل جسمین ۱۴ برج ہین تاتاریون نے بنائی تہی۔ شہر مین ایک کنیسہ اعظم۔ ۳۵ دوسرے گرجے۔ ۲ خانقاہ راہب خانے اور سولہ مسجدین ہین۔ اس شہر کو ۱۴۰۱ء مین تاتاریون نے آباد کیا۔ زار ایوان نے محاصرہ طویل کے بعد ۱۵۵۲ء مین فتح کرکے باشندون کو تہ تیغ کیا۔ آبادی ایک لاکہہ سے اوپر ہے ۱۸۱۵ء مین نصف سے زیادہ شہر جلگیا تہا صوبہ قزان کی آبادی نصف کے قریب روسی ہے اور باقی تاتاری وغیرہ ہین مولف

سے زار کو کل آزاد قومون کے دشمن ہونیکا خطاب دیکر ایلیزبیتھ ملکہ انگلستان کو جنگی انجنیر اور سامان حرب وسی زار کو بہم پہونچانے سے روکا تہا۔ انگریز سیاح رچرڈ چانسلر جو روس اور سائبیریا کے شمال سے بحیرہ منجمد شمالی مین ہو کر انگلستان سے ہندوستان کیطرف رستہ تلاش کرنیکے لئے سر ہیو لوبائی کے ہمراہ انگلستان سے روانہ ہوا تہا اور آرکینجل سے ماسکو جاکر کچہہ عرصہ ایوان کے دربار مین حاضر باش رہا تہا اپنے سفرنامہ مین روسی ٹڈی دل کی فوج کی کثرت اور اونکی جفاکشی کا مفصل ذکر کرکے تحریر کرتا ہے کہ "یہ لوگ میدان جنگ مین کسی ترتیب و نظام سے نہین لڑتے اور چند دن مین ہو کر بے تحاشا دوڑے جاتے ہین۔ لیکن اگر یہ لوگ جنگی تربیت پا جائین اور فنون حرب سے واقف ہو جائین تو دنیا کے لئے کیسے سخت خطرہ کا احتمال ہے؟۔ اگر اس بادشاہ کے ملک مین ایسے آدمی ہون جو ان لوگون کو نئے آداب جنگ سکہا سکین تو اس بادشاہ کی طاقت اوسکی رعایا کی جفاکشی اور تہوڑے خرچ سے اوسکو جنگ کر سکنے کی قابلیت کو مدنظر رکہکر مین یقین کے ساتہہ کہہ سکتا ہون کہ دو زبردست سے زبردست عیسائی بادشاہ بہی اوسکا مقابلہ نہ کر سکینگے۔" دوسری جگہہ بہی سیاح پہر لکہتا ہے کہ "اگر یہ لوگ اپنی قوت سے واقف ہو جائین۔ تو کوئی آدمی اونکے سامنے ٹہہرنے کی طاقت نہ رکہے۔ اور نہ اونکے ہمسائے اونسے ایک دن بہی چین سے رہ سکین۔ مگر میرا خیال ہے کہ خداوند کریم کی ایسی مرضی نہین۔ انکی مثال بعینہ گہوڑے ایسی ہے۔ وہ اپنی طاقت نہین جانتا۔ اور ایک چہوٹا سا بچہ بہی لگام سے اوسپر سواری کر سکتا ہے۔ اگر وہ اپنی قوت سے واقف ہوتا تو کوئی بچہ یا جوان کبہی اوسپر سوار نہ ہو سکتا۔"

سلیم کی تخت نشینی کے وقت روسی سلطان کے باجگزار خوانین کریمیا سے سخت جانگداز لڑائیان لڑ رہے تہے۔ مگر بایعالی نے ان مین کوئی مداخلت نہ کی۔ آخر وزیر صُقلی کی ذہانت طبع نے ایسی تجویز کی تکمیل کی کوشش کی۔ جو اگر کامیاب ہو جاتی تو دریائے ڈان اور والگا کے کنارون اور بحیرہ کاسپین کے سواحل پر عثمانیہ طاقت نہایت مضبوطی سے قائم ہو جاتی اور جنوب کیطرف روسی پیش قدمی ہمیشہ کیلئے رک جاتی۔

ایران پر فوجکشی کرتے وقت عثمانیہ افواج کو بالائی آرمینیا اور آذربائیجان کے سنگلاخ چٹانون اور غیر آباد کوہسارون سے گذرتے ہوئے ہمیشہ سخت تکلیفین برداشت کرنی پڑتی تہین سلیم کی تخت نشینی سے کچہہ عرصہ بعد ایران سے پہر کچہہ تنازعے پیدا ہو گئے تہے جن سے اوسکے ساتہہ جنگ ہو جانیکا قوی احتمال ہو گیا تہا۔ محمد صقلی نے متذکرہ بالا تکالیف سے بچنے کے لئے دریائے ڈان اور والگا کو نہر سے ملا دینے کی تجویز کی۔ تاکہ ترکی فوج اور جہاز بحیرہ اسود وغیرہ آزاف سے دریائے ڈان مین داخل ہو کر مجوزہ نہر کے راستے والگا پہونچ جائین اور اوس دریا کے رستے بحیرہ کاسپین مین اوترکر تبریز اور ایران کے مین مرکز پر حملہ آور ہون۔ یہ دونون دریائے ذخار (ڈان اور والگا) یورپی روس مین

واقع ہے۔ وہان شمال مغرب سے اور والگا شمال مشرق سے نکلکر کئی سو میل تک ایک دوسری کی طرف بہتے ہین حتی کہ ایک مقام پر اونکا درمیانی فاصلہ صرف تیس میل رہجاتا ہے۔ وہان سے وہ پہر ایک دوسرے سے ہٹنا شروع کرکے ڈان شہر آزاف کے قریب بحیرۂ آزاف مین جاگرتا ہے۔ اور والگا بحیرہ کاسپین مین۔ کہا جاتا ہے کہ اسکندر اعظم کے قابل ترین جرنیل اور جانشین سیلیوکس نکاٹر نے بہی ان دونون دریاؤن کو نہر کے ذریعہ ملانے کی تجویز کی تہی۔ اس تجویز کو کئی صدیون کے بعد اب وزیر محمد نے تازہ کیا۔ اور گو ایران کے ساتہہ لڑائی ہونیکا اندیشہ جلدی ہی دور ہوگیا۔ مگر سلیمان اعظم کا تربیت یافتہ کہن سال مدبر اپنے ارادہ پر قائم رہا۔ وہ بخوبی جانتا تہا۔ کہ اگر یہ نہر تیار ہوگئی تو سلطنت عثمانیہ کیلئے بے اندازہ تجارتی اور پولیٹکل فوائد کا باعث ہوگی۔ آزاف پہلی ہی ترکون کے قبضہ مین تہا۔ مگر ایسی اہم تجویز کی تکمیل کیلئے استراخان پر بہی قابض ہونا ضروری تہا۔ چنانچہ تین ہزار ینگچری اور بیس ہزار سوار استراخان کے محاصرہ پر روانہ کئے گئے اور تیس ہزار تاتاریون کی کمکی فوج کو اس فوج سے جاملنے اور نہر کی تیاری مین مدد دینے کا حکم دیا گیا۔ انکے ساتہہ ہی پانچہزار ینگچری اور تین ہزار سنگ باز نہر کے مغربی سرے سے کام شروع کرانے اور مزدورون کی حفاظت کے لئے آزاف کو بہیجدیئے گئے۔ مگر ایوان مہیب کے جرنیلون نے اس نازک موقعہ پر اپنے جابر آقا کا حق نمک نہایت قابلیت کے ساتہہ ادا کیا۔ استراخان کی روسی قلعہ نشین فوج نے محاصرین پر دہاوا کرکے اونکو نقصان کے ساتہہ پسپا کردیا۔ ادہر روسی شہزادہ سربلی نوف نے پندرہ ہزار سپاہیون کی ایک دوسری روسی فوج سے آزاف کے قریب ینگچریون اور مزدورون پر اچانک حملہ آور ہوکر اونکو تتر بتر کردیا۔ اور اس موقعہ پر اول مرتبہ روسیون کو ترکون سے مال یغما اور غنیمت ہاتہہ آئی۔ ایوان کی فوجون نے تاتاری لشکر کو بہی جو ترکون کی مدد کو آرہا تہا شکست فاش دیکر منتشر کردیا۔ اور عثمانلی ان شکستون اور ہزیمتون سے شکستہ دل ہوکر پیش نہاد خاطر مہم کو نہین بلکہ ترکی رعب و اقتدار کو قطعی الوداع کہکر قسطنطنیہ کو واپس ہٹ آئے۔ لیکن ترکون کی شکستہ دلی کا باعث فقط یہی ہزیمتین ہی نہین تہین بلکہ اونکی تاتاری مسلمان بہائیون نے بہی جنہون نے بہت جلد اپنے اس اظہار اخوت اسلامی کا مزہ چکہہ لیا۔ ترکون کو جو شومئی بخت سے پاتن پرور اور آرام پسند ہوجانے کی وجہہ سے محمد سقلی کی تجویز سے پہلی ہی برداشتہ خاطر ہورہی تہے۔ اور زیادہ دل برداشتہ بنانے مین کچہہ کم حصہ نہ لیا۔ اون بیوقوفون کو خودغرضی نے پٹی پڑہادی کہ اگر ترکون کا قدم اس علاقہ مین جمگیا تو تم کو آزادی حاصل نہ رہیگی اور تم باجگزاری کی حد سے متنزل ہوکر کامل محکوم بنجاؤگے۔ جس طرح ہو ترکون کا دل کہٹا کردو۔ چنانچہ ان بدبختون نے سادہ لوح عثمانیون کو اس علاقہ کے موسمی خطرات عدیدہ سے ڈرانا شروع کردیا کہ یہان سردی ایسی سخت پڑتی ہے

کہ تمہارا یہان ایکدن بھی جینا محال ہے گرما مین راتین یہان صرف تین گھنٹون کی ہوتی ہین۔ اور تم جانتے ہو کہ عشاء کی نماز مین خواہ کیسی سویرے پڑہو مغرب کی نماز اور اوس مین کم از کم دو گھنٹون کا وقفہ ضروری ہے۔ اور فجر کی نماز طلوع آفتاب سے پہلے پڑہنی فرض ہے۔ اب بتاؤ۔ کب سوگے اور کب نمازین ادا کروگے۔ یا نیند چہوڑو یا نماز ترک کرو۔ ترک اونکے فریب مین آگئے۔ اور اونکو اتنا ہوش بہی نہ رہا کہ ان مکارون سے ہی پوچہین کہ اگر یہ کیفیت ہے تو تم گرما مین کیا کیا کرتے ہو لیکن اگر اونکو فتوحات جدیدہ کی اُمنگ نہ سہی سلاطین قوم کی عزت ونیکنامی کا ہی پاس ہوتا تو پوچہنا کسکا وہ ایسی باتین سننا ہی کب گوارا کرتے۔ وہ تو سب کو خیرباد کہہ چکے تہے اور محض بہانہ ڈہونڈ رہے تہے۔ تاتاریون کی یہ باتین سُنتے ہی گہرون کو واپس آنے کے لئے خوشی خوشی جہازون پر سوار ہوگئے لیکن ان بزدلون کو جلد ثابت ہوگیا کہ موت سے کوئی مفر نہین۔ سمندر مین طوفان نے بیڑہ کو گہیر لیا۔ کئی جہاز تباہ ہوگئے۔ اور کل فوج مین سے صرف سات ہزار قسطنطنیہ واپس پہونچے۔ افسوس وزیر محمد سقلی ایسا مستقل مزاج۔ اور عافیت اندیش مدبر بہی فقط ایک دفعہ ہی کی ناکامی سے ایسے مفید اور ضروری کام کی سرانجام دہی سے باز آگیا اور پہر اوسنے اس طرف بہولے سے بہی توجہ نہ کی۔ حالانکہ دنیا مین ایسے بہت ہی کم خوش نصیب ہین جو ایکہی کوشش مین کامیاب ہوجائین۔ ورنہ بالعموم ابتدائی ناکام کوششین آخرکار فتح وکامیابی کے لئے زینون کا کام دیا کرتی ہین کہ اونسے تجربہ حاصل کرکے حصول مطلب کے لئے پوری تیاری کیجائے۔ مورخین نے کوئی وجہ نہین لکہی کہ وزیر موصوف نے اس ارادہ کو پہر کیون ترک کردیا۔ مگر اوسکی مسلمہ لیاقت اور قومی جانثاری ہمین یہ قیاس کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ اوسنے کسی اشد مجبوری ہی کی وجہ سے اپنے ارادہ کو ترک کیا ہوگا۔

روسی ابہی ایسے مضبوط نہ تہے کہ وہ ترکون کی فوجکشی کا ترکی بہ ترکی جواب دیکر خود انکے علاقون پر حملہ آور ہوجاتے انہون نے استراخان اور قازان کی تاتاری ریاستون کو بیشک فتح کرلیا تہا۔ مگر کریمیا کے تاتاری اپنے شہنشاہ سلطان روم کی مدد کے بغیر بہی ابہی اونکا مقابلہ کرنیکے لئے کافی مضبوط تہے چنانچہ متذکرہ بالا ترکی مہم کو ابہی صرف دو برس ہی ہوئے تہے کہ خان کریمیا نے زار ماسکو کے علاقہ پر حملہ کرکے (سنہ ۱۵۷۱ء مین) ماسکو کو بزور شمشیر فتح کرلیا اور شہر کو جی بہر کر تاخت وتاراج کیا۔ اس واقعہ سے ایک برس پہلے سنہ ۱۵۷۰ء مین زار ایوان نے ایک سفیر مسمی نوسولٹیوف قسطنطنیہ بہیجکر استراخان پر ترکی فوجکشی کی شکایت اور آیندہ کے لئے دونون سلطنتون مین صلح اور دوستی واتحاد ہونے کی تجویز پیش کی تہی۔ نوسولٹیوف نے وزراء سے گفتگو کرتے وقت اس بات پر بڑا زور دیا کہ میرا آقا ولی نعمت (زار) اپنے علاقہ کے مسلمانون سے نہایت نرمی اور بے تعصبی کے ساتہہ پیش آتا ہے۔

جس سے ظاہر ہے کہ وہ مذہب اسلام کا دشمن نہین ہے۔ باب العالی روسی سفیر کے ساتھ بڑی خوش خلاقی سے پیش آیا۔ اور اس واقعہ سے بعد تقریباً ایک سو برس تک ترکون اور روسیون مین پھر کوئی لڑائی نہ ہوئی۔ سلطان نے اپنا جلال کم کہانے اور یہ ظاہر کرنے کے لیئے کہ وہ روس کی کچھہ حقیقت نہین سمجہتا۔ تونسو لیٹوف سے حسب دستور اوسکے آقا کی صحت مزاج اور خیریت نہ پوچھی اور نہ اوسکو شرف باریابی بخشنے سے پہلے سلطانی محل مین کہانا تناول کرنے کی دعوت کی گئی۔ جیسے کہ عموماً سفرا کو کی جاتی تہی۔

ڈان اور والگا کی نہر کی تیاری کی تو کوشش بہی کیگئی۔ مگر نہر سویز[۵] کی تجویز کو یہ بات بھی نصیب ہوئی پہلے یہ تجویز صوبہ یمن کی بغاوت کی وجہ سے ملتوی ہوگئی۔ اور جب وہ بغاوت فرو ہوگئی تو سلیم نے قبرس پر چڑہائی کردی۔ اور اس طرح یہ تجویز قطعاً کہٹائی مین پڑگئی۔ بعض کا خیال ہے کہ ترک نہر بنانا پسند ہی نہین کرتے تھے اونکو اندیشہ تہا کہ اسکے تیار ہوجانے سے کفار کے بیڑون کے لئے حجاز کا راستہ کہل جائیگا۔ مگر یہ خیال غلط ہے اس وقت ترکی بحری طاقت ایسی زبردست تہی کہ وہ کل عیسائی طاقتون کے متفقہ بیڑون کی بہی کوئی حقیقت نہین سمجہتے تہے۔ خیر وجہ التوا کچھہ ہو۔ اس نہر کی تیاری کے متعلق ناموری کا سہرا فرانسیسی انجنیر ایم ڈی لیسپ کے لئے مقدر تہا اور اوسکو ملگیا۔ اور گو وسطی امریکہ کی نہر بنانا کی ناکامی اور اوسکی تیاری کے متعلق زرخطیر کے تغلب سے اس بوڑہے فرانسیسی کو آخری عمر مین بہت ذلت اوٹہانی پڑی۔ اور اوسکی سابقہ نیکنامی خاک مین ملگئی۔ مگر پہر بہی جبتک نہر سویز قایم رہیگی اوسکا نام لوح زمانہ پر ثبت رہیگا۔

عربون کی طبعی آزادی پسندی کون نہین جانتا۔ اونکو اسلامی طاقت کی محکومی بہی ناگوار ہے۔ جیسا کہ یمن مین اب تک متواتر بغاوتین ہوتے رہنے سے اور جنکے برپا کرانے مین اب عیسائی ہمسائیون کو بہی بہت کچھہ دخل ہے صاف ظاہر ہو رہا ہے اس صوبہ مین سلیمان اعظم کے وقت بہی کامل امن قایم نہین ہوسکا تہا۔ جب

۵؎ موجودہ نہر سویز فرانسیسی انجنیر ایم ڈی لیسپ کی ہمت و کوشش سے ۱۸۶۹ء مین جاری ہوئی۔ خاکنائے سویز کی زمین ریگستانی ہے۔ اور بعض جگہہ دلدلین بہی ہین نہر کے راستہ مین کئی جہیلین بہی ہین۔ کہا جاتا ہے کہ ولادت مسیح سے پانسو برس پہلے بہی یہ نہر جنرل کہودی گئی تہی جو آخر کار ریت سے بہر گئی جسکو مسلمان فاتحان مصر نے حضرت عمرؓ کے وقت صاف کرکے پہر نہر کو جاری کر دیا تہا۔ مگر اسکی تحقیق نہین ہوئی۔ نپولین بوناپارٹ نے بہی نہر تیار کرنی چاہی تہی۔ مگر اوسکے انجنیرون کو دہوکہ ہوگیا کہ بحیرہ روم کے پانی کی سطح بحیرہ قلزم کی سطح سے بلند ہے۔ اور اسلئے نہر جاری نہین رہ سکتی خاکنا سویز کر دونون ساحل سطح آب سے سات فیٹ بلند ہین۔ مؤلف۔

سلیم تخت پر بیٹھا تو قبیلہ بنی عمر کے سردار اولیان[1] اوغلو نے علانیہ علم بغاوت برپا کر دیا۔ اسے ایرانیوں سے مدد کی بڑی امید تھی۔ جسکے پورا نہ ہونے پر وہ جلد مغلوب ہو گیا۔ لیکن ملک سے شورش کی ابھی بیخکنی نہ ہو سکی۔ قبیلہ سادات کے سردار مساہر نے صنعا۔ طاس۔ عدن اور کئی دیگر مقامات پر قبضہ کر کے خلیفۃ المسلمین اور امیر المومنین کے القاب اختیار کر لئے۔ اسکی سرکوبی کے لئے سلیم کے بدطینت اتالیق لالہ مصطفے کی زیر کمان ترکی فوج روانہ کی گئی۔ محمد سقلی نے اس شخص کو سلطان کی نظروں سے گرانیکے لئے یمن کی فوج کا سر عسکر بنا کر بھیجا تھا کہ شکست کھانے پر وہ ذلیل ہو جائیگا۔ وزیر کی کارستانیوں۔ اور صنعان پاشا گورنر مصر کے رشک و حسد کی وجہ سے مصطفے مہم سے ناکام لوٹا۔ مگر یہ شکست اوسے سلطان کی نظروں سے نہ گرا سکی۔ ۱۵۶۹ء میں عثمان پاشا یمن کا گورنر بنا کر بھیجا گیا اوسنے طاس اور قاہر یحیٰ کو فتح کر لیا۔ دوسری طرف صنعان نے عدن و صنعا کو فتح کر کے کل صوبہ پر پھر عثمانی تسلط قائم کر دیا۔ البتہ قلعہ کیوقبان نو مہینوں تک فتح نہ ہو سکا۔ مگر آخر کار ۱۵۷۰ء میں امام مساہر نے سر اطاعت خم کر کے باب عالی کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔

یمن میں امن قائم ہونیکے بعد فتح قبرس کی تیاریاں کیگئیں۔ سلیم جس زمانہ میں صوبہ کٹاہیا کا گورنر تھا اُس نے اوسی وقت سے اس جزیرہ کو ریاست وینس سے فتح کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اُس زمانہ میں پرتگال کا ایک یہودی یوسف نسی نام جو پادریوں کے جور و ظلم سے ٹرکی بھاگ آیا تھا سلیم کا یار غار تھا۔ اوسنے قبرس کی انگوری شراب کی تعریفیں کر کے شہزادہ کو اُسکی فتح پر راسخ العزم کر دیا جسنے تخت پر بیٹھتے ہی جزیرہ کو فتح کر کے یوسف کو اوسکا بادشاہ بنانے کا وعدہ کیا۔ ریاست وینس اور ٹرکی میں اوس وقت صلح تھی۔ مگر سلیم نے شیخ الاسلام ابو صعود سے عہد نامہ صلح کے صریح برخلاف قبرس پر فوجکشی کی اجازت لے لی۔ مفتی نے فتوے میں لکھا کہ قبرس ایک وقت مسلمانوں کے قبضہ میں رہچکا ہے۔ اور امیر المومنین ایسے ملک کو جو کسی وقت اسلامی علاقہ رہچکا ہو کفار سے دوبارا فتح کرنیکے لئے عہد شکنی کر سکتا ہے۔ مفتی صاحب کا فتوےٰ جہاں تک دوبارا فتح کرنیکا تعلق ہے خواہ کہاں تک درست ہو۔ مگر اسلامی شریعت معاہدہ شکنی میں ابتدا کرنے کی کسی صورت میں اجازت نہیں دیتی۔ وزیر اعظم سقلی اس مہم کے سخت برخلاف تھا۔ وہ سلطان پر زور ڈالتا تھا کہ ہسپانیہ کے مظلوم و ستم کشیدہ مسلمانوں کو جو کئی دفعہ بعجز و الحاح دستگیری کی استدعا کر چکے ہیں ہسپانیوں کے جور و ظلم سے بچانیکے لئے اون ظالموں پر فوجکشی کیجائے۔ مگر یہودی بادہ نوش۔ لالہ مصطفے اور صنعان پاشا کی صلاح و مشوروں اور خود سلیم کی ذاتی خواہش اور میلان کے سامنے اوسکی پر زور درخواستوں کا کوئی اثر نہ ہوا۔ لالہ مصطفے کو ایک لاکھ فوج دیکر قبرس کو روانہ

[1] یہ ترکی نام ہے اصل عربی نام معلوم نہیں ہو سکا۔

کر دیا گیا - اور پیالی پاشا نے ۱۳۶ جنگی اور ایک سو بار برداری کے جہازون سے بحری محاصرہ کر لیا۔ ریاست وینس مین لڑائی کی سکت باقی نہین تہی - اوسکا بڑا کارخانہ حال ہی مین نالیگا یوسف نسی کے کارندون کی شرارت سے جل چکا تہا۔ یکم جولائی ۱۵۷۰ء کو ترکی بیڑہ قبرس کے قصبہ لماسول کے سامنے لنگر زن ہوا۔ وینشی گورنر نے ترکی فوج کے خشکی پر اُترنے کی کوئی مزاحمت نہ کی۔ ترکون نے بلا مزاحمت نقساری پر قابض ہوکر نکوسیا (صدر مقام قبرس) کا محاصرہ شروع کر دیا۔ شہر کی فصیل اور خندقین بالکل نئی تہین اور دس ہزار فوج بہی اوسمین موجود تھی۔ مگر گورنر کی نالایقی سے شہر مذکور ایک مہینہ کے محاصرہ کے بعد جسکے اثنا مین تین حملے کئے گئے ۹ ستمبر کو بزور شمشیر فتح ہو گیا - اور آٹھ گہنٹہ تک قتل عام ہوتا رہا۔ جس مین بیس ہزار جانین ضایع ہوئین - اور دو ہزار اسیر کر کے جہازون کو بہیجے گئے۔ مگر ایک اسیر عورت نے جہاز کو آگ لگادی اور تقریباً سب کے سب آگ سے یا سمندر مین فنا ہو گئے اسکے بعد دوسرے شہر بہی بسرعت تمام یکے بعد دیگرے فتح کر لئے گئے۔ ایک قصبہ فماگوستا نے جان توڑ مقابلہ کیا جسکا محاصرہ دوسرے سال پر ملتوی کر دیا گیا۔ اور سرعسکر نے موسم سرما اوسکی دیوارون کے نیچے بسر کیا ۱۶ - اپریل ۱۵۷۱ء کو محاصرہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ شہر کے گرد وسیع خندق کہودی گئی اور اوسکے پیچہے فصیل پر گولہ باری کرنیکے لئے دس باتریان نصب کی گئین۔ گورنر قلعہ مارک انٹونیو براگاڈینو نے جسکے پاس صرف سات ہزار سپاہی تہا اڑہائی مہینون تک مقابلہ کیا جب سد اور سامان حرب ختم ہو گیا تو اوسنے صلح کی درخواست کی ۴ اگست ۱۵۷۱ء کو اس شرط پر قلعہ سپرد کرنا منظور ہوا کہ محصورین کو پانچ توپون اور پندرہ گہوڑون کے سمیت جزیرہ سے چلا جانے دیا جائے - اور ترکی جہاز اونکو کریٹ پہونچا آئین۔ اس شرط کی ایک جزو کی تکمیل ہو چکی تھی کہ نہایت بے ایمانی سے اوسکی خلاف ورزی کیگئی۔ ترکی کمانڈر نے براگاڈینو سے ایک وینشی امیر طلب کیا اُس نے انکار کر دیا۔ اسپر اوسکو معہ ہمراہیون کے پا بجولان مقید کر دیا گیا۔ جو عیسائی جہاز پر سوار ہو چکے تھے مال و متاع لوٹ کر اونکو بہی قتل یا اسیر کر لیا گیا۔ بارہ دنون کے بعد براگاڈینو کو قیدخانہ سے نکال کر جہاز کے تختہ سے سمندر مین لٹکا دیا گیا۔ اور اوسکو کئی دفعہ پانی مین غوطے دیئے گئے - بعد ازآن مورچون پر اوس سے مٹی ڈہلائی گئی - پہر کاٹھ لگادی گئی - اور آخر کار زندہ کی کہال کہینچکر گوشت جانورون کو کہلا دیا گیا اور پوست مین گہاس بھر کر ہر ایک شہر و قصبہ مین تشہیر کرنیکے بعد اوسکے جسم کو معہ سر قسطنطنیہ بہیجدیا گیا۔ لالہ مصطفے ایسے سیہ باطن شخص سے ان وحشیانہ حرکات کا سرزد ہونا کوئی تعجب خیز امر نہین۔ مگر وہ عذر پیش کرتا ہے کہ صلح کے بعد جب براگاڈینو ملنے کو آیا تو اوسنے میری ذاتی تحقیر کی اور دوران محاصرہ مین ترکی اسیران جنگ کو اور اُس سے پہلے پچاس مسلمان

حاجیون کو اوسنے قتل کرایا تہا۔ یہ الزام درست بہی ہون تو بہی مصطفےٰ عہدشکنی کا شرعًا و اخلاقًا مجاز نہین تھا اور کوئی مسلمان اوسکی اس بُزدلانہ حرکت کو پسند نہین کرے گا البتہ جرمن مؤرخ وان ہیمر یہ عذر لنگ پیش کرتا ہے کہ "اوس زمانہ مین کل دنیا کا ہی یہی رنگ تہا۔ سلیم ہمعصر کن کا تہا؟ چارلس نہم اور ایوان ظالم کا! براگاڈینو کے قتل کے وقت سینٹ بارتہولومیو کے قتل عام کو (دیکہو صفحہ ۷۰) ایک برس بہی تو نہین ہوا تہا۔ اور وینیشین گورنر کے قتل سے بعد ایک برس بہی نہین گذرا تہا کہ قلعہ وٹن سٹین (واقعہ فن لینڈ) کے فتح ہونے پر روسیون نے کل محصورین کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے اونکے کمانیر کو برچہی سے چہید کر زندہ آگ پر بہون ڈالا تہا جب فرانس اور فن لینڈ مین یہ واقعات ظہور پذیر ہو رہے ہون تو ایک نوعمر شہزادہ کے عہد حکومت مین جو اپنے بہائی کا قاتل ہو اور جو شریعت محمدیہ کے صریح برخلاف علانیہ بادہ خوار ہو اور کوئی برائی ایسی نہ ہو جو اوسمین نہ پائی جاتی ہو۔ ٹرکی مین جن واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی توقع ہوسکتی ہے وہ صاف ظاہر ہین"

کریسی صاحب لکہتے ہین کہ "اگر الزامی جوابون سے صفائی ہوسکتی ہو اور ایک قوم کے جرایم سے دوسرے قوم کے جرایم بہی قابل درگذر سمجہے جاسکتے ہون تو وان ہیمر کی پیش کردہ نظیرون پر مین ہسپانیون کی شقاوت اور ناگفتنی مظالم و سیہ کاریون کی ایک اور نظیر ایزاد کرسکتا ہون جو انہون نے زیر کمان ڈان فرڈیننڈ آف ٹولیڈو سنہ ۱۵۷۲ع مین عہدنامہ حوالگی قلعہ کی شرائط کے صریح برخلاف بمقام نارڈن (ہالنڈ کا بندرگاہ) کیئے تہے۔ مگر قومون کی گذشتہ مظالم کی باہمی نسبت و مقدار پر تفصیلی بحث کرنا فضول اور سخت کراہیت انگیز ہے ایسے افعال نہ فقط بنی نوع انسان کی خاص خاص قومون کے لئے موجب ننگ و عار ہین بلکہ وہ بالعموم خود انسانی فطرت کی پردہ دری کرتے ہین"

فتح قبرس، صریح خلاف ورزی معاہدہ اور ترکی بنادر و اسلحہ خانجات، اور کارخانون مین سرتوڑ عظیم الشان تیاریان ہونے سے نہ صرف وینس بلکہ بحیرہ روم کے تمام عیسوی سواحل پر ہلچل پہیلگئی۔ پوپ پائس پنجم عیسائی سلطنتون کا بحری اتحاد جسکے سرکردہ رکن ہسپانوی۔ وینسی۔ اور نائیٹان مالٹا تہے قایم کرنے مین کامیاب ہوگیا۔ اور اس متفقہ بحری فوج کی امارت چارلس پنجم کے ولد الحرام بیٹے ڈان جان آف آسٹریا کے سپرد کیگئی۔ جو اپنے زمانہ کے ممتاز ترین سپہ سالارون مین شمار ہوتا تہا۔ فرانس نے عملی طور پر کوئی حصہ نہ لیا۔ وہ صرف دعا کرنے پر رہا۔ ستمبر ۱۵۷۱ع کے ختم ہونیسے پہلے ۷۷ ہسپانوی۔ چہ مالٹی۔ ۱۰۸ وینین جنگی جہاز ریاست سیوای (اٹلی کی ریاست) کے ڈان جان کے زیر کمان۔ ۱۲ جہاز پوپ کے مارک کولونا کے زیر کمان

اور ۲۰۰ معمولی اور چھ گرانڈیل جنگی جہاز ریاست وینس کے سباسٹیان وینیڑو کے ماتحت سسلی کے بندرگاہ مسینا مین جمع ہو گئے متحدہ ریاستون نے ان جہازون کے لئے قابل ترین ملاح اور بحری سپاہی منتخب کئے تھے۔

قبرس مین لڑائی شروع ہوتے ہی صوبہ ڈلمیشیا مین بھی لڑائی چھڑ گئی تھی۔ وینس والون نے مقام سسوپوٹو (واقع البانیا) اچانک حملہ آور ہوکر فتح کرلیا۔ اورکپتان پاشا نے کریٹ۔ سیریحو۔ زانٹی۔ سیفالونیا۔ نوارینو کو تاخت وتاراج کرکے ڈلسگنو اور انٹی واری (واقع مانٹی نیگرو برساحل بحیرہ اڈریاٹک) پر قبضہ کرلیا۔ لڑائی کے شروع مین ریاست وینس نے وزیر کی امداد سے جو صلح کا خواہان تہا صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کرنے کی کئی دفعہ کوشش کی۔ مگر کریٹ کی لوٹ مار کی خبر پہونچنے پر سلسلہ گفتگوئے مصالحت بند کردیا گیا اور عیسایان قبرس کا عوض لینے کے لئے متذکرہ بالا زبردست اتحاد قائم کیا گیا۔ اس اجتماع سے بابعالی نے کسیقدر متوحش ہوکر فرانسیسی سفیر کی معرفت جو پیرس کو واپس گیا تہا فرانس کو باہمی صلح کرادینے کے لئے لکھا۔ شاہ فرانس نے اَقس کے بشپ فرنکس وطسی نوایلز کو سفیر قسطنطنیہ مقرر کرکے بیچ بچاؤ کرادینے پر مامور کیا۔ بشپ مذکور وینس کے راستہ آیا اور جب وہ صلح کرانے کی سفارت مین کامیاب نہ ہوا تو یہ ایماندار سفیر قسطنطنیہ آنے سے پہلے کچھہ عرصہ ریاست وینس کو جنگی تیاریون مین مدد دینے مین مصروف رہا۔ عیسائی بیڑہ مسینا سے کارفو۔ وہان سے سفالونیا اور اوس جزیرہ سے مجمع الجزائر کیطرف بڑہا۔ ترکی بیڑہ جسمین تین سو جہاز تھے۔ کپتان پاشا موذن زادہ علی کے زیر کمان خلیج کارنتھہ یا لیپانٹو مین لنگر زن تہا۔ نامور اولوج علی الجیریا کا بیلربے۔ جعفر پاشا طرابلس کا بیلربے حسن پاشا فرزند خیر الدین اور بحری سنجقون کے پندرہ اور بے کپتان پاشا کے ماتحت تھے۔ ہر ایک بحری سنجق کا بے امیر البحر کہلاتا تہا۔ اور اوسکو اپنا عَلم اپنے جہاز پر بلند کرنیکا اختیار ہوتا تہا۔ بیڑہ کی بری فوج پرتو پاشا کے ماتحت تھی۔ اولوج علی اور پرتو پاشا نے کپتان پاشا کی خدمت مین عرض کیا کہ جلدی کی وجہہ سے بیڑہ بخوبی تیار نہین ہوسکا۔ کامل تیاری تک عام حلہ کو ملتوی رکہا جائے۔ مگر شجاعت وتہور موذن زادہ کی حزم ودوراندیشی پر غالب آگئی۔ جسکا نتیجہ اوسکے بیڑہ کی کامل تباہی ہوا۔

۷ اکتوبر ۱۵۷۱ء کو دوپہر سے کچھ عرصہ پہلے عیسوی بیڑہ خلیج کے دہانہ پر نمودار ہوا۔ ترکی بیڑہ بھی خلیج سے باہر آگیا اور اوسکی صف آرائی اس طرح سے کیگئی۔ یسار کا دستہ اولوج علی کے ماتحت کیا گیا یمین پر محمد شاہ السکو نیگروپانٹ مامور ہوا۔ اور کپتان پاشا معہ پرتو پاشا قلب مین رہا۔ دوسری طرف جب عیسائی بھی صف آرائی کرچکے تو ڈان جان اپنا اور دو اَور امیرون کے جہاز لیکر قلب سے آگے بڑہا۔ کپتان پاشا نے عیسائیون کے

تینون جہازون کا مقابلہ کرنے کے لئے اپنے جہاز کو معہ پرتو پاشا اور اپنے خزانچی کے دونون جہازون کے آگے بڑہایا۔ اور امداان جنگ کرنیکے لئے ترکی سپہ سالار کے جہاز سے گولہ چلایا گیا جسکا جواب ڈان جان نے ایک گران وزن گولہ سے دیا۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ گہمسان کی لڑائی عیسوی بیڑہ کے قلب مین ڈان جان کے جہاز کے گرد ہوئی۔ کپتان پاشا نے عیسائی سپہ سالار کے جہاز پر حملہ کیا۔ اور ایک گہنٹہ تک دست بدست لڑائی ہوتی رہی۔ اسکے بعد عثمانلی سپہ سالار ایک گولی کی ضرب سے شہید ہوگیا۔ ہسپانوی ہلہ کرکے جہاز مین کود پڑے۔ اور کپتان پاشا کا سر کاٹ کر نیزہ پر بلند کر دیا۔ اوسے دیکہکر ترکون کے حوصلے پست ہوگئے اور میدان عیسائیون کے ہاتہ رہا۔ جنہون نے ایک سو تیس ترکی جہاز گرفتار کر لئے اور ۹۴ جلا دیئے۔ عیسائیون کو ۳۶۰ توپین بہی غنیمت مین ملین۔ اور ۱۵ ہزار عیسائی غلام ترکی قید سے چہڑائے گئے۔ ترکی بیڑہ مین سے صرف چالیس جہاز اولوچ علی کی حسن تدبیر سے سلامت بچے۔ تیس ہزار ترک اس جانگداز معرکہ مین کام آئے۔

عیسائیون کے صرف پندرہ جہاز اور آٹہہ ہزار آدمی ضایع ہوئے۔ اور معدودے چند ترکون نے اسیر کئے۔ اس لڑائی مین عیسائیون کے کئی نامور شہزادے اور سر برآوردہ لوگ قتل اور زخمی ہوئے ہسپانیہ کا مشہور مصنّف سروینٹیز بہی جسکی کتاب ڈان کواکسوٹ کی کل دنیا مین دہوم ہے۔ اس معرکہ مین شریک تہا۔ اُسے بندوق کی گولی سے دو جگہہ زخم لگے جنمین سے ایک نے اوسکے ہاتہ کو ہمیشہ کے لئے لنجا کر دیا۔ معرکہ لیپانٹو کا دن جیسا عیسائیون کے لئے نہایت مبارک تہا ویسا ہی ترکون کے لئے نہایت نحس ثابت ہوا۔ اس لڑائی سے اب پہلی مرتبہ عیسائیون کو معلوم ہوگیا کہ اگر اون مین اتفاق ہو تو وہ ترکون کو پامال کر سکتے ہین اور یہ وہم بالکل غلط تہا کہ سمندر مین ترکون پر فتح پانا ناممکن ہے۔ دوسری طرف ترک اپنی سلطنت کی زوال کی ابتدا اوسی لڑائی کی تاریخ سے جس مین اونکا تمام عالیشان بیڑہ جو سلیمان اعظم اور سلیم اول کی پچاس سالہ محنت سے تیار ہوا تہا ضایع ہوا شمار کرتے ہین۔

یورپین مورخ بونلڈ لکہتا ہے ”جنگ لیپانٹو مین ترکون کے صرف جہازون اور آدمیون کا ہی نقصان نہین ہوا جسکی تلافی پہر بہی ہوسکتی ہے۔ بلکہ اونکا وہ اقتدار اور رعب اُٹہہ گیا جو فاتح اقوام کی اصلی طاقت ہوتا ہے اور یہ طاقت ایسی ہے کہ وہ صرف ایک دفعہ حاصل ہوتی ہے۔ اور جب زایل ہوجائے تو پہر دوبارا نہین ملتی“ سلیم جیسے سست الوجود سلطان کو بہی اس شکست کا ایسا صدمہ پہونچا کہ اُس نے تین دن تک آب و دانہ نہ چکہا۔ مگر خوشی کا مقام ہے کہ عیسائیون نے بہی اس عظیم الشان فتح سے کوئی فایدہ نہ اُٹہایا۔ لڑائی کے بعد تین ہفتے مال

غنیمت کی تقسیم مین جسکے دوران مین اونکے باہم جوتی پیزار ہو جانے مین بھی تھوڑی ہی سی کسر رہگئی تھی صرف کرنیکے بعد عیسائی بیڑے اپنے اپنے بندرگاہون کو واپس ہوگئے۔ جہان رعایا نے بڑی دھوم دہام سے اونکی آؤ بھگت کی۔ اور اہل جہاز گھرون کو رخصت کردیئے گئے۔ ادہر ترکون کی عرق حمیت اس شکست سے ایسی مشتعل ہوگئی تھی کہ جب چند دنون مین تشویش و پریشانی ختم ہوگئی تو وہ بحری کمی کو پورا کرنیکے لئے نئے جہازون کی تیاری مین بڑی سرگرمی سے مصروف ہوگئے۔ اولوج علی نے ان چالیس جہازون کے علاوہ جو وہ لڑائی سے بچالایا تھا مجمع الجزائر کے مختلف بنادر سے تمام متفرق ترکی جہاز جمع کر لئے اور اسطرح دسمبر کے اخیر تک ۲۵۰ جنگی جہازون کا بیڑہ مکمل کرکے بڑے فخر اور طمطراق کے ساتھ قسطنطنیہ کے بندرگاہ مین داخل ہوا۔ سلطان نے اس سرگرمی کے صلہ مین اوسکو کپتان پاشا کے عہدہ پر مامور کرکے اولوج کی جگہہ قلیچ (یعنی شمشیر) کا خطاب عطا کیا۔ فاتح جربہ پیالی پاشا بھی ابھی زندہ تھا۔ ان دونون اور وزیر سقلی کی شب و روز کی محنت و مستعدی سے جاڑے کے گذرنے سے پہلے ایک مکمل نیا بیڑہ تیار ہوکر سمندر مین ڈالدیا گیا۔ اور اس شکست عظیم نے ترکون کی کمزوری ظاہر کرنے کی بجائے ترکی کے وسائل و طاقت کی وسعت و عظیم الشانی کل دنیا پر المنشرح کردی۔ ریاست وینس کا سفیر باوجود جنگ ہونیکے قسطنطنیہ مین ہی رہا تھا۔ سفیر مذکور سمی باربرو موسم سرما مین جب صلح کے متعلق وزیر کے خیالات معلوم کرنیکے لئے اوسکے پاس گیا تو محمد سقلی نے کہا "کیا تم یہ دیکھنے آئے ہو کہ ہم کس حوصلہ و استقلال سے اس نقصان کو برداشت کرتے ہین؟ تمکو خیال ہے کہ تمہارا نقصان ہم سے زیادہ ہوا ہے۔ فتح قبرس سے ہم نے تمہارا بازو کاٹ دیا ہے۔ اور ہمارے بیڑہ کو تباہ کرنے مین تم نے صرف ہماری داڑھی مونڈ دی ہے۔ مقطوع بازو پھر پیدا نہین ہوگا۔ مگر تراشیدہ ریش پہلے سے زیادہ گھنی نکلے گی" عیسائی تو فتح کی خوشیان مناتے اور اوسکی یادگار مین گرجے تعمیر کرنے مین مصروف تھے۔ اور ترک ڈاک (جہاز بنانیکے حوض) اور بحری گودام تیار کرنے مین لگے ہوئے تھے۔ شاہی محلسرائے کے باغات مین سے وسیع قطعے کاٹ کر اون مین بھی بحری کارخانے بنادیئے گئے۔ اس مستعدی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ہی موسم سرما مین ۱۵۰ نئے جنگی جہاز تیار ہوگئے جنمین آٹھ نہایت ہی گرانڈیل اور وسیع الجسامت تھے۔ اس قدر کثیر التعداد نئے جہازون کو دیکھکر ایک مرتبہ اولوج علی نے متحیر ہوکر وزیر سے کہا کہ اتنے جہازون کیلئے یکبارگی بادبانون اور لنگرون کا بھی مہیا ہونا ناممکن ہے۔ محمد سقلی نے جواب دیا "معزز پاشا۔ بابعالی کی حشمت و دولت اور طاقت اس قدر بے اندازہ ہے کہ اگر تم چاہو تو وہ ان جہازون کے لئے ریشمی رستے اور مخملی بادبان مہیا کرسکتا ہے" الغرض اولوج علی جون ۱۵۷۲ء مین سمندر پر عثمانی اقتدار کو

پہر دو بارا قایم کرنے اور تسلیم کرانیکے لئے ۲۵۰ جہازون کا بیڑہ لیکر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ متحدہ عیسائی طاقتون نے بہی بلبیر چہوڑنے تو قفون کے بعد اپنے بیڑے جمع کر لئے جو شمار مین ترکی بیڑہ پر فوقیت رکہتے تہے۔ مگر عیسائی کمانڈرون کی باہمی نزاع نے کل کہیل بگاڑ دیا۔ دونون بیڑون مین دوسرسری لڑائیان ہوئین لیکن عیسائی اولوچ علی کو یونان کے مغربی سواحل سے باہر نہ نکال سکے اور نہ ہی عیسائی فوج ڈیوک آف پارما کے زیر کمان ترکی قصبہ مودون کا محاصرہ کر سکی جسکو فتح کرنا عیسائیون نے اپنا اہم مدعا قرار دیا تہا چنانچہ یہہ ظاہر ہوگیا کہ گو عیسائی طاقتین متحد ہوکر ترکون سے ایک آدہ لڑائی مین فتح پا سکتی ہین۔ مگر ایک طویل معرکہ کا۔ زار یعنی جنگ[1] مین ترک ابہی اونسے زبردست ہین۔ سنہ ۱۵۷۳ء مین ریاست وینس نے جسکے ساتہہ صوبۂ ڈلمیشیا مین بری جنگ بہی برابر ہو رہا تہا اور جسکی ہسپانیہ سے کچہہ بگڑ بہی گئی تہی صلح کی التجا کی۔ فرانسیسی سفیر ایماندار بشپ نے بہی جو شکست لیپانٹو کے بعد جلدی ہی وینس سے اسلامبول پہونچگیا تہا۔ اور کئی پادریون اور عام عیسائی رعایا کو جنہین ترکی رعایا اور گورنمنٹ برافروختہ ہوکر قتل کرنیوالی تہی بچانے کا باعث ہوا تہا وینس کی شفاعت کی۔ اور آخر کار ۷ مارچ سنہ ۱۵۷۳ء کو فریقین مین اس شرط پر صلح ہوگئی کہ نہ فقط قبرس ہی ترکون کے پاس رہا بلکہ وینس تین لاکہ ڈیوکٹ بطور تاوان جنگ ادا کرے۔ علاوہ برین جو سالانہ خراج یہ ریاست دیا کرتی تہی اوسکی مقدار بہی بڑہا دی گئی۔ یہ شرائط سنکر یورپ حیران رہگیا اور بے تحاشا ہر ایک عیسائی کے موہنہ سے یہ کلمات نکل گئے کہ اس حساب لیپانٹو کی لڑائی عیسائیون نے نہین جیتی تہی بلکہ ترکون نے۔ ✤

فتح ٹیونس مہم قبرس کے وقت عثمانیون نے ٹیونس کو پہر فتح کر کے اُس عرب فرمانروا کو جسے ہسپانویون نے مدد دیکر دوبارا تاج و تخت دلادیا تہا نکالدیا۔ اور کل ملک پر تسلط کر لیا۔ صرف قلعہ غولطہ جو شہر ٹیونس کا قلعہ ہے ہسپانویون کے قبضہ مین رہگیا۔ ڈان جان آف آسٹریا ٹیونس کو مکرر فتح کرنیکے لئے ہسپانوی بیڑہ لیکر ۷ اکتوبر سنہ ۱۵۷۳ء کو تہسلی سے روانہ ہوا۔ اوسکی آمد پر ترکون نے شہر ٹیونس خالی کر دیا۔ اور اُس نے بلا مزاحمت شہر مین داخل ہوکر عرب حاکم کو پہر تخت نشین کرا دیا۔ شہر کی حفاظت کے لئے جدید قلعے تیار کئے اور عرب سلطان کی حفاظت کے لئے ہسپانوی فوج کا زبردست دستہ وہان چہوڑکر واپس آگیا۔

---

[1] جنگ اور لڑائی کے لئے انگریزی مین دو علیحدہ علیحدہ لفظ وار (محاربہ) اور بیٹل (مصاف) ہین۔ عام طور پر جنگ اور لڑائی مین کوئی فرق نہین سمجہا جاتا۔ لیکن اگر وار کے معنے جنگ قرار دیئے جائین تو اوس سے ایک طویل سلسلہ کارزار مفہوم ہوگا جسمین کئی لڑائیان ہون۔ اور لڑائی صرف اکیلے معرکہ کو کہا جائے گا۔ ۱۲ مولف

مگر یہ فتح عارضی تہی اوسکی واپسی سے اٹھارہ مہینے بعد اوسکا پُرانا دشمن کلیج علی ٹیونس کو فتح کرنیکے لئے ۔۲۰۰ جنگی جہازون کا بیڑہ لیکر سنہ ۱۵۷۴ء مین قسطنطنیہ سے روانہ ہوگیا۔ شہر ٹیونس نے الفور فتح ہوگیا البتہ قلعہ غولطہ نے ۲۳ دن تک مقابلہ کیا۔ مگر آخر کار بتاریخ ۱۴ر اگست عام ہلہ ہونے پر یہ بہی فتح ہوگیا۔ اور ہسپانوی فوج قتل یا اسیر کرلیگئی۔ دو قلعے ابہی اور باقی تہے۔ ایک ٹیونس کے مقابل جزیرہ پر تہا اور دوسرا برج ٹیونس کہلاتا تہا۔ تہوڑی مدت کے جان توڑ مقابلہ کے بعد یہ بہی فتح ہوگئے۔ اور الجیریا و ٹریپولی کیطرح ٹیونس بہی قطعی طورپر ممالک محروسہ عثمانیہ مین داخل ہوگیا۔ شمالی افریقہ کی ان بحری قزاق ریاستون پر گو سلطان کا اقتدار دن بدن کمزور ہوتا گیا۔ مگر رشتہ حاکمی و محکومی قطعی طورپر کبہی منقطع نہین ہواتہا۔ اور اگرچہ اسوقت الجیریا براہ راست فرانس کے ماتحت اور ٹیونس اوسکی حمایت مین ہے۔ اور سلطان کا اقتدار اور عملی حکومت صرف طرابلس اور فیضان تک محدود ہے۔ مگر باب عالی ان ممالک کے اصل مالک ہونے کے دعوے اور استحقاق سے کبہی دست بردار نہین ہوا۔ اور اٹلی کے قبضہ سواحل بحیرہ قلزم اور انگلستان کے قبضہ مصر کیطرح الجیریا اور ٹیونس پر فرانسیسی قبضہ کو بہی غاصبانہ تصور کرتا ہے۔

اس زمانہ مین پولنڈ اور مالڈیویا مین اہم واقعات ظہور پذیر ہوئے۔ بُغدان (حاکم مالڈیویا) اور شاہ سجسمنڈ کے باہمی تعلقات سے باب عالی رنجیدہ ہوگیا۔ اوونیا نام ایک عیسائی نے جو مسلمان ہوکر پہر مرتد ہوگیا تہا مالڈیویا کی حکومت ملنے کی استدعا کی جو منظور ہوگئی۔ اور اوسکی حمایت و امداد کے لئے ترکی فوج کا ایک دستہ اوسکے ساتہہ کردیا گیا۔ بُغدان کو جبتک پولنڈ سے مدد ملتی رہی وہ مقابلہ کرتا رہا۔ مگر ۷ر جولائی سنہ ۱۵۷۲ء کو سجسمنڈ کے مرجانے پر جب وہ بے مدد رہگیا تو روس کو بہاگ گیا۔ زار نے سلطان کے خوف سے یا اوسکو خوش کرنیکے لئے پناہگزین کو قتل کرادیا اور اوونیا کل صوبہ کا اکیلا حکمران ہوگیا۔ لیکن تہوڑی مدت کے بعد اوسکے سر مین بہی خودسری کا خبط سما گیا۔ اور جب باب عالی نے اضافہ خراج کا مطالبہ کیا تو سنہ ۱۵۷۴ء مین علانیہ بغاوت کردی اور سردار قزاقان (کاسک) کی اعانت سے ترکون کو تین جگہہ شکست دیکر مقامات اکرمان۔ بیلوگرود۔ بندر اور بریلہ کو جہان قتل عام کراکر کل شہر کو لوٹ لیا فتح کرلیا۔ آخر ۹ر جون کو بمقام اوبلوش واقع بلگیریا عثمانیہ فوج سے قطعی مقابلہ ہوا۔ اور تین دن کی متواتر لڑائی کے بعد اوسنے امان کی درخواست کرکے جان بخشی کی شرط پر ہتیار رکہدیئے۔ مگر جب وہ ترکی سپہ سالار کے پاس پہونچا تو آخر الذکر نے یکبارگی غضب آلود ہوکر تلوار سے اوسکا سر قلم کردیا اور جسم کے حصے مختلف دروازون پر لٹکواکر سر کو جیسی (مالڈیویا کا صدر مقام) کے محل شاہی کے دروازہ پر میخ سے گاڑدیا۔ اس لڑائی کے بعد صوبہ مالڈیویا نے اطاعت قبول کرلی اور باب عالی نے نیا حاکم (جسکا عیسائی ہونا لازمی تہا) مقرر کردیا۔ +

سجمنڈ کے لاولد مرنے سے پولینڈ کا تخت بے وارث ہوگیا تہا مگراس امر کی مدت سے توقع تہی اور فرانس و ٹرکی نے عرصہ سے اسکا انتظام کر رکہا تہا۔ چنانچہ بشپ آف اُکس کی سفارت کے اہم مقاصد مین سے ایک امر یہ بہی تہا۔ ان دونون طاقتون کے رسوخ سے قوم پول نے شاہزادہ ہنری انجو کو بادشاہ منتخب کیا۔ اور اگر یہ شہزادہ نالائق نہ ہوتا اور تخت چہوڑکر نہ چلا آتا تو یہ انتخاب دونون سلطنتون کے حق مین بہت مفید ثابت ہوتا۔

آسٹریا کے ساتہہ صلح کے بعد پہر بگاڑ نہ ہوا۔ اور مزید آٹہہ برسون کے لئے صلح کی تجدید کردیگئی۔ ٹرینسلوینیا بدستور مالڈیویا کی شرائط کے مطابق شرطون پر باجگزار رہا۔ ۱۵۷۰ع مین جان زپولی کے مرنے پر حاکم والیشیا نے نذرانے وغیرہ دیکر وزیراعظم کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش کی کہ صوبہ ٹرینسلوینیا کا حاکم بھی اوسی کو بنا دیا جائے مگر سٹیفن باتہوری وارث زپولی نے زیادہ رشوت دیکر اپنی وراثت کو قائم رکہہ لیا۔

فتح ٹیونس کے بعد سلیم زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ ۱۵۷۴ع مین سلطنت پر کئی قدرتی بلائین نازل ہوئین۔ کثرت بارش اور طغیانیون نے آفت برپا کر دی قسطنطنیہ کو زلزلہ اور آتشزدگی سے جس مین محلسرائے سلطانی کا بہی ایک حصہ جلگیا بہت نقصان پہونچا۔ ان حوادث نے سلیم کی وہمی طبیعت پر بڑا اثر پیدا کیا اور اوسکو اپنے آخری وقت کے قریب پہونچ جانیکا یقین ہوگیا۔ اور اوسکا یہ خیال جلد پورا ہوگیا۔ اوسکی موت مین اوسکے حسب حال واقع ہوئی۔ آتشزدگی سے کچہہ عرصہ بعد وہ ایک نوتعمیر شدہ حمام کا جائزہ لینے گیا۔ وہان اوسے کچہہ سردی محسوس ہوئی جسکو دور کرنیکے لئے قبرس کی انگوری شراب کی سالم بوتل مونہہ سے لگاکر یکبارگی پی گیا۔ شراب بہت تیز تھی ابخرات دماغ کو چڑہ گئے۔ فرش سنگ مرمر کا تہا پاؤن کے لڑکہڑاتے ہی پیر پہسل گیا اور بیہوش ہوکر گرپڑا۔ دماغ مین چوٹ آئی۔ اور اس صدمہ سے گیارہ دن کے بعد ۱۳ دسمبر ۱۵۷۴ع مطابق ۲۴ شعبان ۹۸۲ھ کو آٹہہ سال کی سلطنت کے بعد مرگیا۔ کریسی لکہتا ہے کہ "ساری عمر مین صرف ایک دفعہ جبکہ لیپانٹو کی لڑائی مین عثمانیہ بیڑہ تباہ ہوا تہا سچے عثمانیہ خون نے اوسکی رگون مین جوش مارا۔ اس وقت اُسنے نہ فقط اپنے محلسرائے کے باغات کا حصہ کثیر بحری کارخانون کے لئے دیدیا۔ بلکہ ذاتی خزانہ کو بہی بحری تیاریون پر وقف کر دیا۔ مگر جوہر حب الوطنی کی اس مختصر سی چمک کے سوا شہزادگی اور حکمرانی کے زمانہ مین اوس سے ایک کام بہی قابل تعریف سرزد نہ ہوا۔ اور اوسکا کل صفحہ عمر قوائے بہیمیہ کی بیجد غلامی۔ کینہ و دغابازی اور سخت ناانصافی و ظلم کے کارنامون سے تاریک ہے"۔ ترکی مؤرخ اسکی تعریف ان الفاظ مین کرتا ہے "یہ بادشاہ بادہ نوش۔ نغمہ پرست۔ زن دوست عیاش طبیعت تہا

گمر وزیر محمد سقلی کے حسن تدبر سے امور مملکت مین کوئی فتور نہ پڑا۔"

بعض مورخ سلیم کو اور اکثر سلیمان اعظم کو خاندان عثمانیہ کے سلاطین عظیم کے سلسلہ کا ختم کرنے والا بتاتے ہین جن مین بایزید ثانی کے سوائے عثمان سے لیکر سلیمان تک برابر شاہان اولوالعزم پائے جاتے ہین آخری سلطان تصور کرتے ہین۔ بہر نوع اس مین کلام نہین کہ سلیم کے بعد معدودے چند سلاطین مثلاً سلطان مراد چہارم سلطان محمود ثانی سلیم ثالث۔ اور ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین مولانا سلطان المعظم عبدالحمید خان ثانی الغازی کی ذات والاصفات اور وزرائے خاندان کوپرلی کے سوائے جن ہی کی طفیل سلطنت عثمانیہ قایم رہی ہے۔ ایک طرح سے قابل فرمانرواون اور مدبرون کا وجود ناپید ہوگیا۔ عیسائیون نے ٹرکی کے جلد تباہ و برباد ہو جانیکی بدشگونیان سترہوین صدی کے آغاز ہی سے شروع کردی تھین۔ مگر خداوند کریم کے فضل و کرم سے یہ سلطنت باوجود طرح طرح کے عجیب و غریب حوادث اور مصایب شدیدہ کے جنکا کوئی اور سلطنت شاید پچاس برس بھی مقابلہ نہ کرسکتی۔ اب تک قایم اور فرمانروائے حال کے ظل حمایت مین پھر سابقہ عروج و اقبال کے حصول مین ساعی و کوشان ہے۔ لیکن قیام سلطنت کا بہت بڑا باعث خود عثمانلی قوم کی طبعی پاکیزگی اور اوصاف ممدوحہ ہین ایک عیسائی مورخ کے الفاظ اوسکی نسبت حسب ذیل ہین "ترکی قوم کے ذاتی جوہر اور طبعی خوبی کے ثبوت کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ بدترین پولیٹکل صورتون کے پیش آنے پر بھی قوم مذکور کے حصۂ کثیر مین ان ترکی فرمانرواون کے اثر بد کے باوجود جو نہ صرف خود ہی نالایق تھے بلکہ اورون کو بھی نالایق بنانیکا موجب تھے اس قدر کثیر اوصاف اور خوبیان باقی رہگئی ہین۔"

سلطنت عثمانیہ کے زوال کے اکثر بواعث پہلے بیان ہوچکے ہین۔ یہان زیادہ تفصیل کی ضرورت نہین اپنے اپنے موقعہ پر اونکی مفصلاً تشریح ہوتی جائے گی۔ اسلئے اس باب کو زیادہ طول دینے کی بجائے نیا باب شروع کیا جاتا ہے۔

باب چہارم

مراد ثالث کا عہد حکومت۔ سلطنت کا سریع انحطاط۔ یورپین و اسلامی طاقتون سے تعلقات۔ سرحد ایران پر فتوحات مزید۔ ملکہ انگلستان کی درخواست امداد۔

اندرونی خرابی اور فوج کی خودسری میں ترقی۔ جنگ آسٹریا۔ سلطان محمد ثالث کا عہد حکومت۔ جنگ سرسیس۔ احمد اول کا عہد حکومت۔ صلح ستواتورک۔ جنگ ایران۔ بغاوتیں۔ مصطفی اول کی تخت نشینی اور عزل۔ عثمان ثانی کی تخت نشینی۔ فوج کی سرکشی اور سلطان کا قتل۔ مصطفی کی مکرر تخت نشینی اور معزولی۔ سلطنت کی تباہ حالت۔

بلاد مشرق میں یہ فسانہ عام مشہور ہے کہ جس وقت حضرت سلیمانؑ کی روح نے جو جلیل القدر پیغمبر ہونے کے ساتھ ہی بادشاہ بھی ایسے بلند مرتبہ تھے کہ خود خداوند کریم اپنی پاک کلام میں اونکی دنیاوی عظمت و جلال کی شہادت دیتا ہے جسد عنصری سے پرواز کیا تو آنحضرت شاہانہ پوشاک زیب تن کئے ہوئے تخت شاہی پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اور کل لوازم شاہی اونکے اردگرد موجود تھے۔ اور چونکہ حضرت اس وقت عصائے شاہی ٹھوڑی کو سہارا دیئے ہوئے اوسکو دونوں ہاتھوں سے پکڑے ہوئے تھے۔ اونکا جسد مبارک اپنی جگہ سے حرکت نہ کر سکا۔ اور جن و انس و بہائم جو سب اونکے مسخر تھے حضرت کو دور سے حسب معمول شاہانہ جاہ و جلال سے بیٹھا دیکھکر اپنے اپنے مفوضہ کام میں لگے رہے حتی کہ بیت المقدس کی تعمیر ختم ہوگئی۔ اور اس اثنا میں دیمک نے عصا کو کھوکھلا کر دیا اور حضرت سلیمانؑ کا جسم زمین پر گر پڑا۔ اسوقت اصل کیفیت معلوم ہوگئی۔ جنات اور وحوش و طیور چلانے لگے۔ اور کل عالم میں رنج و تشویش برپا ہوگئی۔

یہ روایت گو کیسی ہی بعید از قیاس ہو۔ مگر سلطنت عثمانیہ کی حالت پر خوب صادق آتی ہے۔ حضرت کے ہمنام سلطان کی سلطنت کو اوسکی وفات کے بعد جبتک وزارت کے عصا کا سہارا رہا۔ اوسکا ظاہری شان و شکوہ بدستور قائم رہا۔ مگر جب کمزور مزاج مراد کے عمر رسیدہ اور بیار دوستوں کے رسوخ بد سے وزیر محمد صقلی کا اقتدار کمزور اور تقریباً معدوم ہوگیا تو سلطنت عثمانیہ کا کھوکھلا پن دربار سے دار الخلافہ۔ دار الخلافہ سے صوبجات بعیدہ اور بالآخر کل دنیا میں آشکارا ہوگیا اور معلوم ہوگیا کہ سلیم کی وفات ہی سلطنت کے حق میں سخت مضر ہوئی ہے۔ کیونکہ گو وہ بذاتہ بالکل نالائق اور ناقابل تھا۔ مگر اوس میں اتنی عقل اور ہوش موجود تھی کہ اوسنے کل کاروبار سلطنت اپنے مدبر وزیر کے سپرد کر رکھا تھا۔ مراد بہادر۔ رحمدل اور علم دوست تھا۔ اور ہر ایک کو اوس سے سلطنت کی ترقی کی امیدیں تھیں۔ مگر تخت نشینی سے تھوڑا ہی عرصہ بعد اوسمیں بیحد عیاشی اور حرص پیدا ہوگئی جن سے

لہ قرآن کریم میں بھی اس قصہ کا اجمال مذکور ہے خداوند تعالی جل شانہ سیپارہ ومن یقنت سورۃ سبا کے دوسرے رکوع میں بطور اصلاح بیان فرماتا ہے ولسلیمان الریح ...... فلما قضینا علیه الموت ما دلهم علی موته الا دابة الارض تاکل منسأته فلما خر تبینت الجن ان لو کانوا یعلمون

وہ بالکل کمزور طبیعت ہوگیا۔ وہ دن رات عورتون۔ اور بہانڈ بہگتیون کی صحبت مین محلسرا مین پڑا رہتا۔ اور اگر
کبہی سلطنت کے معاملات مین دخل دیتا تو وہ صرف درباریون اور کنیزکون کی خواہشات کو پورا کرنیکے لئے ہوتا
سلیم کی وفات پر اوسکی عمر ۲۸ برس کی تہی اور وہ صوبہ میگنیشیا کا گورنر تہا جہان سے وہ ۱۲ر دسمبر ۱۵۷۴ء کی
رات کو قسطنطنیہ پہونچا اور آتے ہی اپنے پانچ بہائیون کو قتل کروادیا۔ دوسرے دن اعیان وارکان سلطنت
آداب بجالانیکے لئے حاضر ہوئے۔ اور جب وہ حرم سرا سے باہر آیا تو سب کمال شوق سے اسبات کے
منتظر تہے کہ بادشاہ کے موںہہ سے پہلے کیا لفظ نکلتے ہین۔ اوسنے آتے ہی خواجہ سرائی کو کہا "مین بہوکا ہون
کہانیکے لئے کچہہ لاؤ" حاضرین نے ان الفاظ کو شگون بد سمجہا۔ اور اُسی سال سخت قحط پڑجانیسے اونکے خیال
کو زیادہ تقویت ہوگئی۔

مراد نے تخت نشین ہوتے ہی جو حکام نافذ کئے اون مین سے ایک شراب کے استعمال کے برخلاف تہا
سلیم کے زمانہ مین اوسکی مثال بد سے بادہ نوشی اس شرمناک حد تک بڑہگئی تہی کہ خود سرکاری ملازمون نے
بہی شراب بیچنی شروع کردی تہی۔ اور سپاہیون کی زبان سے یہ لفظ عام طور پر سُنے جاتے تہے کہ "آج
شراب کہان سے خریدین؟ مفتی سے یا کہ قاضی سے" ایکدن مراد بازار سے گذر رہا تہا کہ اوسنے کئی
ینگچریون کو شراب کی دوکان پر جمع دیکہا۔ ان بے حیاؤن نے نادم ہونیکی بجائے باآواز بلند سلطان کی
صحت کے جام اونڈیلنے شروع کردیئے۔ مراد اس تمرد و بیباکی سے سخت حیران ہوگیا اور محلسرا کو واپس آتے ہی
شراب نوشی کی ممانعت کردی۔ اس بندش ہونے پر سپاہیون اور ینگچریون نے کچہہ دن بعد بغاوت کردی
اور خود وزیر اعظم کو بے حرمت و ذلیل کیا۔ اسپر مراد نے مجبور ہوکر فوجیون کو اس شرط پر شراب پینے کی اجازت
دیدی کہ وہ بدمستی اور کثرت سے محترز رہین۔

۱۵۷۵ء مین سلطان کو معلوم ہوا کہ شاہ فرانس چارلس نہم کا بہائی ہنری پولنڈ کا تخت چہوڑکر فرانس واپس چلا
گیا ہے۔ ہنری کی اس بزدلی سے پولنڈ کو فرانس و ٹرکی کے اتحاد مین شامل کرنیکا جو موقعہ حسن اتفاق سے
بہم پہونچگیا تہا۔ وہ ہمیشہ کے لئے ہاتہہ سے نکل گیا۔ اگر ہنری نامردی نہ دکہاتا اور پولنڈ اتحاد مین ملجاتا تو اس سے
نہ صرف آسٹریا کی پیش قدمی رُک جاتی بلکہ روس کو بہی بڑہنے کا موقعہ نہ ملتا۔ مراد ہنری ثالث کی فراری سے
ایسا برافروختہ ہوا کہ اوسنے دربار فرانس کو اپنی تخت نشینی کی اطلاع بہی نہ کی۔ امرائے پولنڈ نے مبارکباد دینے
کے لئے دربار سلطانی مین اپنے سفرا روانہ کئے ہوئے تہے مراد نے اونکے حاکم ٹرینسلوینیا سٹیفن باتہوری کی

سفارش کہلا بہیجی اور وہ ۱۵۷۵ء مین پولنڈ کا پادشاہ منتخب ہوگیا۔

نئے سلطان کے تخت نشین ہونے پر حسب معمول ہنگری مین پہر چہیڑ چہاڑ شروع ہوگئی۔ سرحد کی مختلف مقامات پر کئی دیہات جلا دیئے گئے۔ اکثر قلعون پر چڑہائی کی گئی۔ اور مقام کروپا کے قریب ترکون اور آسٹریون مین فیصلہ کن لڑائی ہوئی جسمین آخر الذکر شکست یاب ہوئے۔ اونکے افسر کارزار مین ہلاک ہوگئے اور اونکے سر قسطنطنیہ بہیجے گئے۔ جہان آسٹریا کے سفیر نے جلاد کو زر فدیہ دیکر اونہین واپس لیا۔ قیصر میکسمیلن کے مرنے پر قیصر روڈلف ۱۵۷۶ء مین جرمنی و آسٹریا کے تخت پر بیٹھا۔ اوسنے صلح کی درخواست کی۔ اور آخر کار یکم جنوری ۱۵۸۴ء سے آٹھہ برس کے لیے دونون سلطنتون مین میعادی صلح ہوگئی۔ جو مراد کے عہد حکومت کے آخری چند برسون تک برابر قائم رہی ——— پولنڈ کے ساتھہ ترکی کا رویہ ویسا ہی رہا جیسا کہ پہلے تہا۔ بظاہر دونون مین صلح تہی اور فی الحقیقت جانبین مین معرکہ کارزار گرم رہا۔ باتہوری نے کئی دفعہ تاتاریون کی یورش کی شکائیت کی آخر ۵ جولائی ۱۵۷۷ء کو معاہدہ ہوگیا جسمین باتہوری کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا۔ مگر تاتاری برابر یورشین کرتے رہے پولنڈ کے سفرا کو بنظر حقارت دیکہا جاتا رہا اور جب باتہوری نے ذرا تیزی دکہائی تو اوسے فوجکشی کی دہمکی دی گئی۔ پولنڈ ٹرینسلوینیا کیطرح باجگزار اور ماتحت صوبہ سمجہا جاتا تہا۔ چنانچہ آسٹریا کے ساتھہ جسپر عارضی صلح کا معاہدہ ہوا تہا اوس مین پولنڈ کو قائم بالذات سلطنت کا درجہ نہ دیا گیا۔ بلکہ اوسکو باب عالی کی زیر حفاظت و حمایت ممالک مین شمار کیا گیا۔

ریاست وینس کو البتہ مراد کی منظور نظر سلطانہ بفا (صفیہ) کے طفیل جسکا بمعہ دیگر قابو یافتہ بیگمات حرم کے مفصل ذکر آگے درج کیا جائیگا ترکون کی زیادتی کی شکائیت کرنیکا چندان موقعہ نہ ملا۔ سلطانہ نے ریاست مذکور کو کیپچولیشنز کی تجدید کرا دی اور اوسکی تجارت کو زیادہ محفوظ کرا دیا۔ فرانس کے اتحاد کو قائم رکہا گیا۔ اور فرانسیسی سفیر سیرن ڈی جرمگنی کو دیوان مین بہت کچھہ رسوخ حاصل ہوگیا۔ سلطان کیطرف سے دربار فرانس کو سفارت روانہ کیگئی جسکا استقبال بڑی دہوم دہام سے کیا گیا۔ سلطان نے اپنے خط مین ہنری ثالث شاہ فرانس کو اپنی دوستی کا یقین دلا کر اوسے تحریر کیا کہ "سلطانی بحری فوج جسمین اسی جہاز تہے ہر وقت اوسکی مدد کے لئے موجود ہے" فرانس کی اسوقت کوئی بحری طاقت نہ تہی۔ حتی کہ شاہ فرانس کو اپنے سفرا وینس والون کی جہاز پر قسطنطنیہ بہیجنے پڑتے تہے۔ اسلئے فرانسیسی سفیر نے اپنے بادشاہ کی طرف سے ویسی ہی دوستانہ امداد کا وعدہ گول مول الفاظ مین مدد کی تشریح کرنیکے بغیر کیا۔ گو جرمگنی نے بیشمار فرانسیسیون کو غلامی سے رہا کرایا۔ بحری قزاقون نے جو فرانسیسی مال و اسباب لوٹا تہا اوسکا معاوضہ وصول کیا۔ اور ٹیونس کے ساحل پر بہی مارسیلیز کے غوطہ زنون کو

صدف و مونگہ تلاش کرنیکے لئے آبادیان قائیم کرنے کی اجازت (دی. باوجود سلطانہ والدہ اور مصاحبین کی مخالفت کے وہ والیشیا پر ایک یونانی حاکم اور نیز ایک یونانی بطریق مقرر کرانے مین کامیاب ہوگیا۔ اور اُسکے اپنے الفاظ ہین کہ "مینے ملکی اور نیز جنگی عہدون پر بھی اون ترکون کو مامور کرایا جو شاہ فرانس کے طرفدار تھے" اس چالاک سفیر نے ارض مقدس کے متعلق مزید رعایتین حاصل کرکے قسطنطنیہ کے مضافاتی قصبہ پیرا مین طبقہ کارڈبلیر کے پادریون کو رہبانہ خانہ بنانے کی اجازت لے دی۔ اور مجمع الجزائر کے رومن کیتھولک شیون کو کثیر مراعات دلوادین۔ اوسنے امتیازات کی تجدید کرا کر بابعالی سے عہد لے لیا کہ فرانسیسی سفیر کو کل عیسائی سلطنتون بالخصوص ہسپانیہ کے سفرا پر فوقیت حاصل رہیگی۔ مراد ثالث نے تجدید شدہ مراعات کو علی بے اول ترجمان بابعالی کے ہاتھ فرانس بھیجکر شاہ فرانس کو سلطان کے بڑے بیٹے کی رسم ختنہ مین شریک ہونیکے لئے خاص ایلچی بھیجنے کے لئے مدعو کیا۔ یہی وہ سفارت تھی جسکا فرانس مین بڑے تپاک سے استقبال ہوا۔ مگر دوستی و اتحاد کے تمام زبانی دعوون کے باوجود جرمنی کی (جیسے کہ کسی غیر ملک کے سفیر کی شکل ہوسکتی ہے) نیت بخیر نہین تھی۔

علاوہ برین وہ دل مین اچھی طرح ۔ سے جانتا تھا کہ گو سلطنت عثمانیہ کا ظاہری جاہ و جلال اب بھی بے اندازہ ہے مگر لایق فرمانروا اور مدبرین کی عدم موجودگی اور خیانت و رعایت بیجا کے رواج پذیر ہوجانے سے اوسکی بنیادین کمزور ہوگئی ہین۔ بادشاہ سے لیکر ادنی غلام تک کو حرص و آز اور رشوت و خیانت پر تلا ہوا دیکھکر اوس شخص نے یہ اندازہ کرلیا تھا کہ سلطنت اب انحطاط کے آخری درجہ پر پہونچگئی ہے۔

سفیر مذکور بابعالی کی اس کارروائی پر بھی سخت اعتراض کرتا ہے کہ وہ آیندہ کا نفع نقصان سوچے سمجھے بغیر ہر ایک اجنبی سلطنت کی درخواست اتحاد کو فی الفور منظور کرلیتا ہے۔ جرمنی کی رنجش بالکل بے موجب بھی نہین۔ فرانس کے امتیازات کی تجدید ہوئے دو برس بھی نہین گذرنے پائے تھے کہ ملکہ ایلزابتھ ملکہ انگلستان نے جسکے جہاز اس وقت تک صرف فرانسیسی عَلَم کی زیر حمایت ترکی سمندرون مین آمد و رفت کرتے تھے سلطان سے انگریزی قوم کو انگریزی جھنڈے ہی کے نیچے تجارت و جہازرانی کی اجازت ملنے کی درخواست کی۔ اس کام پر ملکہ موصوفہ نے ایک انگریز تاجر ہیربون یا ہیربرن کو مامور کیا۔ اور سلطان نے فرانس اور وینس کے سفراء کی سخت مخالفت کے باوجود اس درخواست کو منظور کرلیا۔ اور منظوری کی وجہ یہ بتائی کہ "بابعالی کے دروازے ان تمام لوگون کے لئے جو حفاظت و حمایت کی طلب مین اوسکے پاس آئین ہر وقت کھلے ہوئے ہین"

انگلستان اور ٹرکی کے ابتدائی تعلقات کا کسی قدر مفصل ذکر مناسب موقعہ پر ملتوی رکھکر یہان یہ بیان کردینا

کافی ہو کہ بابعالی کا یہ ارادہ عام معلوم ہونے پر ہر ایک عیسوی قوم کے گماشتون کی طرف سے درخواستین گذرنی شروع ہوگئین۔ اور چونکہ وزرا۔ افسران مجلس۔ امراء اور خاتونان حرمسرا اور مصاحبین کو ان لوگون سے زر خطیر رشوت مین ملتا تہا وہ ان درخواستون کی سفارش و شفاعت مین ہر وقت سرگرم رہتے تہے۔ امرا اور درباریون کی رشوت ستانی انتہائی درجہ تک پہونچگئی تہی۔ اندر باہر سب جگہہ ہر ایک چیز کے لئے رشوت مقرر تہی اور اسبارہ مین خود سلطان نے بہی دوسرون کیلئے بُری نظیر قایم کردی مراد چونکہ بہانڈون مسخرون اور خوشامدیون کو جنسے وہ ہر وقت گہرا رہتا تہا ہمیشہ انعام و اکرام دیتے رہنے سے نقد روپیہ کا محتاج رہتا تہا۔ اوسے بہی آخر مجبوراً اون رشوتون کا حصہ بٹانے کی جو اوسکے درباری عہدون کی فروخت سے لیتے تہے ذلت گوارا کرنی پڑی۔ اسکی چاٹ اوسے اوسکی ایک ناہنجار مصاحب شمسی پاشا نے ڈالی جو بڑا منظور نظر اور اون سلجوقی شہزادون کی نسل مین سے تہا جنکی حکومت عثمانیہ خاندان نے نیست و نابود کی تہی۔ ترکی مورخ علی جسنے بعد مین شمسی پاشا کی سوانح عمری بہی لکہی بیان کرتا ہے کہ ایک دن مین سلطان کے اس منظور نظر کے کمرہ مین بیٹہا ہوا تہا کہ شمسی سلطان کی خدمت سے بہت خوش واپس آیا۔ اور اپنے ایک خادم کو مخاطب کرکے کہا "آخر مین نے عثمانیہ خاندان سے اپنے خاندان کا بدلہ لے لیا ہے۔ کیونکہ جیسے عثمانیہ خاندان ہماری بربادی کا باعث ہوا تہا ویسے ہی مینے بہی اونکی بربادی کا راستہ تیار کردیا ہے" کہن سال نوکر نے نہایت متانت سے دریافت کیا "کس طرح؟" شمسی نے جواب دیا "سلطان کو سلطانی عنایات کی فروخت مین شریک ہونے پر مایل کرنیسے۔ مین نے ۴۰ ہزار ڈیوکٹ کا لقمہ اوسکے سامنے پیش کیا۔ تم جانتے ہو یہ رقم تہوڑی نہین۔ وہ جال مین پہنس گیا پس آج سے وہ خود بد روشی اور رشوت ستانی کی مثال قایم کریگا۔ اور یہ بُرائی گہُن کی طرح سے سلطنت کی بیخ و بُن اُکہاڑ دے گی"۔ رشوت کی گرم بازاری ایسی الم نشرح ہوگئی تہی کہ سوٹزرلینڈ تک کے تاجرون نے ایک اطالین یہودی کی معرفت مراعات ملنے کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کردی۔ اور سنہ ۱۵۸۰ء مین ہسپانیہ نے بہی آخر کار صلح ہوجانیکے لئے اپنا سفیر قسطنطنیہ کو روانہ کیا۔ اور پانچ برس کے نامہ و پیام کے بعد دونون سلطنتون مین صلح کا عہدنامہ ہوگیا۔ اگرچہ وہ بہت نامکمل تہا لہذا اوسکی اکثر خلاف ورزی ہوتی رہتی تہی۔

سلطانی خزانہ اور وزراء و مصاحبین کی جیبون کو پُر کرنیکے لئے ممالک غیر کے سفرا اور تجار کے تحفہ و تحائف اور رشوتونکا ذریعہ ہی موجود نہین تہا۔ بلکہ آمدنی کا ایک اور بہی بہت بڑا ذریعہ (یعنی بحری قزاقی) موجود تہا جس کو کوئی معاہدہ نہ روک سکا۔ الجزایر۔ ٹیونس اور طرابلس کے قزاق بلا تمیز دوست و دشمن سب کو لوٹتے تہے اور بابعالی

اونسے بہت سا مال غنیمت اگلوالیا تھا۔ ان تینون ملکون کے تین علیحدہ علیحدہ صوبے بنا دیئے گئے۔ مگر دیگر ممالک محروسہ کیطرح اون مین بہی ضیاست وتیمار یا اجارہ مالگزاری کا انتظام کرنے کی جگہہ محاصل ومخارج پاشاؤن کے سپرد کرکے سالانہ خراج مقرر کر دیئے گئے۔ ۱۵۷۸ء مین طرابلس کے پاشا کو فیض (مراکو) کے شریف کو جسنے ایک عویدار سلطنت کے برخلاف بابعالی سے امداد کی درخواست کی تہی، مدد دینے کا حکم دیا گیا۔ ادہر مدعی سلطنت نے پرتگیزون سے مدد مانگی جنہون نے اسی ہزار فوج ساحل مراکو پر اتار دی۔ اور مقام قصر الکبیر کے قریب ترکون اور پرتگالیون مین جنگ عظیم ہوئی۔ پرتگالیون کو سخت شکست ملی بیس ہزار پرتگالی کہیت رہے اور اونکا بادشاہ مسمی سبسٹیان بہی معہ مور (عرب تحمین ودیسیون کی مخلوط النسل قوم) مدعی سلطنت کے میدان جنگ مین ہلاک ہوا۔ اور اس مصیبت عظیم کی تاریخ سے پرتگال کا انحطاط وزوال شروع ہوا۔ اس نمایان فتح سے ترکون کو بلاد مغرب مین پورا اقتدار حاصل ہوگیا۔ اور شریف مراکو نے تحائف بیش بہا سلطان کی خدمت مین روانہ کئے۔ مگر افسوس یہ اقتدار ترکون کی غفلت اور لاپرواہی سے دن بدن کمزور ہوکر آخر بالکل معدوم ہوگیا۔ اور ترکون کو یہ خبر نہ رہگئی کہ مراکو بہی کوئی اسلامی سلطنت موجود ہے اور نہ مراکو والون کو ٹرکی سے کچہہ دلچسپی رہگئی۔ اسی بیگانگت اور عدم اتحاد کی طفیل یورپ کی عیسائی اقوام کو یکے بعد دیگرے اکثر اسلامی ممالک کو ہضم کرلینے کا موقعہ ملگیا اور مزید افسوس اس امر کا ہے کہ اس عام نحوست اور ادبار کے زمانہ مین بہی جو فی الحقیقت کئی صدیون سے اسلامی دنیا پر مستولی ہو رہا ہے۔ اگر اب ایک محب دین وحامی ملت وشریعت اور قیام واستحکام اخوت واتحاد اسلامی کے خواہشمند اعنی مولانا السلطان الاعظم خلیفۃ المسلمین سلطان عبدالحمید خان ثانی الغازی کو اس طرف توجہہ بہی ہوئی ہے تو دوسرے اسلامی فرمانروا لبیک یا امیر المومنین کہنے کی بجائے خود امیر وخلیفہ ہونیکی زعم باطل مین سرشار اور دور ہوئے جاتے ہین۔ اسی مراکو کی نسبت جسکو خاندان عثمانیہ نے عیسائیونکی دستبرد سے محفوظ رکہا۔ ہمسے ایک سیاح نے ذکر کیا کہ چھہ برس ہوئے فرمانروائے حال کے باپ کے زمانہ مین جب مراکو کے بندرگاہ طانجیر مین ایک جرمن سوداگر کے قتل ہوجانے پر جرمنی نے سخت ترین مطالبات مراکو سے کرکے اونکو ایک طرح سے مراکو کو نگل لینے کا بہانہ بنانا چاہا تہا تو سلطان المعظم مولانا وسیدنا عبدالحمید خان ایدہ اللہ نے فرمانروائے مراکو کو کہلا بہیجا کہ اگر کہو تو مین بیچ بچاؤ کرکے تمہاری باہم صفائی کرا دیتا ہون۔ اور آیندہ کے لئے ضرورت وقت اس امر کی متقاضی ہے کہ مراکو سلطنت عثمانیہ سے متفق ومتحد ہوکر نہ صرف پایہ عرش خلافت بلکہ خود اسلامی شان وشوکت کے استحکام کا باعث ہو۔ اس مشفقانہ پیام کا جواب اوس عقلمند نے جسکو خود صاحب خلافت ہونیکا خبط تہا

یہ دیا کہ میرا منصب سلطان روم سے کم نہین ہے۔ اور مجھے اوسکی حمایت وطرفداری کی کوئی احتیاج نہین۔ ایسا کرِیہہ جواب سُنکر اگر کوئی تنک مزاج سلطان ہوتا تو وہ فورًا جرمنی کو اور زیادہ برانگیختہ کرتا اور یہ یقینی امر ہے کہ گو یورپ کی دوسری طاقتون بالخصوص ہسپانیہ[۱] - فرانس (بوجہ قرابت دیرینہ) اور انگلستان (بوجہ رقابت جدیدہ) بہت کچھہ مزاحم ہوتے - مگر چونکہ شمالی افریقہ مین جرمنی کو عام تقسیم مین کوئی علاقہ نہین دیا گیا تہا وہ آسٹریا و روس واٹلی[۲] کی امداد سے مراکو کو بالکل ہضم نہ سہی اوسکو اپنی زیر حفاظت کر لینے مین ضرور کامیاب ہو جاتا - مگر عبد الحمید اگر ایسا مشتعل مزاج اور زود رنج ہوتا تو آج اوسی اسلامی دنیا مین یہ عزت و منزلت حاصل نہ ہوتی کہ ایک ایک مسلم بچہ بہی اوسکے نام پر فدا ہو رہا ہے - اوسے اس جواب سے رنج پہونچا اور سخت رنج پہونچا - مگر اسلیئے نہین کہ اوسکی ذاتی تحقیر کیگئی بلکہ محض مسلمانون کی قابل رحم حالت پر - لیکن وہ نہ فقط عیسائیون بلکہ اپنے دینی بہائیون سے بہی ایسے صدمے اور رنج اُٹہانے کا خوگر ہو رہا تہا - اوس نے شاہ مراکو کی ناعاقبت اندیشی اور گستاخی کیطرف کوئی توجہ نہ کر کے اپنے منصب خلافت عظمیٰ کے فرائض کو پورا کیا - اور قیصر جرمنی سے جو حضور ممدوح کا ذاتی دوست اور رفیق صمیم ہے - تنگ طلبی سے درگذر کر دینے اور نہ صرف جرمنی بلکہ دیگر دول یورپ کے دندان آز سے بہی مراکو کو محفوظ رکہنے اور رکہوانے کی پرزور سفارش کی - اور قیصر موصوف نے خواہ پاس رفاقت خواہ اپنی ملکی اغراض کو جو آجکل بہت کچھہ ٹرکی کے ساتہہ اتحاد و اتفاق رہنے سے وابستہ ہین مدنظر رکہکر اپنے دوست کے ارشاد کی پوری تعمیل کر دی - اس اظہار رنج و افسوس کے بعد مین ساتہہ ہی جیسا کہ اوپر بہی کسی جگہہ لکہہ آیا ہون ناظرین کو یہ خوشخبری سُنانے کا موقعہ ہاتھہ سے نہین جانے دینا چاہتا کہ اپنے صادق العزم و النیت مردان باکمال کی محنت و کوشش کو بیکار رکہنا خداوند کریم کی سنت نہین ہے - اور نہ الہ العالمین نے ہمارے محبوب عبد الحمید کی مساعی جمیلہ کو ناکام رہنے دیا ہے جسکا مشاہدہ اور تجربہ کل زمانہ سن رواں کے جنگ روم و یونان کے

---

[۱] یہ سلطنت بوجہ ہمسایگت مراکو کی دعویدار ہے اور اس لحاظ سے اوسکو مراکو کی جنوبی سرحد اور فرانس کے مقبوضات مغربی افریقہ کے درمیانی علاقہ اور ساحل کا افریقہ کی عام تقسیم مین جو دول یورپ نے ۸۵-۱۸۸۴ء مین کی تہی مالک تسلیم کیا گیا ہے - ۱۲

[۲] اس سلطنت کو انگلستان نے مسئلہ مصر مین حامی بنکر کی رشوت مین بحیرہ قلزم کے نصف مغربی ساحل و دار الخلافہ حبش دلوانے کے علاوہ طرابلس الغرب بہی دلوانیکا وعدہ کر رکہا تہا - مگر ۱۸۹۶ء مین اٹلی کو حبش سے سخت زک ملنے سے ع آن قدح بشکست و آن ساقی نماند - سب ہوسین دل مین ہی رہ گئین - +

موقعہ پر کرچکا اور اب اوسکے بعد بہی کر رہا ہے۔ اور اُس مقلب القلوب کی نظر عنایت سے آج اوسی خود سر شاہ مراد کا بیٹا جسکا ذکر اوپر آچکا ہے بمعہ اپنی کل رعایا کے خلیفہ اعظم کی خلافت وحمایت کو اپنے لیئے باعث فخر وناز سمجہہ رہا ہے۔ اور مین کامل یقین کے ساتہہ کہہ سکتا ہون کہ اس وقت کوئی مسلم دل جسکا دماغ حوادث وحالات زمانہ سے کچہہ بہی آگاہی رکہتا ہوگا۔ بلا تمیز شاہ وگدا۔ اور رند وپارسا ایسا نہ ہوگا جو حضور ممدوح کی محبت بلکہ عشق سے لبریز نہ ہو رہا ہو۔ مین اس کلیہ سے اون خوشامدیون کو بہی مستثنیٰ نہین کرتا جو اسکے برخلاف مضامین لکہتے اور تقریرین کرتے دکہائی دیتے ہین۔ اگر اونکے سینے چاک کروگے تو اونکے دل بہی اس نشہ محبت مین سرشار پاوٴگے۔ وہ اس طبعی کشش وجذبہ کو لاکہہ دور کرنے کی کوشش کرین۔ منشاء ایزدی اونکی کوششون سے کبہی نہین بدل سکتا۔ یہ بحث اِس قدر طویل ہے کہ کئی صفحون پر بہی ختم نہین ہو سکتی۔ اسلیئے مین پہر اصل مطلب کیطرف رجوع کرتا ہون۔

سلطان مراد کو خارجیہ تعلقات مین یہ تمام کامیابیان محض وزیر محمد سقلی کی حسن تدبیر سے نصیب ہوئین۔ اِس بدنصیب وزیر کی طاقت جیساکہ اوپر لکہا جاچکا ہے سلطان کے مصاحبین کی سازش سے دن بدن کمزور ہوتی گئی تہی۔ مگر پہر بہی وہ تا دم مرگ وزیر اعظم بدستور رہا۔ اور اوسکی غیر طبعی موت نے ان تمام کامیابیون پر پانی پہیر دیا۔ اور اونسے فایدہ اوٹہانے والا کوئی باقی نہ رہا۔ سلطان کے منظوران نظر نے جو اوسکی کمزوری سے طاقتور ہو رہے تہے وزیر کے اقتدار کو کم کرنیکے لئے سلطان کو معاملات سلطنت اپنے ہاتہہ مین لینے کا مشورہ دیا۔ اور سب سے پہلے سقلی کے دوستون پر ہاتہہ صاف کرنا شروع کیا گیا۔ فریدون پاشا سکرٹری آف سٹیٹ جو سقلی کا نہایت ہی ممنون احسان تہا موقوف کردیا گیا۔ سقلی کا ایک اور پروردہ یونانی کنٹاکوزین تہا۔ جسکو اُس نے بندر انکیالوس (ترکی نام آہی اولو۔ صوبہ مشرقی رومیلیا کے ساحل بحیرہ اسود پر برغاس کے شمال مین واقع ہے) کی تجارت نمک کا اجارہ دے رکہا تہا۔ اس یونانی نے اسمین کلام نہین کہ وزیر کی عنایتون کو بہت بری طرح سے برتا۔ یونانی اوسکے نام سے کانپتے تہے اور ترکون نے اوسکا نام شیطان اوغلی (فرزند شیطان) رکہا ہوا تہا۔ جب تک سقلی با اقتدار رہا۔ یہ شخص لوٹ مار کا کچہہ حصہ وزیر کو دیکر ہر ایک خطرہ سے محفوظ رہا۔ وندار آفیمد اور بیاآلی بہی اوسکے معاون تہے۔ مگر جب بیاآلی مرگیا تو سقلی کے دشمنون مین سے ایک کی الزام دہی پر اول وہ موقوف کردیا گیا۔ اور پہر گرفتار ہوکر اوسی عالیشان محل کے پہاٹک پر جو اوسنے اپنے لئے انکیالوس مین تیار کرایا تہا پہانسی دیدیا گیا۔ بتدریج دوستون سے گذر کر سقلی کے عزا واقربا کی نوبت پہونچگئی۔ اوسکا لائق بہتیجا

جو سلطان سلیمان کی وفات کے وقت سر آفن کا گورنر چلا آتا تہا قتل کرادیا گیا اور ایک سال بعد ۱۵۷۹ء عیسوی یا ۹۸۷ھ مین خود سقلی بہی اپنے محل مین قاتل کے ہاتہہ سے شہید ہوا۔ قاتل گرفتار ہوگیا۔ اور قتل کی وجہ معلوم کرنے کے لئے اُسے جسمانی عقوبت بہی دیگئی۔ لیکن اُس نے راز ظاہر نہ کیا۔ اور آخر یہی رائے قایم کرنی پڑی کہ کسی ذاتی رنجش کی مکافات مین اوسنے یہہ حرکت کی ہے۔

مگر وزیر محمد سقلی کے ساتہہ ہی اون تمام جرنیلون اور بحری کمانڈرون کا خاتمہ نہ ہوگیا تہا جو سلیمان اعظم کی زیر نظر تربیت پائے ہوئے تہے۔ اون مین سے ابہی بہت سے زندہ تہے اور اس لئے مراد کے زمانہ مین ممالک متصلہ تک جولانیان ہوئین اور نئین عموماً ترکون کو فتوحات نصیب ہوئین۔ اور کئی نئے ملک ممالک محروسہ مین داخل ہوئے سب سے پہلی اہم جنگ ایران کے ساتہہ ہوئی۔ معمر شاہ طہماسپ جسکو بیوی نے زہر دیا ۱۵۷۶ء مین فوت ہوگیا چرکسیون اور گرجیون (مالکان گوسفند سیاہ وسفید) مین جو اوسکی زندگی ہی مین برسر جنگ رہتے تہے۔ اعلے اقتدار کے لئے تنازعہ شروع ہوگیا۔ گرجی (جارجی) خواتین نے حیدر پسر پنجم طہماسپ کو تخت پر بیٹہلایا مگر چند گہنٹون ہی کی حکومت کے بعد چرکسی (سرکیشین) جماعت نے اوسکو قتل کردیا۔ اور اوسکا بہائی اسمٰعیل جو سخت خونخوار اور دیوانہ مزاج تہا تخت نشین ہوا لیکن اسکے جور وستم کا دور دورہ بہی اٹہارہ مہینون کے بعد ختم ہوگیا اور وہ اپنی ہمشیرہ کے ایما سے ہلاک کردیا گیا۔ منظور نظر وزراء رضعان اور مصطفے نے سلطان کو ترغیب دی کہ فتح ایران کے لئے جو خانہ جنگون سے تباہ ہورہا ہے یہ نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ مہم تیار کیگئی۔ مصطفی سپہ سالار بنایا گیا۔ اور باضابطہ اعلان جنگ کے بغیر ہی فریقین مین کارزار شروع ہوگئی۔ مصطفے نے بتاریخ ۸ اگست ۱۵۷۸ء مقام شلدر (واقع جارجیا) کے قریب ایرانی فوج پر نمایان فتح پائی۔ اور جارجیا[1] کے کئی خواتین وسردارون نے ترکی اطاعت قبول کرلی۔ جنکے علاقے باقاعدہ طور پر ممالک محروسہ مین داخل کرلئے گئے اور اونکو سلطان کی طرف سے اپنے اپنے علاقون کا سنجق بے بنادیا گیا۔ اسکے بعد تفلیس (دار الخلافہ جارجیا) فتح کیا گیا۔ اور وہان کے گرجے مساجد بنا دیئے گئے۔ جارجیا نے ترکون کے برخلاف ایرانیون سے اتحاد کرلیا تہا۔ اسلئے پہلے

---

[1] جارجیا اس وقت یورپین روس کے علاقہ کوہ قاف کا ایک صوبہ ہے۔ اسکا رقبہ ۱۳ ہزار میل مربع اور آبادی ۱۰ لاکہہ کے قریب ہے۔ یہان کے باشندے زیادہ تر عیسائی مذہب ہین۔ اور ۱۶۳۹ء تک جبکہ اس ملک کو ایران نے فتح کیا۔ یہ خود مختار عیسائی ریاست رہا۔ سنہ ۱۸۰۱ء مین روس نے فتح کرکے اسے ملحق کرلیا۔ یہان کی عورتین حسن ونزاکت مین کل جہان کی عورتون سے ممتاز ہین۔ وہ انگلیون، ناخنون اور ہتہیلیون کو حنا سے رنگنے کی بہت مشتاق ہوتی ہین۔ مؤلف ۱۲

اسپر فوجکشی کرکے اوسے فتح کیا گیا۔

۸ ستمبر کو دریائے کنساق کے کنارہ پر دوسری لڑائی ہوئی جسمین تین ہزار ایرانی ہلاک ہوئے۔ کنساق کا پُل توڑ دیا گیا تہا جس سے بیشمار مفرورین دریا مین غرق ہو گئے۔ قصبہ شقی نے خود بخود فاتحین کے لئے شہر کے دروازے کہولدیئے۔ اور تقریباً کل جارجیا مفتوح ہو گیا جو چار گورنمنٹون مین تقسیم ہوا ہر ایک صوبہ پر ایک ایک بیلربیے مامور کیا گیا۔ اس مہم سے فارغ ہوکر ترکی فوج موسم سرما ارض روم مین بسر کرنیکے لئے واپس آگئی۔ مگر موسم تابستان کے عین وسط مین لڑائی پہر شروع ہوگئی۔ چار ایرانی لشکر مقاتلہ و مقابلہ کے لئے آگے بڑہے جنمین سے دو جارجیا کی طرف اور دو ترکی صوبجات بغداد و ارض روم پر حملہ آور ہوئے۔ شروان[1] کے ترکی بیلربیے عثمان پاشا نے پہلے تو کماقیہ کے ایرانی گورنر پر کامل فتح پائی۔ مگر ایرانیون کا لشکر جرار چند دنوں بعد موقعہ پر پہونچگیا۔ اور عثمان پاشا شروان مین محصور ہوگیا۔ جہان سے وہ مجبوراً دربند کو پیچہے ہٹ گیا۔ جارجیا کے معزول والی ریاست سیمون اور رشش نے ایرانیون کی امداد سے تفلیس کا بہی محاصرہ کرلیا۔ مگر ترک محافظین نے نہایت بہادری سے مقابلہ کیا اور کمک کے پہونچنے تک برابر ثابت قدم رہے۔ کمک کے پہونچنے پر محاصرین نے محاصرہ اٹہا لیا اور اب ترکون نے مدافعانہ کارروائی چہوڑکر جارحانہ پیشقدمی شروع کردی۔ اور اون تمام قلعون کو جو پچہلی مہم مین فتح نہین کئے گئے تہے مفتوح کرلیا۔ اور قارص کے اردگرد خاص سلطانی حکم سے ایسے مضبوط قلعے تیار کئے گئے جو ۱۸۲۸ء تک ٹرکی کی سرحد پر سد سکندری کا کام دیتے رہے۔

اس مہم کے بعد ایران مین پہر اندرونی فساد شروع ہوگئے۔ اور ادہر ٹرکی فوج مین سپہ سالارون کا ردوبدل کیا گیا جس سے کچہہ عرصہ کے لئے آتش حرب مدہم پڑ گئی۔ سقلی کی وفات پر مصطفے اور صنعان دو زبردست رقیبون کو برابر برابر امید تہی کہ مین وزیر اعظم ہونگا۔ مگر سلطان نے احمد پاشا کو اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز کردیا۔ صنعان نے نئے وزیر کو اپنے قابو مین کرکے ایرانی مہم کی فوج کی سپہ سالاری سے مصطفے کی واپسی اور اپنی ماموری کا حکم صادر کرادیا اور جب چند مہینون کے بعد کمزور دل احمد برطرف کردیا گیا تو صنعان وزیر اعظم ہوگیا۔ مصطفے کو اس سے ایسا صدمہ پہونچا کہ وہ رنج و اندوہ سے یا سلیمانی عہد حکومت کے گورنر خسرو پاشا کی طرح خودکشی کرنیسے فوت ہوگیا۔ لیکن صنعان نے میدان جنگ مین کوئی مستعدی نہ دکہلائی اور سلطان کو شبہ ہوگیا کہ شاہ ایران نے اوسے رشوت دیکر اپنے ساتہ ملا لیا ہے۔ اسپر وہ موقوف ہوکر جلاوطن کیا گیا۔ اور ہنگرین نومسلم سیاوش پاشا وزیر اعظم اور فرہاد پاشا

۱؎ شروان اس وقت روسی علاقہ کوہ قاف کا ایک ضلع ہے۔ ۱۲ مؤلف

گورنر رومیلیا مہم ایران کی فوج کا عسکر بنایا گیا۔ مگر ۱۵۸۲ء و ۱۵۸۳ء کی جنگون سے کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلا۔ فرہاد کو اپنی ہی فوج کی خودسری مسلسل بغاوتون اور عام تاخت و تاراج کے انتظام سے جس نے جارجی ڈاکوون کے ساتھہ ملکر عام قزاقی شروع کردی تہی فرصت نہ ملی۔

البتہ عثمان پاشا نے دغستان[1] مین جہان اوسنے شروع ہی سے ایرانیون کے خوب دانت کھٹے کئے تہے عثمانیہ فوجی عزت کو مردانہ وار برقرار رکہا۔ محمد غوری خان کریمیا نے شروع مین عثمان پاشا کی مدد کی۔ مگر ۱۵۸۰ء مین عثمان کے منع کرنیکے باوجود وہ اپنی فوج لیکر واپس چلا گیا۔ خان کریمیا کے علاوہ علاقہ آذاف کے گورنر نے بہی ۱۵۸۰ء مین عثمان پاشا کو کوہ قاف کی دشوار گذار گہاٹیون مین سے ایسی سرعت کے ساتھہ کمک پہونچائی تہی کہ سلطان نے خوش ہوکر اوسکو "بحیرہ کاسپین کے کپتان پاشا" کا خطاب عطا کیا۔ ان کمکون کے علاوہ عثمان پاشا کو جسے ترک از دمر (صاحب اعصاب فولادی) پکارتے ہین اور کوئی مدد نہ پہونچی۔ مگر اس بہادر نے اپنی پہلی ہی فوج سے ۹ رمئی ۱۵۸۳ء کو دریائے ساسامور کے کنارون پر ایرانی لشکر پر حملہ کردیا۔ رات اور دن لڑائی برابر جاری رہی۔ تاریکی مین مشعلون کی روشنی سے ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ مگر فیصلہ کوئی نہ ہوا۔ دو دن کے بعد ایرانیون نے ترکی فوج کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ اسپر ترک کمال دلاوری کے ساتھہ غنیم پر حملہ آور ہوکر اوسکی صفون کو چیرتے ہوئے باہر نکل گئے اونکو کامل فتح نصیب ہوئی۔ ایرانی لشکر تباہ ہوگیا۔ اور دغستان کا علاقہ بخوبی مطیع ہوگیا۔ فتح کے بعد عثمان نے کماقیہ کے مورچون کو مضبوط کیا۔ مختلف قلعون مین ترکی فوج کے دستے مامور کئے اور کل علاقہ پر ایک عثمانلی گورنر مقرر کرکے محمد غوری خان کریمیا کو اوسکی غداری کی سزا دینے کے لئے ۱۵۸۳ء مین عین موسم سرما کے وسط مین دغستان سے روانہ ہو پڑا اور رکاکیشیا کی خطرناک گہاٹیون۔ سرکیشیا کی دشوار گذار چوٹیون۔ اور کوبان کے منجمد میدانون پر سے لشکر جرار لیکر بجلی کیطرح آذاف اور وہان سے کریمیا پہنچ گیا محمد غوری جو بغاوت کی تیاریان کررہا تہا کل سٹی بٹی بہول گیا۔ اوسنے بہادر جرنیل کا مقابلہ کیا۔ مگر شکست یاب ہوکر گرفتار ہوگیا۔ اور عثمان نے اوسکا قتل کرکے اوسکے بہائی اسلام غوری کو ۱۵۸۴ء مین کریمیا کی تخت پر بٹھلا دیا۔ عثمان باغی خان کا سر اپنے ساتھہ قسطنطنیہ لے گیا۔ جہان سلطان نے اوسکی نہایت تپاک سے آؤبہگت کی۔ اور بہرے دربار مین اپنے سر سے شاہی دستار اُتار کر عثمان کے سر پر رکہدی اور تلوار کو اپنی کمر سے کہولکر بہادر عثمان کی کمر سے باندہ دیا۔ تہوڑے دنون کے بعد عثمان کو وزیر کا رتبہ عطا کیا گیا اور مہم آذربائیجان

---

[1] دغستان روسی علاقہ کوہ قاف کا صوبہ ہے جو بجارجیا کے شمال اور بحیرہ کاسپین کے غرب مین واقع ہے۔ ۱۲ مولف +

کی فوج کی سپہ سالاری اوسکو تفویض کیگئی۔ عثمان کے میدان جنگ مین پہونچتے ہی ترکی فوج مین ایک نئی روح پیدا ہوگئی۔ اور دو خفیف مزاحمتون کے بعد عساکر عثمانیہ فاتحانہ حیثیت سے ایرانی دارالخلافہ تبریز مین داخل ہوئے - اور بقول بعض یورپین مورخین شہر کو تین شب و روز تک فوج کے حوالہ کر دیا گیا۔ اسکے بعد تبریز کے گرد مورچے اور قلعے تعمیر کر کے اوسے محفوظ کیا گیا۔ مگر عثمان کے بیمار پڑجانے سے عثمانیہ فتوحات کا سیلاب رک گیا۔ اور ایرانی شاہزادہ حمزہ نے ایک ترکی دستہ فوج کو جو طاہین نومسلم سکالا کے ماتحت تہی مقام شمبی غزان کے قریب شکست فاش دیکر بیس ہزار ترکون کو قتل و زخمی کیا۔ اسپر عثمان نے جو خود کمان کرنیکے قابل نہین رہگیا تہا مجبوراً پیچہے ہٹنا شروع کیا۔ اور ایرانیون نے مکرر حملہ کر کے ترکی فوج کو دوبارہ سخت زک پہونچائی۔ جس سے چند دن ہی بعد نامور عثمان از دمر داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ اوسکے بعد سکالا کا فرزند جسبو ترک زغالہ زادہ پکارتے تہے فوجکو بحفاظت تمام واپس لے آیا۔ اور راستہ مین دشمن کو کئی دفعہ ہزیمت بھی دی فوج کے چلے آنیکے بعد ایرانیون نے تبریز کا محاصرہ شروع کر دیا۔ اور ترکی فوج محافظ نے دس ماہ تک حملہ آورون کا مقابلہ کیا۔ اس اثنا مین محصورین پر ۵۰ حملے کیے گئے اور فریقین مین ۰۰ ہم لڑائیان ہوئین۔ آخر کار فرہاد پاشا جو سرعسکر مقرر کیا گیا تہا کمک لیکر آ پہونچا اور تبریز و تفلیس کو جسکا محاصرہ بہی ایرانیون نے کر لیا تہا دشمنون سے سنجات دلوائی۔ فرہاد نے ایرانی لشکر کے ترکمانون کو بھی اپنے ساتھ گانٹھ لیا۔ اور تہوڑا عرصہ بعد شاہزادہ حمزہ کسی قاتل کے ہاتھ سے فوت ہوگیا۔ اس وقت ایران مین پہر اندرونی ابتری برپا ہوگئی۔ اور شاہ اسمٰعیل خدابندہ کی درخواست پر جنگ عارضی طور پر ملتوی ہوگیا۔ مگر شرائط صلح قرار پانے سے پیشتر لڑائی پہر شروع ہوگئی۔ اور فرہاد پاشا نے گرونز کے میدان مین ایرانیون کو تین دن کی مسلسل لڑائی مین ۱۵۸۶ء مین سخت ہزیمت دی۔ اور اسی وقت زغالہ زادہ نے جو بغداد کا گورنر اور سرعسکر مقرر کر دیا گیا تہا قلعہ دسفول اور کئی دیگر مضبوط مقامات کو فتح کر کے ایرانی صوبجات لورستان و ہمدان کے گورنرون کو شکست فاش دی۔ ۱۵۸۸ء مین فرہاد نے شروان کے گورنر جعفر کے ساتھ ملکر قراباغ کے صوبہ پر حملہ کر کے اوسکے صدر مقام غنجہ کو فتح کر لیا۔ اور اس شہر کو خوب مضبوط کر دیا۔ شاہ اسمٰعیل خدابندہ کو ۱۵۸۵ء مین اوسکا فرزند شاہ عباس اعظم معزول کر کے خود تخت نشین ہوگیا تہا اس ہزیمت کے بعد جب ایران کی مشرقی سرحد پر ازبکون نے بہی حملہ کرنا شروع کر دیا تو نئے شاہ نے سلطان سے صلح کی التجا کی اور ۲۱ مارچ ۱۵۹۰ء کو فریقین مین عہدنامہ ہوگیا جسکے رو سے صوبجات چارجیا۔ شروان لورستان۔ شہر تبریز بمعہ صوبہ آذربائیجان اور شہر نہروند عثمانیہ ممالک محروسہ مین داخل کیے گئے۔ معاہدہ مین

ایک شرط یہ بھی ایزاد کیگئی کہ ایرانی خلفائے ثلاثہ کو تبرا نہ بہیجا کرین گے۔ مگر یہ شرط بادی النظر ہی مین صریح ناممکن التعمیل معلوم ہورہی ہے۔ اور صاف ظاہر ہیکہ وہ غالباً ٹرکی کو ہر وقت مداخلت کرنے رہنے کا بہانہ دینے یا محض سلطان کے مذہبی جوش کو پورا کرنیکے لیئے درج کیگئی ہوگی۔

مرآد کے زمانہ مین خواہ کوئی وزیر یا سپہ سالار کیسا قابل ہو۔ اُسے کوئی واقعی اختیار حاصل نہین ہوتا تھا۔ کل اقتدار مصاحبین اور حرمسرا کے ہاتہہ مین تہا۔ سلطان اپنی والدہ نور بانو۔ اپنی خواہرون۔ اور اپنی سب سے پہلی محبوبہ سلطانہ بفو اور دو دیگر عیسائی کنیزکون اور جعفندا (محلسرا کی مہتمہ) کے قبضہ مین تہا۔ سلطانہ بفو وینس کے امیر خاندان بفو کی لڑکی تہی جسکو اوائل عمر مین ایک ترکی بحری قزاق پکڑ لایا تہا۔ اس ماہ جبین عیسائی خاتون نے مراد کو ایسا شیشہ مین اتار لیا تہا کہ وہ عرصہ دراز تک اُسی کے حسن وجمال کا شیدائی رہا۔ اور حرم سرائے کی دوسری نازنینون کی طرف مطلقاً متوجہ نہ ہوا۔ اس خاتون کا نام سلطانہ صفیہ تہا۔ سلطان کی والدہ نے صفیہ کے اقتدار ورسوخ سے جو اُسے دن بدن مراد پر زیادہ حاصل ہوتا جاتا تہا مخوف ہوکر اپنے بیٹے کے سامنے ایسی ایسی حور وش پری جمال کنیزکین پیش کین کہ آخر کار اکیلی صفیہ اوسکے دل کی مالک نہ رہگئی۔ اور مراد یکبارگی عیاشی مین ایسا پہنس گیا کہ کہان تو صفیہ کے سوا وہ کسی اور کو دیکہنا نہین چاہتا تہا اور کہان اوسکے حرم مین پانسو کنیزکین جمع ہوگئیں اور حرم سرا کے لئے خوبصورت لڑکیون کی اس قدر مانگ بڑہگئی کہ قسطنطنیہ کی منڈی غلامان مین مہ جبین لڑکیون کی قیمت کئی حصہ چڑہگئی۔ اِن کنیزکون مین ایک ہنگرین لڑکی تھی جسکو مراد پر بہت کچہہ قابو ہوگیا۔ مگر اوسکی پہلی معشوقہ صفیہ کا اقتدار بہی گو وہ اب مرآد کے دل کی تنہا مالک نہین رہگئی تہی کچہ کم نہین تہا اور مرآد کے زمانہ مین جس قدر بری وبحری لڑائیان ہوئین وہ زیادہ تر اوسی کے منشا کے مطابق ہوئین۔ اور جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے ریاست وینس اوسی کے طفیل ترکی حملون سے محفوظ رہی۔ گو اوسکو بحری قزاق کئی دفعہ لوٹ مار کرنے اور معاہدون کی صریح خلاف ورزیون سے ترکون کو سخت اشتعال دلاتے رہے۔ جعفندا کو اپنے حسن وجمال کی وجہ سے نہین بلکہ دوسرون کے حسن وجمال منتخب اور پسند کرکے سلطان کے روبرو پیش کرنے کا سلیقہ رکہنے کے باعث سلطان کی طبیعت پر بہت دخل حاصل ہوگیا تہا۔ یہ محلسرائے کی قایہ (مہتمہ) تھی۔ الغرض سلطنت کے کل معاملات خارجیہ وداخلیہ کا تصفیہ محلسرائے کی چار دیواری مین یہ عورتین کیا کرتی تہین۔ انکے بعد خواجہ سرا۔ اتالیق (خوجہ) سلطانی اور مفتی کو سلطان کے دربار مین زیادہ دخل تہا۔ آخر الذکر ہر دو نے اوسکو ایسا متعصب بنا دیا کہ ایک دفعہ مرآد نے قسطنطنیہ کے کل گرجون کو مسجد بنانے کی صلاح کرلی۔ مگر سفرائے دول اجنبیہ نے وزرا اور مفتیون کو

رشوتین دیئے لاکر اس تجویز کو ملتوی کرادیا مگر پہر بہی غلطہ کے تین گرجے بنا کر دیئے گئے۔ فرانسیسی سفیر نے اعتراض کیا جسکی کچھ پروا نہ کی گئی۔ اور سفیر اور صنعان پاشا وزیر اعظم مین ان بن ہوگئی۔ اوسی زمانہ مین ہنری شاہ فرانس کو فلپ ثانی شاہ ہسپانیہ کے ساتہہ جنگ چھڑ جانے کا قوی احتمال ہوگیا۔ اور اُس نے سابقہ وعدے یاد دلاکر فلپ کے برخلاف سلطانی بیڑہ کی امداد طلب کی۔ ملکہ فرانس کتھراین نے سلطانہ صفیہ کو اسبارہ مین تاکیدی خط لکھا۔ مگر آخر الذکر نے وینس کے سفیر کو کہلا دیا اور اوسنے شاہ کی درخواست کو منظور نہ ہونے دیا۔ اس سے کچھہ عرصہ بعد جرمگنی نے درخواست کی کہ ولیشیا پر ایسا عیسائی حاکم مقرر کیا جائے جو فرانس کے زیر حفاظت اور اُسکا ہوا خواہ ہو۔ بابعالی نے انکار کردیا۔ اسپر سفیر مذکور نے ایک خفیہ عرضداشت سلطان کیخدمت مین ارسال کرکے اپنی قوم کی شکایات ظاہر کین۔ سلطان نے جواب مین کہلا بہیجا کہ اگر شاہ فرانس ہماری حکومت پر خواہ مخواہ نکتہ چینی کرے گا تو ہم کل مراعات کو جو عطا کی گئی ہین واپس لے لین گے۔ غلطہ کے تین بند شدہ گرجون مین سے دو آخر کار کہول دیئے گئے۔ سنہ ۱۵۸۵ء مین جرمگنی کی جگہہ سیوری ڈی لنکوسم فرانسیسی سفیر مقرر ہوا۔ مگر وہ بہی اپنی خودسری کی وجہ سے بابعالی کو خوش نرکہہ سکا۔ سنہ ۱۵۸۶ء مین زار روس فیوڈو اوالوک نے تحایف بیش بہا دیکر اپنے سفراء سلطان کی خدمت مین روانہ کیئے۔ اسی سال سٹیفن باتہوری کے مرجانے پر امراء پولنڈ نے بابعالی کے ایماء پر سویڈن کے شاہزادہ سجسمنڈ کو اپنا بادشاہ منتخب کیا۔ فرانسیسی سفیر کی بد دماغی سے جس قدر نقصان فرانس کے اقتدار کو پہنچا۔ ویساہی انگلستان کا رسوخ ٹرکی مین بڑہگیا۔ ان دونون ملکون مین سلطان مراد ثالث کے زمانہ سے پہلے کبہی براہ راست کسی قسم کا تعلق پیدا نہین ہوا تہا۔ سنہ ۱۵۷۹ء مین تین انگریز تاجر ولیم ہیرلون۔ ایڈورڈ ایلس۔ اور رچرڈ سٹیپل انگلستان سے قسطنطنیہ وارد ہوئے۔ اور درخواست کرکے بابعالی سے انگریزی تجارت اور انگریز تجار مقیمہ ٹرکی کے لئے وہی مراعات حاصل کرلین جو دیگر اجنبی اقوام کو حاصل تہین۔ یہ مراعات صرف تجارت کے متعلق تہین۔ انکو عیسائیون یا ملکی معاملات سے کوئی تعلق نہ تہا۔ سنہ ۱۵۸۳ء مین ملکہ ایلزبتھ نے فلپ ثانی جسکا جانی دشمن ہو رہا تہا ہیرلون کو باضابطہ قسطنطنیہ مین اپنا سفیر مقرر کیا۔ اور سلطان سے فلپ پوپ کے برخلاف انگلستان سے متحد ہوجانے کی التجا و آرزو کی۔ ملکہ موصوفہ جسکی دانائی اور تدبیر ملک داری مسلمہ ہے بت پرستی سے مسلمانون کے بیحد متنفر ہونیکی عام معلوم امر واقع سے فائدہ اٹہانے کی نیت سے اپنے القاب سرکاری مراسلتون مین جو دربار انگلستان سے عثمانیہ دربار کو بہیجی جاتین ہمیشہ اس طرح لکہتی کہ "ان بت پرستون کے برخلاف جو جہوٹ موٹ پیروان مسیح بننے کے مدعی ہین سچے دین کی نہایت شجاع اور صادق العزم حامیہ" جب ہسپانیہ بیڑہ عظیم (المشہور بہ گریٹ آرمیڈا)

سے انگلستان پر حملہ آور ہونے کی تیاریان کر رہا تہا تو ملکہ ایلزبتھ کے سفیر نے نومبر ۱۵۸۷ء مین سلطان کو عرضیہ بہیجکر التجا کی کہ "اگر حضور ممدوح اپنی عظیم الشان سلطنت کی کل مہیب و ہیبت افزا بحری طاقت نہین بہیجنا چاہتے تو کم از کم ساٹھ اسی جنگی جہاز تو ضرور اُس بُت پرست شاہ ہسپانیہ کی سرکوبی کے لئے روانہ فرماوین، جو پوپ اور تمام دیگر بت پرست فرمانروائون کی مدد پر بہروسہ کرکے ملکہ انگلستان کو تباہ کرنیکا ارادہ کر رہا ہے اور پہر اس سے فارغ ہوکر اپنی کل طاقت کو سلطان کی بربادی پر لگاکر کل دنیا کا بادشاہ بننا چاہتا ہے۔ اگر عثمانیہ فرمانروا اور ایلزبتھ ہسپانیہ کے برخلاف بسرعت تمام بحری اتحاد و اتفاق کرلین گے تو مغرور ہسپانوی اور کاذب پوپ بمعہ اپنے ہمراہیون کے فی الفور فنلمے النار و السقر ہوجائینگے۔ خداوندکریم اپنے بندون کا خود محافظ ہوگا اور ٹرکی و انگلستان کے ہاتہون سے صفحۂ زمین کے بت پرستون کو معدوم کرادیگا" ملکہ ایلزبتھ کے خطوط جرمن مؤرخ نے اپنی تاریخ روم کی ۳۹ وین جلد مین بجنسہٖ نقل کئے ہین۔ یہ لاطینی زبان مین ہین۔ پہلا خط ایلزبتھ[۱] کیطرف سے وزیر محمد صقلی کے نام ہے جو ہار نومبر ۱۵۸۲ء کو مقام ونڈسر سے لکہا گیا۔ ملکہ موصوفہ کا دوسرا خط جو انگریزی سفیر نے سلطان کی خدمت مین پیش کیا مؤرخہ ۹ نومبر ۱۵۸۷ء ہے۔ انکے علاوہ دو اَور خط ہین۔ ایک ۱۵۸۷ء کا لکھا ہوا ہے جسمین الجیریز سے چند انگریزون کو چہڑوانے کی درخواست ہے۔ اور دوسرا مؤرخہ ۳۰ نومبر ۱۵۸۸ء ہے جسمین ہسپانیہ کی بیڑہ پر انگریزون کے فتح پانے کی خبر دیکر سلطان سے ہسپانیہ پر حملہ کرنے کی مکرر درخواست کی گئی ہے۔ ہنری ثالث شاہ فرانس نے بہی اسی غرض کے لئے اپریل ۱۵۸۸ء مین خاص سفیر قسطنطنیہ بہیجکر سلطان کو کہلا بہیجا تھا کہ اگر فلپ نے انگلستان کو فتح کرلیا تو وہ جلد ٹرکی کو بہی مغلوب کرلیگا۔ ترکون نے دونون عیسائی فرمانروائون کی درخواست پر امداد کا وعدہ تو کردیا۔ مگر غالباً جنگ ایران کی وجہ سے اوسکا ایفا نہ کرسکے۔ کہا جاتا ہے کہ انگریزون نے سعدالدین ترکی مؤرخ کو جسے مراد پر جو علم پرور ہونے کا خاندانی خاصہ رکھتا بہت کچہہ رسوخ حاصل تہا۔

---

[۱] اللہ اکبر زمانہ کی نیرنگیان بہی عجیب و غریب ہین جس ملک کی ملکہ دیجاہ تین سو نو برس ہوئے ٹرکی کے وزیر اعظم کو مخاطب کرنے مین اپنا فخر سمجہتی تہی سن ۱۸۹۶ء کے نومبر مین اوسی ملک کی ایک دوسری جلیل القدر ملکہ کا وزیر اعظم ٹرکی کے فرمانروا کو بیخوف و خطر ہوکر دہمکیان دیتا ہے۔ اور وہ فرمانروا اوس وزیر اعظم کو براہ راست تارین بہیجکر اوسکی خفگی کو دور کرانیکی کوشش کرتا ہے۔ مگر چند ہی مہینون مین نقشہ پہر بدل جاتا ہے ہفتون مین صدیون کی نحبت و ذلت کافور ہوجاتی ہے۔ انگلستان کی فرمدیان مرتبت، ملکہ کا ہم پلّہ فرمانروا (زار) فرمانروائے ٹرکی سے بذات خاص ذاتی رفاقت و محبت کا واسطہ ڈالکر ایک عیسائی ریاست (یونان) پر رحم کرنے کی درخواست کرتا ہے۔ ممالک اجنبیہ کے وزرا ار اعظم اپنی اپنی قدر و منزلت سے واقف ہوکر دبک جاتے ہین۔ اور اگست ۱۸۹۷ء مین شاہان عالم

زر خطیر دیا تہا کہ وہ سلطان کو انگلستان کی امداد پر مایل کرے۔ بعض عثمانیہ امرا بت پرست رومن کیتہولکون اور
اور پراٹسٹنٹ مذہب انگریزون کے مذہبی اختلاف سے بہت موثر ہوئے۔ صنعان پاشا کی نسبت روایت ہے
کہ اوس نے آسٹروی سفیر پیرن کو کہا تہا کہ "انگریزون کو خالص مسلمان بنانے کے لئے سوائے اسکے اور
کسی چیز کی ضرورت نہین کہ وہ انگلی اوٹہا کر کلمۂ شہادت پڑہ لین۔" کریسی صاحب کا خیال ہے کہ "سعد الدین کی کوشش
ناکامیاب رہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکو فی الواقع سلطان پر ویسا رسوخ حاصل نہین تہا جیسا کہ خیال کیا گیا تہا
اگر ہماری کنواری ملکہ (الیزبتھ) سلطانہ صفیہ یا مہتمہ جفندہ کو تحائف بیش بہا دیکر اپنا طرفدار بنالیتی تو غالباً
نتیجہ حسب مراد نکلتا اور ترکی بیڑہ کا آبنائے انگلش چینل مین انگریزی امرا بحر ڈریک و ریلی کے ساتہہ ملکہ ہسپانوی
بیڑہ کا مقابلہ کرنا گریٹ آرمیڈا کے معرکۂ عظیم کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہو جاتا۔" مگر مین ترکون کے امداد نہ کرسکنے
کی وجہ اوپر بتا آیا ہون۔ دوہرانے کی ضرورت نہین جب ہیرلون انگلستان کو واپس گیا تو سلطان نے اوسکی معرفت
ملکہ کو خط بہیجکر اون تمام انگریزون کو جنہین بحری قزاق اسیر کر لین رہائی دلوا دینے کا وعدہ کیا۔ اور انگریزی گورنمنٹ
سے بہی ترکی رعایا کے ساتہہ ویسا ہی سلوک ہونیکی امید ظاہر کی۔ ہیرلون کے بعد ایڈورڈ برٹن انگریزی سفیر ہوا
اوس نے بابعالی سے درخواست کی کہ انگریزی جہازون کو بحیرہ ہند مین ہسپانوی تجارتی جہازون کو لوٹنے کی اجازت
دیجاوے۔ اور ترکی اوس پرتگالی کو جو تخت ہسپانیہ کا مدعی ہے امداد دیوے۔ بابعالی نے درخواست کو صاف تو نامنظور
نہ کیا۔ مگر اوسکی تعمیل سے گریز کیا گیا۔ صاف انکار کرنا اسلئے مناسب نہ سمجہا گیا کہ انگریز شکستہ دل ہوکر ہسپانیہ کے ساتہہ
جنگ کرتے رہنے سے دست بردار نہ ہو جائین۔ فرانسیسی سفیر لنکوسم فلپ کے ساتہہ ملگیا تہا۔ اسلئے ہنری چہارم
نے ۱۵۸۹ء مین تخت نشین ہونے پر انگریزی سفیر برٹن ہی کو اپنا سفیر بہی مقرر کر دیا۔ اور جب شاہ موصوف مستقل
طور پر حکمران ہوگیا تو اوسنے بریوی کو سفیر مقرر کرکے لنکوسم کو موقوف کر دیا۔ برٹن نے فلپ کے برخلاف ہنری
چہارم کو مدد دینے کی بہی سلطان سے درخواست کی تہی مگر چونکہ فلپ نے پیش بندی کرکے سلطان سے عہد نامہ
صلح کر لیا ہوا تہا۔ بابعالی نے صاف انکار کر دیا۔

سلطانی دربار کی خرابیون نے آخر اپنا رنگ دکہانا شروع کر دیا۔ فوجی انتظام اور خود فوجون مین ابتری کا قدم
داخل ہو گیا جسکی وجہ صرف یہی نہین تہی کہ ناقابل آدمی جرنیل اور افسر بننے شروع ہوگئے تہے۔ بلکہ فوجی جاگیرون

خفیف سے معاملات پر سلیمان اعظم کے خلفا الرشد کو مبارکباد دینے مین ایک دوسرے پر سبقت لیجانے کی کوشش کرتے ہین۔
وذالک فضل اللہ یعطیہ من یشاء۔ واللہ یعز من یشاء ویذل من یشاء والعاقبة للمتقین۔ ۱۲ مؤلف۔

کے انتظام مین خرابی پڑجانے اور ضیامتون وتیارون کی فروخت غیرون کے پاس شروع ہوجانیسے عام ابتری پیدا ہوگئی تہی۔ قانون نے توان جاگیرون کو صرف فوجی خدمت کرنیوالون کے لئے مختص کر رکہا تہا۔ مگر اب ہر گروہ حتی کہ یہودی اور یہودنون تک نے بہی انکو خریدکر پہر نفع پر بیچنا یا خود اونکا محاصل لینا شروع کردیا۔ آخر فوجی نظام اس قدر ابتر ہوگیا کہ ۱۵۸۹ء مین ینگچریون نے محل لئے سلطانی پر جہان سلطان کا اجلاس ہورہا تہا حملہ آور ہوکر دفتردار اور محمد پاشا گورنر رومیلیا المشہور بہ شاہین کے سر طلب کئے۔ سپاہیون کا غضناک وجہ یہ تہا پاشا مذکور نے فوج کو کم مالیت کے سکون مین تنخواہ دینے کی تجویز پیش کی تہی۔ دفتردار بیقصور تہا۔ مگر مراد کو محمد پاشا کے ساتھ ہی اسکا سر بہی اپنے فوجی آقاؤن کو خوش کرنیکے لئے اونکے پاس بہجوانا پڑا۔ اور جب ایکدفعہ گورنمنٹ فوجی دباؤ مین آگئی تو پہر یہ ہمیشہ کے لئے قاعدہ مقرر ہوگیا۔ اس واقعے کے بعد چار برسون کے اندر ینگچریون نے دو دفعہ بغاوت کی اور ہر دفعہ سلطان کو مجبوراً پہلا وزیر بدل کر دوسرا مقرر کرنا پڑا۔ سنہ ۱۵۹۱ء مین ان خودسرون نے سلطان کو مالڈیویا کے باجگزار صوبہ کا حاکم ایسے سایل کو بنانے پر مجبور کیا جسنے رشوت دیکر اونکو اپنا طرفدار بنالیا تہا۔ سنہ ۱۵۹۳ء مین سپاہیون نے بغاوت کرکے دفتردار (وزیر خزانہ) کے قتل کا مطالبہ کیا۔ وہ آل رسول مین سے تہا اور سلطان کو اوسکا قتل کرانا سخت ناگوار تہا چنانچہ جب ینگچریون نے دفتردار کی حمایت کرکے سپاہیون کی بغاوت کو فرو کردیا تو گو اس سے آیندہ کے لئے دونون فوجون مین خانہ جنگی کا سامان تیار ہوگیا مگر سلطان نے سردست دفتردار کا بچ جانا بہت غنیمت سمجہا دارالخلافہ مین تو یہ خرابیان پڑرہی تہین اور صوبے گورنرون کے ظلم وستم اور حرص وطمع سے تباہ ہورہے تہے جسکا لازمی نتیجہ رعایا کی عام ناراضی اور علانیہ بغاوت ہوا کرتا ہے۔ ایشیائی ضلع کیفہ مین ایک شخص نے اپنا نام اسمٰعیل فرزند شاہ طہماسپ ظاہر کرکے فساد برپا کرنے کی کوشش کی۔ مگر ارض روم کے گورنر نے اوسے گرفتار کرکے قتل کردیا۔

مصر کے ملیشیا نے بہی اسی زمانہ مین بغاوت کردی۔ بودا کی فوج نے جسکی چہہ ماہ کی تنخواہ بقایا تہی پاشا کو قتل کردیا۔ اسکی سزا مین ۳۵ مجرم پہانسی دیئے گئے۔ سب سے آخر تبریز کی فوج بگڑی کیونکہ اوسے بہی کم مالیت کے سکے مین تنخواہ دینے کی تجویز کی گئی تہی جعفر پاشا گورنر نے سرغنہ باغیون کو بلاکر بظاہر اون سے صلح کرلی۔ اور اسکی خوشی مین ایک عظیم الشان ضیافت کرکے اونکو مدعو کیا۔ اور اوسی موقعہ پر ۱۸ سو باغیون کو قتل کرادیا۔ جبل لبنان کے ڈروز بہی گورنرون کے ظلم سے تنگ آکر برسر جنگ ہوگئے۔ اور ۱۵۹۲ء کی خوفناک وبا نے جو دارالخلافہ مین پہیل گئی تہی مصیبتون کے پیالہ کو لبریز کردیا۔ ینگچریون کی سرکشی حد برداشت سے بڑہ گئی۔ اور اونسے مخلصی پانیکے لئے جنگ برپا

کرنے کا عزم کرلیا گیا۔ اور صغان پاشا سے جو پھر وزیر اعظم ہوگیا تھا ہنگری مین لڑائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ اسپر مخالفانہ کارروائی فی الفور شروع ہوگئی۔ حسن پاشا گورنر بوسینیا نے مقام سسک (واقع کروشیا) فتح کرلیا اور آسٹرین سپہ سالار ناداسدی کو گرفتار کرلیا۔ مگر سال آئندہ مین پاشا مذکور کو اسی مقام پر آسٹرین نے ہزیمت فاش دیکر بھگا دیا۔ اور وہ کئی ہمراہیون کے سمیت دریا مین ڈوبکر مر گیا۔ اس لڑائی کے بعد باضابطہ اعلان جنگ کیا گیا اور آسٹروی سفیر قید مین ڈالدیا گیا۔ سنہ ۱۵۹۴ء مین کچھ مقام ترکون نے آسٹریا سے اور کچھ مقام آسٹریا نے ترکون سے چھین لئے اور متخاصمین کی فتوحات ابھی تک تقریباً مساوی تھین کہ ٹرنسلوینیا۔ مالڈیویا اور ولیشیا تینون صوبون نے متفق ہوکر یکبارگی بغاوت کر دی۔ اور جس قدر ترک ان صوبون مین منتشر تھے اونکو قتل کر دیا۔ ینگچریون کی جوش کو ابھارنے کے لئے مراد نے اونکے آغا کو جو کبھی سلطان کے بغیر میدان کو نہین جاتا تھا۔ اونکے پاس بھیج دیا۔ اور حضرت سرور کائنات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقدس علم بھی شام سے جہان وہ مصر سے لاکر رکھا گیا تھا ہنگری روانہ کرنیکے لئے منگوا بھیجا۔ مگر فوج کی خودسری اور پست ہمتی کسی ترکیب سے دور نہ ہوسکی۔ تھوڑا ہی عرصہ بعد سلطان کی علالت کی خبر پہنچنے سے فوج کی رہی سہی ہمت ٹوٹ گئی۔ مراد عیاشی سے پہلے ہی نحیف و کمزور ہو رہا تھا۔ ان تفکرات نے اوسکو اور مضمحل کر دیا۔ اور مرنے سے چند روز پہلے جب ایک مصاحب نے اوسکو ایک خواب جو اوسنے دیکھا تھا بتایا تو مراد نے اوس سے نتیجہ نکال لیا کہ اب مین مر جاؤنگا۔ وہ اسی وہم مین بیمار ہوگیا۔ اور مرنے سے ایک دن پہلے اوس پرتکلف محل مین جو صغان پاشا نے حال ہی مین باسفرس کے کنارہ تعمیر کرایا تھا چلا گیا۔ وہان دریچہ مین بیٹھکر وہ جہازون کی آمد و رفت کو دیکھ رہا تھا اور قوال حسب معمول گا رہے تھے کہ اتنے مین دو جہاز مصر سے باسفرس مین داخل ہوئے۔ اونہون نے شاہی سلامی اُتارنے کے لئے توپین سر کین جنکی آواز سے دریچون کے شیشے ٹوٹ گئے۔ یا بقول بعض گنبددار چھت کی روغنی کھپریلین گر پڑین۔ یہ فال بد اپنا کام کر گیا۔ مراد فوراً پکار اُٹھا "پہلے کل بیڑہ کے توپخانون کی گرج سے کبھی ایک شیشہ بھی نہین ٹوٹا تھا۔ اور اب ان حقیر سی کشتیون کی توپون سے وہ چکنا چور ہوگئے ہین۔ مجھے اس سے اپنی زندگی کے محل کی بربادی کا پتہ ملگیا ہے"۔ اسکے بعد وہ زار زار روتا رہا۔ خدام اوسے محل سلطانی کو واپس لیگئے۔ اور اوسی رات (۱۶ جنوری سنہ ۱۵۹۴ء) اس جہان سے کوچ کر گیا۔ ترکی مؤرخ لکھتا ہے۔ مراد متوسط القامت۔ کم ریش۔ زرد رنگ۔ خورد چشم۔ شہوت پرست تھا۔ اور اوسکے ققستان (حرم سرائے شاہی) مین پانسو کنیزین تھین۔ +

انحطاط سلطنت

ترک گو طبعاً بحری زندگی کے شایق نہ تھے۔ اور نہ ہی تجارت کے مشتاق تھے جس قدر تھوڑی بہت تجارت سلطنت عثمانیہ مین ہوتی تھی وہ زیادہ تر عیسائی اور یہودیون کے ہاتھ مین تھی جیسی کہ اب بھی ہے۔ تاہم زمانہ عروج مین جیسا کہ صفحات بالا کے پڑھنے والے سے پوشیدہ نہین رہا ہوگا اونکی بحری طاقت کل دنیا کی دیگر دولتون سے زبردست اور فائق تھی۔ سولہوین صدی عیسوی کے شروع مین بزمانہ سلیم اول عثمانیہ بحری بیڑہ مین چار سو جہاز مختلف قسم کے تھے جنپر تیس ہزار ملاح مامور تھے سلیم ثانی کے عہد مین بھی اگرچہ ترکی بیڑہ ابھی بہت مضبوط تھا۔ مگر اوسمین کمزوری کی علامتین کسی قدر نمایان ہوگئی تھین۔ اور جنگ لیپانٹو مین اوسے ایسا صدمہ پہنچا جس سے وہ پھر پوری طرح نہ سنبھل سکا اس شکست کے بعد بہ سرعت اور مستعدی سے نئے جہاز تیار کرلئے گئے اُس سے بیشک یورپ متحیر رہگیا۔ مگر ویسی ہی آسانی اور سرعت کے ساتھ مقتول و شہید ملاحین و افسرون کی جگہ نئے تجربہ کار ملاح اور افسر بہم نہین پہونچائے جاسکتے تھے۔ علاوہ برین غفلت اور بدانتظامی کی وجہ سے سولہوین صدی کے اختتام پر ترکی بیڑہ بسرعت کمزور ہونا شروع ہوگیا۔ ۱۶۲۶ء مین سر طامس رو[۵۱] انگریزی سفیر نے جو ۱۶۱۴ء مین انگلستان کیطرف سے سفیر مقرر ہوکر چار برس تک شاہجہان کے دربار مین رہا تھا۔ اور بعد ازان دربار قسطنطنیہ مین اسی حیثیت مین مقرر کیا گیا تھا۔ ترکی بیڑہ کے متعلق تحریر کیا کہ عثمانیہ جہاز ایسے بوسیدہ اور نکمے ہورہے ہین کہ کل بیڑہ مین سے بمشکل پچاس سمندر مین چلنے کے قابل ہین اور انکا بھی سامان درست نہین نہ اونکے لئے ملاح کافی ہین۔ یہ خرابی کئی دفعہ دنیا کی دیگر عظیم الشان طاقتون کے بیڑون مین بھی پائی گئی ہے۔ حتی کہ خود ہماری موجودہ جلالت مآب قیصرہ ہند کے عہد سعادت عہد مین جو انگریزی قوم کے لئے نہایت مبارک ثابت ہوا ہے انگلستان ایسی طاقت کے بیڑہ مین جسکی عظمت و وسعت کا کل دارومدار بحری طاقت پر ہے متعدد دفعہ یہی نقص پایا گیا ہے کہ غفلت و لاپروائی کی وجہ سے تقریباً تمام جہاز بوسیدہ ہوگئے ہوئے تھے۔ اور اگر خدانخواستہ اون اوقات مین کسی دوسری سلطنت سے لڑائی ہوجاتی تو نتیجہ اچھا نہ نکلتا مگر چونکہ قوم مذکورہ کے اقبال ابھی یاور ہین چند برسون کی غفلت کے بعد چیخ پکار سے وطن کو یہ خرابی معلوم ہوجاتی رہی اور اونکی توجہ دلانے سے کل بیڑہ شب و روز

---

۵۱ مشہور انگریزی مدبر ۱۵۸۰ء مین بمقام اسکس (واقع انگلستان) پیدا ہوا۔ اُس نے اپنی سفارت ہند کے حالات نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر کئے ہین۔ بدوران اقامت قسطنطنیہ اُس نے یونانی اور دیگر ایشیائی زبانون کے کئی نادر قلمی نسخہ فراہم کئے اور وہان سے روانہ ہوتے وقت سرل بطریق قسطنطنیہ کیطرف سے چارلس اول شاہ انگلستان کی خدمت مین انجیل کا ایک قدیم قلمی نسخہ جو اسکندریہ مین لکھا گیا تھا تحفتاً لے گیا۔ ۱۶۴۴ء مین فوت ہوا۔ مؤلف۔

کی سرگرمی سی پہر درست کرلیا جاتا رہا۔ ترک شومی بخت سی ایسے مدہوش ہوئے کہ نہ اونکو اپنی کمزوری معلوم ہوئی اور نہ وہ اوسکی اصلاح پر متوجہ ہوئے۔ یا اگر کبہی ہوش بہی آیا تو اپنی کمزوریون کی وجہ سی ہر وقت نرغہ اعدا ر مین ایسے گرفتار رہے کہ باوجود نیت و ارادہ اصلاح کے لئے فرصت پاسکے نہ دولت۔ جیساکہ ہماری موجودہ امیرالمومنین جلالت مآب عبدالحمید خان ثانی کے عہد کی حالات جاننے والون سی پوشیدہ نہین کہ باوجود ارادہ وکوشش اگر وہ سلطنت کی کسی شعبہ مین ابتک کما ینبغی ترقی نہین کرسکے تو وہ صیغہ بحری ہی جسکی درستی کے لئے اب اسوقت خداوند کریم کے فضل و کرم سے جنگ روم و یونان کے بعد حضور ممدوح کو فرصت مطلوبہ بہم پہونچگئی ہے۔ اور چند مہینون کے عرصہ مین ہی جہانتک حفاظت ملک و بنادر بالخصوص ڈارڈنیلز۔ باسفرس اور آستانہ علیہ (قسطنطنیہ) کی حفاظت کا تعلق ہی بحری طاقت کافی درست کرلیگئی ہی۔ اور اگر توفیق ایزدی شامل حال رہی تو تہوڑے سی مزید عرصہ مین جارحانہ اغراض کے لئے بہی عثمانیہ بیڑہ پہر اپنی سابقہ سطوت کو حاصل کرلیگا۔ الا ماشاء اللہ۔ مین اسبارہ مین کتاب واقعات روم مین مفصل بحث کرچکا ہون۔ اسلئے موجودہ حالت کی توضیح کو یہین چہوڑکر پہر سولہوین صدی کے اختتام کے حالات کیطرف رجوع کرتا ہون۔ اسوقت ترکی بیڑہ اگرچہ بہت انحطاط پذیر ہوگیا تہا۔ مگر صوبجات الجیریا۔ ٹیونس اور طرابلس کے بیڑے جنکا کام زیادہ تر بحری تاخت و تاراج ہوا کرتا تہا بدستور مضبوط اور زبردست تہے حتی کہ سترہوین صدی کے شروع مین ان صوبون کے پاشاؤن کے پاس چالیس گرانڈیل جہازون کا جنکے بادبان مربع ہوتے تہے بیڑہ موجود تہا جس سی وہ بحیرہ روم کی تجارت کو لوٹتے رہتے تھے۔ بلکہ ایکدفعہ انہون نے اپنے بیڑہ کے ایک حصہ سی ہپسانیہ کے جنوب مشرقی ساحل کے مشہور بندرگاہ ملاگا[1] کا بحری محاصرہ کرلیا۔ اور دوسرے حصہ سی دریائے ٹیگس اور دریائے گواڈل کیویر (وادی الکبیر) کے دہانون کے درمیانی ساحل پر گشت کرتے رہی۔

ترکون کے بڑے بڑے بحری سٹیشن اوس زمانہ مین قسطنطنیہ اور گیلی پولی کے، دوا نیکو میدیا (اسمد) نیگرو پانٹ (یونان کے مشرق مین ایک جزیرہ جو اب یونان کے ماتحت ہی) اور اولونا (واقع البانیا) تہی یونانی ترکی بیڑہ کے بہترین ملاح ہوتے تہے۔ چپا چلانیکا کام عیسائی قیدی کیا کرتے تہی۔ اور بحری فوج کے لئے سلطنت مین سی جبریہ فوجی خدمت کی قاعدہ سی رنگروٹ بہی بہرتی کئے جاتے تہی۔ جنگ لیپانٹو سے پہلے ترکی گیلی یا جہازون پر فی گیلی تین سی لیکر سات تک توپین ہوتی تہین جنمین سی دو گران وزن ہوتی تہین۔ اوسکے بعد توپون کی تعداد دوگنی کردیگئی۔ مگر وینشی جہازات کی توپون سے پہر بہی کم رہین۔ ترک صف جنگ باندہکر

[1] ملاگا ہسپانیہ کی جنوب مشرقی صوبہ اور اسکے صدر مقام کا بہی نام ہے شہر کے قریب عربون کا تعمیر کردہ ایک قلعہ جبل الفارہ نام ابتک موجود ہے اس شہر کے بندرگاہ مین ۵۰ ہزار جہاز سما سکتے ہین اسپر فنیشیا والون نے تین ہزار برس ہوئی آباد کیا تہا سنہ ۷۱۲ع مین عربون نے فتح کیا اور سنہ ۱۴۸۷ع تک انکے قبضہ مین رہا سنہ ۱۸۱۰ع مین فرانسیسی اس پر قابض ہوگئی مگر دو برس بعد ہسپانیون نے پہر چہین لیا آبادی سوا لاکہ کے قریب ہے مولف

جنگی نقل و حرکت مین ایسے ماہر نہ تہے۔ اونکا عام طریق عمل یہ تہا کہ گولہ باری کو محفوظ رکہکر غنیم کے جہازون کے قریب پہنچ جاتے تہے۔ اور پہر یکبارگی توپین سر کرکے دشمن کے جہازمین کود پڑتے تہے۔ کپتان پاشا صرف بحری سپہ سالار ہی نہین ہوتا تہا بلکہ بحری کارخانے اور اسلحہ خانے بہی اُسی کے واحد اقتدار مین ہوتے تہے۔ خیر الدین باربروسا کی عزت افزائی کے لئے کپتان پاشا بحری علاقہ کا بیلربے اور گہوڑے کی دو دمون کا جہنڈا رکہنے والا پاشا بنا دیا گیا۔ بیلربے کے لفظی معنی کل بیون کے سردار کے ہین خشکی کے علاقون کے دو بیلربے تہے ایک ایشیائی مقبوضات کا اور دوسرا یورپین صوبون کا۔ کپتان پاشا بحری علاقہ کا جو ہم اضلاعون پر منقسم تہا بیلربے بنا دیا گیا۔ اور سلیم ثانی کے عہد مین ۱۵۷۱ء مین جزیرہ سائپرس کے فتح ہونے پر کپتان پاشا کو تین دمون کے جہنڈے کے پاشا کا اعزاز اور وزیر کا رتبہ عطا کر دیا گیا۔

سولہوین صدی میلادی کے انجام پر عثمانیہ بیڑہ ہی نہین بلکہ کل سلطنت کے لئے بالعموم تنزل کی آمد کے آثار محسوس ہونے شروع ہوگئے تہے۔ سلیم ثانی کے عہد کے محاربون نے خزانہ کو اس قدر خالی کر دیا تہا کہ اوسنے باقی زر و دولت ذاتی خزانہ مین بہجوادی۔ قبل ازین خزانہ قدیم بائی زنطاین قلعہ موسومہ "ہفت برج" مین رکہا جاتا تہا۔ سلطنت کے عروج کے زمانہ مین ہر ایک برج علیحدہ علیحدہ اقسام کے لئے مخصوص تہا ایک مین فقط طلائی۔ دوسرے مین صرف چاندی کے سکے ہوتے تہے۔ تیسرے مین نقرئی و طلائی ظروف اور جواہرات۔ چوتہے مین قیمتی اور نادر قدیم اشیا جمع تہین۔ پانچوین مین پرانے سکے اور دیگر اشیا جو زیادہ تر سلیم اول نے ایران اور مصر کی مہمون مین جمع کی تہین۔ چہٹا ایک قسم کا اسلحہ خانہ تہا۔ ساتوان سرکاری کل عدالت کا دفتر اور کتب خانہ تہا۔ سلیم ثانی کے بعد "ہفت بروج" بطور قید خانہ جس مین معزز و ممتاز اشخاص نظربند کئے جاتے اور نیز بطور اسلحہ خانہ مستعمل ہونا شروع ہوگیا۔ مراد ثالث نے جسکی حرص و طمع کا کوئی پایان نہ تہا خزانہ کے لئے ایک نہایت ہی مضبوط تہ خانہ جس مین تہرے قفل تہے تیار کرایا۔ اور رات کو خود اوسکے دروازہ پر سوتا تہا۔ یہ تہ خانہ سال مین صرف چار دفعہ اور خزانہ جمع کرنیکے لئے کہولا جاتا جسکی سالانہ مقدار کا اندازہ ایک کروڑ بیس لاکہہ ڈیوکٹ کیا گیا ہے۔ مگر مینیز ز صاحب بیس لاکھہ کو زیادہ قرین قیاس تصور کرتے ہین۔

یہی مؤرخ تحریر کرتا ہے کہ سلطنت عثمانیہ کے عیسائی ایک صدی کے ترکی جور و ظلم سے نہایت مفلوک الحال پست ہمت اور شکستہ بال ہوگئے ہوئے تہے۔ اور اکثر دہقانی پاشاؤن کی خودسری سے تنگ آکر شہرون مین جمع ہونے لگے تہے حتی کہ سولہوین صدی کے اخیر پر صرف دار الخلافہ مین ایک لاکھہ یونانی عیسائی دہقانی شمار

کئے گئے تھے"۔ اُس زمانہ مین انتظام سلطنت کے بگڑ جانے سے کسی کو انکار نہین ہو سکتا۔ مگر منیر صاحب کے اس بیان کو بمشکل تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ اس خرابی سے صرف عیسائی مورد ظلم و ستم ہوتے تھے۔ ترکی قوانین اور خود ترکی قوم کی بے تعصبی اور ذمی رعایا کی دستگیری وحفاظت کی مفصل کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے اعادہ کی ضرورت نہین۔ صاحب موصوف کو لکھتے وقت شاید یہ فراموش ہوگیا ہوگا کہ ظالم و رشوتی وخود سر حاکم کو اپنی ذاتی منفعت کے سوا اور کسی کا لحاظ نہین ہوتا اور اوسکے ظلم کا آرہ عیسائی مسلمان یہودی۔ دہریہ سب کے سر پر یکسان چلتا ہے۔ علاوہ برین صاحب ممدوح اپنے بیان کی خود ہی آگے چلکر تردید کرتے ہین۔ وہ لکھتے ہین کہ "ان عیسائیون مین سے اکثر تجارت یا سرکاری آمدنیون کی مختلف مدون کے ٹھیکے لینے سے بیشمار دولت کما لیتے تھے چنانچہ انہیں سے ایک شخص مسمی میکائیل کنٹاکوزین (جسکا ذکر پہلے بھی آچکا ہے) اپنی بے انتہا دولت اور سازشون کی وجہ سے جسکو طفیل اُسکا نام شیطان اوغلی (بچہ شیطان) پڑگیا تھا۔ نہایت ہی ممتاز اور سربرآوردہ تھا۔ گو بعض کا خیال ہے کہ وہ یونانی الاصل نہین تھا۔ بلکہ پیدائشاً انگریز اور ایک انگریزی سفیر کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ کئی صوبون کی قسمت اکیلے اس شخص کے ہاتھ مین تھی۔ وہ اپنے خرچ پر بیس تیس جنگی جہاز تیار کر سکتا تھا۔ اور اوسکا محل جو اُس نے ایکنولی مین تعمیر کرایا تھا شان و شوکت مین خود سلطانی محل کے ہم پلہ تھا۔ اوسے یہ اقتدار و منزلت وزیر محمد سقلی کی عنایت و مہربانی سے حاصل ہوئی مگر یہ زبردست وزیر بھی آخرکار اوسکو مراد ثالث کے غضب سے محفوظ نہ رکھ سکا اور مارچ ۱۵۷۸ء مین وہ اپنے محل کے پھاٹک کے سامنے پھانسی دیدیا گیا۔ یونانی عیسائیون کے علاوہ یہودیون کو بھی سلطنت عثمانیہ مین پوری قدر و منزلت حاصل رہی ہے۔ ابتدائی زمانہ سے لیکر اب تک سلطانی اطبا یہودی لوگ ہی رہے ہین۔ اور تجارت کے اکثر شعبے اونہی کے ہاتھ مین رہیں۔ سلاطین کے درباروں مین گویئے اور سازندے بھی یہی لوگ تھے۔

سلطان محمد ثالث کا عہد حکومت

مراد ثالث کے ۱۰۳ بچے پیدا ہوئے تھے جنمین سے بیس لڑکے اور ۲۷ لڑکیان اوسکی وفات کے وقت زندہ تھین۔ اور ابھی کئی کنیزکین حاملہ تھین۔ سب سے بڑا بیٹا محمد اُس وقت صوبہ میگنیشیا (واقع ایشیا کوچک) کا گورنر تھا۔ اوسکی والدہ سلطانہ صفیہ نے مراد کی وفات کا راز پوشیدہ رکھکر بیٹے کو بلا بھیجا۔ سلطان کی وفات کو پوشیدہ رکھنے کی پھر کبھی ضرورت پیش نہ آئی۔ کیونکہ محمد آخری شہزادہ تھا جسکو تخت نشین ہونیسے پہلے گورنری کرنے کا موقعہ ملا۔ آئندہ کے لئے یہ دستور بند ہوگیا۔ اور شہزادون کے لئے محلسرا سے باہر نکلنے کی ممانعت ہوگئی۔ محلسرا کے

کے جس حصّہ میں یہ سکونت پذیر ہوتے تھے وہ قفس کہلاتا تھا جس سے وہ تخت نشینی کے لئے یا آغوش لحد میں سونیکے لئے باہر نکلتے اِس قاعدہ کے نفاذ کی وجہ ظاہر ہے یہ خوف تھا کہ وہ بغاوتوں کے سرغنہ نہ ہو سکیں۔ مگر اس ناعاقبت اندیش اور کوتاہ نظر احتیاط سے شاہی خاندان کے نوجوانوں پر بیرونی دُنیا سے بالکل بیخبر محض عورتوں اور خوشامدی آتالیقوں کی صحبت میں رہنے سے لازمی طور پر جیسا کچھ بُرا اثر پڑا وہ بھی محتاج بیان نہیں محمد ثالث نے بارھویں دن دارالخلافہ پہنچتے ہی اپنے اُنیس بھائیوں کو محمد ثانی کے قابیلانہ صفت قانون کی قربانگاہ پر چڑھا دیا جو باپ کی قبر کے نزدیک دفن کئے گئے اور کل حاملہ کنیزوں کو جو تعداد میں دس تھیں دریا میں غرق کرا دیا +

محمد ثالث ۲۳ برس کی عمر میں تخت نشین ہوا تخت نشینی سے آٹھویں دن علما کو خوش کرنیکے لئے شاہانہ جلوس کے ساتھ مسجد ایا صوفیا میں نماز جمعہ ادا کرنے گیا۔ مراد نے دو برس سے جامع مسجد میں اسی خوف سے نماز جمعہ پڑھنا چھوڑ دیا تھا کہ کہیں فوج راستہ میں بیحرمتی نہ کرے ینگچری فوج میں حسب دستور اُسکو ہی سلطان سے خوشنود کرنیکے لئے چھ لاکھ ۶۰ ہزار ڈیوکٹ کی خطیر رقم تقسیم کیگئی اور ہنگری کو کمک بھیجنے کے لئے جہاں میدان کارزار ترکوں پر بہت تنگ ہو رہا تھا بڑے زور شور سے تیاریاں شروع کر دی گئیں مگر ان تیاریوں کے دوران میں سپاہیوں (سواران خاص) کی دو رجمنٹیں اس بات پر بگڑ گئیں کہ شاہی انعام سے ہم کو تھوڑا حصہ ملا ہے اُنہوں نے فرہاد پاشا وزیر اعظم کے مکان کا احاطہ کر کے مزید انعام کے لئے تنگ طلبی شروع کر دی۔ فرہاد نے جواب دیا "میدان جنگ کو جاؤ وہاں تمہیں تمہارا حق ادا کر دیا جائیگا"۔ اسپر سپاہیوں نے زیادہ برافروختہ ہو کر دھمکیاں دینی شروع کر دیں فرہاد نے اس تمرد پر ناراض ہو کر کہا "کیا تم نہیں جانتے جو اپنے افسروں اور سرداروں کا حکم نہیں مانتے وہ کافر ہیں اُنکی عورتیں بانجھ ہوتی ہیں"۔ اس طنز سے سخت غضب آلود ہو کر باغی مفتی کے پاس چلے گئے اور وزیر کے الفاظ اُسکے سامنے دوھرا کر اُسکے قتل کا فتویٰ مانگا مفتی نے رفع شر کے لئے آشتی آمیز جواب دیا "میرے دوست وزیر اعظم کو جو وہ چاہتا ہے کہنے دو۔ وہ تمہیں کافر اور تمہاری عورتوں کو بانجھ نہیں بنا سکتا"۔ باغی اس جواب سے آزردہ خاطر ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس شکایت لیگئے کہ مفتی صرف روپیہ لیکر فتویٰ دیتا ہے انصاف کا اسکو کوئی خیال نہیں تم ہماری مدد کرو دوسرے سپاہی باغیوں کی فرضی شکایت کو درست مانکر اُنکے ساتھ شریک ہو گئے اور بر سر فساد ہو کر فرہاد کے سر کا تقاضا کیا۔ کئی اعلیٰ عہدہ دار مفسدوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش

میں زخمی ہوئے آخر سپاہیوں کی رقیب فوج ینگچری کی امداد سی فتنہ فرو کر دیا گیا اور امن ہو جانے پر سپاہیوں کو مزید انعام دینا قرین مصلحت تصور کیا گیا +

سلطانہ صفیہ کا اقتدار امور سلطنت میں اب خاوند کے زمانہ سی بھی زیادہ ہو گیا بقول کریسی صاحب محمد گو بعض اوقات اسمیں مستعدی اور تیزی دکھانیکی قابلیت موجود تھی مگر طبیعت کا شہزادہ تھا ایک دوسرا یورپین مورخ لکھتا ہی کہ گو تخت نشینی کے موقعہ پر اس سلطان نے جو مشہور شاعر نوعی اور مورخ سعد الدین کا شاگرد تھا نہایت وحشیانہ ظلم سے کام لیا۔ تاہم وہ ایک بیدار مغز شاہزادہ اور علم ہنر کا حامی و معاون تھا۔ وہ خود بھی شعر کہتا تھا اور عدلی تخلص رکھتا تھا۔ اس نے اپنے طریق عمل سی ثابت کر دیا کہ اسکے ارادے درست اور نیت نیک تھی تخت پر بیٹھتے ہی اسکے اولین کاموں میں سے ایک یہہ تھا کہ اس کے باپ نے سلطنت کے مختلف سرکاری فنڈوں میں سی جو رقوم قرض لی تھیں وہ ادا کر دیں۔ وہ احکام شریعت کا بڑا پابند تھا اور دوسروں سی بھی انکی بجا آوری کیلئے اصرار کرتا تھا +

محمد کی تخت نشینی کیوقت جیسا کہ مراد کے عہد کے آخری برسوں کے حالات میں لکھا جا چکا ہی ولاشیا کے حاکم میکائیل نے بغاوت کر کے کئی قلعے فتح کر لئے تھے اور ہنگری میں آسٹریا والوں کے ساتھ بھی لڑائی جاری تھی ترکوں کو دونوں ممالک میں شکست پر شکست مل رہی تھی سلطان کے بہترین مدبرین کو آخر محسوس ہو گیا کہ اب وقت آگیا ہی کہ خود سلطان اپنے آبا و اجداد کی طرح میدان جنگ میں جا کر فوج کی کمان لے اور اپنی موجودگی سی لڑائی کے پانسہ کو بدلنے کی سعی کرے سلطانہ صفیہ اس تجویز کے مخالف تھی۔ اسے اندیشہ تھا کہ قسطنطنیہ سی باہر جا کر کہیں محمد اسکے اقتدار سے باہر نہ ہو جائے۔ چنانچہ اس نے عرصہ دراز تک اپنے بیٹے کو حرم کے عیش و عشرت اور نازنینوں کی صحبت میں سرمست رکھا۔ ادھر اہالی آسٹریا نے ڈیوک آف میکسمیلن اور ہنگرین امیر کونٹ فالفی کے زیر کمان صوبجات ڈینوب کے باغی باجگذار عیسائی حاکموں سے مدد پا کر عثمانیہ فوج کو پے در پے شکستیں دیں اور قصبات گران وسگراد اور بابا کی چھین لئے۔ سنان پاشا وزیر اعظم ۱۵۹۵ء میں میکائیل کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا تھا اس نے جاتے ہی بخارسٹ پر قبضہ کر لیا۔ مگر میکائیل نے جلدی ہی اسکو وہاں سی نکال کر ناقابل گذر دلدلوں کی طرف دھکیل دیا جن میں بیشمار ترک ضائع ہوئے بعد ازاں قصبہ ترغوز کو فتح کر کے محصور ترکی فوج کو زندہ آگ میں جھونک ڈالا یا کھال کھنچوا دی۔ سنان پاشا باقی فوج لیکر واپس آیا۔ مگر جبکہ وہ گرگودہ کے قریب دریائے ڈینوب سے عبور کر رہی تھی میکائیل نے اچانک حملہ آور ہو کر پھر سخت

نقصان پہنچایا۔ اِسکے بعد یکے بعد دیگرے ابریلیہ، وارنا، کلیق، اسمعیلیہ، سلسٹریا، رسچک، غاربت، ایکرمان، نیکوپولس اور ویڈن کو فتح کرکے سلطانی باجگذاری سے بالکل آزاد ہوگیا اور اپنے زعم میں ترکوں سے بالکل بےخطر ہوکر اندرونی اصلاحات اور ترقی زراعت و فلاحت میں مصروف ہوگیا۔ اُس نے ٹرینسلوینیا سے تخم اور سامان خوراک منگواکر لوگوں میں تقسیم کیا اور اہالی ولیشیا دیہات و قصبات کے منہدم شدہ مکانات کی ازسرنو تعمیر، کشتکاری اور بنجر شکنی میں مشغول ہوگئے۔

مگر ترک ایسے زرخیز صوبہ کو ایسی آسانی سے کب ہاتھ سے جانے دیسکتے تھے۔ قسطنطنیہ کو غلہ، بھیڑ بکری، مکھن، پنیر، شہد الغرض تقریباً تمام کھانے پینے کی چیزیں وہیں سے آتی تھیں۔ سلطان اِن متواتر ہزیمتوں کی متوحش خبریں سُنکر آخر خواب غفلت سے بیدار ہوا اور مفتی کو اپنے پاس بُلا بھیجا۔ یہہ شخص ٹرکی کی خوش قسمتی سے نہایت دانا اور پورا محب وطن تھا۔ وہ جاتی دفعہ اُس زمانہ کے شاعر بے بدل علی چلبی کی ایک نظم لیتا گیا۔ اس میں علی نے سلطنت کی مصائب اور محاربہ ہنگری کی تباہیوں کا پُرزور الفاظ میں ذکر کیا ہوا تھا۔ مفتی نے زبانی کہنے کی بجائے یہہ نظم سلطان کے ہاتھ میں دیدی۔ وہ اُسے پڑھکر نہایت متاثر ہوا۔ اور حکم دیا کہ تین دن تک کل مسلمان خداوند کریم سے استغفار اور عفو تقصیر کے لئے خاص نفل پڑھیں۔ یہہ نماز شیخ محی الدین آت میدان میں اسلحہ خانہ کے عقب میں پڑہاتے رہے اور خود سلطان مع تمام اعیان سلطنت اس میں شریک ہوکر بارگاہ احکم الحاکمین میں سر عجز و نیاز خم کرتا رہا۔ اِس سے آٹھ دن بعد سخت زلزلہ آیا دارالخلافہ کے اکثر مکان ہل گئے اور ولیشیا کی جنگ میں بیشمار دیہات اور قصبے تباہ ہوگئے۔ اِس سے عثمانیوں کی تشویش اور پریشانی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ تمام لوگوں نے تقاضا کرنا شروع کردیا کہ سلطان بذات خاص کافروں کے مقابلہ پر میدان جنگ کو جائے۔ ینگچیریوں نے سلطان کی ہمراہی کے بغیر سرحد پر جانے سے قطعی انکار کردیا۔ سلطان کے اتالیق اعلیٰ مورخ سعد الدین مفتی اور وزیر اعظم نے سلطان کو باصرار سمجھایا کہ فتح کی امید بلکہ خود سلطنت کا قیام اس پر موقوف ہے کہ سلطان بذات خود فوج کی کمان لے۔ اُن لوگوں کی فہمائش بیرونی دباؤ کے ساتھ ملکر آخر والدہ سلطان کے اثر پر غالب آگئی اور سلطان نے فوج کے ساتھ جانیکا عزم بالجزم کرلیا۔ اس فیصلہ سے سلطانہ نہایت برافروختہ اور غضب آلود ہوگئی۔ اور اس فخر و ہمیشہ نے ان تمام دیرینہ و آبائی تعلقات کو جو کسی وقت اُسے عیسوی مذہب سے وابستہ کئے ہوئے تھے فراموش کرکے تجویز پیش کی کہ قسطنطنیہ کے تمام گبروں (عیسائیوں) کو قتل کردیا جائے۔ مورخین کا خیال ہے کہ یہہ تجویز اُس نے اس اُمید پر پیش کی تھی کہ ممکن ہے اِس طوفان بے تمیزی میں لوگوں کا خیال سلطان کو سرحد پر بھیجنے سے ہٹ جائے یا وہ وزرا جو اس بات کے حامی ہیں فسادوں میں قتل ہوجائیں اور اس طرح سلطان

پر تقاضا کرنیوالا کوئی نہ رہ جائے۔ مجلس وزرا و اراکین دیوان کے نا عاقبت اندیش اور خبطی افسروں نے تو اس تجویز پر فوراً اتفاق رائے ظاہر کر دیا مگر دور اندیش مدبرین کی رائے اس موقع پر بھی غالب آگئی اور سلطانہ کے غضب آلود تجویز کا صرف یہ نتیجہ ہوا کہ صرف مجرد یونانی دار الخلافہ سے خارج کردئے گئے۔ سلطان نے روانگی سے پہلے عیسائی متعصبین میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی جسمیں ناکامیاب رہنے پر وہ جون ۱۵۹۶ء میں دار الخلافہ سے اس شان و شوکت اور جاہ و تجمل کے ساتھ سرحد کی طرف روانہ ہوا کہ بعض معمر لوگوں کو سلیمان اعظم کا زمانہ یاد آگیا۔ سلطان کے اس ارادہ کے مشہور ہونے پر عثمانیوں کی جنگی جوش میں تازگی پیدا ہو گئی تھی۔ اور علم مقدس کے کھولے جانے پر جو مراد ثالث کے زمانہ میں دمشق سے قسطنطنیہ لایا گیا تھا مسلمانوں میں جہاد کا زور اور بھی ترقی پر ہو گیا۔ اس مقدس جھنڈے کو جسے سرور عالم اپنے دست مبارک سے اٹھا چکے ہیں عثمانیہ سلاطین ایک نعمت عظمی اور خزانہ غیبی سمجھکر نہایت احتیاط سے محفوظ رکھتے رہے ہیں اور اسے صرف سخت مشکل کیوقت جبکہ ترکوں کے جنگی جوش تازہ کرنیکے لئے غیر معمولی وسائل کے استعمال کی ضرورت درپیش آجائے۔ یا ان کو اور مسلمانان عالم کو سلطان کے منصب خلافت و جانشینی حضرت سرور کائنات کے یاد دلانیکی احتیاج نمودار ہو باہر نکالنا مناسب سمجھا گیا ہے +

مورخ سعد الدین سلطان کے ہمراہ گیا اور اسکی موجودگی حصول فتوحات اور حالات جنگ کے قلمبند کرنیکے لئے نہایت مفید ثابت ہوئی۔ سلطان کے ماتحت بڑے بڑے سپہ سالار وزیر اعظم ابراہیم پاشا حسن پاشا سقالا پاشا تھے۔ آخر الذکر کو ترک چغال زادہ کہتے ہیں۔ وہ عیسویت چھوڑ کر مسلمان ہوا تھا۔ اور اسکے مجمل حالات بیان بتا دینے مناسب معلوم ہیں۔ سقالا جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے از روئے پیدائش اطالین تھا۔ اس کا باپ وائکونٹ ڈی سقالہ جینوا (اٹلی کے شمال مغرب کا ایک مشہور بندرگاہ) کے ایک معزز خاندان کا جو جزیرہ سسلی میں آباد ہو گیا تھا صدر اور بحری قزاقوں کی ایک جماعت کا افسر تھا۔ وہ عیسائی اور مسلمانوں کی اسیقدر بیپرواہ کرکے جس قدر کہ الجیریا کے مسلمان رئیس انکی عیسائی ہونیکے سبب پرواہ رکھتے تھے مسلمانوں کے سواحل اور تجارتی جہازوں پر چھاپے مارا کرتا تھا۔ مالٹا کے نائٹ بحری مہموں میں اس مشہور بحری قزاق کو اپنے ساتھ شریک کر لیا کرتے تھے جب انہوں نے ۱۵۴۱ء میں قصبہ مودان واقع موریا پر حملہ کیا تو وہ انکے ساتھ شامل تھا۔ قلعہ تو فتح نہ ہو سکا مگر قصبہ کو ان عیسائی نیک بختوں نے کمال وحشت و سنگدلی کے ساتھ اول سے آخر تک تاخت و تاراج کرکے کوئی کسر باقی نہ اٹھا رکھی۔ مال غنیمت کے علاوہ وہ آٹھ سو ترکی خاتونوں کو لے گئے

جن میں سے ایک جو نہایت خوبصورت جوان عمر لڑکی تھی سقالہ کے حصہ میں آئی۔ وہ اُسکے حسن دلفریب پر ایسا فریفتہ ہوا کہ سسلی پہنچتے ہی اُسے عیسائی بنا کر اس سے شادی کر لی۔ اور اُسکا نام لکریشیا رکھ دیا۔ اس کے بطن سے کئی لڑکے پیدا ہوئے سب سے چھوٹا لڑکا سیپیو اٹھارہ برس کی عمر میں مہم جربہ میں جو بتاریخ ۱۴ اپریل سنہ ۱۵۶۰ء عیسائی متفقہ بیڑوں کے حق میں بہت بری طرح ختم ہوئی تھی باپ کے ہمراہ گیا تھا دونوں باپ بیٹا اُن قیدیوں کے زمرہ میں تھے جنکو فاتح ترکی امیر البحر پیالی بطور نشان فتح قسطنطنیہ لیگیا تھا باپ تو قیدخانہ میں مر گیا۔ مگر سیپیو سقالا کی خوبصورتی اور نوعمری دیکھکر سلیمان اعظم کو رحم آگیا سیپیو ماں کی طرف سے نیم ترک تو تھا ہی اُسے مذہباً پورا ترک بننے میں کوئی عذر نہ ہوا۔ سلیمان کے ایک پیرانہ سال اور باسوخ عہدہ دار نے اُسے خاص اپنی حمایت میں لے لیا۔ اور سقالہ عزت و ترقی کے میدان میں جس کا راستہ سلطان کی ملازمت میں داخل ہونے سے اس پر کھل گیا تھا بڑے شوق اور مستعدی کے ساتھ داخل ہو گیا۔ وہ بتدریج آغائی ینگچریان کے منصب بلند پر سرفراز ہو گیا۔ اور گو عیسایان قسطنطنیہ پر بیجا ظلم کرنے کی وجہ سے وہ بعد میں اِس عہدہ سے معزول کر دیا گیا۔ مگر محاربہ ایران میں اُسے ممتاز جگہ دیدی گئی۔ اور اس جنگ کے دوران میں اُس نے کئی معرکوں بالخصوص اس فتح میں جو ترکوں نے سنہ ۱۵۸۳ء میں رات کے وقت ایرانیوں پر پائی تھی اور جو "مشاعل" کے نام سے مشہور ہے کمال شہرت حاصل کی تھی اسکی شادی سلطان سلیمان کی پوتی سے ہو گئی تھی۔ اور اس طرح سے محلسرا میں اُسکا رسوخ ہو گیا تھا۔ مراد ثالث کے زمانہ میں اُسکی سرعت ترقی کا باعث اُس کی فتوحات اور لیاقت کی بہ نسبت زیادہ تر یہی تعلق تھا۔ اور یہی تعلق اُسکو اُسکی معدودے چند شکستوں کے نتائج بد اور اُس نا ہر دلعزیزی کے خطرات سے جو خود اپنے ہی آدمیوں اور نیز ترکی اجنبی رعایا پر سختی کرنے کی بدولت پیدا ہوگئی تھی محفوظ رکھنے کا سبب تھا۔ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ کپتان پاشا بنا۔ اور اس عہدہ سے استعفا دے اُٹھا کر وہ دو دفعہ مسینا (صدر مقام سسلی) کو گیا اور وہاں کے گورنر سے اپنی والدہ اور ہمشیرہ کی ملاقات کا جو وہاں رہتی تھیں مطالبہ کیا پہلی دفعہ سسلی کے ہسپانوی گورنر نے اس درخواست کو نامنظور کیا۔ اُس کے عوض میں سقالہ نے جزیرہ کے تمام ساحل کو تاخت و تاراج کیا۔ یہہ کارروائی بے اثر نہ رہی۔ دوسرے برس سقالہ نے مسینا جا کر گورنر کے پاس پیغام بھیجا کہ مجھے والدہ سے ملنے کی اجازت دیدو میں نے اسکو قسطنطنیہ جانے کے زمانہ سے بعد نہیں دیکھا۔ وائسرائے کو پہلا سبق یاد تھا۔ اُس نے کونٹس سقالہ کو یہہ اقرار لیکر بیٹے کے پاس بھیجدیا کہ شام سے پہلے اُسے واپس کر دیا جائیگا۔ ماں بیٹے کے دلوں میں اس ملاقات سے عجیب و غریب ترانی

باتیں یاد آگئی ہونگی۔ ایک مسلمان والدین کے گھر پیدا ہوئی۔ اور جوانی میں اُسے گھر بار سے علیحدہ کرکے
عیسائی بنا یا گیا۔ دوسرے نے عیسائی دربار کی ملازمت میں اور عیسائی جھنڈے کے نیچے زندگی اور جوانی کا
کارنامہ شروع کیا اور اب کئی برسوں سے ہلال کا سچّا خادم اور عیسائیوں کا جانگداز دشمن تھا۔ سقالہ نے
حسبِ وعدہ ماں کو وقت مقررہ سے پہلے واپس کر دیا اور اب پہلی مرتبہ کسی عیسائی ساحل کو بلا تاخت و تاراج
کرنیکے چھوڑ کر رخصت ہوگیا۔ سقالا کا زمانہ مختلف انقلاباتِ قسمت کے بعد آخرش مصائب پر ختم ہوا۔ شاہ
عباس نے ایران میں اُسکو شکست فاش دیکر بھگا دیا۔ اور وہ اپنی سرکش اور آزادہ دل فوج کے ساتھ بعسرت
تمام پیچھے ہٹتا ہوا سنجار سے جو تکان اور دلی تشویش سے چڑھا تھا فوت ہوگیا۔ ۱۵۹۶ء میں جبکہ محمد ثالث نے
ہنگری پر چڑھائی کی اُس وقت گو سلطان والدہ مخالف تھی مگر سلطان سقالہ پر بہت مہربان تھا۔ اور اسی
مہم میں اُسکا سب سے شاندار کارنامہ ظہور میں آیا۔

آرچ ڈیوک میکسیملین سپہ سالار افواج آسٹریا عظیم الشان عثمانیہ فوج کے مقابلہ کی طاقت نہ پاکر پہلے ہی
پیچھے ہٹ گیا۔ اور سلطان نے قصبہ آرلا کا محاصرہ کر کے سات دن کے بعد اُسے فتح کر لیا۔ ٹرنیولا پرنس سجسمنڈ
حاکم ٹرنسلوینیا فوج لیکر میکسیملین سے آملا۔ اور وہ اس طرح سے تقویت پاکر پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا مگر آرلا
اُسکے آنے سے پہلے فتح ہو چکا تھا۔ ۲۳ر اکتوبر ۱۵۹۶ء کو دونوں فوجیں کرسٹیس یا کرسٹنر کے دلدلی میدان
میں جس میں سے گذر کر دریا سنیا دریا تھی آس میں گرتا ہے ایکدوسرے کے مقابل ہوئیں۔ اس میدان میں تین
دن لڑائی ہوئی پہلے دن ترکی فوج کے ایک حصّے نے زیر کمان جعفر پاشا سنیا کو عبور کیا۔ مگر کثیر التعداد دشمن
سے عصر تک بہادرانہ لڑائی کرنیکے بعد مجبوراً پیچھے ہٹ گیا۔ اس لڑائی میں ایک ہزار ینگچریوں۔ ایک سو سپاہیوں اور
۴۳ توپوں کا نقصان ہوا۔ اس پر سلطان نے کل فوج کو پیچھے ہٹا لیجانے یا کم از کم خود پیچھے ہٹ جانیکی خواہش
ظاہر کی۔ تمام افسروں کی جنگی کونسل اُسی وقت عثمانیہ کیمپ میں منعقد ہوئی۔ مؤرخ سعدالدین موجود تھا۔ اُس نے
کمال دلیری کے ساتھ مردانہ روش اختیار کرنے پر زور دیکر کہا۔ "یہہ آج تک دیکھا یا سنا نہیں گیا کہ عثمانیوں کا بادشاہ
بغیر کسی اشد مجبوری کے دشمن کے مقابلہ سے پیٹھ پھیر کر چلا گیا ہو"۔ حاضرین میں سے بعض نے تجویز پیش کی۔ کہ
حسن سفی پاشا فوج لیکر غنیم پر حملہ آور ہو۔ سعدالدین نے جوابدیا۔ "یہہ پاشاؤں کا کام نہیں ہے۔ بادشاہ کی
موجودگی بذات خاص لابدی ہے"۔ آخرش لڑائی کرنے پر ہی فیصلہ ہوا۔ اور سلطان کو فوج کے ساتھ
رہنے پر بمشکل راضی کیا گیا۔ ۲۴ر اکتوبر کو دوسری لڑائی ہوئی اور ترکوں نے دلدلوں پر کچھ راستے چھین لئے

فریقین نے اپنی اپنی طاقت اب مجتمع کر لی۔ اور ۲۶ ر اکتوبر کو فیصلہ کن لڑائی ہوئی شروع میں عیسائی بظاہر کامل فتحیاب ہو گئے۔ انہوں نے ترکوں اور تاتاریوں کے اُن دستوں کو جو آگے بڑھ آئے تھے پیچھے ہٹا دیا۔ ترکی باتریوں پر پہلو سے حملہ آور ہو کر کل توپوں پر تصرف کر لیا۔ ینگچریوں کو میدان سے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور ایشیائی صوبوں کی فیوڈل فوج سواران کو تتر بتر کر کے بھگا دیا سلطان پشت شتر پر بیٹھا ہوا ایک بلند مقام سے لڑائی کو دیکھ رہا تھا۔ اُس نے یہہ کیفیت دیکھکر بھاگنا چاہا۔ مگر سعدالدین نے اُسے روک کر ثابت قدم رہنے کی التجا کی اور اِس ارشادِ ربانی سے اُسے حوصلہ دیا کہ "صبر کا پھل فتح اور رنج کے بعد خوشی ہوتی ہے"۔ سلطان نے علمِ مقدس کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور شاہی خاص فوج اور غلاموں کی حفاظت میں اپنے مقام پر قائم رہا فتحیاب آسٹروی سلطان پر حملہ آور ہونیکے بجائے صفیں چھوڑ کر عثمانی کمپ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے۔ سقالہ نے جو ابتک بقاعدہ ترکی فوج سواران کی تعداد عظیم کے سمیت ایک طرف بحیثیت حرکت کھڑا رہا تھا۔ اس نازک موقعہ پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیکر گھوڑے کو ایڑ لگا دی یہہ بہادر فوج دوست دشمن کو پھاندتی ہوئی طرفۃ العین میں دہشت زدہ عیسائیوں کے سر پر پہنچ گئی ہزاروں عیسائی بوکھلاہٹ میں سنیا کی دلدلوں میں غرق ہو گئے۔ آسٹروی فوج کے ہر ایک دستہ میں خوف پھیل گیا اور بھاگڑ پڑ گئی اور سقالہ کے حملہ شروع کرنے سے آدھ گھنٹہ بعد میکسیمیلن اور سجسمنڈ دم دبائے بھاگے جا رہے تھے۔ اور کوئی عیسائی رجمنٹ ایسی نہ تھی جسکی صفیں درست ہوں اور وہ باقاعدگی سے پس پا ہو رہی ہو یا بھگوڑوں کو غنیم سے بچانیکے لئے کوئی رجمنٹ مجتمع ہو کر صف بستہ ہونے کی کوشش کر رہی ہو۔ پچاس ہزار جرمن اور ٹرنسلوینی دلدلوں میں غرق یا عثمانیہ شمشیروں سے قتل ہوئے ۹۵ توپیں جو نہایت خوبصورت اور عجیب صناعی سے بنائی گئیں تھیں اِنہی ترکوں کے ہاتھ آئیں۔ جو شروع میں اپنا سارا توپخانہ کھو بیٹھے تھے۔ اِنکے علاوہ آرچ ڈیوک کا کل کمپ اور خزانہ اور تمام سامان جنگ ترکوں کو غنیمت میں ملا۔ اور ترکوں کو ایسی کامل فتح نصیب ہوئی جس کی برابری بہت تھوڑی فتوحات کر سکتی ہیں۔

سب لوگوں نے سعدالدین اور سقالا کو اس فتح کا باعث تسلیم کیا۔ جنگ کے بعد سقالہ وزیر اعظم بنایا گیا مگر سلطان کی والدہ کی رشک آمیز مداخلت کی وجہ سے جلد معزول ہو گیا۔ تاہم وہ اُن سپاہیوں پر جو لڑائی کے شروع میں بھاگ گئے تھے بے اندازہ و نامناسب سختی کرنے سے سلطنت کو بیحد نقصان پہنچانے کا باعث ہونیکے لئے کافی عرصہ زندہ رہا۔ لڑائی کے بعد معلوم ہوا کہ تیس ہزار عثمانیہ سپاہی جن میں سے

زیادہ تر ایشیائی فیوڈل کیولری کے سوار تھے کفار کے مقابلہ سے بھاگ گئے تھے۔ سقالہ نے اُنکو فراری
قرار دیکر اُنکی تنخواہ اور جاگیروں کی ضبطی کا حکم دیدیا۔ اور ان بدنصیب سپاہیوں میں سے اکثر کو جو اُس کے
قابو آئے قتل کرا دیا۔ مگر بہت سے سپاہی جدید وزیر اعظم کی سخت گیری کی خبر سنکر منتشر ہو گئے اور گھروں کو
چلے گئے۔ اور جب گھروں سے اُن کو گرفتار کرنے کی کوشش کیگئی تو لازمی طور پر برسر مقابلہ ہو گئے اور جو
بغاوت تھوڑے ہی عرصہ بعد ایشیا کو چک میں پھوٹ گئی کئی برسوں تک ملک کی بربادی کا باعث رہی
میدان سرسیس کے فراری ہی اسکے سب سے بڑے حامی و معاون تھے۔ فتح کے بعد محمد فتحیابی پر مبارکباد
لینے اور پرانی پر از عیش و عشرت روش زندگی کو اختیار کرنیکے لئے فوراً قسطنطنیہ کو واپس چلا آیا۔ مگر ہنگری
میں ستوا تورک کی معاہدہ صلح تک جو محمد کے جانشین کے عہد میں ہوا۔ لڑائی برابر کئی سال تک جاری
رہی مگر اُن لڑائیوں میں فریقین نے کسی مستعدی سے کام نہ لیا۔ ۱۵۹۸ء میں جرمنی سپہ سالار نے کئی قلعے
فتح کر لئے اور ترکی سر عسکر ستروشی معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔ ۱۵۹۹ء میں ابراہیم پاشا سپہ سالار افواج
مقیمہ ٹرین سلونیا نے جرمن جرنیل پالفی سے صلح کے لئے خط و کتابت کی۔ مگر فریقین کی شرائط ایسی سخت
تھیں کہ کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ ۱۶۰۲ء میں جرمن فوج نے کنشیہ کا محاصرہ کیا جس کو ترکوں نے اُٹھا دیا۔ اِس
طویل محاربہ میں گو نمایاں فوجی مقابلے نہ ہوئے مگر فریقین بالخصوص عیسائی رحم و انسانیت کو قطعی
الوداع کہہ چکے ہوئے تھے۔ اِس بارہ میں منیرز صاحب کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ "وہ ہنگرین اور والشین جو
جرمنیوں کے ملازم تھے اکثر اوقات ترکوں سے بدرجہا زیادہ مظالم کے مرتکب ہوتے تھے۔ کیونکہ ترکی فوج زیر حاص
قسطنطنیہ میں گو ینگچریوں اور سپاہیوں کی خواہ کیسے قابو میں ہوں جنگ کے موقع پر وہ اپنے کیمپوں میں کامل
انتظام اور سخت ضابطہ ترتیب رکھتے تھے چنانچہ از انجملہ ابراہیم پاشا نرمی و ملاطفت سے سرحدوں کے باشندوں اور
عیسائی رعایا کو رام کرنے کا ڈھب بخوبی جانتا تھا۔ سمندریا اور ٹمسوار کے صربی اور والیشی بانبوہ کثیر
اُسکے گرد جمع ہوئے۔ اُس نے اُن کو تحائف سے لاد دیا۔ اور جھنڈے دیکر واپس کیا۔ قصبہ پوسیگا کے عیسائیوں
نے بغاوت کر کے ایک ترک قاضی کو قتل کر دیا۔ اُس نے اِس حرکت پر غضب آلود ہونیکے بجائے اُلٹا ظاہر
کیا کہ قتل میرے حکم سے ہوا ہے اور پھر جلدی ہی ایسی کارروائی کی جس سے تصدیق ہو گئی کہ قاضی کا قتل
جائز طور پر ہوا ہے جب قسر سے عہدہ داروں نے اِس طریق عمل پر اُسے سرزنش کی تو اُس نے جواب دیا۔
کیا اُن لوگوں پر مقدمہ بنانے سے اُنکو دشمن کے ساتھ جا ملا دینے کا باعث بننا دانائی کی بات ہے؟ الغرض

اُس نے اِسی طرح چاپلوسی لطف و مدارا اور سخاوت سے اکثر عیسائی جماعتوں کو اپنا مطیع بنا لیا، اور پھر اُنہی کے ہاتھ سے اُن لیڈروں کو جنہوں نے خود بخود ڈیوکوں کے خطاب اختیار کر لئے تھے اور تیس برس سے کل سلیوونیا، سرویا، ہنگریا، ٹرین سلونیا وغیرہ یعنی وہ علاقہ جہاں سلیو قوم آباد ہے، میں تباہی برپا کر رہے تھے نابود کرا دیا۔ اُس کا جادو عیسائیوں پر یہاں تک مؤثر ہو گیا تھا کہ والیشیا تک میں کئی عیسائی اپنے ملک کے آزاد کنندہ میکائیل کے برخلاف ترکوں کے ہوا خواہ ہو گئے۔ اور کئی اعلیٰ پادریوں نے ترکی حکومت کو پھر قائم کرنے کے لئے گہری سازش کر لی جسے میکائیل نے نہایت سختی کے ساتھ سنہ ۱۵۹۷ء میں فرو کیا"۔

میکائیل کا وجود ترکوں کے حق میں نہایت مضر تھا۔ مگر جلدی ہی طمع و حرص نے اُس کو ہمسایہ عیسائی ریاستوں کے درپے کر دیا۔ اُس نے بزور شمشیر ٹرین سلونیا کا ایک حصہ اور مالڈیویا کو والیشیا کے ساتھ شامل کر لیا تھی کہ ہنگری پولنڈ کا بادشاہ بننے کا خبط اُسکے سر میں سما گیا۔ اس مدعا کے پورا کرنے کے لئے اُس نے مسلمانوں کے ساتھ صلح کر لینی مناسب سمجھ کر سلطان کی اطاعت قبول کر لی اور باب عالی سے باضابطہ سندِ حکومت حاصل کر کے ابراہیم پاشا کے ساتھ خفیہ معاہدہ اتحاد کر لیا۔ جب اُس کے ارادوں کی خبر جرمن افواج مقیمہ ٹرین سلونیا کے سپہ سالار بسٹا کو ہوئی تو اُس نے ایک قاصد بھیجکر میکائیل کو سنہ ۱۶۰۱ء میں قتل کرا دیا۔ اور وہ کل ارادے اپنے ساتھ لئے ہوئے ۴۳ برس کی عمر میں اِس جہان سے چل دیا۔ اِس کے بعد والیشیا و مالڈیویا و ٹرین سلونیا میں خانہ جنگی شروع ہو گئی اور ترکوں نے حملہ آور ہو کر پھر تینوں پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ آسٹریا والوں نے ان فرنچ اور والیشی سپاہیوں سے جو اُنکی فوج میں بھرتی ہو گئے تھے بہت بُرا سلوک کیا۔ اُن کو کئی مہینوں کی تنخواہ نہ دی اور رسد وغیرہ پہنچانا بھی بند کر دیا۔ اِس بد عہدی سے ناراض ہو کر یہ سپاہی مجبور ہو کر وہ ترکی فوج میں چلے گئے اور ابراہیم پاشا کو اپنے ہم مذہب عیسائی ناشکر گذاروں کے برخلاف محاربات مابعد میں قابل قدر کام دیا۔ جرمنی و آسٹریا کی متحدہ سلطنت اور والیشیا کے ساتھ جب لڑائی ہو رہی تھی اِس زمانہ میں بھی سلطان کے تعلقات دوسری سلطنتوں کے ساتھ دوستانہ تھے۔ پولنڈ نے صلح کے معاہدے کے قیام کی درخواست کرنے کے لئے کئی دفعہ اپنے سفیر قسطنطنیہ کو روانہ کئے جو فائز المرام واپس لوٹتے رہے۔ ریاست وینس نے سلطان کو جرمنیوں پر فتح پانے کی بعد مبارکباد کے پیغام بھیجے۔ انگریزی سفیر بٹن سنہ ۱۵۹۶ء کی مہم میں سلطان کے ہمراہ میدان جنگ کو گیا۔ اور فرانس نے اتحاد کی پھر تجدید کی۔ محمد ثالث کیو بسیواسے کی ڈی بری لڑائی

جو سیوائے ڈی لنکسم کے بعد مقرر ہوا فرانس کا سفیر تھا اور اس شخص نے مشرق میں فرانسیسی اقتدار اور رسوخ کے بڑھانے میں کمال لیاقت اور محنت سے کام کیا۔ اُس نے ترکی اتحاد سے اپنے آقا کیلئے بڑے بڑے کام نکالے قصہ۔ مارسیلیز (مرسیلیا) ہنری[1] چہارم شاہِ فرانس کی مخالف جماعت سے ملکر اسکی اطاعت سے منحرف تھا۔ سلطان نے بریوی کے درخواست پر اہالی مرسیلیا کو خط بھیجکر شاہِ فرانس کی اطاعت قبول کرنے کی نصیحت کر کے بصورت عدم تعمیل فوجکشی اور اُنکی تجارت کو تباہ کرنے کی دھمکی دی۔ فلپ ثانی شاہِ ہسپانیہ نے اپنا سفیر سلطان کی خدمت میں بھیجکر اتحاد کی درخواست کی مگر سلطان نے بریوی کی التماس پر اُسے شرف باریابی عطا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور مزید برآں شاہ ہنری نے اندلسیوں پر فتوحات پانے پر اپنے ایک اعلیٰ درباری کے ہاتھ مبارکباد کا پیغام بھیجا اور اُسکو ہر وقت اپنی دوستی اور امداد کا یقین دلایا۔ فرانسیسی سفیر کو سلطان پر اس قدر رسوخ حاصل ہو گیا تھا کہ ترکی مورخ سلانقی اُسکی نسبت حسب ذیل لکھتا ہے۔ "اُس ملعون سفیر کی خفیہ چالوں اور حکمت عملیوں کے طفیل اسلامی دربار میں فرانس کی امداد و رفاقت کا سچا جوش پیدا ہو گیا تھا"۔ خود سفیر مذکور کا بیان ہے کہ "ہسپانیہ کی طاقت کو فرانس سے ہٹائے رکھنے اور ہسپانیہ کو شاہِ فرانس کی مخالف جماعت کو پوری طاقت سے امداد دینے سے روکتے رہنے کیلئے میں نے سلطان کو برابر چار پانچ برس تک عظیم الشان بحری طاقت سمندر میں موجود رکھنے پر مجبور رکھا"۔

بریوی سلطان کی خارجیہ حکمت عملی کو ہی فرانس کے معاون و موید رکھنے میں کامیاب نہ ہوا بلکہ اندرون سلطنت میں بھی وہ عیسائیوں کو مختلف پاشاؤں کی سختی سے محفوظ رکھنے میں کامیابی کے ساتھ ساعی رہا۔ ایکدفعہ تین نومسلم پھر مرتد ہو کر غلطہ کے ایک گرجے میں جا چھپے۔ اسپر ینگچریوں نے برافروختہ ہو کر اس محلہ کے تمام گرجوں کو مسمار کرنیکے ارادہ سے ان پر حملہ کر دیا۔ بریوی خبر سنتے ہی غضب آلود سپاہیوں کے سامنے چلا گیا اور اُنکو دھمکی پیار اور چاپلوسی سے اپنے ارادہ کی تکمیل سے روک دیا۔ ٹسکنی (اٹلی) کی ایک ریاست کے چند جہازوں نے سلطانی علاقہ پر حملہ آور ہو کر کچھ لوٹ مار کی تھی۔ اور جزیرہ ساقز کے عیسائیوں کی بھی

[1] ۱۵۵۳ء میں پیدا ہوا ۱۵۸۹ء میں تخت نشین ہو کر ۱۶۱۰ء میں ایک پراٹسٹنٹ پادری کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ تخت نشینی سے پہلے وہ پراٹسٹنٹ عقیدہ کا پابند تھا۔ مگر چونکہ اس مذہب کا کوئی شخص قانوناً فرانس کے تخت پر نہیں بیٹھ سکتا تھا اس نے ۱۵۹۳ء میں رومن کیتھولک مذہب اختیار کر لیا۔ وہ ہنری سوم [illegible] کے بعد تخت نشین ہوا۔

اس میں سازش بھی سلطان نے اُنکی قرار واقعی گوشمالی کا حکم دیا۔ مگر بریوی کی شفاعت پر اُسکی تعمیل ملتوی ہوگئی۔ دمشق کے گورنر نے بیت المقدس کے کنسیہ کو مسجد بنانا چاہا۔ لیکن بریوی کے کہنے پر اس ارادہ سے باز آگیا۔ سنہ ۱۶۰۱ء میں اُسے خبر ملی کہ محاربہ ہنگری میں حسب مراد فتوحات حاصل نہ ہونے سے سمجھکر باب عالی نے نہ صرف عیسائی زائرین کو یروشلم جانے سے روکنے بلکہ جو زائرین اسوقت وہاں موجود ہیں اُنکو معہ راہبین و پادریان یا بحوالان قسطنطنیہ منگوانیکا ارادہ کیا ہے۔ وہ اُسی وقت سلطان کے پاس دوڑا گیا اور عرض کیا کہ "اس سے کل عیسائی برافروختہ ہوجائینگے۔ اور پوپ کلیمنٹ ہشتم کو کل عیسائی طاقتوں کے متفق کرنے کے لئے عمدہ بہانہ مل جائیگا۔ حتی کہ میرے آقار نعمت ہنری چہارم کو بھی جو اپنے مذہب کا بڑا پابند ہے مجبوراً باب عالی کے دشمنوں کے ساتھ شریک ہونا پڑیگا۔ اس ارادہ کو ترک کردیا جائے"۔ سلطان نے اُسکی التجا قبول کرلی۔ اس شخص نے ترکی زبان میں عمدہ مہارت حاصل کرلی تھی۔ اور وہ تخمیناً ہزار بارہ سو اجنبی عیسائیوں کو جو خلاف معاہدہ یا کسی اور طرح ممالک محروسہ عثمانیہ کے باشندوں کی ناجائز غلامی میں تھے رہائی دلوانے کا باعث ہوا۔ مگر سب سے زیادہ اُسے اس بات کا ہر وقت فکر رہتا تھا کہ انگلستان کو فرانسیسی تجارت پر غلبہ نہ پانے دے۔ ملکہ ایلزبتھ نے باب عالی سے فرانس کے مطابق رعایات حاصل کرلینے کے بعد پھر یہہ درخواست کی کہ اُن ممالک کے جہاز جن کے سفیر قسطنطنیہ نہیں رہتے جس طرح فرانسیسی جھنڈے کی حمایت میں ترکی سمندروں میں جہازرانی کرسکتے ہیں اسی طرح وہ انگریزی جھنڈے کی حمایت میں بھی کرسکیں باب عالی نے یہہ درخواست منظور کرلی۔ مگر باوجودیکہ فرانس اور انگلستان میں اس وقت اتحاد تھا اور شاہ ہنری کو حصول تاج و تخت میں بھی کسی قدر ایلزبتھ سے مدد ملی تھی بریوی کو یہہ امر سخت شاق گذرا۔ اُس نے باب عالی کے پاس سخت شکایت کی کہ فرانس کو باب عالی کی دوستی سے بھی سب سے بڑی رعایت ملی تھی جسمیں اب دوسروں کو بھی شریک کردیا گیا ہے۔ الغرض ایلزبتھ کے سفیر کی مخالفت کے باوجود اس نے آخر اس رعایت کو منسوخ کرا کر چھوڑا +

محمد ثالث کے عہد حکومت کے آخری حصہ میں فوجی خودسری اور حکام صوبجات کی ظلم شعاری میں برابر ترقی ہوتی گئی۔ سنہ ۱۵۹۹ء میں ایشیائے کوچک کے فوجی جاگیرداروں کے ایک سردار عبدالحمید نے جو عام طور پر قرہ یازیجی (سیاہ سکتری) کے نام سے مشہور ہے عام بدامنی اور نارضامندی سے فائدہ اُٹھا کر باب عالی کے برخلاف عام بغاوت برپا کرادی اور خودمختار بادشاہ کا درجہ و منزلت اختیار کرلیا۔ اُس نے کردوں۔

ترکمانوں اور سرسیں کے مفرور سپاہیوں کی فوج تیار کر لی اور اپنے بھائی ذوالحسن گورنر بغداد سے مدد پاکر عثمانیہ افواج کو جو اسکی سرکوبی کے لئے بھیجی گئیں متعدد ہزیمتیں دیں۔ بابعالی کو باغیوں کی سرکوبی میں تین برس صرف کرنے پڑے۔ آخرکار باغی سردار نے ہتھیار رکھدئیے اُس کے صلہ میں بوسینا کی گورنری پر مامور کیا گیا۔ اور وہ اپنے وحشی لشکر کو عیسائیوں کے مقابلہ کے لئے ہمراہ لیتا گیا۔ اُسکے ہمراہیوں کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ اُنکی شکل و صورت سے وحشت برستی تھی نیم برہنہ سر کے بال کندھوں تک لمبے۔ بازوؤں اور گردنوں میں تعویز بندھے ہوئے اور کانوں کے ساتھ اونٹ کی ہڈیاں لٹکی ہوتی تھیں ایشیا کو چھوڑنے سے پہلے سردار مذکور نے سلیمان فرزند ارخاں کی قبر جس نے سب سے پہلے یورپ پر فوجکشی کی تھی تمیں دنبوں کی قربانی کی۔ شاید وہ بزعم خود سلیمان کیطرح دوبارہ یورپ کو فتح کرنے چلا تھا۔ مگر اسکے لمبے نیزوں سے عیسائی مسلمان دونوں برابر لرزاں تھے۔ ذوالحسن کی فوج تباہ کنندہ طوفان یا بگولہ کی طرح سرویا و بلغاریا میں سے گذری اور جب وہ آخرکار ڈینوب کے کنارہ پر پہنچی تو ۱۶۰۳ء میں ہنگریوں کے ساتھ نبرد آزمائی کرتے وقت تقریباً کلہم فنا ہوگئی +

شاہ عباس والئی ایران نے ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر ۱۶۰۰ء میں اعلان جنگ کر دیا اور جو صوبے اُسکے قبل نشیں کے عہد میں ترکوں نے فتح کئے تھے اُنکو بعجلت تمام یکے بعد دیگرے فتح کرنا شروع کر دیا۔ جون ۱۵۹۳ء میں محمد ثالث نے اپنے فرزند اکبر محمود کو جو نہایت ہی شجاع و قابل شہزادہ تھا اور قوم و ملت کو اس سے بڑی بڑی امیدیں تھیں قتل کرا کر سلیمان اعظم کی طرح سلطنت کو سخت ضعف پہنچایا۔ محمود نے ملک کی بدنصیبی سے باپ سے درخواست کی تھی کہ ایشیا کوچک میں جو فوج باغیوں کی سرکوبی اور ایرانیوں کے مقابلہ پر مامور ہے مجھے اُسکی کمان عطا کیجائے۔ مخبوط الحواس اور مختل دماغ باپ کو بیٹے کے اس اظہار شجاعت و دلاوری سے اندیشہ پیدا ہو گیا۔ اُنہی دنوں ایک درویش نے سلطان کو پیشین گوئی سنائی کہ عنقریب نیا سلطان تخت پر بیٹھے گا۔ اِس پر سنگدل باپ نے جس کو عیاشی نے بالکل نکما کر رکھا تھا بیٹے کو گرفتار کرا کر پھانسی دلوا دیا۔ مرحوم کی والدہ اور اُسکے منظور نظر رفقاء بھی اُسی وقت گرفتار کئے جا کر قید خانہ میں ڈال دیئے گئے اور ایک ہفتہ بعد سب قتل کرا دئے گئے۔ محمد ثالث اِس شقاوت کے بعد زیادہ عرصہ زندہ نہ رہا۔ ۲۷ اکتوبر کو ایک درویش اُسے محلسرا کے پھاٹک پر ملا۔ اور اُسے خبر دی کہ ۵۵ دن کے اندر تم پر کوئی سخت مصیبت وارد ہوگی۔ دائم المریض اور نحیف المزاج عیاش کی وہمی طبیعت پر اس

پیشین گوئی کا بڑا اثر پڑا اور جیسا کہ بالعموم قاعدہ ہے پیشین گوئی زیادہ تر خود ہی اپنے پورا ہونے کا باعث ہوگئی میعاد کے عین آخری دن ۲۲ دسمبر ۱۶۰۳ء کو وہ اس جہان سے رحلت کر گیا۔ اور باقی ماندہ دو بیٹوں میں سے بڑا احمد اوّل اُسکا جانشین ہوا۔ محمد ثالث افیون بہت کھاتا تھا۔ شراب سے اُسے سخت نفرت تھی چنانچہ اُس نے بہت سے شراب خانوں کو مسمار کرا دیا۔

احمد اوّل کا عہد حکومت

جب احمد اوّل تخت نشین ہوا اس وقت اُسکی عمر بقول ترکی مورخین ۱۳ برس اور بقول یورپین مورخ ۱۴ یا ۱۵ برس کی تھی خاندان عثمان میں یہہ پہلا سلطان تھا جو بلوغت سے پہلے تخت پر بیٹھا اُس نے اپنی جبلی رحمدلی یا اپنے رحمل مشیروں کے مشورہ کی وجہ سے اپنے بھائی شاہزادہ مصطفی کو دستور مستمرہ کے مطابق قتل کرا دینے سے احتراز کیا شاہزادہ مذکور کی دماغی کمزوری اور دیوانگی بھی اُسکی سلامتی کا بہت کچھ باعث ہوئی۔ کیونکہ ایک تو ایسے شخص سے فتنہ و فساد کی اُمید نہیں ہو سکتی تھی اور دوم کل ایشیائی اور بالخصوص ترک مادرزاد دیوانہ کو رحم آمیز ادب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ نوعمر احمد نے اوائل میں تیز طبعی ذہانت اور مستعدی کے آثار دکھائے جن سے سلطنت کی خوش اقبالی اور درستی انتظام کی اُمید ہوگئی تھی۔ مگر محلسرا کے عیش و آرام اور کنیزان ماہ وش کی صحبت و ہم جلیسی نے دو تین برسوں میں ہی تمام خوبیوں کو خاک میں ملا کر اُسے بھی کاہل و عیاش بنا دیا۔ تخت نشین ہوتے ہی اُس نے حرم سرا کی اُن بیگمات اور خواجہ سراؤں کو جنہوں نے مراد اور محمد ثالث کے زمانہ میں بہت اقتدار حاصل کر کے امور مملکت میں خرابی ڈال رکھی تھی جلا وطن کر دیا۔ اور ہنگری و ایران کے محاربوں کی طرف فوراً توجہ منعطف کی۔ وزیر اعظم کو جدید جرار فوج لیکر ہنگری جانے کا حکم دیا گیا۔ اُس نے مہم کے اخراجات کے لئے اس قدر رقم کثیر طلب کر بھیجی جس کا خزانہ متحمل نہیں ہو سکتا تھا اور ساتھ ہی دھمکی دی کہ اگر مطالبہ پورا نہ ہوا تو میں میدانِ جنگ کو نہیں جاؤنگا۔ احمد نے اُسے یہہ مختصر جواب کہلا بھیجا کہ "اگر تو اپنے سر کی خیر چاہتا ہے تو فوراً روانہ ہو جا"۔ وزیر یہہ سنکر سرتابی کی جرات نہ کر سکا۔ اور فوراً ہنگری کو روانہ ہو گیا۔ جہاں ترکی فوج کو آسٹریوں پر متواتر فتوحات حاصل ہوئیں جنکا مفصل ذکر آگے کیا جائیگا +

شاہ عباس صفوی نہ صرف ایران بلکہ اپنے زمانہ کے سلاطین میں سے قابل ترین بادشاہ سمجھا گیا ہے اُسکے تدبر۔ اولعزمی۔ اور خوش اقبالی میں کسی کو کلام نہیں جب وہ خانہ جنگیوں کا خاتمہ کر کے اوزبک ہمسایہ سرداروں کو مغلوب کر چکا تو اُسے قدرتی طور پر ایران کے صوبجات مفتوحہ کو ترکوں سے واپس لینے کی خواہش ہوئی

لیکن اکثر اراکین سلطنت دو اسلامی سلطنتوں میں نزاع و محاربہ کا ہونا اسلام کے شعار سے بعید سمجھتے
انکی رائے ظن غالب ہے کہ غیر موثر نہ رہتی مگر مسلمانوں کی شومئی بخت سے دو انگریز یعنی سر انتونی شرلی
و رابرٹ شرلی ایران پہنچ گئے انہوں نے شاہ عباس کی طبیعت پر پورا قابو پا لیا۔ اور شاہ عباس کو ترک کو

له اس امر کی تصدیق خود ایک نامور انگریز سر جان ملکم سفیر دولت انگلشیہ بدربار طہران کی تحریر سے
جنکی تاریخ ایران سے مندرجہ ذیل اقتباس ہمیں شاہ عباس و سر انتونی شرلی اور محاربہ ترکی و ایران کے حالات کا تاریخ
ہیں ناظرین کی آگاہی کے لئے بجنسہٖ دیا جاتا ہے +

بالجملہ در ہمین ایام بود که دو نفر از نجبای انگریز که فیشره خاندان بامست سپاهیگری اشتهار داشتند بایران
رفتند و ایشان دو برادر بودند برادر بزرگتر سر انتونی شرلی اسباب رفتن بایران خود را می نویسد و در تحریکی از دو در دار
سفر خود نوشته میگوید که ارل آف اسکس او را ترغیب کرد که با چند نفر از مردان کار دیده بمدد دیوک اف فرارا که
در آن اوقات با پاپ نزاع داشت برود لاکن قبل از منزل مقصود دیوک منقاد گشته و نزاع مرتفع شده بود اما چون
مبلغی خرج و وقتی صرف و امیدی قطع شده بود ارل نخواست بدون آنکه امری صورت پذیرد مایوس مراجعت کند باو
نوشت که بایران برود و بدان سبب که چون ابواب تجارت ایران از خشکی با روم و روس و از دریا با پرتگال و
هلند مفتوح بود اهالی انگلند نیز در آن اوقات بفکر افتاده بودند رفقای سفر سر انتونی برادرش سر رابرت شرلی
و بیست و شش نفر تبعه وی بودند همه با اسب یراق و اسباب و سامان شایسته و در کسانیکه همراه بودند بعضی
مردمی بودند که از علوم و صنایع ربطی داشتند یکی خصوصاً مذکور است که در توپ ریزی مهارت تمام داشت
سر انتونی نه ایلچی بود و نه بر خود نام ایلچی گذاشت و وقتی بقزوین رسید که عباس در خراسان بود و چون بعد از فتح اوزبک
پادشاه مراجعت کرد خود را بنظر وی رسانده نام و نسب خود را بیان کرد و گفت که از اهالی انگلند است و پیشه
وی سپاهیگری است چون آوازه پادشاه ایران را شنیده بود خواست که بخدمت او افتخار جوید و بعد آن
وقت پیشکشهای لائق بحضرت گذرانید پادشاه ایران را این صورت موافق مزاج افتاده وی را اکرامی بلیغ نموده
بانعامات ملوکانه و عواطف پادشاهانه مفتخر و مستظهر ساخت تفصیل پیشکشها و انعام پادشاهی از قراریکه نوشته خود
سر انتونی این است پیشکش شش جفت اویزه زرد در غایت نفاست و دو جفت دیگر از زبرجد و نمکدانی جام
مرکب از سه قطعه که در طلا نشانده و مینا کرده بودند و ابریقی خوش وضع از بلور که قاب آن از طلا بشکل اژدها ساخته
و تیت و مذهب کرده بودند انعام سلطان هزار تومان نقد و چهل سر اسب همه با ساخت و ستام و دو اسب را

سے لڑائی کرنے پر آمادہ کر کے خود سر انتونی شرلی دول یورپ بالخصوص جرمنی و آسٹریا و فرانس وانگلستان اور ایران میں ترکوں کے برخلاف اتحاد قائم کرنے کے لئے یورپ کو روانہ ہو گیا۔ وہ ابھی واپس نہیں آیا تھا کہ شاہ عباس نے ترکوں کی کمزوری سے فائدہ اُٹھا کر جیسا کہ محمد ثالث کے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۷- زین مذہب و بیاقوت و فیروزہ مرصع بود و ما بقی نیزہا بعضی نقرہ و بعضی مخمل کلاہتون دوزی شانزدہ قاطر و دوازدہ شتر کہ بر آنہا خیمہ و اسباب و آثاثہ سفر و حضر بار کردہ بودند. وزرائیکہ جنگ با عثمانی را مصلحت نمی دانستند باوی بنائی معادات گذاشتہ و سخن او را درین باب با عباس حمل بر غرض نمودند بعضی کہ چون دولت انگریز مذہب مسیحی دارند مصلحت خود را در معادات مسلمین با یکدیگر میدانند و این مرد را بجہت اشتعال نائرہ فتنہ بدین ملک فرستادہ اند. علی وردی بیگ کہ بمنصب امیر الامرائی ارتقا یافتہ و در مودت و حمایت جہان فتح تکلی یکدل و یک زبان بود برخلاف دیگران رائے میزد لاکن سر انتونی بے سبب سلطان را بجنگ عثمانی ترغیب نمیکرد بلکہ اسباب فتح و فیروزی آن جنگ را نیز بدست میداد. خود بعہدہ گرفت کہ مابین شاہ عباس و سلاطین مسیحیہ تشیید مبانی مودت کند کہ یکے از ایشان پادشاہ جرمانیا با سلطان اسلامبول در جنگ بود و دلیل بر صدق او ہمین کہ وقتی کہ از جانب شاہ عباس بماموریت میرفت برادرش را در دربار گذارد و ہمچنین زحمتی کہ بجہت آموختن علم جنگ با ایرانیان کشید و ہم برین معنی دلیلے قوی بود فوج پیادہ کہ عباس بجہت مقابلہ با ینگیچری ترک فراہم آوردہ بود احتمال کلی دارد کہ بمدد او و رفقائے او تربیت شدند. ہمچنین منقول است کہ ایشان روش استعمال توپ را با ایرانیان آموختند. کاغذہائیکہ در باب ماموریت سر انتونی دادہ شد میتوان گفت کہ غریب ترین کاغذہائیست کہ تا بحال بہیچ ایلچی و سفیرے دادہ شدہ است. پادشاہ اسلام بسلاطین مسیحیہ می نویسد کہ ہر کس معتقد مسیح است دوستی ویرا قبول کند و در باب سر انتونی کہ ہمیشہ او را میرزا انتونیا خطاب میکند میگوید کہ یکی از نجبائے انگلند است و بخواہش خود بایران آمدہ است و از وقتی کہ با من بودہ مانند دو برادر از یکقاب طعام و از یک جام آب خوردہ ایم ہمچنین فرمانی دیگر بوی داد در باب اینکہ ہر کس از تجار مسیحیہ کہ بتجارۃ ایران کند جان و مالش در حمایت پادشاہ سالم و ایمن خواہد ماند و کسی را در اجرائے مراسم مذہب ایشان منعی نخواہد بود و ہیچیک از علمائے ملت در آن باب مداخلہ نخواہند داشت. اوّل قرار شد کہ یکی از امیرزادگان را ہمراہ او کنند لاکن آن قصد ہم خود یکی از صاحب منصبان تبدیل یافت کہ در حقیقت با خدمتگار او کمی فرق داشت مصاحبت وی تعیین کردند. دولت روس بسبب حسدیکہ با انگریزان داشت اعتنائی بسر انتونی نکردہ بلکہ او را قید کردند و شخص مزبور کہ مصحوب او بود درجہ سفارت دادہ احترامات

کے حالات میں لکھا جاچکا ہے ۱۶۰۳ء میں اعلان جنگ کر کے ترکی علاقہ پر حملہ کر دیا اور گو وہ فوج سواران کے چند ایک و سالہ لیکر کردستان میں داخل ہوا تھا۔ مگر کرد ترکی حکام کے جبر و ظلم سے اس قدر تنگ آئے ہوئے تھے کہ وہ سب کے سب بجوشی اُسکے ساتھ شامل ہوگئے۔ عباس نے بمقام نہاوند و تبریز

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸ شائستہ آن منصب نمودند و بعلاوہ یکی از پادریهائی پرتگز که سر انتونی را از ایران همراه برده بود و بعوض مجتبائی اوازوی بدگوئی میکرد در دربار روس معتنا شد و چون امپراطور روس مجلسی مقرر کرد که تفتیش و تفحص حرکات سر انتونی را کرده حقیقت حال را دریافت کنند شاهد بزرگی که بجهت تشنیع و تکذیب وی در آن مجلس حاضر شد پادری مذکور بود سر انتونی بالآخره از اکاذیب و اباطیل وی در خشم رفت و چنان مشتی بر گردن وی زد که از پای در آمد اهالی مجلس صورت واقعه را بعرض پادشاه رسانیدند لاکن گویند همین حرکت موجب نجات وی شد و طولی نکشید که از قید رهائی یافته روانه شد و بجرمانیا رفت امپراطور جرمانیا و سائر سلاطین فرنگستان وی را غایت اعزاز نموده چون سبب سفارت وی معلوم شد اظهار کمال مسرت کردند زیرا که دولت عثمانی در آن اوقات سبب دهشت جمیع فرنگستان بود خلاصه شاه عباس به محاربت مبادرت جسته اول نهاوند تاخت و آنرا گرفته استحکامات آنرا با زمین یکسان ساخت و در آن وقت محمد ثالث بر تخت قسطنطنیه متمکن بود و در همان سال که فتح نهاوند دست داد شاه عباس چنان وانمود کرد که عازم فارس است و باحضار جمیع عسکر یا بغداد بعد از این بهانه رفتن بآن دیار حرکت کرد و چون باذربایجان رفت اخفای ضمیر اگرچه لازم بود لاکن امکان نداشت مشکل همه آنست که ما مشکل خود را گفتن نتوانیم و نهفتن نتوانیم لاجرم باحضار صناديد قوم و روسائی سپاه فرمان داده اختیار را از رعایت مام و ننگ و لحاظ حب وطن یادآوری کرده بروح مقدس علی سوگند داد که با وی در محاربه با دشمنان ملک و دین آل پیغمبر یکدل باشند علی پاشا که سردار عسکر عثمانی در آذربایجان بود در آن وقت بکردستان رفته بود چون خبر حرکت لشکر ایران را شنید بشتاب هرچه تمامتر مراجعت کرد لاکن شکست خورده دستگیر شد و تبریز که پسرش در آنجا حاکم بود و متصرف کماشتگان پادشاهی آمد هنوز این فتح بانجام نرسیده بود که سپاه ایران ایروان و بغداد را محاصره کردند ایروان بسهولت مسخر شد لاکن چون چغال اوغلی سردار لشکر رومی از اطراف مملکت جمع آوری قشون کرده متوجه حرب ایرانیان بود شاه عباس علی وردیخان را که بمحاصره بغداد اشتغال داشت طلبیده وی نیز بدشمن نهاد و سپاه ترک زیاده بر صد هزار و ایرانیان قریب شصت هزار بودند و با اینحال اگرچه جمیع امرائی لشکر بر خلاف آن رای زدند شاه عباس عزم کرد که با دشمن مصاف دهد چون تقارب فئتین و تلاقی فریقین دست داد و سواره ترک حرکت کرد و بعد سواره یکصف پیاده با توپخانه روانه شد چون نزدیک رسیدند عباس حکم کرد که علی وردیخان با جمعی قلیل از سواران دو د

کے ترکی گورنر کو شکست فاش دیکر۔ تبریز۔ اریوان۔ فارص اور کل صوبہ آذربائیجان کو فتح اور بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ دربار قسطنطنیہ ایرانیوں کے مقابلہ کے لیئے تیاریاں کرنے ہی لگا تہا کہ محمد ثالث فوت ہوگیا۔ احمد نے جنگ ہنگری کیطرح شاہ عباس کے مقابلہ پر بھی فوج روانہ کی۔ مگر ایرانی لشکر برابر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۹:- وہ از جانب غنیم در حرکت آیند و با وی گفت کہ در حرکت بقدری مسافت قرار بدہد کہ تا در سایہ لشکر در بیاید خصم خبردار نشود پس فائی دشمن بدست آمد جمعیت خود را بقدر امکان از اطراف پراگندہ نمودہ چنین وانمود کند کہ میخواہد بہ حریف حملہ بردولی بردی پے کار خود رفت چون غبار این لشکر ساطع شد ترکان چنان دانستند کہ ایرانیان خیال نیای ارد و دارند و این سبب آمدہ لشکر در عقب است بنابرین پیشتر سپاہی کہ در پیش بودند مامور بمقابلہ ایشان شدہ در وقتی کہ ترتیب کار است این قسم حرکت بدون خطر فقط سپاہ منظم می تواند کرد در لشکر بے ترتیب کہ نظام نہ ... ... علی التحقیق سبب اختلال و اغتشاش است زود بجائی میرسد کہ چارہ پذیر نیست لہذا افواجی کہ برگشتند تقریبا بر جمیع سپاہ ترک و ایرانی یقین شد کہ ہزیمت کردہ از شاہ عباس این معنی را دریافتہ یکبارہ با تمام لشکر حملہ بر ترکان بگمان اینکہ ہمراہان ایشان روی از معرکہ برتافتہ اند پائی ثبات شان از جائی کندہ شد و ایرانیان بخیال اینکہ اتراک قبل از ستیزہ از بیم روی بگریز آوردہ اند با دلی قوی و عملی فسیح حملہ بردہ باسانی خصم را از پیش برداشتند سرداران و عمی آنچہ لازمہ شجاعت و جلادت است بکار بردند اما چون کار از دست رفتہ بود فائدہ مترتب نگشت ... ... سید و چغفر بقید اسار گرفتار شد و ترکان از ہر سمت پراگندہ میدان رزم را با ایرانیان گذاشتند ... قبل از غروب آفتاب تمام شد اما ایرانیان تا چند ساعت بعد ترکان را تعاقب کردند بعد از این فتح حکایتی پیدا کہ ... کاشف از مخصوصات آن زمان است قابل شنیدن است گویند کہ شاہ عباس چون میدان را خالی دید هم در وسط بیابان نشستہ با امرا و بعضی از اعاظم اسرا صحبت میداشت۔ مقارن اینحال جوانی رسید شخصی قوی ہیکل و سپاہی شکل را اسیر کردہ بنظر رسانید پادشاہ پرسید کیستی آن شخص گفت از اکراد مکری اتفاقا یکی از صاحب منصبان سپاہی کرد مکری رستم بیگ نام داشت و شاہ میدانست کہ ادعای خونی با قبیلہ این اسیر دارد لہذا گفت امر این اسیر را بہ رستم بیگ بسپارند رستم بیگ قبول کرد و عذر خواست کہ اگرچہ انتقام اقتضای خون این شخص را میکند الا اینکہ من نذر کردہ ام کہ از دشمن ذلیل دست بستہ انتقام نکشم پادشاہ ہنگامی کہ او را ان را گفت ... نمی ابر ... بیچارہ چون این حکم را شنید قوت کردہ ریسمانی کہ وی را بر آن بستہ بودند از ہم گسیخت و دست بہ خنجر بطرف شاہ عباس دوید شاہ بطرف کسی رفت و عصا بلند و پادشاہ دویدند اما بسبب حرکت بی تحاشی اسپان ہمہ جا نہایت

فتحیاب ہوتا رہا۔ ترکی فوج ہزیمت یاب ہو کر منتشر ہوگئی اور فراریوں نے ڈاکہ زنی شروع کر کے پھر ایشیا
کوچک میں پرانی بغاوت کو تازہ کردیا۔ ناسک پاشا نے دیار اور بر تمیس کے قریب باغیوں کا مقابلہ کیا
جسمیں اوسکی فوج کا حصہ کثیر قتل ہوا۔ اور وہ محض اپنے گھوڑے کی تیز رفتاری کے طفیل جانبر ہوا۔ اُسنے اپنی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۰ خاموش شد و در آں تاریکی کسی را یارای نبود کہ دست برآرد مبادا کہ ندانستہ پادشاہ را
آسیبی برسد لہذا دہشت بر ہمہ غلبہ کرد بعد از دقیقہ پادشاہ آواز داد کہ بنشینید اگر فتم چراغ آوردند و بیچارہ اسیر پارہ پارہ
کردند و شاہ عباس دوبارہ نشستہ تا نیم شب بتجرع اقداح بادہ ناب و تماشای سرہای دشمنان کہ علی التوالی میآوردند
مشغول بود و یکی از مورخان فرنگستان می نویسد کہ عدد سرہائیکہ در آں شب بنظر وی رسانیدند بہ بیست ہزار و پانصد و چہل و
پنج رسید از یں تاریخ تا شاہ عباس در حیات بود دیگر ترک را یارای مقاومت نماند ایرانیان متوالیا اتراک را از سواحل بحر
خزر و از آذربایجان و کردستان و بغداد و موصل و دیاربکر بیروں کردہ بضرب شمشیر شاہ عباس جمیع ممالکی بود کہ ضمیمہ سلطنت
ایران گشت عثمانی آنچہ در حیز امکان داشت بجہت اینکہ فتوحات خود را از دست نہند نمودند حتی اینکہ فوقی از دست ہیچا
معاونت خواستند لاکن با اینحال عساکر متفقہ با قراچی خاں سردار ایرانی قرب قبلی کہ کاروان سرای کوچکی است
مابین سلطانیہ و تبریز مصاف دادہ شکست فاحش یافتند پاشاہای وان و ارض روم در آں معرکہ کشتہ شدند خلیل پاشا سر عسکر
عثمانی در کاغذی کہ بایلچی انگریز در قسطنطنیہ می نویسد ادعای فتح میکند و میگوید کہ قراچی خاں تبریز را بالشکر ترک رہا کردہ
تا فیما کند اما ہم قبول میکند کہ در جنگی کہ بعد از آں در نزدیکی شبلی واقع شد قدری از لشکرش تباہ شدند و ایں عبارت در اینگونہ
کاغذہا اقرار بشکست خوردن است بالجملہ این آخرین جنگی است کہ در عہد عباس قابل ذکر است و بعد از آں تا ایام حیات
شاہ عباس مابین ایرانی و عثمانی مصالحہ بود ولی اگرچہ ہر دو دولت ہم از مصافات میپرہیزند اما باندک خیال فائدہ
مکرر رجوع بمعادات داشتند و رسم معمولی ایں بود ہر وقت میخواستند اظہار عداوتی کنند سرحد داران را اغوای تعدی میکردند
و از طرفین بنا بر مصلحت وقت و تدابیر ملکی یا معاندت می ورزیدند یا مسالمت می طلبیدند حقیقت این است کہ تعصب
مذہبی نیز یکی سبب نزاع مابین دولت و ملت می شد چنانچہ مورخان شیعہ ہر وقت ذکر قتل و فتح یکی از سر عسکرہای سنی میکنند روحش
را بجہنم میفرستند چنانچہ گویا مقام مخصوص و نشاندہ این طائفہ است استرداد بغداد و نجف و کربلا و کاظمین و سامرہ
در نظر اہالی ایران از جمیع فتوحات شاہ عباس بہتر مینمود بسبب اینکہ بلاد مزبورہ مدفن علی و جمعی از اولاد اوست شاہ عباس
در باب ازدیاد ارادت و عقیدت خلق نسبت بوی جہد بلیغ داشت و چوں ملاحظہ شود کہ از روی نسب سلسلہ خرقہ
اولیائی اردبیل و بنفس نفیس ماحی اعدای ملت و دولت و حامی حوزہ مذہب و شریعت اہالی ایران بود ہیچ عجب نیست

شکست کی خبر خود سلطان کو جا کر دی اور کل الزام وزراء کے سر تھوپا۔ اُس نے سلطان سے بذات خود میدان جنگ کو جانیکی باصرار درخواست کی۔ اور سلطان نے فوری جوش مین آکر حسب معمول فوج کے خیام وکیمپ کو باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نصب کئے جانیکا حکم دیدیا۔ اور اپنی والدہ کے ماتم کا چہلم ختم ہونیکا انتظار کرنیکے بغیر ہی غنیم کے مقابلہ پر جانے کو تیار ہو گیا۔

ایک ایشیائی مورخ لکھتا ہے کہ "احمد برائے مقابلہ روان شد و از فوج ایران جنگیدہ مراجعت فرمود دیرین سفر از برف و سرما و امراض لشکر روم بسیار تباہ و خراب گشت"۔ مسٹر ڈل اور میکانلی لکھتے ہین کہ "وہ بروصہ سے جو ترکی قوم کا مہد ہے آگے نہ گیا۔ اور چھ اول سلاطین کے مزارون کی زیارت کر کے واپس آگیا۔ جہان ینگچریون نے پہر فساد شروع کر دیا تھا"۔ مگر سرایڈورڈ کریسی بحوالہ ترکی مورخ نائمہ اسکے بالکل برعکس مندرجہ ذیل قصہ تحریر فرماتے ہین "سنہ ۱۶۱۰ع مین سلطان کے دیوان مین جسکی عمر اس وقت سترہ برس کی تھی عجب سانحہ وقوع مین آیا۔ جس سے احمد اور اس عظیم الشان سلطان کے کیرکٹر اور اوصاف کا جو اس سے چالیس برس پہلے تخت قیصری پر جلوہ افروز تھا بخوبی مقابلہ ہو سکتا ہے۔ اور جس سے یہ بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ بادشاہ کی ذات اپنے اوصاف کے لحاظ سے دوسرون پر کس طرح بالضرور اچھا یا برا اثر پیدا کرتی ہے۔ یہ تماشا ستمبر کے مہینہ مین ہوا۔ فوجی علم اس امر کا اعلان کرنے کیلئے کہ بر اعظم ایشیا مین محاربہ کیا جانیوالا ہے۔ باسفرس کے ایشیائی ساحل پر نصب کئے جا چکے تھے اور اس وقت اسکودرہ مین فوج جمع ہو رہی تھی جسکی نسبت امید تھی کہ خود نوجوان سلطان اوسکو لیکر ایران کے مقابلہ پر جائے گا۔ دیوان (مجلس وزراء وارکین سلطنت) وزیر اعظم کے محل مین جمع ہوا۔ اور سلطان بذات خاص اُسکا میر مجلس تھا احمد نے اپنے وزیرون کو اس طرح سے خطاب کیا "محاربہ کے لئے اب مناسب وقت نہین رہا۔ بہت دیر ہو گئی ہے۔ سامان رسد و اجناس گران اور کمیاب ہین۔ کیا ہم کو آئندہ برس پر ملتوی کر دینا بہتر نہین ہوگا؟" بادشاہ کی زبان سے خلاف توقع یہ تقریر سنکر کل مجلس ششدر رہگئی اور سب پر خاموشی کا عالم چھا گیا۔ آخر مفتی نے جسکی دلی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۱ - کہ اورا سجدہ کنند لاکن اگرچہ بتواں بہ مورخان ایران عمیا و کرد احترام خلق نسبت باین بادشاہ نہ بجہہ امور مزبورہ بودہ است بلکہ خود وہی از اصحاب مقامات عالیہ و کرامات متعالیہ بودہ اند چنانچہ مذکور است کہ روزی در اردبیل شاہ عباس داخل مطبخ سرکار گشتہ سر پوش یکی از ظروف کہ پادشاہ بجانب آن حرکت میکرد دو دفعہ از روی ظرف بلند شد بقدری معتد بہ بنوعی کہ اہل سرای مطبخ و امرائی خاص کہ در آن وقت ہمراہ بودند دیدند و این واقعہ در سنہ ۱۰۱۹ ہزار و نوزدہ ہجری اتفاق افتاد و صاحب زبدۃ التواریخ گوید کہ در وقوع قضیہ مذکورہ ہیچ شائبہ شک و ریب نیست +

مگر بے سود تمنا تھی کہ احمد سلیمان اعظم کی تقلید کرے۔ مہر سکوت کو توڑکر جواب دیا۔ تو پھر کیا ان فوجی علمون کو جو دو دل اجنبی کے پاس قدر سفراء کے روبرو نصب کئے گئے تھے واپس منگوالینا مناسب ہوگا؟ اگر مہم کا التواء لابدی ہو تو فوج کو کم از کم حلب بھیجدیا جائے کہ موسم سرما وہان بسر کرے اور اس اثنا مین گودام اور ذخیرے جمع کرلئے جائین۔ بادشاہ نے قطع کلام کرکے کہا۔ حلب جانیسے کیا فایدہ ہے؟ مفتی نے ثابت قدمی کے ساتھ جواب دیا۔ اسکا یہ فایدہ ہے کہ ہمارے خیام و اعلام کی جو نصب کئے جا چکے ہین عزت برقرار رہیگی۔ خود سلطان سلیمان نے مہم نخشیوان کے وقت حلب مین موسم زمستان بسر کرکے موسم بہار کے شروع ہونے پر غنیم پر حملہ کیا تھا۔ اسپر احمد نے کہا کہ اچھا فرہاد پاشا فوج کا ایک حصہ لیکر آگے چلا جائے۔ تاکہ خیمہ و خرگاہ کو واپس نہ لانا پڑے۔ مفتی نے سوال کیا۔ خرید گودام کے لئے کیا اوسے زر مطلوبہ بھی دیا جائیگا؟ سلطان نے کہا۔ خزانہ خالی پڑا ہے مین روپیہ کہان سے دون؟

مفتی۔ مصر کے خزانہ سے۔

سلطان۔ وہ خزانہ میرے صرف خاص کے متعلق ہے۔

مفتی۔ خداوند نعمت۔ تمہارے نامور جد بزرگوار سلطان سلیمان نے ہم نوبجات سے پہلے سونے اور چاندی کا اپنا کل خزانہ اور سامان ٹکسال کو بھیجدیا تھا۔

اسپر احمد نے چین بجبین ہوکر کہا۔ آفندی تم نہین سمجھتے۔ اب زمانہ بدل گیا ہے۔ جو کچھ اوس وقت شایان تھا وہ اب مناسب حال نہین ہے۔ یہ کہکر اوسنے مجلس کو برخاست کردیا۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ فرہاد پاشا جسے ترکون نے دلہی فرہاد (بیوقوف فرہاد) کا خطاب بالکل درست دیا ہے۔ روپیہ یا گودام کے بغیر ہی فوج کا ایک حصہ لیکر روانہ ہو پڑا۔ فوج نے راستہ مین بغاوت کردی اور باغیون کی پہلی ہی فوج نے جسکے ساتھ اسکا ایشیا کوچک مین مقابلہ ہوا اوسے شکست فاش دیکر تتر بتر کردیا۔

الغرض عباس کی فتوحات کے سیلاب کو ترکی گورنمنٹ بالکل نہ روک سکی۔ وہ سنہ ۱۶۱۲ء تک برابر فتحین پاتا رہا۔ آخر سن مذکور مین دونون فریق مین صلح ہوگئی جسکے رو سے ٹرکی نے وہ تمام علاقہ جو سلیم ثانی کے بعد ایران سے فتح کیا تھا واپس کرکے اوسکے وقت کی سرحد کو منظور کرلیا۔ شاہ ایران کو اس محاربہ مین ایشیا کوچک کی اندرونی بغاوتون سے بھی بہت مدد ملی۔ ذوالحسن کی اطاعت سے بغاوت کی بیخکنی نہین ہوگئی تھی اسکے بعد دوسرے سرداروں نے یکے بعد دیگرے علم بغاوت برپا کردیا۔ احمد نے مراد پاشا وزیر اعظم کو باغیون کی

سرکوبی پر جسکے ساتھہ مفرور سپاہی بھی شامل ہوگئے تھے۔ روانہ کیا۔ وہ اونکی ایک جماعت کو مغلوب کرنے مین مصروف تہا۔ کہ ایک دوسری گروہ نے جو قلندر اوغلی سرغنہ باغی کے ماتحت تھا شہر بروصہ کو جلادیا اور باسفرس سے اس قدر قریب پہونچگیا کہ سلطان کو قسطنطنیہ کی حفاظت کے لئے کل جوان سکنائے شہر کو مسلح کرنا پڑا۔ مگر باغیونکو دارالخلافہ پر حملہ آور ہونے کی جرأت نہ پڑی۔ وہ کرمانیہ کیطرف روانہ ہوگئے۔ اور راستہ مین وزیر اعظم نے اچانک حملہ آور ہوکر اونکو تقریباً نیست و نابود کردیا۔ جو باقی بچ رہے وہ ایران مین چلے گئے۔ جہان شاہ عباس نے اونکو اپنی فوج مین بہرتی کرلیا۔ مراد نے باغیون کے آخری گروہ کا بہی جو خلیل طویل کے ماتحت تھا قلع قمع کرکے سنہ ۱۰۲۱ھ مین ایران کیطرف پیشقدمی کی۔ لیکن شاہ نے گفتگوئے مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع کردی جو جنگ کرنیکے قابل ہوسکنے کے کل دوران مین جاری رہی۔ اور ابہی قطعی نتیجہ مترتب ہوا تہا کہ نو د سالہ پیر جوانمرد مراد جسکو ترکون نے جامع اجزاء متفرقہ سلطنت کا خطاب دے رکہا تہا رحلت کرگیا۔ آخر کار بابعالی نے مندرجہ بالا شرائط پر ایران سے سنہ ۱۰۲۰ ہجری مین تمہیدی صلح کرلی۔ سرغنہ باغیون مین جان پولاد حاکم کردستان اور امیر فخرالدین حاکم کوہ لبنان بہی شامل تہے۔ اول الذکر شکستیاب ہوکر حوالی حلب مین مارا گیا۔ اور فخرالدین دروزعربون کے امیر نے جو اب بہی ہمیشہ سرکش اور بر سر فساد رہتے ہین۔ اطاعت قبول کرلی۔

ہنگری مین آسٹریا والون سے لڑائی جاری رہنے کا اوپر مجمل اشارہ ہوچکا ہے جب بابعالی کو ایران اور باغیون کیطرف سے ایشیا مین سخت مشکلات لاحق ہوگئین تو اوس نے آسٹریا سے صلح کرلینا قرین مصلحت تصور کیا۔ اور ۱۱ نومبر سنہ ۱۶۰۶ء کو فریقین مین بمقام ستواتورک صلح کا معاہدہ ہوگیا جسمین ٹرکی نے ایشیائی خطرات کی وجہ سے اور آسٹریا نے ہنگری کی مخالفت اور اندرونی نزاع اور متواتر ناکام محاربون کے باعث ایک دوسرے کو بہت سی رعائتین دین۔ آسٹریا ہنگری کو سجسمنڈ باتہوری کے مرنیکے بعد اپنے ماتحت کرنا چاہتا تہا۔ اہالی ہنگری نے حاکم مرحوم کے بہتیجے بوسکوئی کو اپنا حاکم منتخب کیا۔ اور سلطان سے امداد و حمایت کی درخواست کی۔ بابعالی نے سنہ ۱۶۰۵ء مین بوسکوئی کو فی الفور سند حکومت عطا کردی۔ اس سے آسٹریا نے چوکنا ہوکر ہنگری سے معاہدہ کرکے بوسکوئی کو اس شرط پر ٹرنسلوینیا اور ہنگری کے اون اضلاع کا جو باتہوری کے ماتحت تہے حاکم تسلیم کرلیا کہ اوسکے مرنیکے بعد یہ علاقہ سلطنت آسٹریا سے ملحق کرلیا جائیگا۔ معاہدہ ستواتورک مین بابعالی نے پہلی مرتبہ کسی عیسائی بادشاہ کو مساوی درجہ پر تسلیم کیا۔ دو لاکہہ کرون[1] کی یکمشت رقم کے عوض تیس ہزار ڈیوکٹ

[1] انگلستان کا نقرئی کرون پانچ شلنگ کے برابر ہے۔ دیگر ممالک یورپ مین ایک شلنگ اور بعض مین اس سے کم بیش کا ہے۔ قدیم طلائی کرون تخمیناً نو ہ شلنگ کا ہوتا تہا۔ مؤلف

کا سالانہ خراج جو آسٹریا سلطان کو بنام نہاد تحفہ دیا کرتا تہا موقوف کر دیا گیا۔ اور قرار پایا کہ ہر تیسری برس دونون سلطنتون کے سفرا حسب مرضی خود جس مالیت کے چاہین ایک دوسرے بادشاہ کی دربار مین تحائف لایا کرینگے۔ اس سے پہلے سلاطین گفتگوئے مصالحت پر ادنے درجہ کے ملازم مامور کیا کرتے تہے۔ اور اس قسم کے لوگون کو سفیر بنا کر عیسائی بادشاہون کے دربارون مین بہیجتے۔ اس وقت سے یہ دستور بند کر دیا گیا۔ اور شرط کی گئی کہ آیندہ سنجق بے کے رتبہ سے کم درجہ کا آدمی سفیر بنا کر نہ بہیجا جایا کریگا۔ پہلے کل معاہدے قطعی نہین ہوا کرتے تہے۔ سلاطین عثمانیہ اسمین کسر شان سمجہکر مسیحی فرمانرواؤن کے ساتہہ جیسا کہ بڑے چہوٹون سے سلوک کرتے ہین محض عارضی التوائے جنگ اور قلیل المدت مصالحت کا اقرار کیا کرتے۔ علاوہ ازین کل اقرارنامے ترکی زبان مین لکہے جاتے اور دوسرے فریق کے سفرا کو اوسے پڑہنے یا مطلب سمجہنے کے بغیر اوسپر دستخط کرنے پڑتے تہے۔ اس معاہدہ کو آسٹریا کے سفرا نے ترجمانون کے ذریعہ سے اچہی طرح پڑتال کر لیا۔ الغرض ستواتورک کی معاہدہ مین پہلی مرتبہ مساویانہ اعزاز کا لحاظ رکہا گیا۔ اور اس نے نہ صرف عثمانی فتوحات کے سیلاب کے انتہائی مقام کو ظاہر کر دیا۔ بلکہ سمجہدارون پر ترکی کی کمزوری اور انحطاط کو بہی واضح کر دیا۔ اور کارلووٹز کے معاہدہ کے لئے جو ترکی کے حق مین اس سے بہی زیادہ مضر تہا۔ راستہ صاف کر دیا۔ شاہ ٹرنسلوینیا کو بہی بطور فریق اس معاہدہ مین داخل کیا گیا۔ مگر اوسے کامل آزاد نہ تسلیم کیا گیا۔ حاکم ہنگریا کو کئی اضلاع کا خودمختار فرمانروا تسلیم کرکے صرف چند اضلاع ہنگریا کے لئے اوسے باجگزار قرار دیا گیا۔ باہمی حملون شبخونون اور لوٹ مار کی ممانعت کیگئی۔ اور نقصانات کی درستی اور قیدیون کی رہائی کی شرط کی گئی۔ مقامات گران ایلاو اور کنیشہ ترکون کے پاس اور زتآب و کومان آسٹریا کے پاس رہے۔ ریاستہائے آسٹریا و ہنگری پر سبورگ نے سنہ ۱۶۰۸ء مین اس معاہدہ کی تصدیق کی۔ اور سنہ ۱۶۱۵ء مین بمقام وائینا آخری و قطعی عہدنامہ ہوکر اسکی شرائط کو بیس برس کے لئے بحال کیا گیا۔

سلطنت عثمانیہ کی خوش قسمتی تہی کہ اس زمانہ مین جرمنی مین پروٹسٹنٹ اور رومن کیتہولکون کی باہمی مذہبی نزاع سے وہ جنگ عظیم شروع ہوگئی جو جنگ سی سالہ[1] کے نام سے مشہور ہوا اور جس نے حکمران خاندان آسٹریا کو ترکان عثمانیہ سے فایدہ اوٹہاکر دریائے ڈنیوب و سلسلہ بلقان کیطرف فاتحانہ پیش قدمی

[1] یہ لڑائی سنہ ۱۶۱۸ء مین شروع ہوکر سنہ ۱۶۴۸ء مین ویسٹ فیلیا کے معاہدہ صلح پر ختم ہوئی۔ جنگ سی سالہ دراصل کئی معاربات کے سلسلہ کا نام ہے۔ مؤلف

کرنے کی بجائے خود اپنی ہی سلطنت کی سلامتی وحفاظت کے لئے اٹالی بوہیمیا وڈنمارک وسویڈن وفرانس اور سیکسنون کے ساتھ مصروف کارزار رکہا۔ جرمنی کے بعد اسوقت جرمنی وآسٹریا ایک ہی خاندان کے ماتحت تہی ۔ ٹرکی کی بڑی دشمن سلطنت ہسپانیہ تھی۔ مگر فلپ ثانی کی وفات کے بعد یہ ریاست سلیمان کے بعد ٹرکی کے انحطاط سے بہی زیادہ سرعت اور باقاعدگی کے ساتھ زوال پذیر ہوگئی۔ روس کی حالت زار ایوان ظالم کے عہد کے آخری حصہ مین بالکل ابتر ہوگئی تہی۔ اور اوسکے مرنے کے بعد متواتر بغاوتوں اور زمانہ جنگیون نے جو خاندان رورک کے خاتمہ اور موجودہ حکمران خاندان روماتوف کے صاحب تاج وتخت ہونے پر ختم ہوئین سلطنت کو تباہ کر دیا ہوا تہا۔ اور جب رومانوف خاندان کا پہلا بادشاہ میکائیل فیوڈوروچ اول تخت نشین ہوا تو اوسکا کل عہد حکومت (از ۱۶۱۳ء لغایت ۱۶۴۵ء) روسی قوم کو تباہی وبربادی اور طوائف الملوکی سے بچانے پر صرف ہوا۔ اور اوسے ممالک اجنبیہ پر دست درازی کرنے کا کوئی موقعہ یا طاقت نصیب نہ ہوئی فرانس یہ بیان کہ اوسکے سفیر بریوی کی تحریرات کے خلاصہ سے جو آگے درج ہین معلوم ہوجائیگا۔ ٹرکی کا دوست یا کم از کم مخالف نہ تہا۔ انگلستان کو ایک شریف النسب فرزند سر انٹونی ٹرکی کو بہت کچہہ نقصان پہونچانیکا باعث ہوا۔ مگر گورنمنٹ انگلشیہ ٹرکی کی اگر دوست نہین تو دشمن بہی نہ تہی۔ اور اگر یہ دونون دشمن بہی ہوتے تو وہ سترہوین صدی کے ابتدائی نصف مین اپنے اندرونی جہگڑون مین ایسی مبتلا تہے۔ کہ بلاد مشرق مین فتوحات عظیم کا خبط اونکے دماغ مین داخل ہی نہین ہوسکتا تہا۔ قصہ مختصر ٹرکی کی اوس انتہائی کمزوری اور تباہی کے زمانہ مین جو سترہوین صدی کے پہلے تیس برسون تک قائم رہا۔ اور جسے آخر سلطان مراد چہارم کے زبردست ہاتہون نے اپنے عہد کے آخری سات برسون مین روکا۔ مگر جو اول کیوپرلی کے ۱۶۵۶ء مین وزیر اعظم ہونے تک مراد کے کمزور اور عیاش جانشینون کی بدولت پہر جلدی سلطنت عثمانیہ پر مستولی ہوگیا تہا۔ کوئی اول درجہ کی یورپین طاقت اس قابل نہ تہی کہ ٹرکی پر حملہ آور ہو۔

اس زمانہ مین سب سے خطرناک دشمن ایران تہا۔ مگر گو کوہ طارس سے مشرق کیجانب کی ٹرکی مقبوضات اکثر سخت مخدوش حالت مین ہوتے تہے۔ مگر ایرانی لشکرون کا مغرب کی طرف اون ترکی مقبوضات تک بڑہ آنے کا جو سلطنت عثمانیہ کا دل وجگر ہین (یعنی ایشیا کوچک) بہت ہی کم اندیشہ تہا۔ یورپ مین سلطنت عثمانیہ کو اس وقت زیادہ تر ریاست وینس وپولنڈ سے سی نبرد آزما رہنا پڑا۔ صلح ستواتورک سے تہوڑا عرصہ بعد ہوسکوی مرگیا مگر اوالی ٹرینیلوینیا نے اپنا ملک آسٹریا کے سپرد کر دینے سے انکار کرکے بابعالی کی

حمایت مین پہلی سیجسمنڈ راگوزکو پہر جبریل باتہوری اور سب سے آخر بیتھلم گابور (بیت اللحم گبسر) کو جو خاندان آسٹریا کا جانی دشمن سلاطین عثمانیہ کا وفادار معاون اور ۴۲ معرکون مین شامل ہوا اپنا بادشاہ بنایا لیس فرمانروا نے فرمان عطائے سکومت کے روسے معاہدہ کیا کہ مین والیشیا مالڈیویا کے عیسائی حکام کو اپنے علاقہ مین کوئی اراضی یا قلعہ نہین لینے دونگا - اور اگر یہہ سلطان کی اطاعت سے روگردانی کرین گے تو اونکو پناہ نہین دونگا بلکہ گرفتار کرکے قسطنطنیہ بہیجدونگا ۔ اس معاہدہ سے ٹرکی نے ان دونون سرکش صوبون کو دوسری عیسائی سلطنتون سے بالکل علیحدہ کر دیا - آسٹریا پہلے تو بہت گہبرایا مگر اندرونی تنازعات کے باعث ٹرکی سے بگاڑنے کی جرأت نہ کر سکا - پولنڈ نے سنہ ۱۶۰۹ع مین محمد ثالث کے وقت کے معاہدون کی دوبارہ تجدید کرا کر کاسکون (قزاقون) کو مالڈیویا پر چہاپے مارنے سے روکنے کا ذمہ لیا - اور بابعالی سے اپنے بجائے خود پولنڈ کو تاتاریون کی تاخت و تاراج سے محفوظ رکہنے کا بہی طرح یہ اقرار ہوا کہ اگر کوئی پول ٹرکی مین مر جائے تو اوسکی جایداد پر کوئی محصول نہ لیا جائے اور اگر کوئی ترک پولنڈ مین مرے تو گورنمنٹ پولنڈ کوئی محصول نہ لے - علاوہ برین اہالی پولنڈ کو ہر وقت اپنے ہموطنون کو زرفدیہ دیکر غلامی سے چہڑا لینے کا حق عطا کیا گیا - ریاست وینس کو جو رعایات ملی ہوئی تہین اونکی بہی تجدید کر دی گئی - اور سنہ ۱۶۱۲ع مین ہالنڈ کو بہی اب پہلی مرتبہ وہی حقوق جو انگلستان و فرانس کو عطا کئے گئے تہے صرف تجارت کے متعلق دیئے گئے - اور اونکے مطابق عہدنامہ کیا گیا - اہالی ڈچ نے اس سے فایدہ اوٹہا کر ٹرکی مین سنہ ۱۶۰۵ع مین تمباکو کے استعمال کو رواج دیا - یہہ بدعت جسے پہلے کوئی جانتا تک نہ تہا. علما و مشایخ کی مخالفت و مزاحمت کے باوجود تمام ملک اور فوج مین اس قدر رایج ہوگئی کہ پچاس برسون کے عرصہ مین حقہ ترکون کا قومی نشان ہوگیا اور مفتی کو جلدی ہی اپنا فتویٰ واپس لینا پڑا - تمباکو کے چہوٹے بہائی قہوہ کا رواج سلیمان اعظم کے زمانہ مین ہوا تہا سخت پابند تقلید اور جابرانہ خیال کے علما و شارعین ان چیزون کے استعمال کو مکروہ کہتے ہین - مگر بقول کسی صاحب "ایشیائی شاعرون کا مقولہ ہے کہ قہوہ تمباکو - افیون و شراب "بستر راحت و آرام کے ہر چہار سر بالش" - اور "عالم عیش و عشرت کے ہر چہار عنصر" ہین - اور علما کے نزدیک یہ خرگاہ عیاشی و بدمستی کے چار ستون" اور "شیطان کے ہر چہار وزیر" ہین"

سلطان احمد کے وقت نہ فقط برّی فوج ہی کا انتظام ناقص ہوگیا تہا بلکہ بحری فوج کی خرابی بہی کمال کو پہونچگئی تہی - علاقہ ڈوان و کریمیا کے کاسکون کے بیڑے (جو چہوٹی چہوٹی کشتیون کے ہوتے تہے) بحیرۂ اسود مین اور اہالی فلورینس کے بحیرہ روم و مجمع الجزایر مین گشت کرتے رہتے اور موقعہ ملنے پر ترکی سواحل کو

لوٹ کر پہر اپنے ملک کو واپس چلے جاتے۔ سنہ ۱۶۱۳ء مین ان لوٹیرون کے ایک بیڑہ نے بحیرہ اسود کے جنوبی ساحل کے مشہور بندرگاہ سینوپ پر جو اسوقت ایشیاکوچک کے محفوظ ترین اور متمول ترین بنادر مین شمار ہوتا تہا اچانک حملہ آور ہوکر اوسے تاخت و تاراج کیا۔ اور انہون نے وہان ویسی ہی تباہی اور بربادی برپا کی جیسی کہ سنہ ۱۸۵۳ء مین اونکی اولاد نے روسیون کی رہنمائی سے اس شہر مین برپا کی تہی۔

آخر الذکر واقعہ مین بہی اچانک حملہ کیا گیا تہا۔ اور دونون صورتون مین ترکی بیڑہ جسکا فرض تہا کہ وہ حملہ آورون کو بندرگاہ مین داخل ہونیسے روکتا یا کم از کم مال غنیمت لیکر واپس جاتے وقت اونسے بدلہ لیتا مناسب موقعہ سے غائب تہا۔

شاہ فرانس ہنری چہارم کے سفیر کو سلطان احمد کے زمانہ مین بہی وہی اقتدار حاصل ہا جو سلطان محمد ثالث کے وقت تہا۔ وہ معاہدات کی نئے سلطان سے تجدید کراکر سنہ ۱۶۰۸ء مین قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور گو سلطنت عثمانیہ کے تمام پرزے اسوقت ڈہیلے ہورہے تہے۔ مگر مذہبی بے تعصبی اور کل رعایا کو ایک نظر سے دیکہنے کا پرانا اصول برابر قائم تہا۔ وہ ایشیائی علاقہ کی عیسائی رعایا کی بہتری اور ترکی حکام کی بے اعتدالیون کی اصلاح کے متعلق متعدد فرامین سلطان سے حاصل کرکے ایشیائی صوبون کے دورہ پر نکلا۔ سلطان مین باوجود باقی کل عیوب کے صفت انصاف ایسی زبردست تہی۔ کہ اس نے فقط فرمان دینے پر کفایت نہ کی بلکہ اپنے دربار کا ایک اعلیٰ عہدہ دار خاص اس کام کے لئے برَوی کے ہمراہ کردیا کہ وہ احکام سلطانی کی تعمیل کی نگرانی کرتا رہے یروشلیم مین عثمانیہ حکام نے سفیر مذکور کی نہائت تپاک سے آؤبہگت کی۔ وہان کے مقدس کنائیس اور مسیحی معبد یونانی کلیسا کے معتقد پادریون نے لاطینی کلیسا کے معتقد پادریون سے جو صلیبی جنگون کے زمانہ سے اونپر متصرف تہے چہین لئے ہوئے تہے۔ سفیر کی سفارش پر سلطان نے پہر لاطینیون کو قبضہ دلائے جانیکا حکم صادر کردیا۔ اس حکم کی وہ اپنے روبرو تعمیل کراکر ٹیونس اور الجزائر کی طرف روانہ ہوا۔ ان دونون ملکون کے بحری قزاق افسرون کے نام وہ یہ سلطانی احکام لیتا گیا تہا کہ سکنائے ٹیونس و الجیریا قزاقی چہوڑدین۔ جن فرانسیسیون کو غلام بنا رکہا ہے اونہین رہا کردین۔ فرانسیسی جہازون سے جو مال لوٹا ہے واپس کردین۔ اور فرانسیسیون کو سواحل باربری (شمالی افریقہ) پر تجارتی چوکیان بنانے دین۔ ٹیونس مین اوسے اپنے مدعا مین کسی قدر کامیابی ہوئی۔ وہان کے نائب السلطنت کے ساتہہ اسکا باقاعدہ معاہدہ ہوگیا جسکے روسے فرانس کے تجارتی جہاز قزاقی سے مصئون ہوگئے۔ مگر الجزائر

سلہ فرانس کے واتی اور دیگر ممالک کے بسو جہاز جو فرانسیسی علم کی حمایت مین بحیرہ روم مین تجارت کرتے تہے ایکے نرخ کے قریب تہے (دیکہو یورپ کی یادداشتین)۔

مین اوسے کسی نے نہ پوچہا کیونکہ تین برس کا عرصہ ہوا تہا اوسکی شکایت پر بابعالی نے وہان کے دائسراے کو بلا کر فرانسیسی جہازون پر تاخت و تاراج کرنے کی بابت بازپرس کی تہی۔ اور بالآخر اثبات جرم پر اوسے سلطان کے حکم سے پہانسی دیدیا گیا تہا۔ چہ طرفہ طوفان بے تمیزی کے برپا ہونے اور بے اندازہ خرابی و بدنظمی کے زمانہ مین بہی جیسا انصاف اور سلوک سلطنت عثمانیہ مین غیر مذاہب کی رعایا سے کیا جاتا تہا۔ کیا اس مہذب ترین صدی کی سب سے شایستہ گورنمنٹ مین اسکا عشر عشیر انصاف و عدل غیر قومون کے ساتہہ کیا جاتا ہے؟ اسکا جواب دینے کی مجہے ضرورت نہین۔ اخبار بینون سے افریقہ مین بلجیم جرمن فرانس و انگلستان کے ہمدردان بنی نوع انسان حکام کی کارستانیان پوشیدہ نہین ہین۔ وہ سلطنت تو جو ظلم و سفاکی مین کل دنیا مین صدیون سے بدنام چلی آرہی ہو۔ گورنر جنرل ایسے جلیل القدر عہدہ دار کو قزاقی سے چشم پوشی کرنے کی پاداش مین پہانسی دے۔ اور یورپ کی مہذب گورنمنٹین اپنے ادنے ترین سپاہی سے کئی دیسیون کو قتل کردینے پر بہی بازپرس تک نکرنیکے باوجود ناک پر مکہی نہ بیٹہنے دین۔ اور رحم کی مجسم پتلیان کہلائین۔ اگر یہ شان ایزدی نہین تو اور کیا ہے؟۔

شاہان یورپ فرانس کو کفار (ترکون) سے اتحاد رکہنے پر سخت مطعون کیا کرتے تہے۔ ڈی برلوی الجزایر سے فرانس کو واپس جاکر اس اتحاد کے فوائد و ضرورت پر مدلل رسالہ شایع کیا۔ اور اپنے بادشاہ کو اوسپر قایم رہنے کی نصیحت کی۔+

ڈی برلوی کے بعد [illegible] مین کونٹ لوٹ۔ سالگناک کا بیرن اوسکا جانشین ہوا۔ اوسکے زمانہ مین کیتہولک پادریون کی شورہ پشتی کے سوا اور کوئی اہم واقعہ نہ گذرا۔ رومن کیتہولک کے فرقہ جسوائٹ[1] (یسوعی) نے قسطنطنیہ

---

[1] اس گروہ کا بانی مبانی ہسپانیہ کا ایک امیرزادہ اگناٹی اس لویولا تہا جو کچہہ عرصہ فوج کی افسری کرنیکے بعد ٹانگ ٹوٹ جانے پر تارک الدنیا اور عابد و زاہد ہوگیا تہا۔ زہد و اتقا کے باعث اوسکے بیشمار مرید ہوگئے جنکا نام اوسنے "سیاہیان یسوع" رکہا۔ وہ ۱۴۹۱ء مین ہسپانیہ کے ایک قصبہ مین پیدا ہوا۔ اور ۱۵۵۶ء مین بمقام روم فوت ہوا ۱۶۲۲ء مین کلیسائے روم نے اوسے طبقہ اولیائے دین مسیحی مین داخل کیا۔ یہ فرقہ علم و فضل۔ پولیٹکل اقتدار اور متعصبانہ دغا و فریب کے لئے بہت مشہور تہا۔ جہان اسنے ڈیرہ ڈالے۔ سازشین اور بغاوتین برپا کرادین حتی کہ یورپ کا کوئی ملک نہین جہان کی گورنمنٹ نے اوسے بصد مشکل و بصد ذلت خارج نہ کیا ہو۔ یہ فرقہ اب تک موجود ہے۔ جہوٹ کو سچ کرکے دکہانا اور ذو معنی بات کرنا انکا شعار ہے۔ زبان پر کچہہ اور دل مین کچہہ۔ (دیکہو پادری میدیر کی کتاب)۔ مؤلف

مین بہی اپنے منحوس قدم جمائے تہے۔ اور حسب معمول اُنہون نے جگہہ بہی اپنی شرارتین شروع کر دی تہین انہون نے مشرق کے عیسائیون کو اُبہارنے اور روباصلاح لانیکے لئے (یعنی آزاد کرانیکے لئے) بڑے بڑے منصوبے گہڑے۔ اور تہوڑے ہی عرصہ مین کئی مدرسہ قائم کرکے پیرایہ وعظ و تلقین شروع کر دی یونانی عیسائیون کو کلیسائی لاطینی کے ساتہہ متحد و متفق کرنے مین اونکو نمایان کامیابی ہونے لگ گئی۔ اور عیسائیون نے آزادی حاصل کرنیکے لئے گہرون مین ہتہیار جمع کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن اونکی تیاریان اور منصوبے ابہی مکمل نہین ہوئے تہے کہ انگریزی سفیر نے بابعالی کو اطلاع کر دی کہ یہ ہسپانیہ کے جاسوس ہین اور عنقریب سخت خرابی برپا کرنیوالے ہین۔ دیوان نے اونکو فوراً گرفتار کرکے قید مین ڈالدیا۔ اور چار سرغنہ مفسدون کو پہانسی دلوادی۔ فرانسیسی سفیر نے اُنکی گرفتاری کی خبر سُنکر درخواست کی کہ وہ فرانسیسی رعیت ہین اونکو چہوڑ دیا جائے۔ بابعالی نے درخواست نامنظور کری۔ مگر ساتہہ ہی وزیراعظم نے بیرن سالگناک کو صاف کہدیا کہ "ہم ایک جیسوئٹ پادری کی نسبت قسطنطنیہ مین دیگر فرقون کے دس پادریون کے ہونے کو ترجیح دیتے ہین۔"

سالگناک سنہ ۱۶۱۱ء مین فوت ہوگیا۔ اور اوسکے جانشین بیرن ڈی نانسی مسمی آشل ڈی ہارلی کے زمانہ سفارت مین تذلیل و تحقیر کا وہ دورہ شروع ہوا جسنے یورپین سفراء کے اقتدار کو معدوم اور ترکی فرانسیسی اتحاد کو تقریباً کالعدم کر دیا۔ یہ اتحاد و مختلف قالبون مین رہچکا تہا۔ فرانسس اول اور ہنری دوم کے وقت وہ جارحانہ و مدافعانہ دونون طرح کا تہا۔ اور ہنری سوم و ہنری چہارم کے عہد مین صرف تجارتی و دوستانہ مراسم پر محدود ہوگیا تہا۔ ہارلی کی سفارت کے آغاز سے لیکر ساٹہہ برس مابعد تک اتحاد مین اور بہی فرق پڑگیا۔ اور گہٹتے گہٹتے یہانتک نوبت پہونچگئی کہ اوسکے ٹوٹ جانیکا اندیشہ ہوگیا۔ مگر وہ دونون سلطنتون کے لئے ایسا ضروری اور لابدی تہا کہ گو اُن مین ان ساٹہہ برسون مین اکثر دفعہ رنجش و کدورت۔ باہمی چہیڑ چہاڑ حتّے کہ علانیہ مخالفتین بہی ہوئین۔ مگر پہر بہی دونون کا میلان زیادہ تر مصالحت کی ہی طرف رہا۔ اور مشرق مین فرانس کا اقتدار اور وہان کے عیسائیون پر اوسکا اثر بتدریج کمزور ہوا۔ اسکے تغیر کے چند ایک بواعث حسب ذیل ہین:۔

(۱) عثمانیہ سلطنت اوائل مین فرانس کے سوا باقی کل مسیحی طاقتون سے محاربانہ تعلق کے سوا اور کوئی واسطہ نہین رکہتی تہی۔ لیکن جب اوسنے تنہائی و کنارہ کشی کو چہوڑ کر دوسری سلطنتون سے بہی اتحاد و اتفاق کرنا شروع کر دیا تو خود بخود فرانس کے دوسرے رقیب بہی پیدا ہوگئے۔ اور ترکی دوستی کا وہ اکیلا مالک نہ رہگیا۔ فرانسیسیون کے سوا اور دیگر اقوام کے آدمیون کے صلاح و مشورہ کو بہی بابعالی مین دسترس ہوگئی۔ اور فرانس کے

دشمنون نے ترکون کی کم علمی سے فائدہ اٹھاکر اونکو اپنے قدیم اور پہلے دوستون سے برگشتہ خاطر کردیا۔

(۲) فرانس نے ابتدا مین فی الحقیقت صرف خاندان آسٹریا کو نقصان پہونچانیکے لئے عثمانیون سے اتحاد پیدا کیا تہا۔ اسکی اب پہر اسی خاندان سے لڑائی ہونیوالی تہی۔ مگر اب اسے ترکون کی امداد کی چندان پروا نہین تہی۔ جرمنی کے پراٹسٹنٹ اس غرض کے لئے کافی تہے۔ علاوہ برین جنگ سی سالہ مین فرانس کے مشہور وزرا ریشیلو اور مزارین نے فرانسیسی ترکی اتحاد کو پہر ابتدائی حیثیت مین لانے کی کوئی ایسی بڑی کوشش نہ کی۔

(۳) تقریباً کل سترہوین صدی مین ترکی سلاطین بس قماش کے گذرے۔ جو جاہل و عیاش ہونیکے ساتہہ ہی متعصب بہی پرلے درجہ کے تہے۔ اور اونکے مصاحب اسبارہ مین اونسے بہی بڑہکر تہے۔ وہ عیسائیون کے ساتہہ راہ و رابطہ پیدا کرنے کو پسند نہین کرتے تہے۔ اور جب جی چاہا معاہدون اور اقرارون کو توڑ دینا کوئی بڑی بات نہین سمجہتے تہے۔ چنانچہ اس زمانہ مین عیسوی سلطنتون سے جو لڑائیان ہوئین وہ کسی ملکی غرض و مصلحت کے لئے نہین ہوئی تہین۔ اونکا مدعا صرف آتش تعصب کو سرد کرنیکا ہوتا تہا۔ مزید بران انہون نے ریاستہائے شمالی افریقہ کو قزاقی کی باضابطہ اجازت دیدی تہی جس سے عیسائی طاقتین بالعموم اور فرانسیسی بالخصوص ناراض ہوگئے۔

(۴) آخری مگر سب سے بڑا باعث یہ تہا کہ اس زمانہ مین جسقدر فرانسیسی سفیر قسطنطنیہ گئے۔ وہ سب ترکی رسم و رواج اور عثمانیہ قوانین سے ناواقف اور مدمغ تہے۔ یہ منصب کوئی بچون کا کہیل نہین تہا۔ بلکہ بعض اوقات خطرات سے بہی خالی نہ ہوتے۔ اسکے لئے مستعد اور محتاط آدمی درکار تہے۔ ایک یورپین مورخ یورپین سفرا کو نصیحت کرتا ہے کہ اونکو ترکون کے توقف و تساہل اور بالطبع حقارت آمیز طریق برتاؤ سے دل برداشتہ ہوکر استقلال کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ بات بات پر دہمکی نہ دیجائے۔ اسکا وقت وہ ہے جب باقی سب تدبیرین بیکار ہوجائین۔ کیونکہ ہر دہمکی کے بعد اوسکو عملی طور پر پورا کرنا مشکل ہے۔ اور اسطرح اپنے ہاتہون اپنی سبکی کرانا ہے۔

احمد نے جیسا کہ اوپر لکہا جاچکا ہے۔ ابتدائے حکومت مین مستعدی و ہوشیاری کے عمدہ آثار دکہلائے مگر حرم سرا کی عیش و عشرت اور مطلق العنانی نے جلد اوسکو بہی بیکار کردیا حتی کہ لایق وزیر انتخاب کرنے کی بہی قابلیت نہ رہگئی۔ اور اوسے بار بار وزرا بدلنے پڑتے۔ اوسکے زمانہ مین قزلر آغاسی (خواجہ سراؤن کا افسر)

کواس قدر اقتدار حاصل ہوگیا کہ اوسکا دربار شان و شوکت مین سلطانی دربار سے کم نہ ہوتا۔ اور آخر یہ تمیز کرنا مشکل ہوگیا کہ بادشاہ کون ہے۔ اوسکے وقت حرم کو ایک نیا اقتدار بھی حاصل ہوگیا۔ سلاطین کی بہنون اور بیٹیون کو امراء سلطنت سے بیاہ وینے کا رواج اس زمانہ سے شروع ہوا۔ اور ان حرم سرا کی ناز و نعمت مین پرورش یافتہ نازنینون کی طفیل کل قوم مین عیش و عشرت سے بسر کرنیکی ویسی ہی عادات پھیل گئین۔ اور ان خاتونون کی فرمائشون کو پورا کرنیکے لئے اونکے خاوندون کو انصاف فروشی پر کمر باندہنی پڑی جس سے تمام ملک مین تباہی پھیل گئی۔ نصوح پاشا نے جو مراد کا جانشین ہوا علانیہ سلطان سے وزارت عظمےٰ کا عہدہ خریدنے کی درخواست کردی۔ اور جب وہ اُسے حاصل ہوگیا تو اپنے آقا کو قسطنطنیہ کے بحری کارخانون مین جہازون کے پرانے ڈہانچ دکھاکر کہدیا کہ یہ نئے جہاز بن رہے ہین۔ اور کل روپیہ خود ہضم کرلیا۔ رفتہ رفتہ ینگچری فوج بھی اس عام خرابی سے نہ بچی سپاہیانہ مشق و قواعد چہوڑکر وہ تجارت و پیشہ وری مین منہمک ہوگئی۔ اور جب اوسے کسی مہم پر جانا پڑتا تو بدستور سابق شہباز کی طرح دشمن پر جاپڑنے کی بجائے اس امر کی تاک مین رہتی کہ کب فوج سواران کے پاؤن اکہڑ جائین اور وہ بہاگے۔ اور سپاہیون (جاگیردار سواروں) نے بھی یہ دیکھکر کہ تمام عہدے اب دربار کے منظوران نظر کا آماجگاہ ہورہی ہین فوجی پیشہ کو خیرباد کہدیا جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جس جگہ سے پہلے سوار نکلتے تھے اب دسوان حصہ بھی رجسٹر پر درج ہے۔

احمد نے غلبہ اہل ایران سے دل تنگ ہوکر خود سفر کا عزم کیا تھا کہ بماہ سنہ ۱۰۲۶ء ... کو تاریخ ... بعد چودہ برس کی سلطنت کے بعد ۲۹ برس کی عمر مین اس جہان سے رخصت ہوگیا۔ ترکی مورخ لکھتا ہے کہ «این بادشاہ بازنان بسیار صحبت می داشت۔ ودر مکہ و مدینہ ہر سال زر خطیری فرستاد۔ و مسجد بزرگ در اسلامبول کہ بجامع احمدی مشہور است و حوض توپخانہ بنا کردہ اوست» ٭

مصطفی کی تخت نشینی اور عزل

سلطان احمد سات بیٹے چہوڑکر مرا۔ ان مین سے تین بادشاہ ہوئے مگر اوسکے بعد پہلے اوسکا بہائی مصطفےٰ تخت نشین ہوا۔ اب تک برابر چودہ پشتون مین باپکے بعد بیٹا وارث ہوتا رہا تھا۔ عثمانیہ قانون وراثت چنگیز خان کے خاندان سے لیا گیا ہے یہ ہے کہ متوفی سلطان کے بعد خاندان کا سب سے بڑا فرزند نرینہ تخت نشین ہو۔ مگر برادرکشی کے دستور کی وجہ سے ابتک حکمران سلطان کا کوئی بہائی زندہ ہی نہیں رہنے پاتا تھا جو اوسکے بیٹے سے جہگڑا کرتا۔ احمد نے چونکہ اپنے بہائی کو نہین مروایا تھا وہ اپنے سب سے بڑے بھتیجے عثمان سے عمر مین بڑا ہونیکے باعث تخت

پر بٹھایا گیا۔ مگر چودہ برس تک عورتون کی صحبت مین رہنے سے اور نیز طبعی طور پر اُسکا دماغ ایسا کمزور تھا کہ تین مہینون مین اوسکا ناقابل حکومت ہونا سب پر واضح ہوگیا۔ اوسکی دیوانگی کا علم لوگون کو پہلے ہی تھا۔ مگر علماء نے یہ سمجھکر کہ ایسے مجہول بادشاہ کے وقت کل اقتدار ہمارے ہاتھ مین آجائیگا۔ ظاہر کیا کہ اوسکی دیوانگی بزرگی و تقدس کا ثبوت ہی۔ اس بدنصیب شہزادہ کا بڑا شغل یہہ تھا کہ باسفورس کی مچھلیون کے سامنے اشرفیان ڈالا کرتا تھا۔ اسپر قزلر آغاسی نے دیوان کے سامنے تجویز پیش کی کہ کیا ان اشرفیون کا اُس انعام پر خرچ کرنا جو ہر نئی تخت نشینی پر فوج کو ملتا ہے زیادہ مناسب نہ ہوگا؟

فوج نے اس تجویز کو خواہ مخواہ پسند کرنا تھا حتی کہ اراکین سلطنت ابھی کچھ پس و پیش ہی کر رہے تھے کہ ینگچریون نے مجمع ہوکر دیوانہ سلطان کو تین مہینون کی حکومت کے بعد معزول کر کے بتاریخ ۲ فروری سنہ ۱۶۱۸ع احمد کے فرزند ابو عثمان ثانی کو تخت پر بٹھلا دیا۔ اور اس انقلاب سے ساٹھہ لاکھ ڈیوکٹ فوج کی پاکٹون مین داخل ہوگئے۔ مگر سلطان مصطفے کا یہ مختصر سا عہد حکومت قابل ذکر واقعات سے خالی نہ رہا۔ پولنڈ کا ایک امیر قلعہ ہفت مینار (یدی قلہ) مین مقید تھا۔ وہ فرانسیسی سفیر دمی سانسی کے سکرٹری کی مدد سے قید سے بھاگ گیا۔ وزیر نے اسکا الزام سفارت کے کل متعلقین پر لگا کر سفیر اور اوسکے عملہ کو فوراً گرفتار کر لیا۔ اور اوسکے سکرٹری کو جسمانی عقوبت پہونچانا شروع کر کے خود وزیر کو ہفت مینا مین بھجدیا۔ اور بھیجتے وقت اوسے اس طرح مخاطب کیا۔ "تو پہلا سفیر نہین ہی جو ہمارے قید خانون مین ڈالا گیا ہو۔ مگر بیشک تو ہی وہ پہلا شخص ہوگا جو ہمارے ہاتھون جہنم کو بھیجا جائیگا"۔ سفیر مذکور بصد مشکل چار مہینون کے بعد پندرہ ہزار پیاسٹر زر فدیہ دینے اور اپنے عملہ کو بطور یرغمال سپرد کر دینے پر رہا ہوا۔ سلطانی وزیر ایسا برافروختہ ہو رہا تھا کہ دوسرے سفرا بھی اوسکے غضب سے نہ بچے۔ اوسنے اونکو اونہی کے مکانون مین نظر بند رہنے کا حکم دیکر عام اعلان کر دیا کہ جو مسلمان اُن مین سے کسی کو مکان سفارت سے باہر سیر آمین پھرتا دیکھے اوسے فوراً گرفتار کر کے جیلخانہ پہونچا دے۔

سفراء کے بعد عیسائی تجار کی نوبت آئی۔ اور اونپر سخت محصول لگا دیئے گئے۔ شاہ فرانس کو جب خبر پہونچی تو اوسنے بیرن دمی سانسی کو واپس بلا بھیجا۔ اور نیا سفیر بانشیو ڈی نوس کو تلافی کا مطالبہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ روانہ کیا اور دہمکی دیکر بھیجی کہ اگر تلافی نہ کیگئی۔ تو دوستانہ مراسم قطع کر دیئے جائینگے۔ مگر ڈی نوس کے پہونچنے سے پہلے مصطفے دوبارا قید خانہ ذات چلا گیا ہوا تھا۔ اور وزیر پھانسی پا چکا ہوا تھا۔ +

سلطان عثمان ثانی کا عہد حکومت

عثمان نے تیرہ برس کی عمر مین تخت پر بیٹھتے ہی خلیل پاشا کو فوج دیکر ایران کے مقابلہ پر روانہ کیا خلیل پاشا اردبیل تک گیا۔ مگر اوسکو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اور آخر اون شرائط پر جو سلطان احمد کے وقت قرار پائی تہین سنہ ۱۰۲۸ ہجری مین شاہ عباس کے ساتھہ قطعی طور پر صلح کا معاہدہ کیا گیا۔ اور سلطان نے اس خفت کا غصہ غریب خلیل پر نکالکر اوسے معزول کر دیا۔ اور اوسکی جگہہ چلپی پاشا کو سرعسکر مقرر کیا۔

عثمان کی پرورش شہزادون کی طرح نہین بلکہ درویشون کیطرح ہوئی تہی۔ اور وہ مذہب کا بچپن ہی سے سختی پابند تہا۔ اور اوسکی عابدانہ طریق عمل سے خیال ہوتا تہا کہ وہ سلطنت کی بگڑی ہوئی کل کو بمشکل سنوار سکیگا مگر اوسنے اپنی عمر سے بڑہکر حوصلہ و جرأت ظاہر کی۔

مضبوط اور پہرتیلا نوجوان ہونے کی وجہ سے وہ جلد فوجی قواعد و مشق کا عادی۔ بیباک شہسوار اور تیر اندازی پر پورا قادر ہو گیا۔ مگر باین ہمہ اُس مین استقلال نہین تہا۔ اور اسکے بغیر کوئی بڑا کام سرانجام نہین ہو سکتا علاوہ برین اوسکے بخل کے باعث حریص و طامع ینگچری اوس سے برافروختہ خاطر ہو رہے تہے۔

تخت پر بیٹھتے ہی اوسنے دوسرا کام یہ کیا کہ اپنے ہاتہہ سے اور نیز وزیر اعظم و کپتان پاشا سے معذرت کے خطوط لکہوا کر ایک چاوش کے ہاتہہ پیرس کو روانہ کئے۔ اور شاہ فرانس کو یقین دلایا کہ آیندہ اوسکے سفرا کی حسب دستور سابق پوری عزت و تکریم ہوتی رہے گی۔ سانسی کا دل ایسا کہٹا ہو گیا تہا کہ اُس نے قسطنطنیہ مین رہنے سے انکار کر دیا اور جب وہ واپس گیا تو سلطان نے لوئیس سیزدہم کے لئے (جو اپنے باپ ہنری چہارم کے قتل ہونے پر نو برس کی عمر مین اپنی والدہ میری ڈی میڈیسی کے زیر ولایت سنہ ۱۶۱۳ء مین تخت نشین ہوا تہا) تحائف ارسال کئے۔

جنگ ایران سے فارغ ہوکر اوسنے اندرونی دشمنون یعنے ینگچریون اور سپاہیوں کو جنہین وہ ملک و قوم کے لئے جو ابتدا مین سلطنت کے عروج کا باعث ہوئے تہے سخت ترین لعنت و مصیبت سمجہنے مین بالکل حق بجانب تہا معدوم کرنے پر اپنی تمام ہمت و کوشش خرچ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ سپاہیون کی نسبت ینگچری بالخصوص بادشاہ و رعیت دونون کے واسطے قہر الٰہی بنے ہوئے تہے۔

عثمان نے اب اُس طویل تنازعہ و مخاصمت کی بنا قائم کی جو کئی صدیون تک تخت اور حاجی بکطاش کے سپاہیون مین قائم رہکر آخر موجودہ صدی مین سلطان محمود کی مستعدی اور جسارت سے ختم ہوا۔ عثمان اس کام

کی تکمیل کے لیے کافی دلیر اور سنگدل تہا جو شہزادہ اسیران جنگ کو اور اگر وہ بہم نہ پہونچین تو خود اپنے غلامونکو چاندماری کا تختہ بناکر تیر اندازی کی مشق کرتا ہوا سے فوجی سرکشون کی بیخکنی کے لیے سخت سے سخت اور اشد ظالمانہ تدابیر کو عمل مین لانے سے رحمدلی اور رقت قلبی کا کوئی خیال مشکل مانع ہوسکتا تہا۔ عثمان نے انکو مجاہدہ وسفر مین برباد کرنے کے لیے پولنڈ کے ساتہہ لڑائی ہوجانیکو غنیمت تصور کیا۔ پولنڈ اور ترکی اسی پولونیا پکارتی ہین اور بابعالی مین کئی برسون سے چہیڑ چہاڑ چلی آتی تہی۔ تاتاریون نے پولنڈ پر اور کاسکون نے ترکی علاقہ پر یورشین کرتی رہنے سے سنہ ۱۶۲۰ء مین دونون ملکون مین باقاعدہ لڑائی کرادی۔ پولنڈ پر اسوقت جیسا کہ لکہا جاچکا ہے سوئیڈن کا شہزادہ سجمنڈ ثالث حکمران تہا۔ کسپر گریٹی آنی حاکم مالڈیویا نے بیت اللحم گبر کے خطوط جو اوسنے پولنڈی کاسکون اور لٹیرون کی تاخت وتاراج کی شکایت مین بابعالی کو لکہے تہے راستہ مین قاصدون سے چہین کر سجمنڈ کو خوش کرنیکے لیے اوسکے پاس بہیجدیے۔ اس راز کے کہلجانے پر بابعالی نے گریٹی آنی کو معزول کردیا۔ مگر اوسنے ہاتہہ پاؤن مارے بغیر مالڈیویا کی گدی کو چہوڑنا منظور نہ کیا۔ اوس نے شاہ پولنڈ سے مدد مانگی جس نے پچاس ہزار فوج بہیجدی چلپی پاشا نے جو فنون سپاہگری مین ماہر کامل تہا۔ اسکندر پاشا گورنر سلسٹریا کو ترکون اور تاتاریون کی ایک لاکہہ فوج دیکر مقابلہ پر بہیجا۔ پولش فوج دریا نیسٹر کے کنارہ خیمہ زن تہی۔ ترکون نے دریائے پروتہہ سے عبور کرکے اونپر حملہ کیا۔ اور ۲۰ ستمبر سنہ ۱۶۲۰ء کو سخت خونخوار لڑائی ہوئی جس مین دس ہزار پول قتل ہوئے۔ باقیماندہ خیام وخرگاہ کی حفاظت کی بیفائدہ کوشش کرنیکے بعد دریا نیسٹر کیطرف پیچہے ہٹ گئے۔ ترکون نے تعاقب کیا۔ اور اکثر مفرورین دریا مین غرق ہوگئے۔ گریٹی آنی بہی بہاگتا ہوا مارا گیا۔ اس معرکہ مین کل بیس ہزار پول قتل اور دو سہزار اسیر ہوکر قسطنطنیہ لائے گئے جہان اونکو بہی قتل کردیا گیا۔ اس ہزیمت فاش سے یورپ کو اپنی سلامتی کا پہر خطرہ پیدا ہوگیا۔ مگر وہ مذہبی جنگ مین اسقدر منہمک تہا کہ اوسے ترکون کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ ملی۔

عثمان بظاہر اس فتح سے مزید فایدہ اٹہاکر کل پولنڈ کو مفتوح کرنیکے لیے لیکن دراصل ساتہہ ہی ینگچری فوج کو بہی نیست ونابود کرانیکے لیے وزرا اور فوج کے خلاف منشا سنہ ۱۶۲۱ء کے موسم بہار (مارچ یا اپریل) مین سلیمان اعظم کی زرہ بکتر لگاکر بذات خاص ایک لاکہہ فوج سے پولنڈ پر حملہ آور ہوا۔ مگر سفر بہت کٹہن راستہ دشوار گذار اور ینگچری فوج تخت نشینی کا معمولی انعام نہ ملنے سے برداشتہ خاطر ہورہی تہی۔ ترکی فوج اگست کے ختم ہونیسے پہلے نیسٹر تک نہ پہونچ سکی۔ وہان سجمنڈ چالیس ہزار پول اور کاسک اور آٹہہ ہزار جرمنی فوج لیے ہوئے جو قیصر جرمنی

نے روانہ کی تہی۔ ڈیرہ ڈالے ہوئے تہا۔ اور ساٹہہ ہزار مزید فوج سحمند کے ولی عہد نے زیر کمان بمقام داؤتی
مقیم تہی۔ ترکون کو پولش کیمپ پر پہلا حملہ کرنے مین کسیقدر کامیابی ہوئی۔ مگر ... بالآخر کو ... پولنڈ نے
بڑی دلاوری سے پسپا کر دیا۔ گو چہٹے اور آخری حملہ مین خود سلطان ایک ... کا کمانڈر تہا۔ لڑائی ابہی کوئی
فیصلہ نہ ہونے پایا تہا کہ جاڑا جو پولنڈ مین نہایت ہی سخت ہوتا ہی معمول سے پہلے اتر آیا۔ گہوڑے ... بڑی
کی تعداد مین تباہ ہوئے۔ فوج نے بغاوت کر دی۔ اور عثمان نے ... اسی حالت کی سلسلہ ... باز
مراجعت شروع کر دی۔ اور اسی ہزار فوج ضائع کرا کر ۲۸ دسمبر ۱۶۲۱ء کو سلطان بڑے طمطراق سے قسطنطنیہ
مین داخل ہوا۔ اور اپنے تئین فاتح مشہور کیا۔ فوج اس ناکامی سے اور زیادہ بگڑ گئی۔ ارکان سلطنت جابرانہ اور حقارت
آمیز سلوک سے ناراض ہو گئے۔ اور گرانی اجناس اور پولیس کے انتظام کی سختی سے جسکی وہ بذات خود نگرانی
کرتا تہا اور عموماً خود قہوہ خانون شراب کی دوکانون اور دیگر تفریحی مقامون مین جا کر وہان کے حالات بچشم خود
دیکہا کرتا تہا۔ عام رعایا ناخوش ہو گئی۔ ان سب باتون کے اجتماع سے ینگچریون کا حوصلہ بہت بڑہ گیا۔ اور انکو
علانیہ بغاوت کر دینے کے آثار نمایان ہو گئے۔ یہ فوج سلطان کے ناتجربہ کارانہ ارادون سے بہی ناراض تہی۔ کیونکہ
اس مین اب جبن و دنائت یہان تک سرایت کر گئی تہی کہ وہ لڑائی سے سخت متنفر ہو گئی تہی۔ سلطان نے
ایسا موقعہ پر انکو تباہ کرنیکا مصمم ارادہ کر لیا۔ اوسکی تجویز نہایت معقول اور زبردست تہی۔ اور اگر وہ اوس مین کامیاب
ہو جاتا تو سلطنت کی ڈوبتی ہوئی ناؤ کے ابہر آنے مین کوئی شک نہین تہا۔ ۱۶۲۲ء کے موسم بہار مین اوسنے
حج بیت اللہ کا ارادہ ظاہر کیا۔ مگر اصل مدعا یہ تہا کہ دمشق جا کر منظور نظر وزیر اعظم دلاور پاشا کی معرفت کردون اور
عربون کی نئی فوج بہرتی کرے۔ اور جب یہ فوج قواعد دان ہو جائے تو اسے لیکر قسطنطنیہ آئے اور ینگچریون
و سپاہیون کو برباد کر کے انتظام سلطنت کی سر سے پاؤن تک تجدید و درستی کرے۔ اس تجویز کی سر طامس رو
نے بہی بہت تعریف کی ہے۔ مگر عثمان کی تیاریان اور چند الفاظ سے جو بے احتیاطی مین اوسکے مونہہ سے
نکل گئے یہ راز فاش ہو گیا جب اوسنے خیام شاہی اسکودرہ مین نصب کئے جانیکا حکم دیا تو ۱۸ مئی ۱۶۲۲ء کو ینگچریون
نے سپاہیون کے ساتہ ملکر بغاوت برپا کر دی۔ سلطان نے اونکے آقا اور چند دیگر اعلیٰ افسرون کو اونکی شکایات
معلوم کرنیکے لیے بہیجا۔ فوج نے اونہین بے آبرو کر کے نکال دیا۔ اور مفتی سے فتوی پوچہا کہ کیا اون لوگون کو جو
بادشاہ کو گمراہ کرتے ہون اور مسلمانون کا مال کہاتے ہون قتل کرنا درست ہے۔ مفتی سے جواب اثبات مین پاکر وزیر اعظم اور
خوجہ (اتالیق شاہی) کے محلات پر جو اس تجویز کے بانی مبانی سمجہے گئے تہے جہپٹ پڑے۔ یہ دونون جان بچا کر

بہاگ گئے - مگر اونکے محل لوٹ لئے گئے۔ دوسرے دن بغاوت اور بہی زور پکڑ گئی۔ سلطان کے پاس اونکے مقابلہ کے لئے کوئی علیحدہ فوج نہ تہی۔ نہ رعایا مین کوئی فریق اوسکا طرفدار تہا۔ جو اوسکی امداد کرتا۔ سلطان نے حج کو ترک کردینا تو منظور کرلیا۔ مگر ہرشش باغیان تجویز مشیرون کو فوج کے حوالہ کرنے سے انکار کیا۔ اسپر باغیون نے غدار داؤد پاشا کے اغوا سے جو عثمان سے اسلئے ناراض تہا کہ اوسے چہوڑکر اوسکے رقیب کو وزیر اعظم مقرر کردیا تہا اور مصطفٰے کی والدہ کی تحریک سے جسکو اندیشہ تہا کہ اگر عثمان بغاوت فرو کرنے مین کامیاب ہوگیا تو وہ کل لواحقین کو قتل کرادیگا۔ وزرا کو چہوڑکر سلطان کی ذات پر حملہ کردیا جو اب تک خواہ کیسا طوفان بے تمیزی برپا ہو مقدس سمجہی جاتی رہی تہی - بدنصیب مصطفٰے جو دو دن کے فاقہ اور ہوا کی کمی سے قریب المرگ اور موت کا متوقع بیٹہا تہا یدی قلعہ سے نکالا جاکر تخت شاہی پر بٹہایا گیا۔ عثمان نے بہاگ جانے کی ٹہان کر اوس وقت جبکہ تیر کمان سے نکل چکا تہا وزیر اعظم اور قزلر آغا سی کو باغیون کے حوالہ کردیا۔ جنہون نے اونکو اسیوقت ٹکڑے ٹکڑے کردیا۔ اور خود ینگچریون کے آغا کے مکان مین جا چہپا۔ باغی اوسکو وہان سے نکال لائے۔ اور راستہ مین اوسکو بطرح ذلیل و بیحرمت کرتے ہوئے پہلی بار کوان مین اور پہر یدی قلعہ مین پہونچا دیا۔ مگر نمک حرام داؤد اپنے ابلیسانہ فعل کو نامکمل کب ہونے دیسکتا تہا۔ بقول بعض اوسنے تین آدمی ہمراہ لیجاکر خود اور بقول بعض ینگچریون کے ہاتہہ سے بیکس عثمان کو جسنے سنگدل قصابون کی منت وخوشامد کرنیکے بعد آخری دم تک مقابلہ کیا۔ کمال بے رحمی اور شقاوت قلبی کے ساتہہ شہید کرا ڈالا اور اوسکے کان کٹواکر مصطفٰے کی والدہ کے پاس بہجوا دیئے۔ عثمان نے قسطنطنیہ کے مضافاتی مقام برغوس یا برغاس کے حوض اعظم کو جہان سے مسقف نہر کے ذریعہ سے شہر کو پانی پہونچایا جاتا ہے عرصہ تک خارج الاستعمال رہنے کے بعد مرمت کرایا تہا۔ یہ حوض یونانی قیصر انیڈرونیکس نے تعمیر کرایا تہا۔ اور مرمت کنندہ کی طرح بانی حوض بہی ۱۱۸۵ء مین اپنی رعایا کے ہاتہہ سے سخت بیرحمی کے ساتہہ ہلاک ہوا تہا۔ +

ترکی مورخ افسران سپاہ وارکان سلطنت کی ناراضی کی ایک یہ وجہ بہی لکہتا ہے کہ سلطان نے مفتی شہر کی لڑکی سے شادی کی تہی جس سے ترکی قوم ناراض ہوگئی کہ اوسنے غیر قوم مین کیون عقد کیا۔

اوسی مورخ کا بیان ہے کہ ہنری چہارم شاہ فرانس چونکہ سنہ ۱۶۱۳ء مین ایک رعیت کے ہاتہہ سے قتل ہوا تہا ینگچریون کو اس نظیر سے اپنے سلطان کو قتل کرنیکا حوصلہ ہوا۔ +

مصطفٰے کی مکرر تخت نشینی اور عزل

مصطفٰے پہر دوبارا تخت پر بٹہایا گیا۔ اور وہ اپنے عہد حکومت کے کل دوران مین جو پندرہ مہینہ تہا فوج کے ہاتہہ مین کٹ پتلی

بنا رہا۔ عثمان کے ظالمانہ قتل سے خود ینگچریون کو بہی جلد سخت ندامت و تاسف ہوا۔ اور مصطفے جیسے مجہول نے بہی جسے کبہی کبہی ہوش آجاتی تہی عقل و ہوش کے ان عارضی دورون مین سے سب سے پہلے دورہ مین اپنے بہتیجے کے قتل پر سخت افسوس ظاہر کرکے اوسکے قاتلون کو سزا دیئے جانیکا حکم صادر کیا۔ والدہ سلطان بیٹے کے نام سے حکومت کرتی تہی۔ اور مناصب جلیلہ کے خواستگارون نے ایکدوسرے کو بالمقابل ینگچریون کو رشوتین دیکر اونکی تلوارون کی امداد سے یا حرمسرائے کی خاتونون کی سازش و اعانت سے کمال ابتری برپا کر رکہی تہی۔

قسطنطنیہ ایک عام مذبح بنا ہوا تہا جسکی حالت ایسی ردی اور تباہ ہوگئی کہ آخر خود سپاہی بہی اوسے برداشت نکر سکے۔ اون مین فوجی نظام و تربیت کا ابہی کچہہ مادہ باقی تہا اور وہ ابہی ایسے سنگدل نہین ہوگئے تہے کہ جس سلطنت کو اونہون نے اپنے ہاتہہ سے ایسے عروج پر پہونچایا تہا اس طرح برباد ہوتا دیکہین اور اونکو کوئی پروا نہ ہو۔ انہون نے وزراء کی درخواست قبول کرکے نئی تخت نشینی کا انعام نہ لینا منظور کرلیا۔ مخبوط الحواس مصطفے دوسری دفعہ معزول ہوکر قید کردیا گیا۔ اور سنہ ۱۶۲۳ء مین احمد کا دوسرا بیٹا اور عثمان کا چہوٹا بہائی مراد گیارہ برس کی عمر مین اورنگ جہانبانی پر بٹہایا گیا۔ اوسکو تخت نشین ہوتے ہی بیحد وحساب مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑا۔ مصطفے کے زمانہ مین ایران سے جنگ پہر شروع ہوگیا تہا۔ اور بغداد و بصرہ غنیم کے قبضہ مین چلے گئے تہے۔ اباز اگورنر مراش کی بغاوت سے تمام ایشیا کوچک تہ وبالا ہو رہا تہا۔ یہ شخص بہی ینگچریون کی تباہی کی تجویز مین سلطان عثمان کا معاون تہا۔ جب شہزادہ بدنصیب مارا گیا تو اباز انے علم بغاوت بلند کرکے عثمان کے قتل کا عوض لینے اور ینگچریون کو تباہ کرنے کی قسم اوٹہالی۔ الغرض انتظام سلطنت کے تمام رشتے ٹوٹ گئے ہوئے تہے۔ اور عام بربادی کا عالم مستولی ہو رہا تہا۔ سر طامس رو نے خطوط بنام جیمز اول شاہ انگلستان مین اس دردناک کیفیت کو چشم دید حالات نہایت موثر اور زبردست پیرایہ مین تحریر کئے۔ سفیر موصوف کی تحریر مین گو شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہو۔ مگر اوسپر بدنیتی سے ایسا کرنے اور ترکون کو خواہ مخواہ حقیر بنانے اور بدنام کرنیکا الزام نہین دیا جاسکتا۔ انگلستان اوس وقت ٹرکی کی بربادی نہین چاہتا تہا۔ کیونکہ یہ ملک جیمز کے داماد شہزادہ پالاٹاین اور رومن کیتہولک حکمران خاندان آسٹریا و جرمنی کے دوسرے پراٹسٹنٹ مذہب مخالفون کا بڑا ہمدرد تہا۔ اور مدبران انگلستان جانتے تہے کہ اگر ٹرکی مضبوط ہوگئی تو وہ آسٹریا پر حملہ آور ہوکر شہزادہ موصوف اور اوسکے ساتہیون کو بہت بڑا کام دیسکے گی۔ لیکن سر طامس کو اپنے مشاہدات سے ٹرکی کے کبہی سنبہلنے کی امید منقطع ہوگئی تہی۔ وہ اوسکی نسبت تقریباً ویسا ہی استعارہ استعمال کرتا ہے جو موجودہ صدی کے دشمن ٹرکی (زار نکلس)

نے استعمال کرکے کہاتہا کہ "ٹرکی ایک مرد بیمار ہے جو ہماری نظرون کے سامنے عنقریب مرنے والا ہے" سرطامس لکہتا ہے "ٹرکی بوڑہا ہے جسم کیطرح کسی خرابیون کی وجہہ سے جو جوانی اور طاقت کے چلے جانیکے بعد باقی رہتی ہین بالکل نکمی ہوگئی ہے"

سلطان عثمان کے قتل کے متعلق ایک خط مین جو اوسنے ۱۶۲۲ء مین اپنی بادشاہ کو بہیجا حسب ذیل لکہتا ہے "سولہ برس ہوئے سلطنت عثمانیہ کے دیہات کا شمار کیا گیا تہا جنکی تعداد کچہہ اوپر پانچ لاکہہ ۵۳ ہزار پائی گئی اب پچہلے برس (۱۶۲۱ء) جنگ پولنڈ سے پہلے جب پہر دیہات شماری کیگئی تو اونکی تعداد کل ۵۵ ہزار نکلی - کیا اس سے بڑہکر کوئی غیر آبادی ہوسکتی ہے" سرطامس نے غالباً پہلے اندازہ مین اون علاقون کے دیہات بہی شامل کئے ہین جو مراد ثالث کے عہد مین ایران سے فتح کئے گئے تہے - اور ۱۶۲۲ء سے پہلے پہر ایرانیون کے قبضہ مین چلے گئے تہے - اور علاوہ برین ایک ایک گاؤن کی متفرق آبادیون کو بہی مستقل گاؤن تصور کرلیا ہوگا - کیونکہ سولہ برس کے عرصہ مین ایسی عظیم بربادی (جبکہ کوئی وبا - عام خونریزی - یا متواتر جنگ و جدال وقوع مین نہ آئے ہون) قیاس مین نہین آسکتی - صاحب موصوف ایک دوسرے خط مین لکہتے ہین کہ "اکثر جگہہ غیر آباد مکانات تو موجود ہین - مگر حکام کے ظلم و ستم سے کل باشندے اونکو چہوڑکر چلے گئے ہین - بے انصافی اور ظلم نے کل سلطنت کو غیر آباد کردیا ہے - حتی کہ یونان اور اناطولیہ کے زرخیز ترین حصون مین بہی مسافر کو تین تین چار چار بلکہ بعض جگہہ چہہ چہہ دن تک کوئی گاؤن دکہائی نہین دیتا کہ وہان سے وہ اپنے ٹٹو یا گہوڑے کیلئے کوئی خوراک بہم پہنچا سکے - جب ملک کی یہ حالت ہو تو آمدنی لازمی طور پر کم ہوگی - یہانتک کہ فوج کی تنخواہ اور دربار کے خرچ کے لئے بہی کافی نہین ہوسکیگی - یہ مانا کہ کچہہ عرصہ خزانہ کے اندوختہ اور تاجرون اور مزدورون پر بہاری محاصل لگانے سے کام چلتا رہیگا - مگر جب یہ وسایل بہی ختم ہوگئے جو جلد ہوجائینگے تو فوج کی تعداد گہٹانی پڑے گی یا جسطرح ہو اونکے لئے روپیہ بہم پہونچانا پڑیگا - اور یہ دونون باتین ممکن نہین نظر آتین - الغرض اس عظیم الشان سلطنت کا انجام بہتر نظر نہین آتا - اور دانا لوگ اپنی جایدادین چہوڑ چہوڑکر مضافات سے واپس چلے آرہے ہین" ✦

مگر ٹرکی کے عنقریب زوال کے متعلق صاحب ممدوح کا قیاس خواہ کیسے مضبوط دلایل پر مبنی تہا - اوسے پورے پونے تین سو برس ہوگئے ہین - اور ٹرکی سلطنت اب تک بدستور قایم ہے - اس باب کو ختم کرکے اب اوس حکمران کے حالات قلم بند کئے جاتے ہین جو اون بادشاہون اور مدبرون کے زمرہ مین ہوا ہے جو اس قسم کے قیاسات کو باطل کرنے کا موجب ہوئے ہین - ✦

باب پنجم (۵)

مراد چہارم کی تخت نشینی کے وقت سلطنت کی حالت۔ فوجی بغاوتین۔ مراد کی مطلق العنانی۔ انتظام سلطنت۔ فتح ایران۔ تعلقات خارجیہ۔ شمالی افریقہ کے بحری قزاق۔ مراد کی وفات۔ ابراہیم کی تخت نشینی۔ محاربہ کریٹ کی ابتدا، اور فرانس کی بدعہدی۔ کاسکون کے ساتھ جنگ۔ ابراہیم کا عزل و قتل۔ محمد چہارم کی تخت نشینی۔ مسلسل خرابی و تباہی۔ کوبرلی اول۔ محاربہ کریٹ، روس و آسٹریا و پولنڈ۔ محاصرہ وائینا اور ترکون کی شکست کامل۔ محمد چہارم کا عزل۔ اوسکی علم پروری۔ مہدی اور مسیح کاذب کا خروج۔

مراد چہارم ۱۰ ستمبر ۱۶۲۳ء کو آبا و اجداد کے تخت پر بیٹھا۔ اس وقت اوسکی عمر بارہ برس سے کم تھی۔ مگر استقلال و تہور کے آثار نمودار ہو رہے تھے۔ جلوس سے دوسرے دن جامع ایوب مین جا کر شمشیر عثمانی کمر سے باندھی۔ ترکی مؤرخ لالیا لکھتا ہے کہ جلوس سے بعد جب مراد خزانہ دیکھنے گیا تو میرا باپ درویش محمد اوسکے ساتھ تھا۔ خزانہ مین سونے یا چاندی کا کوئی برتن باقی نہین رہا تھا۔ فقط تیس ہزار پیاستر نقد اور چند چینی وغیرہ کے برتن صندوقون مین پڑے تھے۔ سلطان نے دوگانہ نفل ادا کرکے باواز بلند کہا کہ انشاء اللہ مین اسکو اون لوگون کی جایداد سے جنہون نے اسے تاراج کیا ہے پچاس گنا زیادہ معمور کرونگا۔

مراد شروع میں اپنی والدہ سلطانہ ماہ پیکر کی ہدایت پر جو سلطنت کی خوش قسمتی سے نہایت فرزانہ اور مستقل مزاج عورت تھی اور جسکو اپنے یہ اوصاف انتہائی درجہ تک کام مین لانے پڑے تھے کاربند ہوتا رہا۔ سلطنت کے ہر ایک حصہ سے قاصد شکست و بربادی کی خبرین لیکر پہنچ رہے تھے۔ شاہ عباس نے تبریز کو

متواتر شکستین دیکر ۱۶۲۳ء مین بغداد کو فتح کر لیا تہا- اور اہل سنت وجماعت کے خون سے بازارون مین ندیان بہا دی تہین- اُس نے ابوبکر پاشا والئ بغداد کو آہنی پنجرہ مین بند کر کے طرح طرح کے عذاب پہنچانیکے بعد جنگ کے وسط مین کشتی پر زندہ جلا دیا- اور اسکے بیٹے محمد پاشا کو خراسان بہیجکر وہان الوزی آفندی و عمر آفندی وغیرہ اکابر شہر کو خاص بغداد مین قتل کرایا- اور فتح بغداد سے فارغ ہوکر حافظ پاشا کو موصل مین شکست دیکر وہان سے بہگا دیا- اور سلیمان شاہ نام ایک گران وزن توپ کو جسے حافظ نے زمین مین دبوا دیا تہا کہدوا کر اصفہان بہیجدیا- خان کریمیا نے باغی ہوکر اس قدر ترک گرفتار کر لئے تہے کہ اوسکے ملک مین ایک ایک روپیہ پر ترک غلام بکے ہی تہے-

ابازا پاشا سرغنہ باغی تمام ایشیاکوچک کا مالک بنا ہوا تہا- اور امیر فخر الدین حاکم لبنان نے فرانسیسیون کے اغوا اور اعانت سے دوبارہ نمکحرامی کر کے شام مین علم بغاوت بلند کر رکہا تہا- بیڑہ کی حالت ایسی ردی تہی کہ کاسک ۵۰ لنبی لنبی کشتیون پر جنمین سے ہر ایک پر اسی اسی آدمی سوار ہوتے تہے قسطنطنیہ کے بندرگاہ تک درآئے اور لوٹ مار کر واپس چلے گئے- اور دوسرے موقعہ پر بحیرہ اسود مین خود بیڑہ کا مقابلہ کرنے مین بہی پس و پیش نہ کیا- اور اگر باد مخالف اونکی قطار کو پراگندہ نہ کر دیتی تو شاید کئی جنگی جہازون کے پکڑ لینے مین کامیاب ہوجاتے- باربری ریاستین جیسا کہ آگے مفصل ذکر آئیگا بالکل مطلق العنان ہوکر بطور خود یورپین طاقتون سے عہد و پیمان کر رہی تہین- خود قسطنطنیہ کی یہ کیفیت تھی کہ خزانہ خالی- کارخانہ جہاز سازی منہدم- سکہ مروجہ کہوٹا اور جعلی- میگزین اور گودام ختم- رعایا فاقہ کش اور فوج خودسر تہی- البتہ حکومت کے رعب داب کا کسی قدر شائبہ موجود تہا جسکو نوجوان شہزادہ کے مشیرون نے کسیقدر سنبہال لیا- اور گو مراد کا جسم و تخت ہر وقت معرض خطر مین تہا وہ ہر ایک بات کو غور سے دیکہکر ذہن نشین کرتا جاتا تہا- اور آخر سن بلوغ کو پہونچکر اوسنے اکثر خرابیون کی درستی کر دی-

حافظ پاشا وزیر اعظم شاہ ایران کے مقابلہ پر جاتا ہوا راستہ مین ابازا کو مطیع کر گیا تہا- مگر جب وہ ایران کی مہم سے ابتدا مین چند فتوحات پانیکے بعد آخر ناکام واپس لوٹا- تو ابازا نے پہر بغاوت شروع کر دی- اسپر جدید وزیر اعظم خلیل پاشا کاسکون کی تاخت و تاراج سے سواحل باسفرس کی حفاظت کا انتظام اور پولنڈ سے چند سرحدی تنازعون کو بمصالحت تصفیہ کر کے ابازا کی سرکوبی اور ایرانیون کی پیش قدمی روکنے کے لئے لشکر جرار لیکر گیا- ابازا نے اطاعت تسلیم کر کے ینگچری فوج کو جو وزیر نے اوسکے مقابلہ پر روانہ کی تہی [illegible]

کے دروازے کہولدیئے- مگر بعد مین جب اوسکو خفیہ اطلاع ملی کہ وزیر اعظم اوسکو قتل کرانیکا ارادہ رکہتا ہے تو اسنے ینگچریون کو جو سب طرح سے بیفکر و مامون تہے ایک وقت قتل کرادیا- ادہر ایرانیون کے مقابلہ پر بہی خلیل کو چندان کامیابی نہ ہوئی- سلطان نے ناراض ہوکر خلیل کو معزول اور خسرو پاشا کو اوسکی جگہہ وزیر اعظم بنادیا-

خسرو پاشا نے پہلے چند سرغنہ ینگچری مفسدون کو جنہون نے تہوڑا عرصہ ہوا فساد کرکے دو وزیرون کو قتل کیا تہا ہلاک کراکر ڈیڑہ لاکہہ فوج سے سنہ ۱۶۲۸ع مین اباز اور ایرانیون کے مقابلہ پر روانہ ہوا- اوسنے منازل سفر اس سرعت سے طے کین کہ باغیون کو خبر ہونیسے پہلے اچانک ارض روم پہونچگیا- اباز نے جان بخشی کی شرط پر فورًا اطاعت قبول کرلی- وزیر کو اکثر افسرون نے اوسے قتل کرادینے کا مشورہ دیا- مگر وزیر نے عہد شکنی کو پسند نہ کیا اور اُسے سلطان کے پاس قسطنطنیہ بہیجدیا- اور چونکہ اباز ینگچریون کا جانی دشمن تہا- مراد اُس سے دل مین ناراض نہین تہا- اوسنے اباز کو اگرچہ وہ جغرافیے سے اسقدر ناواقف تہا کہ وائینا اور بوہیمیا کو سرحد ہنگری پر دو ترکی قلعے سمجہتا تہا بوسینیا کا گورنر مقرر کردیا-

اسی سال بیت اللحم (?) حاکم ٹرینسلوینیا جسکا ذکر پہلے آچکا ہے جبکہ باب عالی اوسکی خدمات سے خوش ہوکر اوسکو شاہ ڈاسیا کے خطاب سے صوبجات وائیشیا اور مالڈیویا کا بہی حاکم مقرر کرنے والا ہی تہا مرض استسقا سے فوت ہوگیا- ایک یورپین مؤرخ اوسپر الزام لگاتا ہے کہ یہ شخص نیک نیتی سے ترکون کا ہوا خواہ نہین تہا- بلکہ محض اپنی ذاتی ترقی اور بالآخر ہنگری کا بادشاہ بننے کے لئے ترکون کا رفیق بنا ہوا تہا- تاکہ شاہ آسٹریا کو جس سے ہنگری کا بہت ساحصہ اُسنے فتح کرلیا ہوا تہا اوسے شاہ ہنگریا تسلیم کرنے پر مجبور کرے- سرطامس رو انگریزی سفیر جو مذہب پروٹسٹنٹ کی سلامتی اسی مین دیکہتا تہا کہ شاہ آسٹریا کو ذلت نصیب ہوتی رہے اوسکا بڑا ہوا خواہ تہا-

اباز کی اطاعت کے بعد عباس[51] شاہ جلدی ہی (یعنی سنہ ۱۶۲۹ع مین) فوت ہوگیا- سام میرزا[52] اُسکا پوتا تخت نشین ہوا- اور حسب دستور نئی حکومت کے شروع ہونے پر کسی قدر خانہ جنگی برپا ہوگئی- خسرو پاشا نے اس موقعہ کو غنیمت سمجہکر ایران پر حملہ کردیا اور تمام علاقہ کو تباہ کرتا ہوا ہمدان تک جو ایران کا عظیم الشان اور نہائت ہی خوبصورت شہر ہے پہونچگیا اور اُسے تقریبًا بلا مزاحمت فتح کرلیا- ترکون نے جنکو بغداد مین عباس کی خونریزی فراموش نہین ہوئی تہی- پیر و جوان زن و بچہ سب کو قتل عام کرکے تمام شہر کو خاکستر کردیا- ہمدان سے خسرو پاشا

---

۵۱ عباس بہادر خان- اور ظل اللہ ۹۹۶ اسکی تاریخ جلوس تہی- ۱۱ جمادی الاول ۱۰۳۸ھ کو بروز شنبہ فوت ہوا- مؤلف

۵۲ یہ بادشاہ ۱۲ صفر ۱۰۵۲ ہجری کو فوت ہوا- مؤلف

سرحدی صوبون مین سے گذر کر بغداد پر حملہ آور ہوا۔ اور اوسکا محاصرہ کرلیا۔ مگر ایرانی ہمدان کے واقعہ سے ایسے سر باختہ ہوگئے ہوئے تھے کہ متواتر حملون مین ناکام رہنے کے بعد آخر خسرو کو واپس ہٹ آنا پڑا۔ رستہ مین اُسے بمقام دمشق امیر فخر الدین سے مقابلہ کرنا پڑا۔ اور جب قسطنطنیہ واپس پہونچا تو سلطان نے اوسکی ناکامی سے ناراض ہوکر اوسے برطرف اور حافظ پاشا کو جس سے سلطان کو دلی محبت تھی دوبارہ وزیر اعظم مقرر کردیا۔ خسرو نے اس سے رنجیدہ خاطر ہوکر ینگچریون سے بغاوت کرادی۔ وہ مست سانڈ کی طرح محلسرائے کے گرد جمع ہوگئے۔ اور دوسرے صحن مین جہان دیوان اجلاس کیا کرتا تھا بیباکانہ داخل ہوکر نئے وزیر مفتی یحییٰ اور دفتر دار مصطفیٰ اور چودہ دیگر افسران کے حوالہ کئے جانیکا مطالبہ کیا۔ مراد نے حرم سے باہر نکل کر انکو بہت سمجھایا جب وہ اپنے ارادہ بد سے باز نہ آئے تو غضب آلود ہوکر واپس چلا آیا۔ سپاہیون نے تعاقب کیا۔ اور اگر خادمان شاہی تیسری ڈیوڑہی کے دروازہ کو بند نہ کرلیتے تو غالباً مراد کی جان بھی بمشکل بچتی۔ آخر مراد نے حافظ کو بلاکر باغیون کے سپرد کردیا۔ اور وہ جان نثار اپنے آقا و نعمت پر قربان ہوگیا۔ مگر مراد کو یہ واقعہ مدت العمر فراموش نہ ہوا اور وہ اسکے عوض لاکہہ جانین مرواکر بھی سیر نہ ہوا جب فساد فرو ہوگیا تو سب سے اول مراد خسرو کو قتل کرنے پر آمادہ ہوا۔ اوسنے شاہی جرنیل کا جو فرمان سلطانی لیکر اُسے قتل کرنے آیا تھا بزور شمشیر مقابلہ کیا۔ مگر جب ساتھیون نے اوسکا ساتھ چھوڑ دیا۔ تو اُسنے خود ہی اپنا سر جلاد کے سامنے خم کردیا۔

اوسکی جگہہ غدار و نمکحرام رجب پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا۔ اوسنے نوعمر موسیٰ پاشا سے رشک کہا کر جسے سلطان نہایت عزیز رکہتا تھا خسرو پاشا کا عوض لینے کے بہانہ سے فروری ۱۶۳۲ء مین ینگچریون سے دوبارہ بغاوت کرادی۔ یہ کل بغاوتون سے سخت تر تہی۔ اس مین نہ فقط سلطان کا منظور نظر فتنہ و فساد کی قربانگاہ کا شکار ہوا بلکہ سلطان کی معزولی کا بھی مصمم ارادہ کرلیا گیا۔ مگر کوسہ محمد ینگچریون کے آغا اور روم محمد نام سپاہیون کے ایک افسر نے جو اونپر بہت قابو رکہتا تہا۔ فوج کی دونون جماعتون کو اس ارادہ کی تکمیل سے روک لیا۔ یہ فساد برابر دو مہینہ قایم رہا۔ آخر مراد نے رجب پاشا کو اچانک سے بے پردہ ہلاک کراکر فساد کے درخت کو جڑ سے کاٹ دیا۔ اور اوسکے بعد فوج کو مطیع فرمان کرنے کی طرف متوجہ ہوا۔ اس مدعا میں اوسے ۲۹ مئی ۱۶۳۲ء کو جس دن اوسنے فوج اور وزیرون کی تابعداری سے آزاد ہوکر عنان سلطنت کو اپنے ہاتھہ مین لیا۔ پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ مراد نے کنارہ دریا پر سنان پاشا کی کوشک مین دربار منعقد کیا۔ مفتی۔

وزراء سرکردہ علماء - اور کوسہ محمد و روم محمد اوسمین حاضر تھے - اور شاہی گارڈ کی فوج سواران کے چند رسلے بہی جو وفاداری مین ثابت تہے۔ سلطانی ارشاد کی فی الفور تعمیل کرنیکے لئے صف بستہ کہڑے تہے - مراد نے تخت پر بیٹھکر سپاہیون کے سرغنہ افسرون کو جو آتمیدان مین صلاح و مشورہ کے لئے جمع تہے بلا بہیجا - اور اسکے بعد ینگچریون کو قاصد کے ہاتہہ طلب کرکے اونہین مخاطب کیا کہ تم دوسری غدار فوج (یعنی سپاہیون کے) برخلاف سلطنت کی جان نثار ہو - اور تمکو حلف وفاداری اُٹھانے مین کوئی عذر نہین ہوگا۔ ینگچریون نے بآواز بلند جوابدیا کہ بادشاہ کے دشمن ہمارے دشمن ہین - اور پہر ہر ایک نے قرآن شریف اُٹھاکر جو باری باری ہر ایک ہاتہہ پر رکہا گیا تابعداری کی حلف اٹہائی - حلف کی کاروائی ابہی ختم نہین ہوئی تہی کہ سپاہیون کی نیابت بہی پہونچگئی - یہ رنگ دیکہکر اونکا رنگ فق ہوگیا - اور جب مراد نے اونکو سرکشی اور بیباکانہ تاخت و تاراج پر سخت زجر و توبیخ کی تو اونہون نے نہایت عجز و الحاح سے الزامات کی درستی کو قبول کرکے عرض کیا کہ ہم افسرون کا قصور نہین - ہمارے آدمی ہمارا حکم نہین مانتے۔ مراد نے جوابدیا۔ اگر تم بذات خود خیر خواہ ہو تو اپنے بہائی ینگچریون کیطرح قسم اٹہاؤ اور سرغنہ بدمعاشون کو میرے حوالہ کرو۔ افسرون کو متابعت کرنے اور حلف اٹہانیکے سوا کوئی چارہ نہ تہا - ذرہ چون و چرا کرتے تو رسالہ کے سوار اور ینگچری اونکا خون پی لیتے - انکے بعد سلطان قاضیون کیطرف متوجہ ہوا اور انکو کہڑا ہونے کا حکم دیکر ملامت کی کہ تم رشوتین لیکر انصاف کو بیچتے ہو - اور میری رعیت کو تباہ کر رہے ہو - اسکا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔ اون سب نے یکزبان ہوکر عرض کیا کہ ہم تو ایسا نہین کرنا چاہتے - مگر ہمکو کوئی آزادی حاصل نہین - اگر ہم تیری رعیت کو سپاہیون اور محصلون کی دستبرد سے بچانے کی کوشش کرتے ہین تو ہمکو بر سر عدالت وہ بیعزت کرتے ہین اور ہمارے گہرون کو لوٹ لیتے ہین۔ سلطان نے کہا۔ مین ایسی باتین بہت سن چکا ہون۔ اتنے مین ایشیائی علاقہ کے ایک عرب نژاد قاضی نے سلطان کے روبرو آکر تلوار میان سے نکال لی - اور زور سے پکار کر کہا۔ میرے بادشاہ - ان سب خرابیون کا علاج تلوار کی دہار ہے۔ بادشاہ اور کل حاضرین مجلس متحیر ہوکر اوسکی طرف تکنے لگ گئے۔ مگر اوسنے کوئی اور لفظ نہ کہا - سلطان نے بہادر قاضی کا فتویٰ لکہہ لئے جانیکا حکم دیا - اور پہر سلطان - وزراء، مفتی اور تمام اعلے عہدہ دارون نے تحریری اقرار نامہ پر دستخط کئے کہ ہم سب قیام امن اور خرابیون کے دور کرنے مین ساعی رہینگے۔ اگر ایسا نہ کرین تو ہمپر خدا و رسول اور تمام فرشتون اور مومنون کی پہٹکار پڑے -

مرادنے کاغذی اور زبانی کارروائی سے فارغ ہوتے ہی عملی کارروائی شروع کردی۔ معتبر اور مستعد جاسوس قسطنطنیہ کے ہر محلہ وکوچہ مین بھیجدیئے گئے۔ جنہون نے پچھلی بغاوت کے سرغناؤن اور اون تمام اشخاص کو جنہین مراد نے مستوجب قتل قرار دے رکھا تھا ملک عدم کو روانہ کردیا۔ ینگچری اور سپاہی افسرون کے مارے جانے اور باہمی بے اعتباری کی وجہ سے دم نہ مار سکے اور سر اطاعت خم کردیا۔ یہی کارروائی کئی مہینون تک صوبون مین جاری رہی۔ اور ہزارون مفسد تلوار کی گھاٹ اتر گئے۔ مگر خاص قسطنطنیہ مین شاہی عوض کشی کا کام مراد کی خاص زیر نگرانی ہونیکے باعث کامل طور پر سرانجام ہوا۔ اور شاہی گورنمنٹ نے برسون کی ذلت وبیحرمتی کا سیر ہوکر بدلہ لیا۔ ہر صبح باسفرس کے کنارون پر بیسیون لاشین پائی جاتی تہین جنکو پانی اچھالکر خشکی پر پھینک دیتا تہا۔ ان مین اکثر اون ینگچریون اور سپاہیون کی لاشین ہوتی تہین جو اوس رات سے پہلے فرعون بے سامان بنے ہوئے بازارون مین سٹرگشت کرتے ہوئے نظر آتے تہے۔ سلطان کے قد وقامت اوسکی دلیری وشجاعت اور سپاہیانہ شکل وشباہت نے بہی اوسکے رعب بٹھلانے مین تھوڑی مدد نہ دی۔ اس وقت اوسکی عمر بیس برس کی تہی۔ چہرہ کے خط وخال موزون اور خوبصورت تھے۔ اور سرخ رخسارون پر سبزہ خط کا آغاز شروع ہوگیا تہا۔ وہ ہر روز شہ سواری اور تیر اندازی کے کرتب اپنی رعیت کو آتمیدان مین دکہاتا۔ جنکو دیکھکر ہر کہ ومہ کی زبان سے خود بخود مرحبا وحسنت کے کلمات نکل جاتے۔ جسمانی قوت اسقدر رکہتا تہا کہ اوسکا تیر اوس زمانہ کی بندوق کی گولی سے زیادہ جاتا تہا اور چار انچ وبیز آہنی چادر کو پھاڑکر نکلجاتا تہا۔ وہ رات کے وقت بہیس بدلکر شہر مین گشت کرتا۔ اور اکثر اوقات خطاکارون کو اسیوقت اپنے ہاتہہ سے تہ تیغ کردیتا تہا۔ اگر کسی محلہ مین فساد کی غرض سے کوئی مجمع ہونے لگتا تو اسکو اپنے بیشمار جاسوسون کے ذریعہ سے فوراً خبر ملجاتی۔ اور وہ مواد کے پکنے سے پہلے چیدہ ومعتبر سوارون کو ارول مین لیکر موقعہ پر پہونچ جاتا۔ وہ بیخوف وخطر ینگچریون اور سپاہیون کی جماعتون مین سے گذرجاتا۔ اور فوجی گستاخی کرنا تو درکنار اوسکی شکل دیکھتے ہی خوف کے مارے دم سادھے ہوئے ادہر اودہر کھسک جاتے کہ کہین وہ اون کو پہچان نہ لے۔ اور وہین قتل کا حکم نہ دیدے۔

اوسنے اوسی برس اباز اکو جو ینگچریون سے جانی دشمنی رکھنے مین مشہور تہا بوسینیا سے منگواکر ینگچریون کا آغا مقرر کردیا۔ جو اپنے جابر آقا کی خدمت اس خطرناک عہدہ پر نہایت وفاداری سے کرتا رہا۔ مگر آخر اوسپر بھی عتاب وارد ہوگیا۔ اور سنہ ۱۶۳۲ء مین سلطان کے حکم سے قتل کردیا گیا۔ خونریزی کی عادت رفتہ رفتہ اوس مین اس قدر راسخ ہوگئی کہ اوسکی طبیعت ثانی بنگئی۔ ہر قسم کے جرم پر اوسکے مونہہ سے دو حرفی حکم قتل کردو کا صادر ہوتا۔ اور کسی

کی نسبت اوسکے دل مین ذرا سا شک گذر جاتا اوس بدنصیب کی ہلاکت کے لئے کافی تہا۔ لوگون کے دلون پر اوسکا خوف ایسا بیٹھہ گیا ہوا تہا کہ جب کوئی شخص سلطان کے روبرو بلایا جاتا تو وہ موت کے لئے تیار ہوکر اور غسل و ضو کرکے محل مین داخل ہوتا۔ مراد کی زندگی کو مطلق العنان طرز حکومت کے حامی اپنی تائید مین پیش کرکے کہہ سکتے ہین کہ مطلق العنانی ہی کی طفیل ایک مستعد و مصلح فرمانروا چند مہینون مین برسون کی خرابیون کو دور کر سکتا ہے جو امر آئینی حکومتون مین ناممکن ہے۔ اور آئینی حکومت کے طرفدار اوسے مطلق العنانی کے برخلاف یہہ کہکر پیش کر سکتے ہین کہ وہ خود مختار کو ابتدا مین گو فی الواقع مجرمون کو سخت سزا دینے پر مائل کرتی ہو۔ مگر بتدریج بے بنیاد و فضول شک و شبہات پر بہی ویسی ہی سختی کرنے کی عادت اوس مین مرتسخ کر دیتی ہے۔ مراد کی خونریزی کا دائرہ رفتہ رفتہ بہت وسیع ہوگیا لیکن عرصہ دراز تک اوسکی سختی کا استعمال بے وجہ اور بیمحل نہوا۔ اور وہ محض شاہانہ ترنگ پر مبنی نہ تہا۔ عنان حکومت کو سنبہالنے سے دو برس بعد تک اوسنے فقط اونہی لوگون کو قتل کرایا جو فی الواقع مجرم تہے یا جنکی نسبت اوسے شبہ ہوگیا تہا۔ بعد ازان یہ حالت نہ رہی۔ اور انسان کی جان کی حقیقت اوسکی نظرون مین کچہہ نہ رہگئی۔ سواری کے وقت اگر کوئی بدنصیب سامنے آگیا اور اوس سے کوئی ایسی حرکت سرزد ہوگئی جو سلطان کو بری معلوم ہوئی تو اوسکا سر فوراً قلم کرا دیتا۔ ایک دفعہ چند عورتین مرغزار مین ملکر ناچ گا رہی تہین۔ سلطان کو ناگوار گذرا اور سب کو پکڑوا کر دریا مین غرق کرا دیا۔ اوسکا یہ حکم یورپین تہذیب کو تو بیشک نہایت وحشیانہ معلوم ہوگا لیکن ایشیائی رسم و رواج کے مطابق یہ بیباک بیحیا عورتین جو ایسے مقام پر جہان غیرون کی نظر سے کوئی پردہ نہ تہا۔ اس حرکت بد کی پاداش مین اسی سزا کی مستوجب تہین۔ ایک موقعہ پر ایک کشتی جسپر کئی عورتین بہی سوار تہین محلسرائے سے (جو تین طرفون سے سمندر سے گہرا ہوا ہے) اس قدر قریب ہوکر گذری کہ مراد نے اوسکو گستاخی پر محمول کرکے باتریون کو گولہ باری کا حکم دیا۔ اور کشتی فوراً غرق کر دی گئی۔ *

ایک دفعہ میر قوال نے ایرانی غزل گائی۔ مراد نے وہین اوسکا سر قلم کرا دیا کہ اوسنے ایرانی غزل پڑہنے سے سلطنت کے دشمنون کی عزت افزائی کی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ صرف سنہ ۱۶۳۷ء مین ۲۵ ہزار اور کل عہد حکومت مین ایک لاکہہ جانین اوسکے حکم سے ضائع ہوئین۔ ان مین سے تین (شاہزادگان بایزید، سلیمان و کاظم۔) اوسکے بہائی تہے۔ اور بقول بعض مخبوط الحواس مصطفے بہی قتل ہوا تہا۔ طبعی موت سے فوت نہین ہوا تہا۔

آخری عمر مین مراد کو شراب کی سخت علت پڑگئی تہی۔ اور اسنے بہی اوسکی خونخواری کو تیز کر دیا تہا۔ ایک دفعہ رات کو شہر مین گشت کرتے ہوئے اوسکی ایک مخمور سے ملاقات ہوگئی۔ اوسکا نام مصطفے بکر تہا۔ باتین شروع

ہونے پر اوس سے نے بڑہانکی کہ میرے پاس ایک ایسی نعمت عظمےٰ ہے جس سے کل قسطنطنیہ بلکہ ابن کنیز بہی خریدا جاسکتا ہے۔ مراد نے علی الصباح اوسکو دربار مین بلاکر رات کی گفتگو یاد دلائی۔ بکر نے کمال دلیری سے جبہ کے نیچے سے صراحی مے نکالکر بادشاہ کے سامنے کی اور کہا۔ "یہ وہ اکسیر حیات ہے جو دنیا کے تمام خزانون سے قیمتی ہے۔ اور گدا کو بادشاہ سے زیادہ سرمست اور فقیر کو اسکندر ذوالقرنین بنادیتی ہے" مراد نے اس دلیر بادہ خوار کی جرأت و بشاشت سی خوش ہوکر اوس سے صراحی لے لی۔ اور ایک گہونٹ مین اُسے خالی کر دیا۔ اُسدن سے بکر سلطان کا ہم پیالہ و ہم نوالہ دوست ہوگیا۔ سنہ ۱۶۳۷ء مین جبکہ وبا سے یومیہ پانچ پانچ سو آدمی قسطنطنیہ مین مر رہے تہے مراد اپنے دوست کے ساتھ ساری ساری رات بادہ خواری کرتا رہتا۔ اور کہا کرتا "اس بہار مین خدا وندکریم بدمعاشون کو سزا دے رہا ہے سرما مین وہ بھلے مانسون کی خبر لیگا"۔ +

مگر بادہ خواری کے ماسوا مراد و باقی کل عیاشیون اور خرابیون سے بچا رہا۔ اسلئے اوسکی صحت اور قوا مین کوئی فرق نہ آیا۔ جب کسی ملکی یا فوجی معاملہ مین اوسکی نگرانی اور مستعدی کی ضرورت ہوتی تو اوس سے بڑہکر محنتی اور دانا کوئی نہ ہوتا۔ اور گو اوس مین کتنے ہی عیوب کیون نہ ہون۔ اوسنے سلطنت کو باقی کل ظالمون کے پنجہ سے چہڑا دیا۔ اپنی سختی کو علیحدہ رکھکر وہ کبہی گوارا نہ کرتا تہا کہ کوئی اور اوسکی رعیت کو ستا سکے۔ وہ عام بدمعاشون اور سرکاری ملازمون کے جرایم اور ظلم و ستم کو روکنے سے ایک دم غافل نہ رہتا اور قصورواروں کو عبرت انگیز سزائین دیتا۔ اوسکی واقعی حکومت کے شروع ہوتے ہی ملک مین امن قایم ہوگیا۔ فوجیون کے اطوار درست ہوگئے۔ اور عدالتون کا انتظام سدہر گیا۔ ملک کے محاصل بڑہ گئے۔ سرکاری روپیہ کا غبن موقوف ہوگیا۔ اور ناجایز مصرف کے سوا فالتو کہین ایک کوڑی خرچ نہ ہوتی۔ ضیافتون اور تیمارون کا انتظام درست ہوگیا۔ اور اونکی تمام خرابیان دور کر دی گئین۔ اور ان اصلاحون کے ہوتے ہی عثمانیہ فتوحات کا دورہ پہر شروع ہوگیا۔ وہی ینگچری فوج جو کبہی سلطنت کا دست و بازو ہو چکنے کے بعد بدمعاشون اور بزدلون کا مجموعہ رہگئی تہی۔ اب پہر فاتح و منصور فوج ہوگئی۔ باینہمہ سطوت و جلال ایک امر کا انتظام مراد بھی نہ کرسکا جس سے اوسکی کمزوری نہین بلکہ عین سعادتمندی ثابت ہوتی ہے۔ اوسے اپنے قبل نشینون کیطرح عورتون کا چندان شوق نہ تہا۔ مگر سلطانہ ماہ پیکر کی وجہ سے جسکا وجود اوایل

۱؎ ترک سلاطین عثمانیہ مین چونکہ باقاعدہ شادی کا رواج عرصہ دراز سے موقوف ہے۔ اور حرم کی کل عورتین کنیزکین ہوتی ہین۔ اور اونہی کے بطن سے اولاد پیدا ہوتی ہے اسلئے ترک سلطان کو ولد الجاریہ یا ابن کنیز بھی کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲ +

عہد مین سلطنت کے لئے بہت سعید اور مبارک ثابت ہوا تہا۔ اب بیٹے کی خودمختاری پر بہی ملکی معاملات مین مداخلت کرنا نہین چہوڑنا چاہتی تہی۔ مراد کو گوارا نہ تہا۔ اُس نے کئی دفعہ والدہ کو قدیم محلات مین بہیجدیا۔ مگر وہ پہر محلسرائے کو واپس چلی آتی۔ اور حفظ مراتب مراد کو سختی کرنے کی اجازت نہ دیتا۔ سمجہہ مین نہین آتا کہ مراد ایسے جابر و خود رائے سلطان کو بہی والدہ کے سامنے عاجز و بےبس دیکہکر یورپ والے کس طرح سلمانون پر یہ الزام لگانے کی جرأت کرسکتے ہین کہ اونمین عورتون کی کوئی قدر و منزلت نہین اور اونکو حیوانون سے بہی بُری حالت مین رکہا جاتا ہے اس تاریخ کے ناظرین سے پوشیدہ نہین رہا کہ اس فرقہ اناث کو مسلمانون کی سب سے بڑی سلطنت کے اہم ترین ملکی معاملات مین کس قدر دخل رہا ہے۔ اور اون مین سے اکثر کس قابلیت سے انکو سرانجام دیتی رہی ہین۔ پس ظاہر ہے کہ جس قوم و ملت کی عورتین بادشاہیون کے انتظام کا سلیقہ رکہتی ہون۔ اوس مین فرقہ اناث بے زبان حیوانون کی حیثیت مین ہرگز نہین ہوگا۔

انتظام مملکت کو ہاتہہ مین لیتے ہی وہ صوبجات رفتہ کو فتح کرنیکے لئے دارالخلافہ سے باہر نہین جاسکتا تہا آخر جب بقدر تسلط بیٹہہ گیا تو ۱۰۴۳ھ کے آخری حصہ مین اوسنے خود ایشیائی صوبون کا دورہ شروع کیا۔ قصبہ نیکومیڈیا سے کسی قدر ہی پرے جانے پر اوسے سڑکین اس قدر خراب حالت مین نظر آئین کہ غضب آلود ہوکر اوسنے شہر کے قاضی کو قتل کرادیا اس سے طبقہ علما مین سخت ناراضگی پہیل گئی۔ اور بڑے بڑے علمانے دارالخلافہ مین سلطان کے برخلاف گستاخانہ کلمات زبان سے نکالنے شروع کردیئے۔ سلطان کی والدہ نے بیٹے کو اس معاملہ کی اطلاع کردی۔ اور اُسنے فی الفور قسطنطنیہ واپس آکر مفتی اعظم کو قتل کرادیا۔ کہا جاتا ہے کہ تاریخ عثمانیہ مین سلطان کے حکم سے مفتی کے مارے جانیکی ایک ہی مثال ہے۔ اوس سے پہلے یا مابعد پہر کبہی ایسا نہ ہوا۔ اس ایک ہی قتل سے مراد کی بقیۃ العمر تک علما کی قلم یا زبان سے پہر کوئی لفظ اوسکے برخلاف نہ نکلا۔ ۱۰۴۵ھ کو موسم بہار مین وہ پہر دارالخلافہ سے روانہ ہوا۔ یہ روانگی ایشیائی صوبون کے معائنہ ہی کے لئے نہین تہی۔ بلکہ اوسنے وہ تمام ممالک بہی جو ایرانیون نے فتح کرلئے ہوئے تہے واپس لینے کی حلف اُٹہائی۔ اس مہم مین اُس نے اپنے اولین اولوالعزم آبا و اجداد کی قابلیت دکہلائی۔ اور اپنی ذاتی شجاعت اور سپہ سالاری کے بہی پورے جوہر دکہائے۔ انگریز مورخ جو اوسکا ہمعصر تہا لکہتا ہے کہ "مراد کل صعوبتین اور تکلیفین اپنے سپاہیون کے برابر اُٹہاتا۔ اگر اونکو کسی وقت راشن نہ ملتا تو یہ بہی کہانا نہ کہاتا۔ اونکو برف مین رہنا پڑتا تو یہ بہی رہتا۔ چہہ مہینون تک زین اوسکا سرہانا۔ گہوڑے کی جُل اوسکا بچہونا اور فرش خاک اوسکا پلنگ رہا۔" +

صوبہ و قصبہ ایروان کے (بقول ایک مؤرخ کے ایرانی گورنر کی بے ایمانی سے) فتح ہو جانے سے مراد کی شہرت اور نیکنامی بہت بڑہ گئی۔ اور اوسی مؤرخ کا بیان ہے کہ اُس عام ہر دلعزیزی کے موقعہ سے فایدہ اُٹھا کر اوس نے اپنے دو بھائیون بایزید اور سلیمان کو ایروان سے جلاد بھیجکر قسطنطنیہ مین قتل کرا دیا۔ مگر سلطان کی توقع کے برخلاف اہالی شہر حتی کہ خود سلطانی فوج کے حصہ کثیر نے مقتول شہزادون کا ماتم کیا۔ اور اگر اونکی توجہ مہمات تازہ کیطرف منعطف نہ ہو جاتی تو غالباً عام بغاوت کر دیتے۔ ایروان سے بعد مراد نے تبریز کو فتح کیا اور اوسکو تاخت و تاراج کر کے دار الخلافہ کو واپس آ گیا روانگی اور مراجعت دونون مین اوس نے ۵ دلون کے خائن گورنرون اور عمال کو سخت عبرت بخش سزائین دین۔ واپسی پر مراد نے پیرا کے عیسائیون اور یورپین سفرا کو بہت ذلیل و تنگ کیا ان لوگون پر یہ تشدد جاری ہی تہا کہ سلطان کو خبر پہونچی کہ ایرانیون نے زمستان مین بہی جنگ جاری رکھکر نہ فقط اپنے نقصانات کو پورا کر لیا ہے بلکہ ترکی علاقہ مین بہی بڑھ آئے ہین۔ مراد یہ سنتے ہی جنگ مین شریک ہونے پر تیار ہو گیا۔ مگر یورپین صوبجات کے معاملات نے اوسے ۲ برس تک فرصت نہ دی۔ آخر ۱۶۳۸ء مین وہ دار السلام بغداد کی فتح کے لیے جو پندرہ برسون سے شیعون کے قبضہ مین تہا۔ اور ترک اسکے لینے کے لئے کئی ناکام کوششین کر چکے تہے قسطنطنیہ سے روانہ ہوا۔ اور جانے سے پہلے شاہزادہ کاظم اپنے چھوٹے بھائی کو جسکی ہر دلعزیزی سے اسے اندیشہ پیدا ہو گیا تہا قتل کراتا گیا۔ بلاد مشرق مین بغداد کی نسبت عام روایت مشہور ہے کہ جب تک بذات خود کوئی بادشاہ اسپر حملہ آور نہو وہ فتح نہین ہو سکتا۔ سات دمون کا سلطانی جہنڈا ۹ر مارچ ۱۶۳۸ء کو اسکودرہ کی پہاڑیون پر نصب کیا گیا۔ اور ایک ہفتہ بعد مراد بہی فوج سے جا ملا۔ بغداد تک ۱۱۰ دن کوچ کے اور ۸۶ دن مقام کے مقرر کئے گئے۔ اور ۸ر مئی کو لشکر جرار سواحل باسفرس سے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس سے بعد پہر کسی سلطان نے اپنے ایشیائی صوبون مین گشت نہین کی۔ کسی نے بڑی ہمت کی تو قسطنطنیہ کے قرب جوار مین دس بیس کوس تک ایشیائی علاقہ دیکھ آیا۔ مہم ایروان کی طرح اس سفر مین بہی سلطان نے عمال کی نسبت وہی وطیرہ قایم رکہا۔ ہر ایک مقام پر پاشا و اکثر قاضی۔ امام۔ محصل جوق در جوق رکاب سلطانی کو چومنے کے لئے دوڑے آتے۔ اور اون مین سے کسی عامل کے چال چلن۔ دیانت داری۔ مستعدی یا وفاداری کی نسبت ذرہ سا بہی شک سلطان کے دل مین ہوتا تو اوسکا سر اسی وقت بادشاہ کے گہوڑے کے سمون مین لڑھکتا ہوا دکہائی دیتا۔

۱۵ر نومبر ۱۶۳۸ء کو عین پروگرام کے مطابق عثمانیہ جہنڈے بغداد کے سامنے نصب ہو گئے اور پایہ تخت

خلفائے عباسیہ کا آخری محاصرہ شروع ہوگیا۔ شہر کے قلعے اور بروج مضبوط تھے۔ اور اُنپر بیس ہزار ایرانی فوج مامور تھی جسمین سے بارہ سو با فائدہ تربیت یافتہ بندوقچی تھے ایرانی گورنر بکتش خان نامی تھا جسکی شجاعت اور قابلیت مسلمہ تھی۔ ترکون کو توقع تھی کہ ایرانی جان توڑ کر لڑینگے۔ اونکا یہ خیال غلط نہ نکلا۔ مگر ترکی فوج کی زیادتی۔ اسکا اعلے درجہ کا نظام اور سب سے بڑھکر مراد کا مردانہ استقلال سب مشکلون پر غالب آگیا۔ سلطان مراد نے فوج کو مستعملانہ محنت و مشقت اور عملی بہادری کا خود نمونہ بنکر دکہایا۔ وہ خندقون اور دمدمون کی تیاری مین شوق کے ساتھ شریک ہوتا اور اپنے ہاتھ سے توپون کی شست کو درست کرتا۔ اور جب ایرانیون کے متعدد حملون مین سے ایک دھاوے مین ایک دیو قد شہ زور ایرانی سپاہی نے میدان مین تنہا نکلکر ترکی لشکر کے سب سے بہادر اور لائق سپاہی کو مبارزت کے لئے للکارا تو خود سلطان اوسکے مقابلہ پر نکلا اور طولانی مقاتلہ کے بعد جسکا نتیجہ دیر تک مخدوش رہا۔ اپنے رقیب کے سر پر ایسی کاری ضرب لگائی کہ تلوار خود اور کہوپری سے لیکر ٹھوڑی تک کاٹتی ہوئی چلی گئی۔ +

۲۱ دسمبر کو ترکی توپخانہ نے فصیل شہر مین اسّی گز چوڑا شگاف کردیا اور اس موقعہ پر دیوار ایسی ہموار ہوگئی کہ اندھا بہی اتنی جگہہ پر بلا خوف و خطر گہوڑا دوڑا سکتا تہا۔ خندق کا وہ حصہ جو شگاف کے سامنے تہا کوڑہ کرکٹ اور خس و خاشاک سے بہر دیا گیا۔ اور ترکون نے تندی و تیزی کے ساتھ شہر پر حملہ کردیا۔ شگاف پر دو دن تک لڑائی ہوتی رہی لیکن آخر ترکی فوج کو واپس ہٹنا پڑا۔ دوسرے دن شام کے وقت واپسی پر سلطان نے طیار محمد پاشا وزیر اعظم کو پسپائی پر سخت ملامت کرکے بزدلی کا الزام دیا۔ پاشا نے جواب دیا "میرے پادشاہ کاش کہ بغداد کی فتح کا تجھے یقین دلانا اوس سے نصف بہی آسان ہوتا جیسا کہ مجھکو کل تیری خدمت مین شگاف پر اپنی جان قربان کرنا آسان ہوگا" الغرض تیسرے دن (۲۴-دسمبر ۱۶۳۸ء) کو طیار محمد نے بذات خود کمان لیکر شہر پر حملہ کیا۔ اور ایرانی بندوقچیون کی باڑھ سے جس نے اوسکے مونھہ کو چہلنی بنادیا شہید ہوگیا۔ مگر ترک اس سے شکستہ دل نہ ہوئے وہ تیزی اور ثابت قدمی سے آگے بڑہتے گئے۔ اور آخرش شہر فتح ہوگیا۔ محصور فوج کے ایک حصہ نے جو شہر کے اندرونی قلعون مین تہا امان مانگی اور ادہر سے ملگئی۔ مگر بازار مین چند ایرانی بندوقچیون اور ترکون کی ایک جماعت مین اتفاقیہ تلوار چل جانے پر مراد نے ایرانیون کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ اور شام کے وقت بمشکل تین سو ایرانی باقی بچے۔ چند دنون کے بعد اتفاقاً یا کسی ایرانی کی شرارت سے بارود کا میگزین اڑگیا۔ اس حادثہ مین آٹھہ سو ینگچری ہلاک یا مجروح ہوئے اس سانحہ جانکاہ سے مراد اپنے غضب کو نہ روک سکا۔ اُس نے اب باشندون کے

قتل عام کا بھی حکم دیدیا جس مین تیس ہزار شہری قتل ہوئے - اس کے بعد سلطان نے فصیل و بروج کی
مرمت کرائی - اور اپنے ایک قابلترین جرنیل کے ماتحت بارہ ہزار فوج بغداد کی حفاظت کے لیے چہوڑ کر فروری
سنہ ۱۶۳۹ء مین دار الخلافہ کیطرف مراجعت فرما ہوا - جہان وہ بفتح و نصرت شاہانہ طمطراق اور جلوس کے ساتھ
۱۰ جون سنہ ۱۶۳۹ء کو داخل ہوا - مکانون کی چہتین اور جہروکے اور تمام کوچہ و بازار مشتاقان جمال سے بہرے ہوئے تھے
ہر طرف سے "بارک اللہ غازی مراد" کے نعرے بلند ہو رہے تھے - اور ہر ایک شخص اوسکی تعظیم و تکریم مین سر
جہکائے ہوئے تہا - سلطان صیقل شدہ فولاد کی چمکدار زرہ[1] بکتر لگائے ہوئے اور اوسکے اوپر کندہون پر چیتے کی
کہال ڈالے ہوئے جنوبی روس کے علاقہ نوغائی (تاتاری) کے ایک شاندار اسپ باد پا پر سوار تہا - دستار پر تین صیحہ کلغیان
لگی ہوئی تہین - ۲۲ ایرانی خوانین قیدی داہنے بائین پارکاب تھے - اور چہہ کوتل گہوڑے باساز و سامان
مرصع سجے سجائے چلے آرہے تہے - بایں شان و شوکت سلطان فخر و ناز سے داہنے بائین دیکھتا ہوا اور رعایا کے
سلامون کا جواب دیتا ہوا محلسرائے شاہی مین داخل ہوا شاہ ایران نے جلدی ہی صلح کی التجا کر کے سلطان
سے اون شرائط پر جو سنہ ۱۵۵۵ء مین سلیمان اعظم نے ایران سے کی تہین - ۱۵ ستمبر ۱۶۳۹ء کو معاہدہ کر لیا - اس کے
رو سے اریوان ایران کو دیدیا گیا - اور بغداد مع علاقہ جات ملحقہ ٹرکی کے پاس رہا اس کے بعد پہر اسی برس تک دونو
سلطنتون مین لڑائی نہ ہوئی - اور مراد چہارم کی طفیل ٹرکی کو اپنی ہم مذہب یاست سے جس نے اب ٹرکی کی فوقیت کو
قبول کر لیا تہا مصروف کارزار رہکر مسلمانون کی طاقت کو کمزور کرنے کی بجائے یورپ کی عیسائی سلطنتون کا مقابلہ
کرنیکے لئے کافی مہلت اور فرصت ملگئی - منیز صاحب کا بیان ہے کہ اس فتح سے سلطان کی شان و شوکت تو بہت
بڑہ گئی مگر فائدہ کچھہ نہ ہوا - "یہ علاقہ سلطان کے حق مین ویسا ہی ہے جیسا کہ کریٹ کا قبضہ وینس کے حق مین یا بلجیم کا
ہسپانیہ کے لئے تہا وہان کا خرچ بے اندازہ اور آمدنی بہت تہوڑی تہی اسی لئے ترکون کو اس جگہہ وہ صورت
پیش آئی جو انکو کسی فتح مین نہین آئی تہی - یعنی وہ اس علاقہ مین تیمار و ضیامت کی جاگیرین قائم نہ کر سکے
جن سے انکو دیگر علاقون مین خاص اون علاقون اور نیز خدمات شاہی کے لئے فوجین بہم پہونچتی تہین - اکثر باشندے
جنگلون کو بہاگ گئے تہے اور بے شمار ایران کے شہرون مین جا بسے تہے جس سے آبادی بہت کم ہو گئی تہی
اسلئے ترکی سپاہیون نے وہان جاگیرین لینے سے انکار کر دیا تہا - جہان نہ انکو زراعت کے لئے کاشتکار
مہیا ہو سکتے تہے اور نہ گہوڑون کی پرورش کے لئے جو نیز فوج سوارون کے لئے جاگیر کی آمدنی کے لحاظ سے کم یا
زیادہ تعداد مین گورنمنٹ کو دینے پڑتے تہے وہان کوئی انتظام ہو سکتا تہا مفتوحہ علاقہ سے کسی محصول کی آمدنی

[1] یہ زرہ ابتک سلطانی اسلحہ خانہ مین موجود ہے - مولف

نہ ہوتی اور سلطان مراد کو سرکاری خزانہ سے اوس فوج کو جو حفاظت ملک اور ایک زبردست اور بے کار سرحدی دشمن کے مقابلہ کے لئے وہان قایم رکہنی ضروری تہی تنخواہ دینی پڑی ؎

جو کچہہ مسٹر ممدوح نے لکہا ہے اگرچہ درست بہی ہو تاہم دار السلام کا قبضہ اخلاقی طور پر خلافت عثمانیہ کو کروڑون کی آمدنی والے ملک سے زیادہ مفید بلکہ ضروری تہا۔ اور ہے۔ صاحب ممدوح نے اس بحث مین سلطنتون کے ایک مسلمہ اصول کو نظر انداز کر دیا ہے۔ جنکو اپنے اخلاقی رعب کے قیام اور سرحدون کی حفاظت یا قومی خواہشات کی تعمیل مین اکثر ایسے ممالک پر تسلط قائم رکہنا پڑتا ہے جنسے آمدنی کوڑی کی نہین ہوتی اور خرچ کروڑون روپیہ کرنا پڑتا ہے۔ اس امر کی صداقت خود ہندوستان کے سرحدی علاقون کے قبضہ انگلشیہ سے بخوبی واضح ہو رہی ہے۔

تعلقات فرانس

مراد کے عہد مین فرانس کا اقتدار مشرق مین بہت کم ہوگیا۔ اسکا باعث زیادہ تر طامع فرانسیسی سوداگر اور قلاش محض متلاشیان روزگار تہے۔ اول الذکر نے قلبی سکے چلانے سے ٹرکی مین عام ناراضگی پیدا کر دی تہی اور آخر الذکر کوئی ایسی حرکت بد نہ تہی جسکے وہ مرتکب ہوتے نہ تہے۔ لوئیس سیزدہم شاہ فرانس کی گورنمنٹ نے ان خرابیون کی اطلاع پاکر اصلاح معاملات پر پوری توجہ کی۔ البانیا مین متعدد قونصلاتو۔ اور موریا کے مختلف قصبات۔ ایتہنز۔ ساؤ۔ قسطنطنیہ۔ حلب۔ صیدا وغیرہ مین مشنین قایم کی گئین۔ مشہور سیاح ڈیشائی ساکن تورسمین (واقع فرانس) کو تمام فرانسیسی قونصل خانون اور تجارتی کوٹہیون کے معائنہ کے لئے بہیجا گیا وہ سلطنت عثمانیہ کے حصہ کثیر کا دورہ کرکے آخر یروشلیم پہونچا۔ جہان اوسنے فرانسیسی قونصلاتو قائم کرکے بیت اللحم کے مقدس مقامات کی تولیت غاصب ارمنی پادریون سے پہر رومن کیتہولک راہبون کو دلوادی۔

ڈیہی سائنسی کے بعد کونٹ ڈی کیسی فرانسیسی سفیر مقرر ہوا۔ اور مراد کے وقت سے دونون سلطنتون مین ناچاقی پہر شروع ہوگئی۔ سفیر مذکور نے وزیر اعظم کو قسطنطنیہ کے بطریق اعظم کی برطرفی کے لئے جس نے کالون[1] کا عقیدہ یعنی پروٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تہا کہا اور جب وزیر نے اوسکی التجا کو قبول نہ کیا تو اوس نے غلطہ کے کنائس کی حفاظت وحمایت کے لئے وینس کی جمہوری ریاست کو جو نیز رومن کیتہولک مذہب کی پابند تہی اپنے ساتہ

[1] عیسائی مذہب کا بڑا ریفارمر اور فرقہ کالونسٹ کا بانی ہوا ہے۔ سنہ ۱۵۰۹ء مین پیدا اور سنہ ۱۵۶۴ء مین فوت ہوا۔ وہ پروٹسٹنٹ فرقہ کے بانی مبانی اور مصلح اعظم مارٹن لوتہر کا جو سنہ ۱۴۸۳ء مین پیدا اور سنہ ۱۵۴۶ء مین فوت ہوا شاگرد رشید اور پیرو تہا۔ مؤلف ۱۲

شریک کرلیا۔کہ شاید دو کے اتفاق سے سلطنت عثمانیہ دباؤ مان جائے گی۔ مگر یہ اوسکی صریح خام خیالی تھی۔ سلطنت عثمانیہ اُس وقت زمانہ حال کی طرح ایسی کمزور نہین ہوگئی تھی کہ ہر کس و ناکس کی دھمکی مین آجاتی۔

علاوہ برین انگلستان اور ہالنڈ کی پروٹسٹنٹ مذہب کی ریاستین فرانس کی مخالف تھین۔ اور گو انکے مشورے اُس وقت بھی خود غرضی سے خالی نہ تھے۔ لیکن ذاتی اغراض بھی صرف اعتبار قائیم کرنیسے حاصل ہوسکتی تھین ان دونون ملکون کے سفرا نے ۱۶۲۸ء مین سلطان کو جیسوائٹ فرقہ کے مطابع اور مدارس کو بند کر دینے اور فرقہ مذکور کو قسطنطنیہ سے خارج کر دینے کی صلاح دی۔ اور سلطان نے سفیر فرانس کی سفارش و حمایت کے باوجود اس مفسد فرقہ کے ساتھ حسب مشورہ سلوک کیا۔ فرانسیسی سفیر نے متواتر سفارتی تعلقات کے انقطاع کی دھمکیان دین۔ جن کے جواب مین مدبر وزیر یہ کہدیتا کہ فرانس اور ٹرکی کی دیرینہ رفاقت و محبت ایسی کمزور نہین ہے۔ جو چند جاسوسون کی سزا ہی سے ٹوٹ سکے۔ چنانچہ یہ شریر پادری مراد کے باقیماندہ عہد حکومت مین عثمانیہ قلمرو مین قدم نہ دہر سکے۔ کیسی سے دوسری بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اوسنے اپنی طرف سے فرانسیسی تجارت کو فروغ دینے کے لئے اشیاء درآمد و برآمد کے محاصل کا اجارہ لیکر اوسکا اہتمام سنہ ۱۶۲۹ء مین ایک ارمنی کو دیدیا۔ اور وہ بیوقوف مارسیلیز (مرسیلیا) کے کئی تاجرون کا بلا سوچے سمجھے ضامن ہوگیا۔ اور اس طرح اوسکا دیوالہ نکل گیا۔ کیسی قانوناً اپنے گماشتہ کے قرضون کا جنکی تعداد ایک لاکھ فرینک کے قریب تھی ذمہ وار تھا اور اُسپر نالش دایر ہوگئی۔

گورنمنٹ فرانس نے اسپر سنہ ۱۶۳۱ء مین کونٹ آف مارشیول ہنری ڈی گور نے کو کیسی کا جانشین مقرر کرکے قسطنطنیہ روانہ کیا کہ وہ کیسی کے قرضون کو بیباق کرکے معاملہ کو سلجھادے۔ مگر نووارد سفیر مغرور و جاہل ہونے کے علاوہ شورہ پشت بھی اول درجہ کا تھا۔ بیڑہ مجمع الجزائر مین داخل ہوتے ہی اوسکی مڈبھیڑ قپودان پاشا کے بیڑہ سے ہوگئی۔ پاشا موصوف کو معلوم نہ تھا یہ کسکا جہاز ہے۔ اُس نے حکمدیا کہ ہمارے جہاز کی سلامی اُتاری جائے اور اجنبی جہاز کا مالک ہمارے سامنے حاضر ہو۔ سفیر نے اسکے جواب مین اپنے اہل جہاز کو پاشا کے جہاز پر گولہ باری کرنے کا حکم دیکر توپچیون کو تاکید کی کہ امیر البحر کو جو اس وقت اپنے جہاز کے تختہ پر کھڑا تھا خوب شست باندھکر نشانہ بنائین اس تمرد پر عثمانیہ بیڑہ نے فرانسیسی جہاز کا فی الفور محاصرہ کرکے مارشیول کو جو غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا قپودان (کپتان) پاشا کے روبرو حاضر کیا۔ مارشیول نے پاشا کو اپنا نام اور عہدہ بتا کر کہا کہ اس بےعزتی کے بدلہ مین یا تمہارا سر قلم کراؤنگا یا فرانس باب عالی سے لڑائی شروع کر دیگا۔ ترکی پاشا نے اس دیوانہ کا منصب ملحوظ کرکے اُسے کوئی سزا نہ دی اور اوسکے ہذیان کے جواب مین کوئی لفظ زبان سے نہ نکال کر

اوسے بحراست دارالخلافہ تک لاکر وہان رہا کردیا - آستانہ عَلیہ مین مارشیول نے وزیر اعظم سے جب پہلی ملاقات
کی تو اُس سے کپتان پاشا کے سلوک کی شکایت ایسی تیزی اور تندی سے کی اور دہمکیون کا اس قدر طومار باندہ دیا
کہ وزیر نے سلسلۂ گفتگو کو منقطع کرکے اوسے رخصت کردیا - اس ملاقات کے بعد مارشیول نے مآل اندیشی اور تدبر کو بالکل
خیرباد کہدیا - اور ایشیائی رسم ورواج کی بات بات مین ایسی تحقیر کرتا تہا کہ سب کو اوسکی دیوانگی کا یقین ہوگیا - اور ہر جگہہ
ہمیشہ بے حرمت وذلیل ہوتا - اوسکی حماقت ودیوانگی کی ادنے مثالین یہ ہین کہ ایک دفعہ کئی عیسائی غلامون کو
بہاگ جانے مین مدد دی - قسطنطنیہ کے بازارون مین اگر ینگچریون کی کوئی جماعت اوسکے لئے راستہ نہ کردیتی
تو تلوار کہینچکر اونپر جہپٹ پڑتا - اور اپنے ترجمان کو ہروقت ایسی بیہودہ دہمکیان دینے کے لئے دیوان (مجلس وزراء)
کے پاس بہیجا رہتا کہ بقول ہمعصر آسٹرین سفیر کے ایک ترجمان کو پہانسی دیدیا گیا - دوسرے کی زندہ کی کہال کہنچوا دیگئی
اور آخر خود سفیر کے بیٹے کو قید کردیا گیا - فرانسیسی گورنمنٹ کی بیوقوفی کا اس سے بڑہکر کیا ثبوت ہوسکتا ہے - کہ
اوسنے ایسے پاگل محض کو ایسے جابر سلطان کے وقت اپنا سفیر بناکر قسطنطنیہ بہیجا جسکے احکام کے آخری الفاظ
ہمیشہ یہ ہوا کرتے تہے "جس طرح مین نے حکم دیا ہے اوسکی تعمیل کرو - ورنہ تمہارا سر قلم کرادونگا" ترکون نے
اوسکے تمرد پر عرصہ تک بہت صبر وتحمل اور کمال انسانیت سے کام لیا - لیکن اُسے مطلقاً ہوش نہ آئی تو آخر گورنمنٹ
عثمانیہ نے بہی سختی سے کام لینا شروع کردیا - غلطہ کے اکثر گرجے بند کردیئے گئے - تمام فرنگیون حتی کہ سفراء سے
بہی ہتہیار لے لئے گئے - اور یورپین اشیاء درآمد پر محصل بڑہا دیئے گئے - مارشیول ان تمام پابندیون اور
سختیون پر بہت بکواس کرتا رہا - مگر اوسکی کسی نے پروا نہ کی - اوسکو نہ فقط ترک ہی حقارت ونفرت کی نگاہ سے
دیکہتے تہے - بلکہ کل عیسائی بہی اوسے اپنی کل مصائب کا اصلی باعث سمجہکر سخت متنفر ہوگئے تہے - اس
نالائق نے اپنے قبل نشین کے قرضون کا جنکی درستی کے لئے وہ دراصل بہیجا گیا تہا کوئی انتظام نہ کیا - اور جب
کیسی مجبور ہوکر خود قسطنطنیہ آیا تو قرضخواہون کو اوسکے گلے کا ہار کرادیا - اور جن سوداگرون کا وہ ضامن ہوا تہا - اونکے
جہازون کو شاہ فرانس کیطرف سے بابعالی کو مراسلہ بہجواکر ضبط کرادیا - کپتان پاشا کا دل کبہی مارشیول کیطرف سے
صاف نہ ہوا تہا - ضبطی جہازات کے وقت وہ قائم مقام یعنی نائب وزیر اعظم ہوگیا ہوا تہا - اور اوسنے اس
ہر لونگ سے فائدہ اُٹہاکر سلطان کے نام سے ایک حکمنامہ مارشیول کے نام جاری کردیا کہ فوراً دار الخلافہ سے
چلا جائے - حکمنامہ مذکور مارشیول کے نام اوسکی ایلچیانہ حیثیت مین نہ تہا بلکہ اوسکی ذاتی حیثیت سے تہا -
اور جب مارشیول نے تعمیل سے پس وپیش کیا تو پاشا نے اسے جبراً ایک کشتی پر بٹہلاکر ایک فرانسیسی جہاز پر

بہجوادیا۔ اورجہاز مذکورعثمانیہ جہازون کی نگرانی وحراست مین ۱۶۳۴ء مین ڈارڈینلز سے بدر کر دیا گیا۔ اِسکے بعد دیوان نے سابق سفیر کیسی کو تا وقتیکہ شاہ فرانس کوئی انتظام کرے فرانسیسی سفارت کا اہتمام لینے کی دعوت کر کے اوسے اوسکی منظوری پر مجبور کر دیا۔ شاہ فرانس نے جب قایم مقام کا مراسلہ پڑہا تو اُس نے اپنے سفیر کے اخراج پر کسی ہرجانہ کا مطالبہ نہ کرکے کیسی کی تقرری کو منظور کر لیا۔ جو ۱۶۳۹ء تک سفیر رہا۔ بعد ازان شاہ فرانس نے ایم ڈی لاہے دانٹلی کو اپنا سفیر مقرر کر دیا۔

مارشیول کے زمانہ سفارت مین سب سے بڑا نقصان فرانس کو یہ پہونچا کہ یونانیون نے لاطینیون سے بیت المقدس کی تولیت کو غصب کر لیا۔ زمانہ مدید سے فرانسسکن طبقہ کے پادری فرانس کی زیرحمائیت مقدس مقامات پر قابض چلے آتے تہے۔ ۱۶۳۴ء مین یونانیون نے ترکون کے یورپینون سے برافروختہ ہونے سے فایدہ اُٹھا کر اپنے دعاوی کو پیش کیا۔ یہ مسئلہ یا مقدمہ دیوان کے روبرو کل عیسائی سفرا کی موجودگی مین پیش ہوا۔ اور فریقین نے اپنے اپنے دعوے کی تائید مین لمبی چوڑی شہادتین پیش کین۔ آخر روپیہ کے زور پر یونانی بازی جیت گئے۔ اور تقریباً چالیس برس تک فرانس کو اس حکم کے منسوخ کرانے مین کامیابی نہ ہوئی اس انتقال تولیت سے فرانس کا مشرق سے رہا سہا اقتدار بھی اُٹھ گیا۔ فرانسیسی راہبون کی تولیت فرانس کے اُس عملی اقتدار کا بقیہ تھی جو صلیبی لڑائیون مین اوسے مغربی ایشیا پر حاصل ہو گیا تہا۔ اور اس سے اوسکی ترکون اور عیسائیون دونون کی نگاہ میں بہت وقعت تہی۔ شاہان فرانس یروشلیم اور بیت اللحم کے معابد، کنائس اور دیگر متبرک مقامات کے حامی صرف مذہبی سرگرمی کی وجہ سے ہی نہ تہے بلکہ اونکی یہ سرگرمی پولٹیکل اغراض سے بہی خالی نہ تہی، پس جس جس قدر معابد اونکی حفاظت سے نکلتے گئے مشرق سے اونکا اقتدار گہٹتا گیا حتی کہ آخری عیسوی کنیسہ کے اونکے علم سے دور ہوتے ہی فرانسیسی اقتدار کا خاتمہ بالخیر ہو گیا۔ ✤

شمالی افریقہ کی ریاستین اور اُنکے بحری قزاق

فرانس اور ٹرکی مین اَن بَن ہوتے ہی اول الذکر کے تجارتی جہاز بحیرہ روم مین بار بری (یعنی شمالی افریقہ کی ریاستون) کے قزاقون کی تاخت و تاراج کا نشانہ بن گئے۔ سترہوین صدی مین ان لوگون کی قزاقی غائیت درجہ پر پہونچ گئی۔ ان کے سو سے زیادہ جہاز سمندر اور عیسوی ساحل کی لوٹ مار پر مامور تھے۔ اور انسان حیوان اونکی دستبرد سے کوئی محفوظ نہ تہا۔ تمام یورپ مین آنکی لوٹ مار سے تہلکہ برپا ہو گیا۔ کیونکہ کوئی ایسا شہر نہ تہا جس کے دو چار عیسائی ان قزاقون کے پاس مقید نہ ہون۔ دریائی سفر نہائیت خطرناک ہو گیا تہا۔ اور قزاقون کے

جہازونپر بسا اوقات ایک ہزار سے زیادہ عیسائی پابزنجیر موجود ہوتے بحیرہ روم سے عیسوی تسلط بالکل دور ہوگیا تہا۔ اور اوسکو مالک متصرف مسلمان تھے۔ مگر بدقسمتی سے وہ ایسے مسلمان تہے کہ جن کو گو مذہبی پاس بہت کچہہ تھا۔ مگر اُنکے اعمال اپنے پاک مذہب کے منشار کے مطابق نہ تہے۔ طرابلس الغرب۔ تونس اور الجزیرہ کے قزاق یا ڈی تر ٹرکی کے جرائم پیشہ افراد کا مجموعہ تھے۔ اور اونکے سرغنہ و کپتان عموماً عیسائی نومسلم ہوتے تہے۔ +

فرانس اور ٹرکی مین اتحاد ہونیکے بعد شمالی افریقہ کے قزاق فرانس کے سواحل کی حراست کرتے تہے۔ کیونکہ سلیمان اعظم کے احکام سے سرتابی کرنے کی ان لوگون کو مجال نہ تھی۔ اور شاہ فرانسس اول خود بھی بیدست و پا نہ تھا۔ اوسکے پاس جنگی بیڑہ موجود تہا۔ مگر سلیمان کے جانشینون کے عہد مین ان ریاستون کے گورنر اور قزاق بتدریج بابعالی کی ماتحتی سے آزاد ہوتے گئے۔ اور ادہر ہنری ثانی شاہ فرانس کی اولاد کے زمانہ مین فرانس کے پاس بحیرہ روم مین بمشکل کوئی جنگی جہاز رہگیا۔ جبتک فرانس سپیدار ہا۔ وہ محفوظ رہا۔ بگاڑ شروع ہوتے ہی اوسکے جنوبی ساحل بہی اٹلی اور ہسپانیہ کے سواحل کیطرح قزاقون کا آماجگاہ بن گئے۔ اوسکا کوئی تجارتی جہاز توپون اور سپاہیون کے بغیر سمندر کو جانے کی جرأت نکر سکتا تہا۔ حتی کہ قزاق فرانسیسی جہازون اور ملاحون کو خود شام کے بندرگاہون اور ڈارڈینلز کے قلعون کے سامنے سے پکڑ لیجاتے۔ فرانس کے جنوبی صوبجات پراونس اور لنگوئی ڈاک کا کوئی ایسا بندرگاہ یا ساحلی موضع نہ تھا جہان کے تیس چالیس ملاح مسلمان لوٹیرون کے پاس اسیر نہ ہون۔ وہان کے باشندون کو اپنی حفاظت کیلئے قلعے تیار کرنے پڑے۔ اور غنیم کی آمد کا پتہ دینے کے لئے دن اور رات کیلئے علیحدہ علیحدہ علامتین اور نشان تجویز کر دیئے گئے۔ افریقین بلاد کے نومسلم قزاقون سے مال غنیمت نہایت ارزان خرید کرکے پہر بطور خود اونکو بلاد یورپ مین لیجاکر معقول نفع پر فروخت کرلیتے۔ الغرض اُس زمانہ کے تمام عیسائی مؤرخین کی کتابین اس قزاقی کے نوحہ سے پر ہین۔ +

لوئیس سیزدہم شاہ فرانس کی حکومت نے متواتر و مسلسل شکایات سے متأثر ہوکر بابعالی کے پاس قزاقی کا تدارک کرنے کی پرزور درخواست کی۔ جسپر عثمانیہ گورنمنٹ نے بربری قزاقون کو فرانسیسی جہازون کے لوٹنے سے باز آجانے اور فرانسیسی قوم کے کل غلامون کو رہا کر دینے کا حکم دیا۔ مگر بقول مینیرز صاحب ان احکام کی کوئی پروا نہ کی گئی۔ اسپر شاہ فرانس نے براہ راست خود قزاقون سے خفیہ طور پر عہد و پیمان کرنے کا انتظام کیا۔ اور ۲۱ مارچ سنہ ۱۶۱۹ء کو ڈیوک آف گائیس فرانسیسی امیر البحر متعینہ بحیرہ روم کی معرفت شاہ فرانس اور اہالی الجزائر مین عہدنامہ ہوگیا عثمانیہ حکومت اندرونی مخصمون مین اس وقت ایسی مبتلا تہی کہ اُس نے اپنے باجگزار صوبہ کی اس خودمختارانہ فعل

کی کوئی پروا نکی۔ اور اس طرح سے آہستہ آہستہ دلیر ہوکر سلطنت عثمانیہ کے مختلف باجگزار صوبون کو پہلے تو خود مختار ہونے اور پھر یورپ کی عیسائی طاقتون کو انہین دبا لینے کا موقعہ مل گیا۔ خیر مضی ما مضی خداوند کریم اب ہی سامان سلطنتون اور اونکے باجگزارون اور ماتحت صوبون کو نیک ہدایت عطا فرمائے۔ اہالی الجیریا نے معاہدہ تو کرلیا۔ مگر اوسکی تعمیل مطلقًا نہ کی۔ اسپر دوسرے برس سات فرانسیسی جنگی جہاز قزاقون کی تلاش مین روانہ کئے گئے جو برابر دو برس تک سمندر مین گشت کرتے رہے اور قزاقون کے کئی جہاز بہی اونکے قابو چڑہ گئے۔ مگر یہ بیڑہ کل تجارتی جہازون کی حفاظت کے لئے ناکافی تہا۔ قزاق اونکو بیڑہ مذکور سے بچ بچاکر برابر لوٹتے رہے جتنی کہ سنہ ۱۶۲۶ء مین فرانسیسی معززین نے بادشاہ سے درخواست کی کہ "ساحلی علاقہ کو قزاقون کی دستبرد سے محفوظ رکہنے کے لئے وہان کے کل بندرگاہون مین ساحل کی حفاظت کرنیکے قابل جنگی جہازون کی کافی تعداد رکھی جائے" مگر وزیر اعظم رشلو کو اس وقت اپنی کل بحری طاقت کی پراٹسٹنٹون کے مقابلہ کیلئے ضرورت تھی اوسنے سائلین کی مطلب براری کے لئے سلطان سے التجا کی۔ کہ وہ قزاقون کو باز رکہنے کا کوئی انتظام کرین باب العالی نے درخواست منظور کرکے اپنے الجزائری بحری ملیشیا (بحری بیقاعدہ فوج) کے سپاہیون کے نام جنہین کاری مراسلات مین غلامانِ سلطان کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا تہا حکم بہیجا کہ وہ سلطان المعظم کے دوست شاہ فرانس کی رعایا اور جہازون کی حرمت کیا کرین۔ اودہر گورنمنٹ فرانس نے پراونس کے ایک تاجر سمی سیمون بنولون کے ہاتھہ وہ دو توپین جو بربری قزاقون سے بحری لڑائی مین بطور غنیمت ملی تہین اور وہ ترکی اسیر جو فرانسیسی جہازون پر مقید تہے بہیجکر فرانسیسی اسیرون کو واپس منگوالیا۔ اور ۱۹ ستمبر سنہ ۱۶۲۸ء کو فرانس و الجیریا مین جدید معاہدہ ہوگیا جسکے رو سے اہالی الجیریا نے فقط فرانسیسی جہازون کی حرمت کرنیکا اقرار کیا۔

اہالی جزیرہ نے اس معاہدہ کی بہی پوری تعمیل نہ کی۔ جہالت کی وجہ سے جسکی باعث وہ اپنے پاک مذہب کے مقدس احکام کے منشا کے سمجہنے اور اونکی پابندی کرنے سے بہی قاصر ہوگئے تہے۔ یہ امر ان لوگون کی سمجہ سے ارفع ہوگیا تہا کہ جب دوسرے کافرون کے مال و متاع کو لوٹا جاتا ہے تو اونکے ایک خاص گروہ کو کیون محفوظ رکہا جائے۔ مگر ان بدعہدیون کا اصل باعث وہ مسیحی نومسلم تہے جو فاقہ و افلاس سے مجبور ہوکر یا جرائم سنگین کے مرتکب ہوکر بلاد اسلامیہ کو بہاگ آئے تہے۔ اور دنیا پرستی اور خود غرضی اونکا حقیقی مذہب تہا۔ اور صرف مسلمانون کی حفاظت و حمایت سے مستفید ہونیکے لئے بظاہر اسلام کے زمرہ مین داخل ہوگئے تہے ورنہ فی الحقیقت اونکے اصول و شعار وہی پہلے ایسے تہے۔ مگر تبدیل مذہب کے ذریعے سے وہ سادہ لوح مسلمانون

کو بہی دیانت داری۔ پابندی عہود اور دیگر اسلامی خوبیون سے ویسی ہی دلایل سے جنکو پادریون نے عیسائیون کو حضرت مسیحؑ کے بے نظیر احکام کے خلاف نشار کا بند بنانیکے لئے آلہ بنا رکھا ہے اور جو بظاہر اس طرح سے پیش کیجاتی ہین کہ سیدہے سادہے ہے لوگون کو یقین آجاتا ہے کہ جو کچھہ یہہ کہہ رہے ہین۔ اوس طرح سے گرانہی اپنے مذہب کی سچی خدمت سے منحرف کرنے مین کامیاب ہوجاتے تہے۔

بربری قزاقون کی تاخت وتاراج کے بند نہ ہونے پر فرانیسی وزیر اعظم رشیلو[۱] نے ایم سیگوران کو سنہ ۱۶۳۳ء مین سواحل پراونس کا معائینہ کرنیکے لئے بہیجا جس نے اونکو قزاقون کی دستبرد کی وجہ سے بالکل برباد اور بحیرہ روم کی فرانسیسی تجارت کو قریبًا معدوم پایا۔ رشیلو ایسا مستعد ومنتظم شخص اس بربادی کے انسداد سے کب رک سکتا تہا۔ مگر خاندان آسٹریا کے ساتہہ جانگداز معرکہ آرائی مین وہ ایسا مصروف تہا کہ اُسے ہکا انتظام کرنیکی فرصت نہ ملی۔ تاہم اُس نے فرانیسی سواحل بحیرہ روم کی حفاظت کے لئے بارہ جنگی جہاز بہم پہونچادیئے۔ اور شیولیر دولاتی روسیلی کے زیر کمان ایک بیڑہ مراکو کو روانہ کیا جسنے قزاقون سے چہہ سو عیسائی غلامون کو رہائی دلوادی۔ وزیر مذکور نے مالٹا کے نائیٹون سے بہی اس غرض کے لئے نامہ وپیام شروع کیا کہ وہ جزیرہ کو شاہ فرانس

---

[۱] ارمنڈ جین ڈو پلیس ڈی رشیلو جس کا ذکر پہلے بہی آچکا ہے نہایت مشہور فرانیسی مدبر گذرا ہے۔ وہ ایک شریف مگر مفلس گہرانہ کا فرزند تہا۔ ابتدا مین اسے سپاہ گری کے لئے فوجی کالج مین تعلیم دی گئی۔ مگر یادریگری اُس کے مذاق کے موافق تہی۔ اور اُس نے مسیحی علم دینیات اور الٰہیات پر پوری توجہ لگادی۔ اور تہوڑے عرصہ مین اس قدر لیاقت حاصل کرلی کہ پوپ نے اُسے بشپ بنادیا۔ روما سے جب وہ اپنے وطن ومولد پیرس کو واپس آیا تو ملکہ میری ڈی میڈیسی نے جس کا ذکر کسی حاشیہ مین ہوچکا ہے اسے اپنا خاص پادری اور اعلے وزیر مقرر کردیا۔ اور تہوڑا عرصہ بعد پوپ نے بہی اوسے اعلٰے ترین مذہبی منصب یعنی کارڈنیل کا رتبہ عطا کردیا۔ لوئیس سیزدہم کے زمانہ مین ۱۸ برس کامل اسکو اس قدر اقتدار حاصل رہا کہ خود بادشاہ بہی اُس سے دبتا تہا۔ اوس نے کالونسٹ فرقہ اور آسٹریا کے شاہی خاندان کو متواتر شکستین دے کر بہت ذلیل کیا لیکن گو وہ پروٹسٹنٹ مذہب کا جانی دشمن تہا۔ مگر اُن سے بیجا سختی نہ کرتا تہا اور بڑا علم دوست تہا۔ فرانسیسی اکیڈیمی (دار العلم والعلماء) اور پیرس کے شاہی بوٹنیکل گارڈن (باغ برائے شائقین علم نباتات) کو اُسی نے قایم کیا تہا۔ عالمون کی بہت قدر کرتا تہا۔ اُس نے اپنے حالات خود قلمبند کئے تہے جو سنہ ۱۸۲۳ء مین پہلی مرتبہ پیرس مین طبع ہوئے۔ ... فرانس کے دار الخلافہ پیرس مین سنہ ۱۵۸۵ء مین پیدا ہوا اور وہین سنہ ۱۶۴۲ء مین فوت ہوا۔ مؤلف ۱۲

کے سپرد کردین۔ اور بربری قزاقون کی بیخکنی کرنے مین فرانس کی امداد و اعانت کرین۔ مگر پہلے مدعا مین اوسے قطعاً اور دوسرے مین تقریباً پوری ناکامیابی ہوئی۔ آخر جب سنہ ۱۶۳۶ء مین رشیلو نے فرانسیسی بیڑہ جہازات کو آرچ بشپ سورڈس کے ماتحت جزائر ہایرس کو جو فرانس کے جنوبی ساحل کے قریب بحیرہ روم مین چند چھوٹے چھوٹے غیر آباد سے جزیرون کا مجموعہ ہین اور جنکو ہسپانیہ نے قابو کر لیا ہوا تھا پھر فتح کرنیکے لئے بحر ظلمات سے بحیرہ روم کو روانہ کیا تو بربری قزاقون کی نسبت اوسے حسب ذیل ہدایات کین :-

"جزائر مذکورہ بالا کو فتح کرنیکے بعد بیڑہ ساحل بربر کے کنارہ کنارہ ٹیونس سے الجیرز کو جائے۔ اور ان شہروالون سے اون فرانسیسی اسیرون اور غلامون کو جنہین انہون نے معاہدات صلح کے برخلاف جو شاہ فرانس اور اونمین طے ہو چکے ہوئے ہین روک رکھا ہوا ہے حوالہ کر دینے کا مطالبہ کیا جاوے۔ اسکے عوض مین ہم اون ترکون کو جو مرسیلیا مین مقید ہین رہا کر دینگے۔ اگر وہ اس مطالبہ کی تعمیل نہ کرین تو جنگ کا اعلان کر کے ان شہرون کے باشندون اور جہازون کو اسیر یا تباہ کر دیا جائے"۔ مگر بیڑہ مذکور کو اہل ہسپانیہ کے مقابلہ سے اتنی فرصت نصیب نہ ہوئی کہ وہ ٹیونس اور الجزائر کو جا کر فرانسیسی توپون کے ذریعہ سے فرانسیسی مطالبات کو پورا کراتا۔ اہالی الجزائر اپنے کام مین بدستور اور ایسی کامیابی سے مصروف رہے کہ دو برسون مین انہون نے اسی فرانسیسی جہازون کو گرفتار کر لیا۔ رشیلو نے انکی پامالی کیلئے سنہ ۱۶۴۰ء مین ایک اور نیا بیڑہ تیار کیا۔ مگر پہلے بیڑہ کی طرح اوسے بھی کوئی کامیابی نہ ہوئی طوفان سے اوسکے جہاز پراگندہ ہو گئے۔ اور باقیماندہ بے نیل مرام فرانسیسی بندرگاہون کو واپس چلے گئے سنہ ۱۶۴۱ء مین بھی گورنمنٹ فرانس کو کوئی کامیابی نہوئی۔ اور اہالی ٹیونس سے فرانسیسی تجارت اور جہازون کی حفاظت و حرمت کے متعلق نامہ و پیام کرنیسے کوئی نتیجہ مترتب نہ ہوا۔ الغرض جب لوئیس[1] چہاردہم

---

[1] یہ اپنے باپ لوئی سیزدہم کی وفات پر صرف پانچ برس کا بچہ تھا۔ سلطنت کا انتظام جسطرح اوسکے باپ کے عہد حکومت کی ابتدا مین اوسکی دادی کرتی رہی تہی اوسکے تخت نشین ہونے پر اوسکی والدہ ملکہ این کو جو خاندان آسٹریا کی شہزادی تہی سپرد کیا گیا۔ اور مازارین ملکہ مذکورہ کے ماتحت وزیر اعظم رہکر سلطنت کا کاروبار چلاتا رہا۔ اس بادشاہ نے کامل ۷۲ برس سلطنت کی۔ سویڈن۔ پرتگال۔ ہسپانیہ۔ آسٹریا۔ جرمنی۔ انگلستان اور ہالنڈ سے ہر وقت اوسکی لڑائیان ہوتی رہتین۔ کبھی ان مین سے کوئی سلطنت فرانس کے ساتھہ ہو جاتی اور دوسرون کے ساتھہ ہنگامہ کارزار گرم رہتا۔ اور کبھی موافق کے ساتھہ بگاڑ اور دوسرون سے صلح ہو جاتی۔ بری لڑائیون مین فرانس بالعموم کامیاب اور بحری لڑائیون مین انگلستان کے ہاتھہ سے شکستیاب ہوتا رہا۔ اسکی شادی شاہ ہسپانیہ کی بیٹی میری تہرسیا سے ہوئی جسکے بطن سے ایک فرزند نرینہ لوئی پیدا ہوا۔ جو

(فرانسیسی تلفظ لوئی ہے) ۱۶۴۳ء مین تخت نشین ہوا۔ تو فرانس اور بلاد مشرق کے باہمی تعلقات کی حالت نہائیت ابتر ہو رہی تہی۔ جو نئے بادشاہ کی غلطیون سے جنکا اثر بد ٹرکی اور فرانس دونون کو یکسان محسوس کرنا پڑا اور زیادہ بگڑ گئی۔ +

مراد کی وفات

مراد ۹- (فروری) ۱۶۴۰ء مطابق ۱۶- شوال ۱۰۴۹ ہجری ۲۸- برس کی عمر مین بعارضہ بخار فوت ہوا۔ بغداد سے واپس آکر اور بیمار پڑنے کے درمیانی عرصہ مین اُس نے سلطنت کی خستہ حال بحری طاقت کو پہر مضبوط اور درست کرنیکی کوشش کی۔ البانیا اور اوسکے ملحقہ اضلاع مین اوسکے مہم بغداد مین رہنے کی وجہ سے جو سرکشی اور تمرد کے آثار نمایان ہو گئے تہے اونکا دفعیہ کیا۔ اور عام خیال ہے کہ مرض الموت کے دامنگیر ہونیکے وقت وہ وینس کے ساتھ لڑائی کرنیکی تیاریان کر رہا تہا۔ بخار کے مہلک ہو جانے کے مختلف باعث بتائے جاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ کثرت شراب خواری سے تپ خطرناک ہو گیا۔ اوسی بخار سے کچہہ افاقہ ہو گیا تہا کہ ایک منظور نظر کے جلسہ دعوت مین ایسی بد پرہیزی کی کہ بخار پہر بشدت چڑہ گیا۔ اور وہ آخر مہلک ہو گیا۔ اور بعض کہتے ہین کہ اوسی زمانہ مین سورج کو گرہن لگا۔ اور اس سے اوسکی متوہمانہ طبیعت پر بُرا اثر پڑا بہر حال وہ بخار پیام اجل تہا جس نے اُسے پندرہ دنون کے اندر اس جہان سے رخصت کر دیا۔ خونریزی اسکی مزاج مین اس قدر راسخ ہو گئی تہی کہ نزع کے وقت بہی آخری حکم اوسکی زبان سے گردن مارنے کے متعلق صادر ہوا کل خاندان عثمانیہ مین اُسکے سوا صرف ایک شخص اوسکا بہائی ابراہیم زندہ تہا جسے خدا معلوم بخار کی بیہوشی اور جنون کی وجہ سے یا اس ارادہ سے کہ عثمانیہ خاندان کا بالکل صفایا ہو جانے سے اوسکا منظور نظر سلحدار پاشا تخت نشین ہو جائے یا شاید محض اس خبط اور احمقانہ ترنگ مین آکر کہ مین اس نامور خاندان کا آخری بادشاہ گنا جاؤن اور اوسکا بہی خاتمہ میرے ہی ساتہہ ہو جائے۔ مراد نے مرنے سے بہت تہوڑا عرصہ پہلے اس شہزادہ کو قتل کر دیئے جانے کا حکم دیا۔ اور اگر سلطان والدہ کا دم نہ ہوتا تو ایسی حالت مین بہی جبکہ سب کو مراد کے چند منٹون

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ تین فرزند لوئی۔ فلپ اور گسٹن چہوڑ کر ۱۷۱۱ء مین باپ کے حین حیات فوت ہو گیا۔ یہ بادشاہ بے حد خودستا اور خوشامد پسند تہا۔ مگر لائق آدمیون سے جو نہائیت وفاداری اور جانفشانی سے اوسکا کام کرتے تہے۔ کام لینے کا اُسے خوب ڈہب آتا تہا۔ اس نے کئی آشنائین رکہی ہوئی تہین جن سے متعدد ولد الحرام لڑکے بالے پیدا ہوئے۔ مرنے سے کچہہ عرصہ پہلے تائب ہو کر اُس نے ایک آشنا سے خفیہ شادی کر لی۔ تاکہ گناہ کا مرتکب نہ ہو۔ انگلستان کے دو بادشاہ چارلس ثانی و جیمز ثانی کو کئی مرتبہ اُس سے نقد امداد کا ملتجی ہونا پڑا۔ وہ ۱۶۳۸ء مین پیدا ہوا۔ اور ۱۷۱۵ء مین فوت ہوا۔ اسکے بعد اوسکا پرپوتہ لوئی پانزدہم تخت نشین ہوا۔ مؤلف

مین مرجانے کا یقین تہا کسی فرد بشر کو اوسکی عدول حکمی کرنے کی جرأت نہ پڑتی ۔ مگر سلطانہ ماہ پیکر کا وجود جس طرح اپنے بیٹے کے ابتدائی زمانہ حکومت مین قیام سلطنت کا باعث ثابت ہوا تہا ویسے ہی اب اوسکی جان کندنی کے موقعہ پر خداوند کریم نے اس نیک بخت شاہزادی کو بقائے خاندان کا موجب بنا دیا۔ اُس نے ابراہیم کو چہپاکر مراد کو جہوٹ موٹ کہلا بہیجا کہ ابراہیم قتل کر دیا گیا ہے اور کسی اور شخص کی لاش اوسکے کمرہ کے باہر بہجوا دی ۔ مراد کو جسکے روح کو ملک الموت نے قبض کرنا شروع کر دیا ہوا تہا اس پیغام پر یقین آگیا اور اوسنے نہایت خوفناک طریق سے مسکرا کر لاش کو سامنے لائے جانیکا حکم دیا اور اوسکو دیکہنے کے لئے بستر مرگ سے اُٹہنے کی کوشش کی ۔ اس موقعہ کی نسبت ایک مؤرخ لکہتا ہے کہ معالج حکیم نے بادشاہ کو یہہ کہکر کہ مردہ کا معائنہ نقصان پہونچائیگا اوسے اس ارادہ سے روکدیا ۔ اور ایک دوسرے وقایع نگار کا بیان ہے کہ مراد کے ملازموں نے اس خوف سے کہ اگر راز فاش ہوگیا تو ہماری خیر نہین اوسکو جبراً بستر سے اُٹہنے نہ دیا ۔ اور ان مین سے چند حافظ قرآن کو جو پاس کے کمرہ مین بیٹہا ہوا تہا مگر قریب المرگ سلطان کے سامنے آنیکی اب تک جرأت نہ کرسکا تہا بُلا لائے ۔ اور جونہی اُس نے سورہ یٰسین کی آیات پڑہنی شروع کین آخری نبرد آزما عثمانی سلطان مراد چہارم کا طایر روح جسد عنصری سے پرواز کرگیا ۔ مراد نے کل ۱۷ برس سلطنت کی ۔ اُسے سواری اسپ کا نہایت شوق تہا ۔ اوسکے اصطبل مین ہر وقت آٹہہ سو سمند باد پا موجود رہتے تہے ۔ +

سلطان مراد کی تخت نشینی کے وقت اوس زمانہ کے اکثر عیسائی مؤرخین نے جیسا کہ پہلے لکہا جاچکا ہے یہہ پیشینگوییان کرنی شروع کردی تہین کہ سلطنت عثمانیہ کا انجام قریب پہونچگیا ہے ۔ اور اس مین کوئی کلام نہین کہ ترکونکی جو کچہہ اس وقت حالت تہی اوسکو دیکہکر ایسی رائے قایم کرنے مین اونکو غلطی پر نہین کہا جاسکتا مراد ثالث کے زمانہ مین اکثر مسیحی طاقتون نے ٹرکی سے تجارتی معاہدے کرکے ترکون کے ساتہہ بہت خلط ملط بڑہاکر اونکو یورپین تہذیب کے کرشمون اور دلفریب اداؤن کا شیفتہ بنا دیا تہا ۔ ترک خیال کرنے لگ گئے تہے کہ ہم نے بہتیرے ملک فتح کرلئے ہین ۔ اور ضرورت سے زیادہ محاربون مین کفار اور اعداء کو پامال و مغلوب کرچکے ہین اب امن و آرام کے حظ اُٹہانے چاہئین ۔ مگر وہ یہہ نہ سمجہے کہ اپنے آبائی پیشہ سپاہیگری کو چہوڑتے ہی امن و آسایش کی عیوب ہمپر مستولی ہوجائینگے ۔ اولوالعزمی کو چہوڑنے کے ساتہہ ہی بادشاہ عیاش و کاہل اور پاشے اور سپاہی آرام پسند اور خائن ہوگئے ۔ قسطنطنیہ کے عیش و عشرت نے جو زنانہ صفت یونانی عیاشون کی صحبت سے اُن مین بہی رائج ہوگئی تہی اونکو اپنا پورا غلام بنالیا اور اپنے آبا و اجداد کے برخلاف جنکو کبہی سکون و قرار نہ تہا اونکو

حقہ کی نئے موںھہ سے لگائے ہوئے گدگدے بسترون اور قالینون پر لیٹے رہنے اور حرکت سی سخت متنفر ہونیکی عادت پڑگئی- مگر اس مضمون پر پیشتر ازین کئی دفعہ بالتفصیل لکہا جاچکا ہے- اسلئے مین مراد کے ایک ہمعصر انگریز مورخ کی صرف وہ چند دلیلین جنکا پہلے ذکر نہین آیا- یہان تحریر کرنے پر اکتفا کرتا ہون- مسٹر ہیبٹ ہیلن نے منجملہ دیگر بواعث جن سی اوسنے ۱۹۲۹ء مین ٹرکی کے عنقریب زوال پذیر ہوجانیکا نتیجہ نکالا اتفاقاً چند وجوہات یہ تحریر کین ہین-

اولاً- سلطنت کا جسم اس قدر بڑہ گیا ہے کہ سر (یعنی گورنمنٹ) اوسے قابو مین نہین رکہہ سکتا-

دوم ترکون نے کچھ عرصہ سے اپنے مقبوضات مین کوئی اضافہ نہین کیا- اور یہ مسلمہ امر ہے کہ جب سلطنتون کے حجم وجسامت اور مقبوضات مین اضافہ ہونا بند ہوجاتا ہے- تو وہ گہٹنی شروع ہوجاتی ہین کیونکہ یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ تلوار کی مدد کے بغیر کوئی سلطنت قایم نہین ہوتی- سب بزور شمشیر وجود پذیر ہوتی ہین- اور جب تلوار عدم استعمال سے زنگ آلودہ ہونی شروع ہوجائے تو لازمی طور پر سلطنت ہی معرض زوال مین آجاتی ہے- یہی وہ اصل اصول ہے جسپر کاربند ہونیسے سلطنت انگلشیہ کو روزافزون ترقی حاصل ہو رہی ہے دنیا کے سب سے زیادہ بارونق اور آباد ترین حصص اوسکے قبضہ مین ہین اور اوسکو اس قدر وسعت حاصل ہے کہ آفتاب کسی وقت اوسپر سے غروب نہین ہوتا- بااین ہمہ اور نیز گو دنیا مین اب کوئی ایسا آباد اور زرخیز مقام نہین رہگیا جو کسی نہ کسی یورپین سلطنت کے قابو مین نہ ہو- مگر پھر بھی اس اصل کو مدنظر رکہکر سلطنت کے مقبوضات کو بڑہاتے چلے جانے کے لئے ویرانون اور جنگلون کوہ ودشت اور صحاری کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑون پر ہزارون قیمتی جانین نثار کی جاتی ہین اور بصورت موجودہ ملحقہ علاقہ خواہ کیسا ہی بے قیمت کیون نہ ہو کوئی سال ایسا نہین گذرتا جس مین چند ہزار میل مربع ایسا علاقہ سلطنت مین ایزاد نہ کیا جاتا ہو- ہندوستان کی شمال مغربی سرحد پر آجکل اس پالیسی پر بحث جاری ہے- مدبرون کا ایک فریق زور دیتا ہے کہ حدود کو بڑہانا نامناسب ہے نہین موجودہ مقبوضات پر قناعت کرنی چاہیئے- دوسرا فریق حدود کو بڑہاتے رہنے کو سخت ضروری بتاتا ہے- روسی حملہ کو جسکا ہونا یقینی امر ہے کس صورت مین ہم اچھی طرح سے روک سکین گے- یا اوسکا مقابلہ کرنا کس جگہہ مناسب ہوگا؟ اس بحث کو علیحدہ رکہکر بھی جب اس مسئلہ پر غور کیا جائے تو اصول مذکورہ بالا صاف صاف بتا رہا ہے کہ موجودہ حدود پر قناعت کرنا مقبوضات کے دایرہ کے بتدریج سکڑتے جانیکا آغاز ہوگا- اور مین امید کرتا ہون کہ نہ فقط دولت علیہ عثمانیہ ہی اپنے سابقہ تجربات سی استفادہ کرنے کی کوشش کرے گی اور فتوحات

تازہ کے دور کو جو خداوند کریم کی مہربانی سے ۱۸۹۵ع کے محاربۂ یونان سے شروع ہوگیا ہے دیرپا بنانے کے لئے پوری سعی سے کام لیگی - بلکہ دولت عالیہ انگلشیہ بہی اونسے سبق لیکر قناعت کرنیکی رائے دینیوالے مشیرون کے مشورون کو کبہی قبول نہین کرے گی -

مسٹر پیٹران وجوہات کو لکہنے کے بعد سلطان مراد کی کم سنی اور ناتجربہ کاری سے فائدہ اوٹہانیکی مسیحی فرمانروائیون کو صلاح دیکر تحریر کرتا ہے کہ " مراد ایسا کمزور عصا ہے کہ اتنی بڑی سلطنت کبہی اوسکے سہارے قائم نہین رہ سکتی - اور یقین کامل ہے کہ اگر عیسائی دولتین متفق ہوجائین تو وہ نہین تو ینگچری فوج تاج وتخت عثمانیہ کی مالک ہوجائے گی " مگر اوسکی توقع کے خلاف سلطان مراد چہارم غازی نہ فقط کمزور مزاج شہزادہ ہی ثابت نہوا بلکہ اوسنے سلطنت کے پراگندہ ومتفرق اجزا کو جمع کرکے اوسکی پرانی شان وشوکت کو پہر قائم کردیا - اور اس وقت سے بعد اب تک گو تین سو برس گذر چکے ہین مگر سلطنت عثمانیہ بدستور محسود زمانہ چلی آتی ہے خلدہا اللہ الی انتہاء الدوران ! -

سلطان ابراہیم کی تخت نشینی اور اوسکی مجہولانہ کارروایان -

اس مجہول نامعقول بادشاہ کے حالات قلم بند کرنیسے پہلے جسکو ٹرکی کا واجد علیشاہ یا محمد شاہ کہنا کسی طرح مبالغہ آمیز نہین - کریسی صاحب تحریر کرتے ہین کہ " ابتک ہم خاندان عثمان کی چار سو برس کی تاریخ لکہہ چکے ہین - اور دو سو برس سے زیادہ طویل زمانہ کے حالات ابہی لکہنے باقی ہین - مگر قوی دل لیکن ناکامیاب سلطان محمود ثانی - اور سلاطین مصطفے ثانی سلیم ثالث (اور نیز ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین سلطان عبد الحمید خان ثانی الغازی جنکا نام مسٹر کریسی نے اسلئے نہین لکہا کہ اونکے زمانہ کے حالات اوسکی کتاب کے پہلے اڈیشن مین درج نہین ہوئے - اور دوسرا اڈیشن بہی جنگ روم روس کے بعد فوراً ہی شایع ہوگیا تہا) کے ماسوا باقی جسقدر سلاطین کا ذکر آئیگا - اونکا عدم وجود یکسان تہا - جنکی نالیاقتی سے سلطنت کو برابر ضعف پہونچتا چلا گیا - اور اون مین سے ہر ایک کے عہد مین برابر اندرونی خرابیان اور تباہیان وارد ہوتی رہین - جو تقریباً سب کی سب ایک ہی طرح کی تہین اور یکسان اسباب کا نتیجہ تہین - جنکا ہر عہد کے حالات مین بار بار دوہرانا فضول ہے - البتہ معرکۃ الآرا اور نتیجہ خیز محاربات کا ذکر خاص طور پر کیا جائیگا ان تذکرون مین ہمکو ایسے ایسے نامورون سے سابقہ پڑے گا جنکے نام جنگی شہرت کے لحاظ سے صفحۂ عالم پر ہمیشہ ثبت رہینگے - مگر ان لڑائیون مین ہلال بالعموم شکست یاب ہوتا رہا ہے علیحدہ نامور ہلال کو مضبوط کرنیکی وجہ سے نہین بلکہ اوسکی طاقت کو کمزور کرنے کی بدولت مشہور آفاق ہوگئے ہین - انامنجملہ چند مشاہیر

(وینشی سپہ سالار) مونٹی سکولی۔ (پولش جرنیل) سوبی اسکی۔ (اطالین شہزادہ)۔ یوجین اور (روسی کمانڈر) سوورو ہین۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ نہ نکال لیا جائے کہ ترکون کو اس زمانہ مین مطلقاً کوئی فتح اور ناموری نصیب نہ ہوئی۔ برخلاف اسکے ٹرکی کی افواج اور مجالس شوریٰ بہی واقعی لایق آدمیون سے خالی نہ تہین۔ خاندان کوپرلی اور دیگر ناموراشخاص ٹرکی مین ایسے گذرے ہین جنکے نام نہ صرف مشرقی بلکہ بلاد عرب مین بہی ادب اور عزت سے پکارے جاتے ہین۔ اس موقعہ پر یہ بہی جتا دینا ناموزون نہ ہوگا کہ گذشتہ دوصدیون کی عثمانی تاریخ مین گو ابتدائی زمانہ ایسے دلچسپ اور جوش دلانیوالے واقعات نہین گذرے تاہم وہ اون اہم مسایل کے متعلق جنکے سلجہانے مین اس وقت وسطی اور مغربی یورپ کی سلطنتین مصروف ہین بہت کارآمد اور مفید آگاہی دیسکتی ہے۔" صفحات مابعد مین اس اصول کو مین بہی مدنظر رکہون گا۔

مرادچہارم کے فوت ہونے پر جب ارکان دولت اوسکے بہائی کے مرنے کی خبر اور بادشاہی کا مژدہ سنانیکے لئے رخت ملوکانہ لیکر ابراہیم کے کمرہ کیطرف گئے۔ تو اوسنے اس خوف سے کہ جلاد میرے قتل کیلئے آئے ہین۔ دروازہ کو بند کرلیا۔ اوسے برابر آٹہہ برس سے ہر وقت اپنی ہلاکت کا خطرہ رہتا تہا۔ اُس نے سمجہا کہ بہائی نے میرا عندیہ دریافت کرنیکے لئے یہ حیلہ کیا ہے چنانچہ اُس نے وزراء کو جواب دیا کہ مین تارک الدنیا ہوگیا ہوا ہون۔ اور مجہے جہانداری سے کوئی سروکار نہین۔ آخر جب اوسے زبانی کہنے سے بالکل اطمینان نہوا تو سلطان والدہ نے متوفی سلطان کی لاش اوسکے دکہانیکے لئے اوسکے پاس بہیجدی۔ اسپر ابراہیم کمرہ سے باہر نکل آیا۔ اور بہائی کے جنازہ کو دفن کئے جانے کا حکم دیا۔ اسکے بعد وزرائے دولت ابراہیم کو جو روز ولادت سے تاریخ جلوس تک کبہی پشت توسن پر سوار نہ ہوا تہا تخت رواں پر بٹہاکر حضرت ایوب انصاری کی جامع مسجد کو لیگئے۔ اور وہان حسب دستور شمشیر بندی کی رسم ادا کی گئی۔ اور تاج وتخت بلکہ قوم وملک کی قسمت ایک ایسے شخص کے سپرد کردی گئی جسکی فطرت وطینت کو برسون کی محبوسی، عورتون کی صحبت اور دن رات کی اندیشہ ہلاکت نے بالکل ناکارہ اور نکمہ بناکر اوسے نفس پرست۔ عیاش۔ حریص وسفاک اور ساتہہ ہی بزدل اور کمینہ خصلت کردیا تہا۔ وہ بہت چیچک رو ضعیف العقل بست سالہ نوجوان تہا۔ اور اوسکے زمانہ مین وہ تمام قبیح خرابیان جو مرادچہارم سے پہلے کے چند نہایت ہی کمزوردل سلاطین کے وقت سلطنت کے انتظام مین پڑگئی تہین پہر دوبارا پیدا ہوگئین۔ اور مراد کی تمام اصلاحات پر پانی پہر گیا۔ البتہ اُسکے زمانہ کا جبر وظلم برابر موجود بلکہ ترقی پذیر ہوگیا۔ +

کچھہ عرصہ تک ابراہیم کے عہد کا اول وزیر اعظم قرہ مصطفے اوسکی زیادتیون کو روکتا اور اُسکے نقصون کی اصلاح کرتا رہا۔ وہ سلطنت کی عیسائی اور مسلم دونون مذاہب کی رعایا کو ایک نظر سے دیکھتا تہا۔ اور اُسکی جد وجہد سے کسی قدر عرصہ کے لئے سلطنت کے مالی انتظام مین بہی خرابی نہ آنے پائی۔ وہ نہ صرف اپنو ظالم و بے اصول آقا کو اپنی جان ہتہیلی پہ رکہکر اوسکی غلطیان صاف مُنہہ پر کہہ دیتا تہا۔ بلکہ اوسکی مجنونانہ خواہشون کو روکنے اور سلطان کی منظور نظر کنیزون اور بہانڈون کے اثر بد کو زائل کرنے مین جو علانیہ مناصب ملکی و فوجی کو بیچتے تہے دلیرانہ مصروف رہا۔ مگر ان خوبیون کے ساتہہ ہی اُس مین چند برائیان بہی تہین۔ اور یہہ دونون ملکر اوسکی تباہی کا باعث ہوئین۔ وہ ایسے اشخاص کا جو اوسکی رقابت پر تیار ہوگئے ہون یا اُن کے رقیب ہوجانے کا اندیشہ ہو جانی دشمن ہوجاتا تہا اور اونکو تباہ و برباد کرنے کے لئے کسی وسیلہ کو ناجائز نہین سمجہتا تہا۔ جب تک اوسکو مرد رقیبون سے سابقہ رہا تب تک تو اوسے برابر کامیابی ہوتی رہی۔ لیکن رفتہ رفتہ اوسکے ایسے دشمن پیدا ہوگئے جو اپنی جنس کی نوعیت اور تمدنی حیثیت و منزلت کی وجہ سے (یعنے بیگمات حرم) اوسکی دسترس سے باہر تہیں۔ اور اوسکی تباہی کا باعث آخرکار انہی مین سے ایک عورت ہوئی محلسرا کی منتظمہ کایہ خانم نے ایک دفعہ وزیر اعظم کو کہلا بہیجا کہ محل کے لئے پانسو گاڑی ایندہن فوراً بہیجدو۔ اوسی موقعہ پر صوبجات بعیدہ اور سرحدون پر فساد ہوجانے کی خبرین قسطنطنیہ مین موصول ہوئین۔ اور وہ ان اہم معاملات مین ایسا مصروف ہوگیا کہ اوسے خاتونان حرم سرا کے لئے ایندہن بہیجنے کی فرصت نہ ملی۔ اس فرمایش سے چند روز بعد وہ مجلس وزرا مین بیٹہا ہوا کاروبار سلطنت کے متعلق صلاح و مشورہ کر رہا تہا کہ دیوان کے برخاست ہونیکے معمولی وقت سے دو گہنٹے پیشتر اوسے ابراہیم کا حکم پہونچا۔ کہ دیوان کو فوراً برخاست کرکے حاضر ہوجائے۔ وزیر بہ تعمیل ارشاد جب سلطان کے سامنے گیا تو اُس نے اسے دیکہتے ہی سوال کیا "تمنے ایندہن کے پانسو چہکڑے کیون نہین بہیجے" وزیر نے جواب دیا "وہ بہیجدیئے جائینگے" یہ کہنے کے بعد اُسنے احتیاط کو ہاتہہ سے دیکر دلیرانہ عرض کیا "میرے بادشاہ۔ کیا ان پانچ سو چہکڑون کے بہم پہونچانیکی تاکید کرنیکے لیے جنکی قیمت پانچسو آنون سے زیادہ نہین مجہے دیوان سے بلوا بہیجنا اور سلطنت کے اہم معاملات کو تعویق اور خرابی مین ڈالنا تیرے لئے مناسب تہا۔ اور کیا تو نے یہ دانائی کا کام کیا ہے؟۔ اسکی کیا وجہ ہے کہ میرے حاضر خدمت ہونے پر تو مجہسے ایندہن کی بابت تو سوال کرتا ہے۔ مگر اپنی رعایا کی عرضداشتون۔ اور سرحدون اور صیغہ مال کی حالت کے متعلق ایک لفظ زبان سے نہین نکالتا ہے"۔ اس گفتگو کے وقت حسین آفندی نام ایک

اعلےٰ عہدہ دار موجود تہا۔ ترکی مورخ نامئہ نے اوسی سے سُنکر یہ قصہ درج کیا ہے۔ آفندی مذکور نے جب یحیی آفندی مفتی اعظم سے اسکا تذکرہ کیا تو اُس نے وزیر اعظم کو نصیحت کی کہ آیندہ وہ سوچ سمجھکر کوئی لفظ زبان سے نکالا کرے اور جس معاملہ مین سلطان دلچسپی رکہتا ہو اُسے حقیر نہ خیال کیا کرے۔ قرہ مصطفے نے جوابدیا " کیا سچ بتادینا سلطان کی سچی خدمت نہین ہے؟ کیا مین خوشامدی بنجاؤن؟ مین کمینہ بنکر جہوٹ بولنے پر سچ کہنے اور اسکی طفیل جان دیدینے کو ترجیح دیتا ہون " ✣

قرہ مصطفی کو اس ملاقات کے وقت سے اپنی تباہی کا کامل یقین ہوگیا تہا۔ مگر اُسنے اپنے رقیب اور جانی دشمن یوسف پاشا کو جو کچھہ عرصے سے سلطان کا بہت منظور نظر ہوگیا تھا برباد کرنیکے لئے ہاتھہ پاؤن مارے بغیر مرنا پسند نہ کیا۔ اس مدعا کے حصول کے لیئے اُس نے دار الخلافہ کی ینگچری فوج کو رشوت دی کہ وہ سرکاری راشن لینے سے انکار کرے جو امر اس بات کی علامت ہوتا تہا کہ فوج ناراض ہوگئی ہے۔ اوسنے صلاح یہ کر رکہی تہی کہ جب فوج ایسا کرے گی تو اسکا الزام مین یوسف پاشا پر لگا دونگا کہ بانی فساد وہی ہے مگر اوسکی یہ سازش ابراہیم کو معلوم ہوگئی اور اُس نے قرہ مصطفے کو اپنے سامنے بلاکر قتل کا حکم دیدیا۔ قرہ مصطفے کسی طرح سلطان کے سامنے سے بہاگ کر اپنے گہر مین جا چہپا۔ اور جب جلاد تعاقب کنان وہان پہونچے تو تن بہ تقدیر سونپ دینے کی بجائے جیساکہ بالعموم بلاد شرق کے مدبرین ایسی صورتون مین کرتے رہے ہین۔ اوسنے تلوار پکڑکر جلادون کا مردانہ مقابلہ کیا۔ اور چند کو ہلاک کرنیکے بعد آخر پکڑا جاکر قتل کردیا گیا۔ اسکے بعد جب اوسکے مکان کی تلاشی لی گئی تو پانچ تصویرین برآمد ہوئین جنمین سے ایک اوسکی شبیہہ تہی۔ اور باقی اُسکے ہمعصر اور چار وزراء کی۔ ان کے برآمد ہونے پر جاہل عہدہ دارون نے مشہور کردیا کہ مرحوم جادوگر تہا۔ اور ان تصویرون سے ساحرانہ عملون مین کام لیا کرتا تہا۔ اسپر اوسکا ایک مُور ملازم جسکی نسبت شبہ کیا گیا کہ وہ ساحری مین وزیر کا اُستاد تہا زندہ جلادیا گیا مگر اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ مصطفے کو مصوری کا شوق ہوگا۔ مگر مذہبی ممانعت اور جہال کی ناخوشی کی وجہ سے ان تصویرون کو کہچوا لینیکے بعد ظاہر کرنا مناسب نہ سمجہا ہوگا۔ اور اسلیئے اونکو محفوظ جگہ پر چہپا رکہا ہوگا۔ [illegible] موقعہ پر حاشیہ میں یہ لکہتے ہین کہ اسلام مین تصویر کی سخت ممانعت ہے۔ اور سچے مسلمان صورتین [illegible] ہین۔ پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصویر رکہنے یا بنانیکی بیشک ممانعت کی ہے۔ مگر عربی الفاظون مین تصویر کے معنے وہ نہین بتلائے گئے جو عام مفہوم ہین۔ بلکہ مٹی پتہر یا دہات کے مجسمہ یا بُت کے لیئے آئے ہین۔ اس لحاظ کاغذی پیکر کو تصویر کہنا غالبًا درست نہین ہوگا۔

قرہ مصطفےٰ کے بعد سلطان زادہ پاشا وزیر اعظم مقرر ہوا جس نے اپنے قبل نشین کے انجام سے سبق لیکر کبھی دلیرانہ صاف گوئی کے مرتکب ہونیکا مصمم ارادہ کر لیا - وہ سلطان کی ہر ایک خواہش کو نہایت مستحسن بتاتا - اور اوسکے ہر ایک جذبہ ونفسانیت کو پورا کرنے مین کوئی دریغ نہ کرتا - قرہ مصطفےٰ کا دباؤ اُٹھہ جانیسے ابراہیم کی عیاشی - شہوت پرستی اور سفاکی کا کوئی حد و پایان نہ رہگیا تہا - اور نالایق سے نالایق حرکت کے مرتکب ہونے سے بہی اوسے شرم و حیا مانع نہ ہوتی تہی - مگر ایسا حیوان مطلق شخص بہی نئے وزیر کی بیحد تابعداری سے متعجب ہوئے بغیر نہ رہ سکا اور اُس سے ایک دن دریافت کیا "کیا وجہ ہے کہ تو میرے ہر ایک فعل کو خواہ وہ اچھا ہو یا بُرا پسند کرتا ہے" بے حیا اور کمینہ وزیر نے جواب دیا "میرے بادشاہ تو خلیفہ اور ظل اللہ علے الارض ہے - جو خیال تیرے دل مین آئے وہ خدا کی طرف سے الہام ہوتا ہے تیرے احکام مین خواہ وہ بظاہر کیسے نامعقول معلوم ہون فی الحقیقت نہایت معقولیت پنہان ہوتی ہے یہ کُنہ تیرے غلام کو معلوم ہے - اور اسی لئے خواہ وہ تیرے احکام کا منشا نہ سمجہہ سکے وہ اونکا ادب کرتا ہے" ابراہیم ایسا کاٹہہ کا اُلّو تہا کہ اُسے فقط وزیر کی بات کی بامتانت ہونے پر اعتبار ہو گیا - بلکہ اُس وقت سے اوسے اپنے مُلہم اور لسان الغیب ہونیکا بہی پورا یقین ہو گیا - خواہ وہ کیسا ہی بیشرمانہ فعل - احمقانہ بیوقوفی یا وحشیانہ سفاکی کا مرتکب ہو اوسکو یقین تہا کہ مین یہ سب کچہہ خدا کے منشا و الہام سے کر رہا ہون - مگر اس مُلہم کی بیحیائی اور سفاہت یہان تک بڑہ گئی کہ خود محلسرائے کی نازنینون کو بہی جنہین عیش و عشرت اور ناچ رنگ کے سوا دین و دنیا سے سروکار نہ تہا وہ ناگوار گذرنے لگی - والدہ سلطان نے اوسکو طفلانہ مزاجی اور بدچلنی سے ہٹانیکی بہت کوشش کی مگر بیفائدہ -

ابراہیم والدہ کو وزیر کا جواب سنا دیتا - اور اپنے نفس کی باگ ہر ایک خواہش و تمنا - حظ و لذت اور عیش کوشی و خونریزی کے شوق کو پورا کرنے کیلئے ڈہیلی کر دی -

مراد نے دوراندیشی سے کام لیکر جو بیشمار خزانہ جمع کیا تہا - اُسے زنانہ صفت ابراہیم نے اپنی ترنگون مین تہوڑی مدت مین اُڑا دیا - اور اسکے بعد وسنے اپنے نکمے ہمجلیسون اور کنیزون کی فرمائشین اور اپنی طفلانہ تمناؤن کے پورا کرنیکے لئے روپیہ حاصل کرنیکے واسطے ہر ایک فوجی و ملکی عہدہ کو سب سے زیادہ روپیہ دینے والے کے پاس بیچنا شروع کر دیا - پرانے محصولون کی شرح بڑہا دی گئی - اور نئے محصول عاید کئے گئے جنکے نامون ہی سے معلوم ہو رہا ہے کہ ابراہیم کیسے لغو کامون کے لئے اپنی رعایا کا خون چوس رہا تہا - دنیا مین کونسی چیز تہی جسکا اوسکو شوق نہ تہا - مگر ایک تو خوشبو اور عطریات بالخصوص عنبر - اور دوسرے نہایت ہی بیش قیمت

سموروں کو صرف پہننے کا ہی نہین بلکہ اپنے گردوپیش سب طرف اونہی کو دیکھنے کا سخت شوق تھا۔ ان خواہشون کو پورا کرنے کے لئے محصول عنبر اور محصول سمور کے نام سے دو ٹیکس رعایا پر لگا دیئے گئے۔ سموروں کا خبط سلطان کو ایک بڑھیا کی کہانی سننے سے جو خاتونان حرم کو رات کے وقت قصہ کہانیان سُنا کر بہلایا کرتی تھی پیدا ہوا تھا۔ ایکرات اُس بڑھیا نے زمانہ قدیم کے کسی بادشاہ کا ذکر سُنایا جو صرف سمور ہی پہنتا تھا اور جسکے محل کے فرش۔ چھتون۔ دیوارون۔ کرسیون اور پلنگون پر سمور ہی سمور لگی ہوئی تھی۔ ابراہیم یہ سُنتے ہی اوس بادشاہ کی تقلید کا عزم کرلیا۔ اُسے ساری رات سموروں کے ہی خواب آتے رہے۔ اور صبح ہوتے ہی یہ فرمان کو حکم بھیجا گیا کہ سلطنت کے کل گورنرون اور بڑے آدمیون کی طرف پروانے بھیجدیئے جائین کہ ہر ایک اس اس قدر سمورین فراہم کرکے قسطنطنیہ کو بھیجدے۔ دارالخلافہ کے کل علما اور تمام ملکی و فوجی عہدہ دارون سے بھی سموروں کا مطالبہ کیا گیا جن مین سے بعض یہ مجذوبانہ ظلم پرستی دیکھکر طبیعت کو قابو مین نہ رکھ سکے۔ اور اپنی ناراضگی اور غصہ کا علانیہ اظہار کردیا۔ غلطہ کا قاضی محمد چلپی معمولی درویشانہ پوشاک پہنکر وزیر کے پاس گیا۔ اور اُسے گورنمنٹ کی نادانی اور ایذارسانی پر سخت ملامت کرکے سلطان کے سامنے پیش کئے جانیکا مطالبہ کیا اور کہا "اس کارروائی سے مجھے تین باتین ہی پیش آسکتی ہین اول شاید تم مجھے قتل کرادو۔ اس صورت مین مجھے شہادت نصیب ہوگی اور مین اسے بڑی خوش قسمتی سمجھونگا۔ دوم شاید تم مجھے قسطنطنیہ سے جلاوطن کردو۔ مین اسے بھی بُرا نہ سمجھونگا یہان پچھلے دنون متواتر زلزلے آچکے ہین اور اس جگہہ کا رہنا خطرہ سے خالی نہین ہے سوم یہ کہ شائد تم مجھے ملازمت سے برطرف کردو۔ مگر مین اسکا پہلے ہی انتظام کر آیا ہون مین نے اپنے نایب کو اپنی جگہہ دیدی ہے۔ اور جامہ قضات کو چھوڑکر درویشانہ لباس اختیار کرلیا ہے۔" وزیر قاضی کی جسارت سے مخوف ہوکر چپ چاپ اوسکی باتین سنتا رہا۔ اور غصہ کو بالکل ظاہر نہ ہونے دیا۔

انہی ٹیکسون کے متعلق جو آخر ابراہیم کی معزولی اور قتل کا بالواسطہ طور پر باعث ہوئے ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے۔ ینگچری فوج کا ایک کرنیل مسمی قرہ مراد جسکو اوسکی رجمنٹ کے پانسو سپاہی اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے جب محاربہ کریٹ سے جسکا ذکر آگے آئیگا قسطنطنیہ کو واپس آیا تو خشکی پر اُترتے ہی اُس افسر نے جسے دیوان (مجلس وزرا) نے اس کام پر مامور کر رکھا تھا مراد سے کہا کہ اتنے عدد سمور۔ اتنے اونس (ایک اونس = ۲½ تولہ) عنبر اور اس قدر نقد روپیہ دو۔ قرہ مراد کی آنکھین غصہ کے مارے یہ سُنتے ہی لہولہان ہوگئین، او اُسنے محصل کو نگاہ غضب آلود سے دیکھا غراتے ہوئے لہجہ مین جواب دیا "مین کینڈیا (جزیرہ کریٹ) کا صدر مقام

جبتک ترک اسوقت محاصرہ کئے ہوئے تھے) سے باروت اور سیسہ کے سوا اور کچھ نہین لایا عنبر اور سمور کا
نام البتہ سُنا ہے ورنہ مین نہین جانتا وہ کیا بلا ہین ۔ نقدی میرے پاس ایک کوڑی نہین ۔ اور بجز
بھیک مانگنے یا قرض لینے کے سوا اور کسی طرح مین تمکو روپیہ نہین دیسکتا ۔

اِن عجیب و غریب اور ظالمانہ ٹیکسون کی آمدنی سے سیر نہوکر ابراہیم نے رعایا کی غیر منقولہ اور موروثی
جائداد کا حصہ کثیر ضبط کر کے نیلام کر دیا ۔ سرکاری خزانون کو محض اوسی کی تزئین پوری نہین کرنی پڑتی
تہین بلکہ محلسرائے کی نازنینون کی فرمائشین بہی ملک کے لئے کچھ کم وبال جان نہ تہین ابراہیم نے اونکو
عام اجازت دے رکہی تہی کہ سوداگرون کے ہان سے جو چیز اونکو پسند آئے قیمت دینے کے بغیر لے لین
ان مہ جبین قزاقنون مین سے ایک نے ایک دفعہ ماموریۃ من اللہ ظل سبحانی کی خدمت مین عرض کی کہ مین
دن کے وقت خرید و فروخت کرنا پسند نہین کرتی ۔ اوسکا کیا دیر تہی ۔ رعایا پرور خلیفۃ المسلمین نے فوراً حکم نافذ
کر دیا کہ دار الخلافہ کے تمام سوداگر اور دوکاندار رات کو دوکانین کہلی رکہین ۔ اور اون مین اتنی روشنی کا انتظام
کرین کہ اونکی چیزین اچہی طرح سے دیکہی جا سکین ۔ رعایا کی ایک دوسری ماہ جبین نے ابراہیم سے کہا کہ میرا
دل چاہتا ہے کہ آپ کی ڈاڑہی مین موتی اور جواہرات پروئے ہوئے دیکہون ۔ اوسکی خواہش فوراً پوری کر دی
گئی ۔ اور ابراہیم ظل سبحانی نے سے فرعون ثانی یعنے (نعوذ باللہ) خود باریتعالے بنکر دربار عام مین رونق افروز
ہوئے ۔ رعایا نے اوسکی اس حرکت بد کو سخت بدشگونی سمجہا کیونکہ ایشیائیون کے خیال مین راندۂ درگاہ ازلی
یعنی موسیٰ کے ہمعصر فرعون مصر کے سوا اور کسی بادشاہ نے ڈاڑہی کو جواہرات سے پیراستہ نہین کیا تہا
ایک بلقیس ثانی کے لئے لاکہون روپیہ کے خرچ سے ایک تخت تیار کیا گیا اور اوسے زر و جواہرات سے
مرصع کیا گیا ۔ اور خود بدولت کے لئے ایک ویسی ہی شاندار تفریحی کشتی کے لئے تاکہ سلطان اوسپر سوار ہوکر
دریائے باسفورس کی سیر کیا کرین رعیت کے زرکثیر پر پانی پہیر دیا گیا ۔ الغرض باج ہٹ ۔ تریا ہٹ ۔ اور بالک ہٹ
(دیکہو نکل)
ان تینون ہٹون نے ملک ملک کی تباہی مین کوئی کسر باقی نہ اٹہا رکہی تہی ۔

اِن حالات کو پڑہکر ناظرین متعجب ہونگے کہ فوج اور رعایا اس سے کمتر قصورون پر کئی سلاطین کو معزول کر چکی
تہی ۔ انہون نے ابراہیم کی بیوقوفیون اور سختیون کو اتنی مدت کسطرح برداشت کیا ۔ اسکی وجہ اکثر ناظرین کو
جنہون نے صفحات ماقبل کو غور سے پڑہا ہوگا خود بخود معلوم ہوگئی ہوگی ۔ تاہم کئی ایسے اصحاب ہونگے جن کو کم
فرصتی کے باعث سرسری مطالعہ کرنیسے مفصل توضیح کی ضرورت ہوگی ۔ اور اونکی آسانی کے لئے یہان بتا دیا

جاتا ہے کہ ترکی قوم کو اپنے حکمران خاندان سے محبت و انس ہی نہین بلکہ عشق ہے۔ اور ابتدار سلطنت عثمانیہ سے اس قوم نے اپنے دل مین یہ ٹہان رکہا ہے کہ اونپر حکومت کرنیکا اسی خاندان کو حق حاصل ہے یہ امر اونکے دلون مین ایسی پختگی کے ساتھ جاگزین ہے کہ اب تک کئی گورنرون اور عمال نے بغاوت کر کے حکومت کو پے در پے شکستین دی ہین۔ اور اُن مین سے کئی عالی ہمت فاتحین کو تاج و تخت پر قابض ہوجانا زرہ بہر مشکل نہ تہا۔ مگر اونکو ایسا کرنے کا نہ کبہی خیال ہوا اور نہ جرأت پڑی۔ بڑی بات کی تو محمد علی پاشا والئی مصر یا علی پاشا والئی یانیا کیطرح اپنے اپنے صوبہ مین خود مختارانہ حکومت قائم کر لی۔ مگر بظاہر اس مبارک خاندان کی اطاعت کے دائرہ سے قدم باہر نہ نکالا۔ اس امر کو مدنظر رکہکر آسانی سے سمجہہ مین آسکتا ہے کہ جبتک عثمانیہ خاندان صرف ابراہیم کی ذات واحد پر مشتمل رہا۔ وہ خواہ کیسی نالائقی اور ظلم کا مرتکب ہوتا قوم اوسے برطرف یا قتل نہین کر سکتی تہی۔ قوم کو یہ سختیان گوارا تہین مگر اپنے مایہ فخر و ناز خاندان کو معدوم کرنا ہرگز منظور نہ تہا۔ یہی وہ امر تہا جسنے ینگچریون ایسی خودسر فوج کو بہی جسکے لئے اب سلاطین کا قتل کر دینا ایک معمولی بات ہوگئی تہی ابراہیم کی ذات کے برخلاف کوئی کارروائی کرنے کا خیال تک نہ کرنے دیا۔ مگر جب ابراہیم خاندان کا تنہا رکن نہ رہگیا اور اوسکے بعد دیگرے چند بیٹے پیدا ہوجانے سے قوم اور فوج کو قیام خاندان کیطرف سے اطمینان ہوگیا تو گو ولیعہد کی عمر ابہی سات سال سے متجاوز نہ تہی اونکو زیادہ صبر و تحمل کی ضرورت نہ رہ گئی اور ابراہیم خان اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جسکا ذکر آگے کیا جائیگا۔

جنگ کاسکان ابراہیم کے عہد حکومت مین سلطنت کو ابتدائی چند برسون مین قرہ مصطفے ایسے منتظم وزیر کی ملجائی اور ملک کی خوش قسمتی سے عیسائی ہمسایون کے آپس مین مصروف کارزار ہونیکی وجہ سے سلطنت کو خارجیہ اور امپیریل معاملات مین چندان ضعف نہ پہونچ سکا۔ قرہ مصطفے نے ابراہیم کے تخت نشین ہونے پر مراد چہارم کی یورپین حکمت عملی کی تقلید کر کے آسٹریا کے ساتہہ موافقت رکہی۔ بلکہ حاکم ٹرنسلوینیا راکوزی کو شاہ سویڈن کا رجو اسوقت آسٹریا سے برسر جنگ تہا) ساتہہ چہوڑ کر آسٹریا کے ساتہہ لڑائی کرنیسے باز آجانیکا حکم دیا اور پولنڈ و ایران سے معاہدات صلح کی تجدید کر کے سرحدون کی طرف سے مامون ہوکر اندرونی انتظام مین مصروف ہوگیا۔ اور اسکے ساتہہ ہی قصبہ آزاف کو (جو اسی نام کے بحیرہ کے شمالی ساحل اور دریائے ڈان کے دہانہ پر واقع ہے۔ اور اسوقت روس کی عملداری مین داخل ہے) جسپر کاسکون نے مراد چہارم کے عہد کے آخری حصہ (سنہ ۱۶۳۶ء) مین قبضہ کر لیا ہوا تہا۔ پہر فتح کر لینے کی تیاریان شروع کر دین۔ اس قصبہ کا قبضہ

سواحل بحیرہ اسود اور کریمیا مین جنگی کارروائیون کے لئے نہایت ضروری تہا۔ اور قرہ مصطفے کو بخوبی معلوم تہا
کہ بحیرہ اسود کے شمالی حصہ مین عثمانیہ اقتدار کا قایم رکہنا اشد لازمی ہے۔ جن کاسکون[۵] نے اوسپر قبضہ کرلیا تہا
وہ برائے نام زار روس کے ماتحت تہے اور متصلہ علاقہ کے رہنے والے تہے وزیر نے ۱۶۴۱ع مین ایک زبردست
فوج اور بیڑہ جہازات قسطنطنیہ سے اوسکو پہر فتح کرنیکے لئے روانہ کیا۔ خان کریمیا بہی تاتاری فوج لیکر مہم مین شامل
ہوگیا۔ کاسکون نے حملہ آورون کا بڑی دلاوری سے مقابلہ کیا۔ اور ترکون کو تین مہینون کے محاصرہ کے بعد
سات ہزار ینگچری اور والیشیا۔ مالڈیویا اور کریمیا کی تاتاری ملکی فوج کے بیشمار آدمی جنکی تعداد ترکی مورخ نے بیان
نہین کی۔ کٹواکر واپس ہٹ آنا پڑا۔ دوسرے برس جدید مہم اسی کام پر مامور کیگئی۔ اور اس دفعہ محمد غوری خان
کریمیا ترکی باقاعدہ فوج کی مدد کے لئے ایک لاکہہ تاتاری سپاہ آذاف کو لے گیا۔ کاسکون کو معلوم ہوگیا کہ وہ اس
بہاری فوج کا مقابلہ نہین کرسکین گے۔ زار نے اونکو مدد دینے سے انکار کردیا۔ اور ماسکو سے ابراہیم کے پاس ایلچی
بہیجکر آذاف کے معاملہ سے بالکل بے تعلقی ظاہر کی اور بابعالی و روس مین سابقہ اخلاص اور دوستی کی تجدید کی درخواست
کی کمک اور مقابلہ سے مایوس ہوکر کاسک محصور فوج نے اپنی طبعی وحشت و مستعدی سے کام لیکر شہر کو آگ
لگادی اور ترکون و تاتاریون کے لئے کہنڈرات کا مجموعہ چہوڑکر خود رات کے وقت اپنے علاقہ کو چلتے بنے۔
عثمانیہ جنرنیل نے شہر کو از سر نو تعمیر کرکے اوسکی اہمیت کے حسب حال قلعے اور مورچے تیار کئے۔ اور ان علاقون
مین ترکی اغراض و اقتدار کی حفاظت کے لئے بیس ہزار فوج جس مین بیس کمپنیان ینگچری سپاہیون کی تہین اور بیشمار
توپین اسلام پاشا کے زیر کمان دوامی طور پر متعین کیگئی۔
ابراہیم کے عہد مین ترکی علاقہ پر کاسکون اور روسی علاقہ پر تاتاریون کے متواتر یورشین کرتے رہنے کی
شکایتین دربار قسطنطنیہ و دربار ماسکو (جو اس وقت روس کا دار الخلافہ تہا) دونون ایک دوسرے کے پاس کرتے رہے
ہر ایک بادشاہ دوسرے سے یہی درخواست کرتا کہ وہ اپنے خودسر باجگزارون کو قابو مین رکہے۔ آخرکار زار الیکسس
میکائلووِز نے سلطان کو خط لکہا کہ "مجہے کاسکون کے افعال کا ذمہ دار نہ سمجہا جائے۔" وہ موذیون کا ایک

---

[۵] کاسک۔ یا قزاق روس کی ایک مشہور قوم کا نام ہے جو عرصہ مدید سے جنوبی روس مین دریاے الگا۔ دریاے ڈان۔ اور دریاے
نیسٹر کے متصل بیابانون اور میدانون مین آباد ہے اسمین تاتاری خون کی بہی آمیزش ہے۔ وہ نہایت جنگجو اور آزادی پسند
ہے اور جب سے روس کے ماتحت ہوئے ہین سلطنت مذکور کو انسے جنگی فتوحات مین بیحد مدد ملی ہے۔ سرکار کیطرف سے اونکو بلا تنخواہ جنگی خدمت
کیے بدلے مین محاصل معاف ہین۔ یہ قوم ایک لاکہہ ۹۰ ہزار مسلح سوار اپنے خرچ سے فوجی خدمت کیلئے تیار رکہتی ہے کاسکونکی جفاکشی جانبازی بہادری مسلم ہے۔ مولف

گروہ ہے جو اپنے جرائم کی سزا سے بچنے کے لئے اپنے بادشاہ (یعنی زار) کی دسترس سے حتی الامکان دور نکل گئے ہین"۔ سلطان اور وزیر نے جوابی خط[۵] مین تحریر کیا کہ روسی رعایا کی کل زیادتیون کا الزام کاسکون پر تھوپنا محض ایک بہانہ ہے۔ اور اسیطرح تقریباً دوسرے عذرات بھی ناقابل سماعت ہین۔ اگر روس ذمہ اٹھائے کہ بحیرہ آزاف یا بحیرہ اسود کے ساحلی علاقون مین روس کی طرف کا کوئی آدمی بابعالی کی رعیت کے جان و مال کو ذرہ بھر نقصان نہین پہونچائے گا۔ اور اسکے ساتھ زار خانِ کریمیا کو قدیمی خراج دینا شروع کرے تو بابعالی وعدہ کرتا ہے کہ وہ تاتاریون کو ماسکو کے برخلاف مدد نہین دیگا۔ مگر دونون بادشاہون کی خواہش یا تحریرون سے تاتاریون اور کاسکون کو کوئی سروکار نہ تھا۔ بادشاہ ایک دوسرے کو جو مناسب سمجھتے رہے لکھا کئے اور یہ دونو جنگجو قومین مشترکہ سرحد پر برابر برسرپیکار رہین۔ بلکہ خود روسی اور ترکی فوجون کو ابراہیم کے زمانہ مین ایک سے زیادہ مرتبہ اپنے اپنے سرکش باجگذارون کی حمایت مین یا بطور خود ایک دوسرے سے نبرد آزما ہونا پڑا۔ ۱۶۴۶ء مین تاتاریون نے روسی علاقہ کے جنوبی صوبجات تک کاسکون کا تعاقب کر کے تین ہزار کو اسیر کیا جو قصبہ پریکاپ مین غلامانہ حیثیت مین فروخت کئے گئے۔ اسکے عوض مین روسی فوج نے آزاف پر چڑھائی کی۔ مگر موسٰی پاشا گورنر آزاف اور اوسکی ماتحت ترکی فوج نے اونکو کئی معرکون مین شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اور چار سو اسیران جنگ اور آٹھ سو روسی سپاہیون کے سر بطور نشان فتح قسطنطنیہ کو روانہ کئے۔ خان کریمیا اسلام غوری جو محمد غوری کا جانشین تھا اپنے آقا سلطان کی نسبت روسیون کا بہت سخت دشمن تھا وہ اونکو سلطنت عثمانیہ کا قدرتی و طبعی دشمن تصور کرتا تھا۔ اور اسی لئے قسطنطنیہ سے جو احکام اوسے اس مضمون کے پہونچتے تھے کہ روسیون کو تنگ نہ کرے اونکی وہ مطلقاً کوئی پروا نہ کرتا تھا۔ ۱۶۴۸ء کے شروع مین وہ پولنڈ اور روس پر یورش کر کے ان ملکون کی چالیس ہزار رعایا کو پکڑ لایا۔ اور اونکو غلام بنا کر بیچ ڈالا۔ شاہ پولنڈ و زار روس نے سفراء بھیجکر اسکی تلافی کی التجا کی۔ ابراہیم نے اپنے دربار کے دو عہدہ دارون کو خان کے نام خط دیکر کریمیا بھیجا اور خط مین حکم دیا کہ خان موصوف کل عیسائی قیدیون کو جنہین اوس نے کل معاہدون کے برخلاف اسیر کیا ہے۔ جمع کر کے قسطنطنیہ بھیجدے تاکہ وہ اپنے اپنے ملک کے سفیر کے حوالہ کر دیئے جائین۔ خان نے خط کو پڑھکر بے رخی سے جواب دیا "یہ مین اور یہان کے تمام لوگ سلطان کے غلام ہین۔ مگر روسی صرف بظاہر صلح کے خواہشمند ہین وہ اوسکے تب تک ہی ملتجی ہین جبتک کہ ہماری تلوار اونکے سر پر ہے۔ اور اگر ہم اونکو ذرہ

[۵] یہ خطوط خاندان عثمانیہ کے جرمن مورخ وان ہیمر نے اپنی کتاب مین بجنسہ درج کئے ہین۔ مؤلف ۱۱

بہی سستانیکا موقعہ دیدین۔ تو اونکے بیڑے ابہی اناطولیہ کے سواحل کو تاخت و تاراج کیئے دیتے ہین۔ مین نے
کئی دفعہ دیوان کی خدمت مین عرضداشتین ارسال کین کہ اس نواح مین دو نہایت ہی مضبوط مقام یونہی خالی
پڑے ہین۔ اُنپر قبضہ کر لینا ہمارے لئے نہایت مناسب ہے۔ گورنمنٹ عثمانیہ نے میری بات نہ سُنی۔ اب
روسی وہان کے مالک ہو گئے ہین۔ اور انہون نے بیس سے زیادہ چہوٹے چہوٹے قلعے تیار کر لئے ہین۔
اگر ہم یہ برس بہی ہاتہہ پر ہاتہہ دہرے بیٹہے رہے تو وہ اکرمان[۱] پر متصرف ہو جائینگے۔ اور صوبہ مالڈیویا کو فتح
کر لینگے"۔ یہ جواب سُنکر سلطان کے قاصد خالی ہاتہہ واپس چلے آئے۔ کریمیا کی ریاست کے قیام و انجام اور روس
کی مختصر تاریخ آگے درج کیجائے گی۔ +

محاربہ کریٹ

ابراہیم کے عہد کا دوسرا اہم خارجی واقعہ محاربہ کریٹ کی ابتدا ہے۔ اسکی بنا اس
طرح سے شروع ہوئی کہ سنہ ۱۶۴۴ء مین نائیٹان مالٹا کے چند جنگی جہازون نے بقول
بعض ترکی تجارتی جہازون کے ایک بیڑہ کو جو قسطنطنیہ سے مصر کو جا رہا تہا۔ اور بقول بعض ایک ترکی جہاز کو
جسپر حاجیان حج سلطان کی ایک بیوی اور ایک فرزند سوار تہے گرفتار کر لیا۔ اور اُسے جزیرہ کریٹ کے جنوبی ساحل
کے بندرگاہ کلس مینی کو لیگئے۔ جزیرہ مذکور اسوقت ریاست وینس کے قبضہ مین تہا۔ چوتہی صلیبی لڑائی مین
عیسائی مجاہدین نے جب یونانی سلطنت اور قسطنطنیہ کو قیصر سے فتح کر کے (سنہ ۱۲۰۴ء) آپسمین تقسیم کر لیا
تہا تو جزیرہ کریٹ اطالین و جرمنی مجاہدین کے سردار مارکوئیس آف مانٹ فراٹ کے حصہ مین آیا۔ اور اُس سے
ریاست وینس نے جو نیز اس مقدس جنگ مین شریک تہی خرید لیا تہا۔ بندر مذکور کے وینشی گورنر نے بیوقوفی
سے مالٹی قزاقون کو وہان آنے سے منع نہ کیا بلکہ انکی خاطر و مدارات کی۔ سلطان اس معاملہ کی خبر سُنتے ہی غصہ
سے دیوانہ ہو گیا۔ اور اوسی حالت غضب مین اُس نے اپنی سلطنت کے کل عیسائیون کو قتل کر دینے کا ارادہ
کر لیا۔ مگر مفتی کے کہنے سُننے پر اپنی رعایا سے درگذر کر صرف فرنگیون کو اور پہر وزرا کے سمجہانے سے فقط
رومن کیتہولک پادریون کو ہلاک کرنا کافی تصور کر کے اونکے قتل کا حکم دیدیا جسکی تعمیل ایسی دقت و مشکل سے
ملتوی کرائی گئی کہ پندرہ دنون تک ہر ایک فرنگی کو اپنی ہلاکت کا پختہ یقین رہا۔ اس حکم کی منسوخی کے بعد

---

[۱] یہ شہر صوبہ بسیریبیا مین جو کبہی ترکون کا ماتحت تہا۔ پہر روسیون نے فتح کر لیا۔ اور جنگ کریمیا کے بعد ٹرکی کے باجگزار متحدہ
صوبجات مالڈیویا اور والیشیا کو دلایا گیا۔ اور سنہ ۱۸۷۸ء مین پہر روس نے لے لیا۔ جہان دریائے نسٹر روس کی جنوبی ساحل پر جسمین سے گذر کر
دریائے نسٹر بحیرہ اسود مین گرتا ہے واقع ہے۔ اسکی آبادی تیس ہزار ہے۔ زیادہ تر ارمنی۔ یونانی اور یہودی آباد ہین۔ +

سلطان نے عیسائی سفراء کو بلا کر کہا کہ اس بدعنوانی کے ذمہ وار تم لوگ ہو اور تمہارے بادشاہون کو واجب ہے کہ اہالی وینس و مالٹا سے اسکا عوض لین۔ بعدازان اوسنے سفراء کو اونکے مکانون مین نظربند کرکے فرانسیسی سوداگرون کی دوکانون کو بند کرا دیا۔ اور انکے تجارتی جہازون کو قرق کر لیا۔ آخر انگلستان۔ وینس اور ہالنڈ کے سفراء نے عرض کیا کہ ہمارے ملک کو مالٹا کے نائیٹون کے طبقہ سے کوئی تعلق نہین اوسمین کلہم فرانسیسی لوگ داخل ہین۔ یہ سنکر ابراہیم نے فرانسیسون کو متنبیہ اور مالٹا پر چڑہائی کرنیکا ارادہ کیا۔ مگر وزراء نے سمجہایا کہ جس مہم مین سلیمان اعظم کامیاب نہ ہوسکا اور اوسکی قہار فوج اور جرار بیڑہ مالٹا کے چٹانی قلعون کو فتح نہ کرسکے۔ تو اب یہ ارادہ کرنا صریح غلطی ہے مصلحت وقت یہ ہی کہ اس موقعہ سے فائدہ اوٹہاکر جزیرہ کریٹ کو قلمرو عثمانیہ مین داخل کر لیا جائے۔ وہ نہایت مناسب موقعہ پر واقع ہے۔ اور اچانک حملہ آور ہوجانیسے اوسے اہالی وینس سے جن کے گورنر نے مالٹی قزاقون کو کلس مینی کے بندرگاہ مین پناہ لینے دی بآسانی فتح کر لیا جاسکتا ہے۔

یہ تجویز سب نے پسند کی۔ بظاہر وینس کے عذر معذرت کو قبول کرکے فوجی تیاریان مکمل کیگئین اور ۳۰ اپریل سنہ ۱۶۴۵ء کو ۳۴۸ جہازونکا بیڑہ پچاس ہزار فوج لیکر دارڈنیلز سے روانہ ہوگیا۔ روانگی کے وقت ظاہر کیا گیا کہ مالٹا پر حملہ کیا جائیگا۔ مگر موریا کے جنوبی ساحل پر کچہہ عرصہ قیام کرنیکے بعد یوسف پاشا سپہ سالار نے سلطان کے احکام جو تب تک خفیہ رکہے گئے تہے ماتحت افسرون کو سنا کر مالٹا کی طرف بجانب غرب جانیکی بجائے جنوب کیطرف رخ کر دیا اور موافق ہوا کی مدد سے بیڑہ ۲ر جون سنہ ۱۶۴۵ء کو جزیرہ کے مغربی حصے کے بندرگاہ خانیہ مین پہونچگیا۔ اہالی وینس بہی بجائے خود باب عالی کے بظاہر خوشنود ہوجانے سے مطمئن نہین ہوئے تہے۔ اور وینس سے گورنران جزیرہ کو قلعون کی درستی اور ملیشیا فوج کی اجتماع کا حکم بہیجدیا گیا تہا۔ اور کمک بہی روانہ کردی گئی تہی۔ مگر رعایا اہالی وینس کے ظلم سے تنگ آئی ہوئی تہی۔ اوسنے حکام کو کوئی امداد نہ دی۔ اور گورنر کے ماتحت جو بحری و بری فوج تہی وہ کل ساحل کی حفاظت و مدافعت کے لئے ناکافی تہی۔ علاوہ برین کمکی بیڑہ بہی بعد از وقت پہونچا۔ ترک بلا مزاحمت خشکی پر اتر گئے اور محاربہ کریٹ جو چوبیس برس تک جاری رہا شروع ہوگیا۔ وینشی بیڑہ نے دل کا بخار نکالنے کے لئے ترکی جزائر ٹینی ڈوس و لمنوس اور موریا کے سواحل اور میدان ٹرائے کو سنہ ۱۶۴۶ء مین تاخت و تاراج کیا۔ مگر جزیرہ کریٹ کے کئی شہر پے درپے ترکون نے فتح کر لئے۔ خانیہ اگست سنہ ۱۶۴۵ء مین فتح ہوگیا۔ سنہ ۱۶۴۶ء مین قصبہ ریتیمو فتح ہوا۔ اور سنہ ۱۶۴۷ء مین جزیرہ کے صدر مقام کنیڈیا (خندق) کا محاصرہ کر لیا گیا۔ جو برابر بیس برس تک قائم رہا۔ اور اس اثناء مین وینس نے فرانس کی

مدد سے جس نے اپنے معاون و رفیق ٹرکی سے بڑی غداری کی اوسکو بچانے کے لیے بیحد کوشش کی اور ترکی فوج کو کئی سخت زکین بہی ملین۔ مگر محاصرہ کامل طور پر کبہی نہ اوٹہایا جاسکا۔ بابعالی نے اعلان جنگ کے بغیر لڑائی شروع کردی تہی۔ سنہ ۱۶۴۸ء مین ترکون نے صوبہ ڈلمیشیا پر بہی جو بحیرہ ایڈریاٹک کے کنارہ آسٹریا اور بوسینیا کے درمیان واقع ہے چڑہائی کردی۔ مگر اونکو چندان کامیابی نہ ہوئی۔

ایک یورپین مورخ کا بیان ہے کہ کریٹ پر چڑہائی ہونیسے کچہہ عرصہ پہلے ابراہیم نے اپنے ایک منظور نظر بہانڈ کو ینگچریون کا آغا اور ایک آتشباز کو بحری فوج کا کپتان مقرر کردیا تہا۔ وہ دونون سلطان سے زیادہ عقلمند تہے اونہون نے یہ عہدے قبول کرنیسے انکار کردیا۔ مگر پہر بہی سلطان کی اس بیہودگی سے فوج مین عام ناراضگی پہیل گئی تہی۔ اور اس ناراضگی کو فوج کے دلون سے فراموش کرانا ہی وینس کے ساتہہ لڑائی لڑانے کی ایک وجہہ تہی۔ مگر ابراہیم کی سفاہت اور کم عقلی نے اس لڑائی کو اس قدر طول دیدیا جسکی کسی کو امید نہین ہوسکتی تہی۔ یوسف پاشا خانیہ و ریتیمو کو فتح کرنیکے بعد مزید کمک لینے کے لیے قسطنطنیہ آیا۔ اور ابہی نیا بیڑہ مکمل نہ ہوا تہا کہ ابراہیم نے اوسے روانہ ہوجانے کا حکم دیدیا۔ اور جب اوس نے عذر کیا تو نالائق بادشاہ نے اپنے قابل جرنیل کو قتل کرادیا۔ اور کل وزرا کی متفقہ سفارش کی کچہہ پروا نکی۔ سلطان کی اس نالایقی کا خمیازہ ملک و سلطنت کو اوٹہانا پڑا۔ بیڑہ مجمع الجزائر مین ہی پہونچا تہا کہ طوفان سے تباہ ہوگیا اور جزیرہ کی فتح یوسف کے جانشین سپہ سالارون کی ناقابلیت سے طول امل ہوگئی۔

فرانس کی بدعہدی

وینس نے لڑائی شروع ہونے پر کل عیسائی طاقتون سے اعانت کی استدعا کی تمام رومن کیتہولکون مین غضب کا جوش پیدا ہوگیا تہا اور فرانس مین ہر جگہہ کفار کے ساتہہ لڑائی کرنیکے لیے شور و غل برپا ہورہا تہا۔ مگر رشیلو کا جانشین یعنی وزیر اعظم مازارن[۱] ریاست نین

۱؎ جولیس مازارین سنہ ۱۶۰۲ء مین اٹلی مین پیدا ہوا اور وہ اوسپانیہ مین تعلیم پائی پوپ کی ایک سفارت کے ہمراہ فرانس گیا وہان رشیلو کے ساتہہ اوسکی دوستی ہوگئی۔ اور لوئی سیزدہم کا بڑا معتبر بنگیا جو مرتے وقت اوسے اپنی وصیت کے اوصیا مین نامزد کرگیا۔ رشیلو کی وفات پر وہ وزیر اعظم ہوگیا اور لوئی چہاردہم کی ایام نابالغی مین اوسکی والدہ ملکہ این کے منشا سے جسکے ساتہہ مازارین نے کچہہ عرصہ آشنائی کرنیکے بعد خفیہ شادی کرلی تہی مدار المہام سلطنت رہا۔ وہ کارڈنیل کا مذہبی رتبہ بہی رکہتا تہا۔ امرا اور رعایا اوسکے اقتدار سے ایسی تنگ آگئی تہی کہ وہ بہاگ کر کولون چلا گیا۔ پارلیمنٹ پیرس نے اوسکے قاتل کیلیے انعام مقرر کردیا۔ مگر کچہہ عرصہ کے بعد اوسی پہر رسوخ حاصل ہوگیا اور تا دم مرگ اوسی عہدہ پر رہا۔ سنہ ۱۶۵۹ء مین اوسکی سعی سے فرانس اور ہسپانیہ مین صلح ہوگئی۔ اسنے انتہا زر و دولت جمع کیا اور آخر کام کی کثرت سے بیمار ہوکر سنہ ۱۶۶۱ء مین مرگیا۔ منہ لغت ۱۲

کی بربادی کو جو لیوانٹ مین فرانس کی تجارت کی رقیب تہی ۔ فرانس کے حق مین بہت مفید سمجہتا تہا لیکن ساتہہ ہی بحیرۂ روم مین ترکون کا بہی زیادہ طاقتور ہونا پسند نہین کرتا تہا چنانچہ اُس نے یہ مکارانہ روش اختیار کی کہ بظاہر ترکون کا ہواخواہ بنا رہا تاکہ فرانس وینس کی گرفتار مصیبت ہونیسے فایدہ اُٹہاکر لیوانٹ کی تجارت سے تن تنہا بہرہ ور ہوتا رہے ۔ اور دوسری طرف وینس کو خفیہ امداد دینی شروع کردی تاکہ ترکون کو فرانس کی رفاقت کی پروانہ کرنے کی قدر عافیت معلوم ہوجائے اور ساتہہ ہی اپنی رعایا کو جو ترکون کے برخلاف سخت مشتعل ہو رہی تہی راضی کردیا جائے ۔ اُس نے ایک خاص سفیر مسمی ڈنی درانی قسطنطنیہ بہیجا کہ فرانس فریقین مین بیچ بچاؤ کرادیتا ہے ۔ بابعالی نے اِس درخواست کو سُنتے ہی مسترد کردیا ۔ اسکے بعد چالاک فرانسیسی وزیر نے وینس کو فرانس کے جنگی بیڑہ کی مدد پیش کی ۔ مگر ایسی شرایط پر کہ ریاست کے سینیٹ نے انکار کردیا ۔ یہ دونون کارروائیان کہلم کہلا کرنیکے بعد اُس نے دس ہزار کرون کی رقم چوری اور خود اپنے نام سے وینس کو روانہ کی ۔ اور دوسری بار نو جنگی جہاز بہیجدیئے ۔ مگر آدمی کوئی نہ دیا ۔ اور کہدیا کہ انپر فرانس کا علم بہی نصب نکیا جائے ۔ ہسپانیہ نے بہی اسیوقت فرانس کے ایما پر نو جہاز وینس کی مدد پر روانہ کئے ۔ بعدازان اوسنے وینس کو فرانس سے سپاہی بہرتی کرنیکی اجازت دی جسنے اس اجازت سے اس قدر فایدہ اُٹہایا کہ گو فرانس خود بہی متعدد محاربون مین مصروف تہا اور اُسے آدمیون کی سخت ضرورت تہی کل محاربہ کریٹ کے دوران مین پچاس ہزار سے زیادہ فرانسیسیون نے مذہبی جوش سے یا بطمع زر وینس کی خدمت قبول کی اور ترکی فوج کے مقابلہ مین ہلاک ہوئے ۔

یہ بہی سلطنت عثمانیہ کی خوش قسمتی تہی کہ ابراہیم ایسے اجہل شخص کے زمانہ مین ٹرکی کے خوفناک دشمن آسٹریا کو فرانس اور دیگر عیسائی مخالفون کے مقابلہ سے ٹرکی کیطرف متوجہ ہونے کی فرصت نہ ملی ۔ اور بابعالی کو فقط وینس ایسی کمزور ریاست سے معرکہ آرا ہونا پڑا ۔ مگر اس لڑائی مین بہی اپنے لایق بادشاہ کی طفیل اوسے متوقعہ کامیابی نہ ہوئی صاحب غیرت خیرخواہان قوم و ملت اس خفت کو اور زیادہ برداشت نہ کرسکے ۔ اور ۱۰۵۸ھ ۱۶۴۸ء مین سلطانکو تخت سے معزول کرنیکے لئے ایک زبردست سازش کیگئی ۔ ◆

ابراہیم کا عزل و قتل

سازش کے سرغنہ ینگچری فوج کے سردار تہے جو اس مرتبہ ذاتی اغراض اور کینہ توزی کے لئے نہین بلکہ محض قومی و ملکی فلاح کے لئے سلطان وقت کے عزل پر کمر بستہ ہوئے تہے ۔ اور ان سب سے زیادہ مستعد وہی قرہ مراد تہا جس نے محل کو بڑی سختی سے سرزنش کی تہی اوسے معلوم تہا کہ اوسی دن سے میری جان ہر وقت معرض خطر مین ہے ۔ اور اسمین کچہ شبہ نہین کہ اگر

اوسے اپنے ایک دوست کے ذریعے سے جو محلسرا مین ملازم تہا خبر نہ ہوجاتی تو وہ ضرور قتل ہوجاتا۔ سلطان نے اپنی آٹھہ سالہ لڑکی کی شادی وزیر کے بیٹے سے بڑی دہوم دہام کے ساتھہ رچائی۔ اور ۲۷ اگست ۱۶۴۸ء کی رات کو قرہ مراد اور تین دیگر آغایان ینگچریان مصلح الدین۔ بکطاش وقرہ چاوش کو باین نیت جلسہ جشن مین مدعو کیا کہ جب وہ محلسرا مین آئین تو اونکو ہلاک کرادیا جائے۔ یہ چارون خبر ہوجانے کی وجہ سے محل کو نہ گئے۔ اور انہون نے اوسی رات اپنے ساتہیون کو ینگچریون کی مسجد مین جمع کیا۔ اور سب نے فیصلہ کیا کہ وزیر کو برطرف کردیا جائے۔ اوسوقت تک سازشیون کا صرف یہی مدعا تہا۔ سلطان کی معزولی کو صرف اشد ضرورت لاحق ہوجانے پر موقوف رکہا گیا تہا۔ کل علما ربطیب خاطر فوج کے ساتھہ شامل ہوگئے۔ بلکہ مفتی اعظم سے بڑہکر اس معاملہ مین اور کوئی سرگرم نہ تہا۔ کیونکہ ایک دفعہ ابراہیم نے اوسکی لڑکی کی بے حرمتی کی تہی۔ ابراہیم کو جب باغیون کے مطالبہ کی خبر پہونچی تو اوس نے وزیر سے مہر وزارت لے لی۔ مگر رفاقت قدیمہ کا پاس کرکے جسکی اوس جیسے شخص سے کبہی توقع نہین ہوسکتی تہی۔ اوسنے وزیر کی جان بچانیکی پوری کوشش کی۔

علما اور فوج نے صوفی محمد کو وزیر اعظم بناکر سلطان کے پاس بہیجا کہ سابق وزیر کو سزا کے لئے فوج کی حوالہ کرکر ابراہیم نے بیوقوفی سے فوج و رعیت کے منتخب کردہ وزیر کو ایسا مطالبہ کرنے پر زدوکوب کیا۔ اور اوسے موقعہ ملنے پر جلد سخت سزا دینے کی دہمکی دی۔ اسپر فوج کا غضب بڑہگیا۔ اور سپاہیون نے محل کا محاصرہ کرکے باآواز بلند دہمکیان دینی شروع کردین۔ سلطان نے اونکو دارو غہ آسپان کی زبانی منتشر ہوجانیکے لئے کہلا بہیجا۔ بہادر مصلح الدین نے ینگچریون، سپاہیون، علما اور ملکی عہدہ دارون کے سامنے جو سب کے سب اب قومی تحریک مین شامل ہوگئے تہے باآواز بلند اوسے حسب ذیل جواب دیا:۔ "بادشاہ نے ظلم وستم سے کل عثمانیہ سلطنت کو تباہ کردیا ہے۔ عورتین بادشاہی کررہی ہین۔ خزانہ اونکی فرمائشون کو پورا کرنیسے عاجز ہوگیا ہے۔ رعیت برباد ہوگئی ہے۔ کفار کی فوجین سرحدون پر شہر پر شہر فتح کررہی ہین۔ اونکے بیڑون نے ڈارڈنیلز کی ناکہ بندی کررکہی ہے۔ اسے دارو غہ کیا یہ سب باتین تجہے نظر نہین آرہین۔ تو نے بادشاہ کو حق الامر کیون نہ بتایا؟" دارو غہ نے کہا "بادشاہ کو اسکا کوئی علم نہین۔ سب قصور میرا ہے کہ سابق وزیر کے سامنے مین بادشاہ کی خدمت مین سچ کہنے سے ڈرتا رہا۔ اب جو کچہہ تم کہنا چاہتے ہو مجہے بتادو اور مین بلاکم وکاست سلطان سے جاکر کہدونگا۔" مصلح الدین نے کل مجمع کیطرف سے تین باتون کا مطالبہ کیا۔ اول عہدون کا بیچنا بند کیا جائے۔ دوم۔ تمام منظور نظر اور قابو یافتہ نازنینون کو محل اور دربار سے خارج کردیا جائے۔ سوم۔ وزیر اعظم کو قتل کیا جائے۔ دارو غہ نے یہ درخواستین

سلطان کو جاکر سناوین۔ جواونکو منظور کرنے کی بجائے محلسرا کے غلامون اور باغیانون کو مسلح کر کے مقابلہ کی تیاریان کرنے لگ گیا۔ اس حیث و بحث مین رات بہت گذر گئی تہی۔ علما نے چاہا کہ اب گہرون کو واپس چلے جائین۔ صبح پہر جمع ہوجائینگے۔ مگر اصحاب شمشیر ایسی باتون مین اپنے قلم بردار بہائیون سے زیادہ ماہر تہے۔ ینگچریون کے آغاؤن نے علما کو کہا "اگر ہم اس وقت منتشر ہوگئے تو شاید صبح کو جمع نہ ہوسکین۔ مناسب یہی ہے کہ جبتک دنیا (یعنی سلطنت) مین امن قایم نہ ہوجائے ہم یہین مجتمع رہین اور رات مسجد مین بسر کرین" علما نے یہ صلاح مان لی اور صبح کو عملی کارروائی شروع ہوگئی۔ وزیر اعظم اور رومیلیا "قاضی القضات" جو رشوت خواری اور عیاشی کی وجہ سے نہایت نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تہا قتل کئے گئے۔ اور سلطان کو باہر فوج کے پاس آنیکے لئے پیغام بہیجا گیا جب وہ نہ آیا تو دو اعلےٰ علما باین پیغام سلطان والدہ کے پاس بہیجے گئے کہ ملک نے ابراہیم کو معزول اور تمہارے پوتہ محمد کو تخت نشین کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نیک بخت سلطانہ کا ذکر پہلے آچکا ہے کہ اوسنے کئی دفعہ ابراہیم کو عیاشی اور ستم شعاری سے باز آجانے کی فہمایش کی تہی۔ مگر نالایق بیٹے پر مادر شفقہ کی نصیحت کا اُلٹا اثر پڑا۔ اُس نے والدہ اور بہنون کو سخت ذلیل کرنا شروع کر دیا۔ اور آخر اونکے قتل کا مصمم ارادہ کرلیا۔ مگر مان کی مامتا کب فرزند کی ذلت گوارا کرسکتی تہی اُس نے بیٹے کو رعایا کے غضب سے بچانیکے لئے بے اندازہ کوشش کی۔ وہ جانتی تہی کہ محل کے غلام اور باغبانون کا ایک ساعت کے لئے بہی فوج کے مقابلہ پر ٹہہر سکنا تو درکنار۔ وہ ایسے مقہور و مبغوض آقا کے لئے اپنی جان کو کبہی معرض خطر مین ڈالنا پسند نہین کرینگے۔ اور اوسکی حفاظت کے لئے ہاتہہ بہی کہڑا نہین کرین گے سلطانہ نے علما کی زبانی پیغام سنکر فوج و رعیت کی نیابت سے ملاقات کرنا منظور کرلیا۔ اس نیابت مین مفتی ہر دو قاضی عسکر مصلح الدین بکتاش اور قرہ مراد شامل تہے۔ انہون نے سلطانہ کو ماتمی لباس مین ملبوس پایا۔ اور صرف ایک حبشن کنیزک اوسکی خدمت مین موجود تہی جو پنکہہ کر رہی تہی وہ سب مؤدبانہ طریق سے خاموش اُسکے سامنے کہڑے ہوگئے۔ ملکہ نے اُن سے سوال کیا "کیا بغاوتین برپا کرنا اچہی بات ہے؟ کیا تم سب اس خاندان کے نمک پروردہ اور غلام نہین ہو؟"

یہ الفاظ سنکر پیرانہ سال سرباز مصلح الدین کی آنکہون مین آنسو بہر آئے اور اُس نے نہایت ادب کے ساتھ عرض کیا "اے خاتون والا مقدرت۔ آپنے بجا فرمایا ہے۔ ہم سب اس خاندان کے پروردہ ہین۔ اور خاصکر کے مجہہ سے بڑہکر کسی پر اوسکے احسان نہین ہین مجہے اوسکا نمک کہاتے ہوئے اسّی برس ہوگئے ہین اُسی حق نمک

اور بار احسان کی وجہ سے ہم اور زیادہ خاموش نہین رہ سکتے۔ اور اس عالیشان خاندان اور اس عظیم الشوکت سلطنت کو اپنی آنکھون سے تباہ ہوتا نہین دیکھہ سکتے۔ کاشکے مین یہ ایام نامسعود دیکھنے کیلئے زندہ نہ رہا ہوتا! ۔ مین اپنی ذات کے لئے اور کس چیز کی تمنا کرسکتا ہون؟ ۔ روپیہ یا مدارج مجھے کوئی نفع نہین دے سکتی پھر ایسے خاتون والا منزلت کیا چیز ہے جو مجھسے یہ کارروائی کرا رہی ہے؟ ۔ وہ یہ ہے کہ بادشاہ کی بیوقوفی اور سفاہت سے ملک کو ناقابل اصلاح نقصان پہنچ رہا ہے۔ کفار نے بوسینیا کی سرحد پر چالیس مضبوط قلعے اور شہر فتح کرلئے ہین۔ اور اونکے اسّی جہاز دار دنیلز کے دہانہ پر گشت کر رہے ہین۔ مگر بادشاہ کو کچھہ فکر نہین۔ اور وہ اپنی عیش و عشرت سفاکی و ظلم پرستی اور اسراف و خرابی مین مستغرق ہے۔ تمہاری رعایا کے عقلمند آدمیون نے جو شرع شریف سے پورے باخبر ہین جمع ہوکر سلطان گردی کا فتویٰ دیا ہے۔ جب تک یہ نہوگا تباہی رک نہین سکتی۔ اے خاتون ملک کی حالت پر رحم کر اور اس فیصلہ کی مخالفت نکر۔ ایسا کرنیسے آپ ہماری نہین بلکہ خداوند کریم کے پاک احکام کی مخالفت کرینگی" اسپر بھی سلطانہ ابراہیم کی عدم معزولی پر مصر رہی۔ اور تجویز پیش کی کہ علما اور وزیر اعظم کی زیر نگرانی ابراہیم ہی کو تخت پر رہنے دیا جائے۔ سلطانہ کے اصرار اور منت و سماجت سے چند وکلا کے دل نرم اور وہ اوسکی درخواست قبول کرنے پر مائل ہوگئے۔ مگر اناطولیہ کے قاضی عسکر حنفی زادہ نے سلسلہ سخن شروع کرکے کہا "اے ملکہ روئے زمین۔ ہم آپ کی رعیت پروری اور بندگان خدا کی فلاح جوئی پر کامل بھروسہ کرکے حاضر ہوئے ہین۔ آپ صرف سلطان کی ہی والدہ نہین۔ بلکہ کل مسلمانون کی مادر مہربان ہین۔ خدا کے لئے ان مصائب کا خاتمہ کرو۔ غنیم لڑائی مین بالا دست ہو رہا ہے۔ اور ملک مین عہدون اور مناصب کی بیع و فروخت کا حد و حساب نہین رہگیا۔ بادشاہ نفس پرستی مین غرق قانون و شرع کے جادہ سے دن بدن زیادہ دور ہوتا جاتا ہے۔ مسجد ایا صوفیا کے مینارون سے جب مؤذن اذان دیتے ہین تو محل سرائے کے ڈہول و ڈہمکا اور ناچ رنگ کے شور و غل مین اونکی آواز کسی مسلمان کو سنائی نہین دیتی۔ کوئی شخص سلطان کو اس خوف سے نصیحت نہین کرسکتا کہ کہین ناصح کی شامت نہ آجائے۔ اسکی تصدیق خود آپ کو بھی ذاتی طور پر ہوچکی ہے۔ غارت گر کھلے بندون مسافرون کو لوٹتے ہین۔ اور بے گناہ قتل کئے جا رہے ہین۔ منظور نظر کنیزین سلطنت پر حکومت کر رہی ہین" سلطانہ یہ سُنکر بھی اپنے اصرار سے باز نہ آئی۔ اور اُس نے آخری کوشش کرکے کہا "یہ سب بدمعاش وزرا کی کرتوتون کا نتیجہ ہے۔ اونکو موقوف کرکے اونکی جگہہ نیک بخت اور دانا آدمی مقرر کئے جائینگے" حنفی زادہ نے عرض کیا "کیا سلطان بہادر اور قابل آدمیون کو جنھون نے اوسکی خدمت کی مثلاً قرہ مصطفی پاشا

ویوسف پاشا فاتح خانیا کو قتل نہین کرا چکا ہے؟" اسپر سلطانہ نے کہا: "مگر ایک سات سالہ معصوم بچہ کو تخت پر بٹھانا کس طرح ممکن ہے؟"

حنفی زادہ نے جواب دیا: "ہمارے عاقل و فرزانہ علمار کی رائے ہے کہ دیوانہ کو تخت پر رکھنا خواہ اسکی عمر کتنی ہو درست نہین۔ اوس سے ایسا بچہ ہزارہا درجہ بہتر ہے جو عقل و ہوش رکھتا ہو۔ اگر بادشاہ خواہ وہ معصوم ہو ذی ہوش ہو تو ایک قابل وزیر سلطنت مین پھر امن قایم کر سکتا ہے۔ مگر جوان عمر سلطان جو عقل و ہوش نہ رکھتا ہو قتل و سفاکی۔ اسراف و بدچلنی اور بد روشی سے سب کچھہ برباد کر دیتا ہے۔"

یہ دلیل سنکر سلطانہ بھی قایل ہو گئی۔ اور اوس نے کہا: "اچھا مین تمہاری رائے کو منظور کرتی ہون اور اپنے نبیرہ محمد کو لاکر دستار شاہی اوسکے سر پر رکھے دیتی ہون۔" خورد سال شہزادہ کو دیکھتے ہی علما اور فوجی افسرون نے خوشی کے نعرے بلند کر دیئے۔ ابراہیم کے تمام غلام اس اثنا مین اوسکے پاس سے بھاگ گئے ہوئے تھے۔ محلسرا کے "باب سعادت" کے قریب اونچے چبوترہ پر تخت بچھایا گیا۔ اور غروب آفتاب سے تین گھنٹے پہلے تاریخ ۸ اگست ۱۶۴۸ء سلطنت کے تمام اعلے عہدہ دارون نے سلطان محمد چہارم کے سامنے سر نیاز خم کیا جو سلطان کے روبرو دو دو چار چار کی جماعت مین حاضر ہوئے۔ جب ایک جماعت گذر جاتی تو دوسری کو اندر لایا جاتا۔ تاکہ بچہ انبوہ کثیر دیکھکر کہین ڈر نہ جائے۔ سلطانہ نے اپنے پوتہ کی حفاظت پر معتبر افسرون کا پہرہ مقرر کر دیا۔ رسم تخت نشینی سے فارغ ہو کر وزرا، اور علما عزل کا فیصلہ سنانیکے لئے ابراہیم کے پاس گئے اور سامنے حاضر ہوئے۔ عبد العزیز آفندی مفتی اعظم نے ابراہیم کو کہا: "پادشاہ علما اور عہدہ داران سلطنت کے فیصلہ کی تعمیل مین آپ تخت کو چھوڑ دین۔" ابراہیم نے غضب آلودہ ہو کر جوابدیا "غدار! کیا مین تمہارا بادشاہ نہین ہون۔ اس حرکت کے کیا معنے ہین؟"

عبد العزیز آفندی: "نہین۔ تو بادشاہ نہین رہا کیونکہ تو نے انصاف و تقدس کو خیرباد کہدیا۔ اور ملک کو تباہ کر دیا۔ تو نے اپنی عمر کو عیاشی اور بیوقوفی مین اور شاہی خزانہ کو فضولیات مین ضایع کیا اور تیری جگہہ ظلم و ستم اور خرابی ملک پر حکومت کرتی تھی۔" مگر ابراہیم برابر یہی کہتا رہا: "کیا مین تمہارا پادشاہ نہین ہون۔ اور اسکے کیا معنے ہین؟" آخر ایک فوجی آغا نے تنگ آکر جواب دیا: "ہان۔ تم ہمارے بادشاہ ہو۔ مگر تجھسے یہ درخواست ہے کہ کچھہ عرصہ آرام کرو۔" یہہ سنکر ابراہیم نے کہا: "اگر یہ بات ہے تو پھر مین تخت سے کیون نیچے اترون؟" عبد العزیز نے جواب دیا: "اسلئے کہ تو نے بزرگون کا شعار چھوڑ دینے سے اپنے آپکو اوسکو

ناقابل بنادیا ہے۔" ابراہیم نے اسپر سب کو مغلظات سنائین۔ اور پہر ماتہہ کو زمین کیطرف نچاکر کے کہا۔"کیا تم اتنے بڑے بچے کو بادشاہ بنانے لگے ہو؟۔ یہ بچہ بادشاہی کسطرح کریگا؟۔ اور کیا یہ بچہ خود میرا ہی فرزند نہین ہے؟" بہت سا ہزیان بکنے کے بعد آخر ابراہیم نے تقدیر کے حکم کو مان لیا اور تخت سے نیچے اتر کر وزراء کے ساتہہ ساتہہ "یہ میری پیشانی کا نوشتہ تہا۔ خدا کا حکم ہی یہی تہا۔" کہتا ہوا زندان کو چلا گیا۔ جہان اوسے سخت نگرانی مین رکہا گیا۔ مگر ساتہہ ہی اوسکی آسایش کا کامل انتظام کردیا گیا۔ دسوین دن سپاہیون نے فساد کردیا اور اُن مین سے بعض نے ابراہیم کو پہر تخت نشین کرنیکا ارادہ ظاہر کیا۔ اس معاملہ نے اوسکی قسمت کا فیصلہ کردیا۔ پچہلی بغاوت کے سرغناؤن کو ملکی بہبود کے ساتہہ ہی اپنے لئے بہی خطرہ پیدا ہو گیا کہ اگر کارقضا ابراہیم پہر تخت پر بیٹہہ گیا تو ہماری خیر نہین۔ انہون نے مفتی سے باضابطہ طور پر حسب ذیل استفتا پیش کر کے اوسکا فتویٰ طلب کیا "کیا ایسے بادشاہ کو معزول اور قتل کرنا جایز ہے جو ملکی و فوجی عہدے ایسے لوگون کو دیتا ہو جو اونکے قابل نہین۔ اور جو رشوت دیکر اونکو خریدتے ہین؟" مفتی نے مختصر جواب دیا۔ "ہان"۔ یہ فتوےٰ حاصل کر کے صوفی محمد اور چند وزراء جلادون کو لیکر زندان گئے۔ ابراہیم اُس وقت کلام اللہ کی تلاوت کر رہا تہا۔ وہ جلادون کو دیکہتے ہی اُن کے آنیکا مدعا تاڑ گیا۔ اور پکار اُٹہا "کیا میرے کل نمکخوارون مین سے ایک بہی ایسا نہین جو مجہے ان ظالمون سے بچائے۔ ظالموں رحم کرو۔ رحم کرو!"

جلاد یہ فریاد سُنکر کسی قدر جہجک گئے۔ مگر مفتی اور وزیر نے اونکو سختی کے ساتہہ اپنا کام کرنے کا حکم دیا۔ انہون نے سلطان کو جس نے اب قاتلون پر لعنتین بہیجنی شروع کردی تہین پکڑ لیا اور چند لمحون مین کمان کی ڈوری سے اوسکا گلا گہونٹ دیا گیا۔

سلطان محمد چہارم کا ابتدائی عہد حکومت اور مسلسل خرابی و تباہی

سلطان محمد چہارم چالیس برس تخت قیصری پر متمکن رہا۔ اوسکے عہد کو اگر تین حصون مین تقسیم کیا جائے تو بیجا نہوگا حصہ اول سلطان ابراہیم کے قتل سے محمد کوپرلی کے وزیر اعظم مقرر ہونے تک یعنی ۱۶۴۸ء سے ۱۶۵۶ء تک دوسرا حصہ وزیر مذکور اور اوسکے فرزند کلان کی وزارت کا ۱۶۵۶ء سے ۱۶۷۶ء تک۔ تیسرا احمد کوپرلی کی وفات سے سلطان کے ۱۶۸۷ء مین معزول ہونے تک۔

پہلا حصہ جو سلطان کی نابالغی کا زمانہ تہا بغاوتون اور مسلسل شکستون کی نذر ہوا۔ دوسرے مین خاندان کوپرلی کے متذکرہ بالا دونون لایق وزراء نے سلطنت کے معاملات کو درست کیا۔ تیسرے مین پہر خرابیان پیدا ہوگئین

اور سلطنت مین اندرونی و بیرونی مصایب و مشکلات سے زوال شروع ہوگیا۔

ابراہیم کی معزولی مین سلطنت کا ہر ایک گروہ اور طبقہ شامل تہا۔ مگر سپاہی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے صوفی محمد کی وزارت سے ناراض ہوگئے۔ اور انہون نے ابراہیم کے قتل ہو جانے کے بعد اوسکا قصاص لینے کے بہانے سے بغاوت کردی۔ اور ینگچری فوج اور سپاہیون مین عرصہ تک سخت خونخوار معرکہ آرائی ہوتی رہی جسمین آخر ینگچری کامیاب ہوگئے۔ اور صوفی محمد وزارت پر قایم رہا۔ مگر وزیر ہونے کی بجائے وہ در اصل اپنے طرفدارون کا غلام بنگیا۔ کل سفید و سیاہ کے مالک ینگچری تہے۔ اور پرانی خودسری عیش پسندی اور آوارہ مزاجی اون مین پہر اس شدت سے عود کر آئی کہ صوبہ ڈلمیشیا مین اونکو خود غنیم یعنی وینس کی فوجون کے سامنے اپنے افسرون کے برخلاف بلوے برپا کرکے ہلال کی عزت کو دشمنون کی نگاہ مین حقیر کرتے ہوئے شرم نہ آئی۔ سنہ ١٦٤٩ء مین انہون نے کینڈیا کا محاصرہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اور سر عسکر حسین پاشا کو مجبورًا جنگی کارروائی ملتوی کرنی پڑی۔

صوبون کی حالت دار الخلافہ سے کچہہ بہتر نہ تہی۔ اور عمال کی رشوت ستانی اور جبر و ستم کی کوئی انتہا نہ رہگئی تہی صوفی محمد نے اپنے حمایتیون کی تسلط سے تنگ آکر ینگچری اور سپاہی دونون فوجون کے افسرون کے برخلاف خود اپنا علیحدہ جتہہ بنانے کی کوشش کی۔ مگر خاتونان حرم بہی اوسکے برخلاف ہوگئی تہین۔ اور اوسکا راز قبل از وقت فاش ہوگیا اور اوسے قتل کر دیا گیا۔ ملک کی بدقسمتی سے سلطان کی دادی اور والدہ سلطانہ ترخانہ[١٥] مین سخت رقابت پیدا ہوگئی جس نے رہا سہا کہیل بگاڑ دیا۔ دونون ایک دوسرے کے مروانے کے درپے ہوگئین۔ اور سنہ ١٦٥١ء مین آخر سلطانہ ترخانہ کی سازش بارور ہوگئی ضعیف العمر سلطانہ ماہ پیکر ہلاک کرادی گئی۔ اور رقابت کا خاتمہ ہوگیا۔ مگر گورنمنٹ کی خرابی بدستور قایم رہی۔ سنہ ١٦٥٥ء مین سپاہی اور ینگچریون نے کئی مہینون کی تنخواہ

سلہ ١٥ ایک ایشیائی مؤرخ سلطان کی والدہ کا نام توسم سلطان لکہکر مندرجہ بالا روایت سے بالکل برعکس تحریر کرتا ہے۔ اوسکے الفاظ حسب ذیل ہین:۔ ”محمد خان شیرخوارہ کودک ہفت ماہہ (یہ بہی غلط ہے ”ہفت سالہ“ تہا۔ مؤلف) بر اوسے نام اورنگ آراستہ شد و مادرش کوسمہ سلطان حاکم گشت۔ سرداران حکومت زن را قبول نکردند بلوائے عظیم برپا نمودند و در اسلامبول اضطراب عظیم گردید۔ آخر سلیمان خواجہ سرا کوسمہ سلطان را قتل کرد۔ از خانہ او بسیار صنادیق روپیہ و اشرفی و طلا و نقرہ و جواہر گران بہا و زیور مرصع و ظروف ذہب و فضہ بر آمد و تا سنہ ١٠٦٢ ہجری آتش فساد و خانہ جنگی در قسطنطنیہ برپا ماند کہ تفصیل بسیار است و در سنہ ١٠٦٣ ہجری تا چہل روز متواتر جا بجا در کشور روم زلزلہ حادث شد و بسیار نقصان مال و تلف نفوس گردید و از ماہ ذیقعد سنہ ١٠٦٣ ہجری تا ماہ جمادی الاول سنہ ١٠٦٤ ہجری فیما بین پاشایان قتل و قتال ہا در گرفت چند پاشایان سردند۔ بادشاہ کم سن بود کسی او را بخاطر نمے آورد“۔ ١٢

بقایامین پڑجانے سے ناراض ہوکراپنے معمولی فسادگاہ یعنی آتمیدان مین جمع ہوکر دیوان کے اراکین کے
قتل کامطالبہ کیا۔سلطان نے آتمیدان آغالری (صاحبانِ آت میدان) کے حکم کو قبول کرکے اپنے عزیز
ملازمون کو جلاد کے حوالہ کردیا۔اوراس طرح سے حکومت کی انتظامی مشین کو چلانیوالے تمام پرپُرزے معدوم
ہوگئے۔فوج کی خودسری سے دلیر ہوکر دارالخلافہ کے صناعون کی جماعت نے بلوہ کرکے وزیراعظم کومعزول کرادیا
ادہر ایشیائی صوبون مین آبازا کے بیٹے نے باپ کی بغاوت سے بہی زیادہ زبردست بغاوت برپاکردی۔اور
باغیون نے احمد پاشا گورنر اناطولیا کوشکست دیکر قتل کردیا۔مگر اوسی جنگ سی سالہ کے طفیل جو عیسائی متخاصمین
مین بمقام وسٹ فیلیا[1] ۱۶۴۸ء مین صلح کامعاہدہ ہونے پر ختم ہوئی اورجسکی وجہ سے ٹرکی کاجانی دشمن آسٹریا
وجرمنی کاقیصر مرادچہارم کے ابتدائی زمانہ اورابراہیم کے عہد حکومت مین ٹرکی کی طرف متوجہ نہ ہوسکا تہا ٹرکی
ایسے نازک موقعہ پربہی آسٹریاکی دستبرد سے محفوظ رہی۔وہ جنگ مذکور مین اس قدر پیچ گئی تہی کہ اوسے کچہہ
عرصہ تک ہنگری کو فتح کرنے کاخیال تک نہ ہوا۔فرانس وہسپانیہ آپسمین مشغول کارزار تہے۔نیز اول الذکر ۱۶۴۹ء
سے ۱۶۵۲ء تک اوس ملکی بغاوت کے انطفاء مین مصروف رہا جو لافراند[2] کے نام سے مشہور ہے اورجسے عیسائی
ملکہ اینی اوسکے عاشق مازارن اورخورد سال لوئی چہاردہم کے برخلاف برپاکرکے کچہہ عرصہ کیلئے ان سب کو
ملک سے خارج کردیا تہا۔الغرض اُسوقت اکیلی ریاست وینس ٹرکی کے مقابل تہی۔لیکن جبتک اندرونی خرابی رہی
ٹرکی اس کمزور دشمن سے بہی بازی نہ جیت سکی۔بلکہ کینڈیا کافتح کرلینا تودرکنار وینس کے امیرالبحر موسن نیگو
نے عثمانیہ بیڑہ کو تباہ کرکے خود ترکی کے جزائر ٹنی ڈوس۔لمنوس۔اورساموتہریسیا کو ۱۶۵۶ء مین فتح کرلیا۔اور
ڈارڈنیلز کاایسا سخت محاصرہ کیاکہ قسطنطنیہ مین باہر سے اشیاء خوردنی کی درآمد رک جانے سے قحط پڑگیا۔
ٹرینسلونیا کاعیسائی شاہزادہ بہی سرکشی پرمائل ہورہاتہا اورسرحد پرعیسائی رعایانے قیامت برپاکررکہی تہی
ان بیرونی مصائب اورذلتون کو دیکہکر قوم کی رگ حمیت پہر متحرک ہوئی۔تمام جماعتون نے ذاتی اغراض
کو بالائے طاق رکہدیا۔اوراونکوایک ایسے شخص کی تلاش ہوگئی جو انتظام کو اپنے ہاتہہ مین لیکر کل خرابیون کی
اصلاح کرے۔سلطانہ ترخانہ نے محمد کوبرلی کوپیش کیا اورسب فریقون نے اس تجویز کوبڑی خوشی سے منظور
کرلیا۔اور ۱۶۵۶ء مین وزارت ایک ایسے شخص کو تفویض کیگئی جونامور وزراء کے خاندان کابانی اورسلطنت کے
گرتے ہوئے اقبال واقتدار کوسنبہالنے کاباعث ہوا۔

[1] وسٹ فیلیا ہالنڈ کے قریب پرشیا کامغربی صوبہ ہے۔مؤلف ۱۲۔

خاندان کوبرلی

منجم سلطانی نے حکم لگایا کہ بتاریخ ۱۵ ستمبر ۱۶۵۶ء ظہر کا وقت نہایت سعید ومبارک ہو۔ نیا وزیر اوسوقت اہتمام سے جبکہ نمازپیشین کے لئے مساجد دارالخلافہ سے اذانین ملنی شروع ہون۔ ایشیائی ممالک کے خوش اعتقادون کا خیال ہے کہ دوپہر کے وقت شیطان آفتاب کو اپنے دونون سینگون کے درمیان تاج کے طور پر لے لیتا ہے۔ اور بزعم خود کل کائینات کا بادشاہ بنجاتا ہے۔ مگر زوال دوپہر کے بعد مساجد کے موذنون سے "اللہ اکبر" کی آواز سنتے ہی سورج چھوڑکر چلتا بنتا ہے۔ ایک ترکی مورخ اس روائیت کو استعارتاً لیکر لکھتا ہے کہ جسطرح ظہر کی آذان سنکر شیطان نوچکر ہوجاتا ہے اوسیطرح جب سلطنت کی چارکھونٹ مین یہ آوازہ مشہور ہوا کہ کوبرلی وزیر اعظم ہوگیا ہے تو ظلم وستم عیاشی وبدچلنی۔ رشوت وبغاوت کے شیاطین اور بھوت جنکا اقتدار مراد وابراہیم کے عہد حکومت اور محمد کے ایام نابالغی مین نصف النہار پر پہونچگیا تھا۔ اپنا تاج ونگین تسلط چھوڑکر ناپید ہوگئے۔

محمد کوبرلی ایک البانوی (ارنوط) کا پوتا تھا جو وطن سے مہاجرت کرکے ایشیاکوچک کے قصبہ کوبری مین جو دریا ہلیس[1] کے دہانہ کے قریب واقع ہے آباد ہوگیا تھا۔ محمد کوبرلی اوائل عمر مین محل سلطانی مین نایب باورچی کا کام کرتا تھا جس سے ترقی کرکے باورچی ہوگیا۔ ۲۵ برس اس خدمت پر رہنے کے بعد وہ وزیر اعظم خسرو کا خان ساماں ہوگیا اور خسرو کے جانشین کے زمانہ مین وہ داروغہ اصطبل ہوگیا۔ یہ وزیر بھی البانوی تھا اور ہموطنی کے لحاظ سے کوبرلی پر بڑی مہربانی کرتا تھا۔ اوسکے ذریعہ سے کوبرلی دمشق۔ طرابلس اور یروشلیم یعنی شام کا گورنر اور یکے از وزراء سلطنت ہوگیا۔ اسکے بعد اوسنے اپنی خوشی سے صوبہ البانیا کے ضلع غوز تندل کی گورنری کی اور نئے عہدہ کو قبول کیا۔ وہان اُس نے علاقہ مذکور کے باغیون پر فوجکشی کی۔ مگر شکست یاب ہوکر گرفتار ہوگیا۔ اوسکے ورثا نے زرفدیہ دیکر اوسکو چھڑالیا۔ اور وہ ندامت کے باعث یا کسی اور وجہ سے ملازمت شاہی کو چھوڑکر اپنے آبائی شہر کو چلاگیا۔ مگر البانیا کا گورنر محمد پاشا کچھ دن جب قسطنطنیہ گیا تو اسکی ترغیب ودلاسا دیکر ساتھ لیتا گیا۔ محمد پاشا تھوڑی مدت کے بعد وزیر اعظم ہوگیا۔ مگر ساتھ ہی اُسے یہ بھی جلد معلوم ہوگیا کہ کوبرلی پر دربار بہت مہربان ہے اور اندیشہ ہے کہ کہین اُسے وزیر اعظم نہ بنا دیا جائے۔ لیکن یہ مسلمہ امر ہے کہ کوبرلی نے وزارت کے حصول کے لئے خود کوئی ناجایز کوشش نہین کی تھی۔ اوسکے دوست احباب نے جو اوسکی مستعدی۔ دانائی اور ثابت قدمی سے اچھی طرح واقف تھے اوسکی سفارش سلطان والدہ کے پاس کی

---

[1] ترک اسکو قزل اِرماق پکارتے ہین۔ یہ ایشیاکوچک کے وسط سے گذرتا ہے اور ضلع کپاڈوشیا سے نکلکر بحیرۂ اسود مین گرتا ہے کیخسرو شاہ ایران نے کروسس (قارون) شاہ صوبہ لیڈیا (ایشیاکوچک کے ایک صوبہ کا پرانا نام) کو شکست دی تھی۔ مؤلف ۱۲۔

کہ تباہی زدہ سلطنت کو یہ شخص شاید روباصلاح لاسکیگا۔ سلطانہ نے اعیان وارکین سلطنت سے مشورہ کرکے کوبرلی کو وزارت کا عہدہ پیش کیا۔ اُس وقت اوسکی عمر ستر برس کی تہی۔ اوسنے وزارت کا منظور کرنا ان شرائط سے مشروط کیا۔ میری کل تجاویز کو بلا حجت اور بحث مباحثہ کے بغیر قبول کرلیا جایا کرے۔ تمام عہدون پر جس کو مین چاہون مقرر کرون۔ اور جسے چاہون سزا یا انعام دون۔ مین کسی کی سفارش ماننے پر پابند نہ ہونگا۔ اور نہ کسی کے پاس جوابدہ۔ کل اختیار میرے ہاتہہ مین ہو۔ کوئی منظور نظر یا بڑا آدمی مجہہ سے فوقیت نہ رکہے گا۔ میرا حکم سب سے بالاتر ہو۔ مجہپر کامل اعتبار کیا جائے اور کسی شخص کی تہمت یا الزام میرے برخلاف سماعت نکیجائے سلطان والدہ نے بیٹے کیطرف سے حلف اٹہائی کہ یہ تمام شرائط پوری کیجائینگی۔ اور محمد کوبرلی سلطنت عثمانیہ کا وزیر اعظم ہوگیا۔

دربار نے اوسکے سابق محسن محمد پاشا کج گردن کو معزول کرکے حکم دیا کہ معزول وزیر کو قتل کردیا جائے۔ اور حسب معمول اوسکی کل جائیداد ضبط کرلی جائے۔ مگر محمد کوبرلی نے شفاعت کرکے اوسکی جان بچادی اور صوبہ کنیشہ (واقع ہنگری) کے محاصل اوسکو جاگیر مین دیدیئے۔ اپنی وزارت مین محمد کوبرلی نے یہ پہلا کام سعدلی کا کیا اور یہی آخری بہی تہا۔ حالات موجودہ سخت گیری کے متقاضی تہے اور کوبرلی نے سخت گیری شروع کردی مگر وہ ویسی نہ تہی جو مراد چہارم نے اپنے عہد کے آخری حصہ مین اختیار کرلی تہی بلکہ ویسی جو سلطان مراد نے زمام حکومت ہاتہہ مین لینے پر مناسب خیال کی تہی۔ کوبرلی نے دوراندیشی سے کام لیکر مفتی سے بجبر یہ فتوے لکہا لیا کہ وزیر مذکور جو کچہہ کریگا وہ سب جائز ہوگا۔ اور اس فتوے کو لیتے ہی اوسنے سلطنت کو اون تمام شیاطین کے وجود سے پاک کرنا شروع کردیا جنہون نے بدامنی پہیلا رکہی تہی یا عنقریب پہیلانے والے تہے۔ قسطنطنیہ مین متعصب جاہل مشائخ اور درویشون کی ایک جماعت تہی۔ وہ ہر وقت فساد برپا کراتی رہتی تہی اور جو شخص اونکے عقاید کو نہین مانتا تہا اوسکی جان کے دشمن ہوجاتے تہے۔ کوبرلی نے اون سب کو گرفتار کرکے جلاوطن کردیا۔ اور جب اونکے ایک بڑے شیخ نے جسے لوگون پر بہت اقتدار حاصل تہا وزیر کے برخلاف کچہہ بڑبڑ کی تو اوسے فوراً قتل کراکر باسفرس مین پہنکوادیا۔ انہی دنون مین یونانی بطریق اعظم نے مسیحی مذہب حاکم والیشیا کو ایک خط لکہا جو کوبرلی کے ہاتہہ آگیا۔ اس خط مین نمک حرام بطریق نے سلطنت عثمانیہ کی نسبت ویسی ہی پیشینگویان کی ہوئی تہین جیسی کہ اڑہائی سو برس کے بعد اب بہی ہمارے عیسائی بہائی بالخصوص پیر فرتوت مسٹر گلیڈسٹون اور اکثر پادری لوگ کرتے رہتے ہین۔ بطریق نے ویوودٹ (حاکم والیشیا کا پرانا خطاب) کو لکہا "اسلام

کی طاقت کا خاتمہ قریب پہونچگیا ہے عنقریب عیسائی مذہب بالادست ہوجائیگا مسلمانون کی تمام زمینین عیسائیون کے قبضہ مین آجائینگی۔ اور پیروان صلیب و جرس سلطنت کے مالک ہوجائینگے" ان الفاظ کا صریح مدعا معلوم ہورہا تہا کہ دیوڈو دلیر ہوکر بغاوت کردے۔ کوبرلی نے بلا تامل بطریق کو شہر کے ایک دروازہ پر پہانسی دیکر لٹکوا دیا۔ اور ایسی احتیاط و خبرداری سے کام لینا شروع کیا کہ کسی شخص کے گذشتہ یا موجودہ افعال اور سازش و بغاوت کی تیاریان اوس سے پوشیدہ نہ رہتین۔ اوس نے ہر ایک صوبہ اور شہر مین جاسوس مقرر کردیئے اور اپنے احکام کی تعمیل کے لئے معتبر دیانت دار اور تابع فرمان افسر مامور کیئے۔ اس طرح اوسکی ثابت قدمی اور صادق العزمی کا اثر کل قلمرو مین دور و نزدیک پہونچگیا۔ اور لوگ اوسکے فرمانون کی تعمیل بلا تامل کرنے لگ گئے۔ وہ جانتے تہے کہ یہ ایسے شخص کے احکام ہین جو کسی کام کے کرنے سے خود کبہی نہین ہچکتا اور تامل نہین کرتا۔ وہ خدمتگزارون کو کبہی فراموش نہین کرتا اور اونکی پوری حمایت و محافظت کرتا ہے۔ اور جو نافرمانی یا مخالفت کرین اونکو کبہی معاف نہین کرتا۔ کوبرلی کسی خطاکار یا مشتبہ کو خواہ وہ کسی قوم۔ مذہب یا حیثیت کا ہو کبہی خالی نہ چہوڑتا۔ وہ دہمکیان دیکر غصہ نہین نکالا کرتا تہا۔ بلکہ اوسکا غضب دہمکیون سے پہلے وارد ہوجاتا تہا۔ جبتک سزا دینے کا موقعہ نہ آجائے وہ اپنی تیاریون اور ناراضگی کو کمال لیاقت سے پوشیدہ رکہتا تہا۔ ترکی مورخ نایمہ وزیر اعظم کے ایک معتبر ملازم شیبی کی سند پر لکہتا ہے کہ کوبرلی کا اصول تہا کہ غصہ ہونا اور ملامت کرنا فضول ہے۔ بلکہ ایسا کرنا صاحب اقتدار کے لئے عموماً خطرناک ہوتا ہے۔ مدبر کو برافروختہ اور یکبارگی مشتعل ہوجانا ہرگز واجب نہین۔ شکار (یعنی مستوجب سزا) کو خواب خرگوش مین مگن اور مطمئن پڑا رہنے دینا چاہیئے۔ اس طریق سے اوسے ہلاک کرنے مین بالعموم یقیناً کامیابی ہوتی ہے۔

محمد کوبرلی نے پانچ برس وزارت کی اور اس عرصہ مین ۳۶ ہزار آدمی اوسکے حکم سے قتل کیئے گئے۔ قسطنطنیہ کے جلادون کے افسر ذوالفقار نے وزیر کی وفات کے بعد اپنی زبان سے تسلیم کیا کہ مین نے اپنے ہاتہ سے چار ہزار آدمیون کو ہلاک کرکے باسفرس مین ڈالا تہا۔ جرمنی مورخ وان ہیمر ان اعداد کی تصدیق کرکے بیان کرتا ہے کہ یہ پیرانہ سال وزیر جسکے ایام وزارت کے ہر مہینہ مین بالاوسط پانچسو سے زیادہ جانین اوسکے حکم سے ہلاک ہوتی تہین۔ گمدزی کے زمانہ مین بڑا رحمدل اور نرم مزاج مشہور تہا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ وہ بالطبع سفاک اور ظالم نہین تہا۔ بلکہ کل سلطنت مین امن قایم کرنے کا ذمہ دار ہونے پر اوسے یقین ہوگیا کہ سختی کے بغیر بدامنی و فساد کی بیخکنی ناممکن ہے۔ اور حکومت کا رعب نہین بیٹہہ سکتا۔ اور اوس نے اس یقین کے مطابق عمل کیا۔

اسمین کلام نہین کہ امن بڑی گران قیمت پر خریدا گیا۔ لیکن اس سے کسی کو انکار نہین ہوگا کہ گو بدل بہت زیادہ تہا۔ مگر وہ رائیگان نہ گیا۔

دار الخلافہ کو سرکشون اور متمردون سے صاف کرکے کوبرلی سب سے پہلی بحری طاقت کی درستی پر متوجہ ہوا اور وینشی امیر البحر کو ڈارڈنیلز کے دہانہ سے ہٹانیکے لئے سنہ ۱۶۵۷ء مین قسطنطنیہ سے فوج روانہ کی گئی۔ مگر ینگچریون کی بزدلی سے موسن سی ینگو کو نمایان فتح حاصل ہوئی۔ لیکن یہ فتح بالآخر اہالی وینس کے حق مین نہایت نامبارک ثابت ہوئی۔ عیسائی امیر البحر فتح سے سرمست ہوگیا۔ اور شیخی مین آکر لڑائی سے تیسرے دن اپنے کل بیڑہ کو ترکی قلعہ قوم تورنی کے مقابلے لے آیا۔ ترکی کمانڈر کو یہ موقعہ خدا خدا کرکے ملا تہا۔ اُس نے ایک قلعہ شکن توپ سے امیر البحر کے جہاز کے میگزین پر ایسی شست باندہکر گولہ پہینکا جو ٹہیک نشانہ پر بیٹہا۔ بارود کے اڑنے سے جہاز مذکور مع امیر البحر غرق ہوگیا۔ اور وینشی بیڑہ ایسی افراتفری سے دم دبا کر بہاگا کہ تین روز ماقبل کی فتح کالعدم ہوگئی۔ کوبرلی نے اون سپاہیون اور افسرون کو جنہون نے ان معرکون مین بہادری دکہائی خلعت ہائے فاخرہ عطا کرکے ادنے اعلے تمام بزدلون کو جلاد کے سپرد کردیا۔ اس مخلوط قدر افزائی اور سختی سے ساری فوج کے کان کہڑے ہوگئے اس کا نظام درست ہوگیا۔ اور اس اصلاح کا پہلا نتیجہ یہہ ہوا کہ تہوڑی ہی مدت بعد جزیرہ ٹنی ڈوس وینشی بیڑہ کی آنکہون کے سامنے فتح کرلیا گیا۔ لمنوس بہی اسی آسانی سے ہاتہہ آگیا۔ اور ڈلمیشیا مین بہی ترکی افواج کو کئی برسون کے بعد اب پہلی مرتبہ متواتر کئی فتوحات حاصل ہوئین۔ مگر سنہ ۱۶۶۱ء مین وینشی بیڑے نے میلو[۱] کے قریب عثمانیہ بیڑہ پر فتح پاکر سابقہ شکستون کی کسی قدر تلافی کردی۔

لمنوس اور ٹنی ڈوس کے فتح ہوتے ہوتے موسم سرما آگیا تہا۔ مگر اس سے وزیر کی فوجی مستعدی مین کوئی فرق نہ پڑا۔ زمستان اوسنے حاکم ٹرینسلوینیا مسمی راکوزیئی کی سرکوبی پر جو بیت الحم گبر کا جانشین تہا صرف کیا۔ اور ساتہہ ہی ایشیائی صوبون کی بغاوت کے انطفا کے لئے تیاریان کرتا رہا۔ رکوزیئی پر فوجکشی ہونیسے پہلے شاہ سویڈن کیطرف سے بابعالی کیخدمت مین ایک سفارت یہ درخواست لیکر حاضر ہوئی کہ پولنڈ کے برخلاف ترکی سویڈن سے جسکی حکومت اُس وقت آجکل کی نسبت بہت زیادہ وسیع اور ریاست پولنڈ کی حدود تک پہیلی ہوئی تہی جارحانہ ومدافعانہ اتحاد کرلے۔ راکوزی نے بہی اس درخواست کی سفارش کے لئے اپنے ایلچی سویڈش سفارت کے ساتہہ کردیئے تہے۔ کوبرلی نے شاہ سویڈن کے سفیر کی درخواست کو نامنظور کرکے راکوزئی کے ایلچیون کو اس قصور مین کہ انکے

۱؎ کریٹ اور یونان کے درمیان ایک مشہور جزیرہ کا نام ہے جسکے بندرگاہ کا نام بہی میلو یا کسترو ہے۔ مؤلف۔

آغا نے بابعالی کی اجازت کے بغیر پولنڈ کے برخلاف سویڈن اور کاسکون سے کیون اتحاد کرلیا ہے قلعہ ہفت برج مین قید کردیا۔ راکوزی اس تہدید پر بہی اپنے ارادہ سے باز نہ آیا۔ اور اُس نے پولنڈ پر حملہ کرنے کے لئے مالڈیویا اور والیشیا کے ویووڈون کو اپنے ساتھہ گانٹھہ لیا۔ لڑائی ہونے پر پولنڈ نے اوسکو شکست فاش دی۔ اور ۱۶۵۷ء مین بابعالی نے اوسکو اور نیز والیشیا کے ویووڈ قسطنطین اول کو معزول کردیا۔ آخرالذکر کی برطرفی پر خاندان بصارابہ کا خاتمہ ہوگیا۔ ۱۶۱۲ء سے لیکر ۱۶۵۸ء تک ۱۴۷ برس اسی خاندان سے والیشیا کے حاکم مقرر ہوتے رہے تہے جنمین سے مارسیا اعظم بانی والیشی فوج۔ روڈولف اعظم مصلح کلیسا۔ اولوالعزم وفاتح میکائیل شجاع اور میتہیو اول واضع قوانین والیشیا بڑے جبروت کے فرمانروا تہے۔ قسطنطین کی جگہہ یونانی مہنی جو ایک قفل ساز کا بیٹا تہا مقرر کیا گیا اور وہ پولنڈ کو بہاگ گیا جہان اوسے اوسکی قضا آگہی۔ مگر راکوزی نے ہاتہہ پاؤن ہلائے بغیر ٹرینسلونیا کی حکومت چہوڑنا پسند نہ کیا۔ پت کا ترکی پاشا اوسکی سرکوبی کو بہیجا گیا تو بمقام لیپا ۱۶۵۸ء مین راکوزی نے شکست دیکر اوسے پسپا کردیا۔ اسپر کوبرلی نے خود اوسکی سر پر پہنچکر اُسے ہزیمت فاش دی۔ راکوزی نے والیشیا کے نئے ویووڈ سے مدد چاہی۔ یہ نمکحرام غدار پہلے ہی سے بابعالی کے برخلاف بغاوت کرنے کا ارادہ رکہتا تہا۔ وہ راکوزی کا ساتہہ دینے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر امرا ریاست نے اسکی مخالفت کرکے کہا کہ "سلطان کی تلوار ہماری تلوار سے بہت لمبی ہے"۔ اسپر مہنی تلافی قصور اور خطا بخشوانے کے لئے فوج لیکر کوبرلی کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ عساکر عثمانیہ نے راکوزی کو مغلوب کرکے اکاطیس بارکسی کو اوسکی جگہہ مقرر کیا اور سلطان نے چالیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج ادا کرتے رہنے کی شرط پر ۱۶۵۸ء مین اوسے حکومت کی سند عطا کردی۔

مہنی نے صرف دفع الوقتی کے لئے فرمانبردارانہ انداز اختیار کیا تہا۔ اوسکی نیت برابر بد رہی۔ ٹرینسلونیا سے واپس آکر وہ فوج کو تدریج بڑہاتا رہا۔ اور قسطنطینیہ کے ساہوکارون سے زرخطیر فوجی تیاریون کے لئے قرض لیتا رہا۔ جب وہ تیاریان اوسکے خیال مین مکمل ہوگئین تو اوسنے علانیہ متمردانہ روش اختیار کرلی۔ سب سے پہلے اُس نے اون تمام والیشی امرا کو جو عثمانلیون کے ہواخواہ تہے قتل کرادیا۔ اور پہر بمقام ترغووز کی ترکی فوج پر اچانک حملہ آور ہوکر سب کو تلوار کے گہاٹ اتار دیا۔ وہان سے مقامات بریلہ وجرجووا پر پیشقدمی کرکے دونون کو فتح کرلیا اور وہان کے تمام مسلمانون کو تہ تیغ کرکے اونکی جایدادین ضبط کرلین۔ ان مقامات پر قابض ہونیکے بعد اوسنے تمام ترکون کو ڈینوب سے جنوب کیطرف دہکیل دیا۔ مگر اسپر قناعت نہ کرکے اوسنے راکوزی کے

ساتھہ اتحاد کو پھر تازہ کرلیا ۔ اور اوس سے دس ہزار ٹران سلوینی فوج منگوا کر دس ہزار اردالیشی فوج کے ہمراہ مالڈیویا کے ویوو ڈگھیکا کے برخلاف جو ترکون کی اطاعت مین ثابت قدم تہا روانہ کی ۔ حملہ آورون نے گھیکا پر [1] لڈیویا کے صدر مقام جاسی کے قریب فتح پائی ۔ لیکن اس فتح کے ساتھہ ہی میہنی کی فتوحات کا خاتمہ ہوگیا ۔ کوپرلی نے ترکی فوج کو والیشیا پر بہیجکر کریمیا کے خان کو تاتاری فوج سے مالڈیویا پر حملہ کرنیکا حکم دیا ۔ ٹرینسلوینی اور والیشی فوج کو دریائے بانغ لوئی کے کنارون پر سخت شکست دی میہنی جان بچاکر پہاڑون کو بہاگ گیا ۔ اور باب عالی نے گھیکا کی فرمانبرداری سے خوش ہوکر اوسے والیشیا کا ہوسپاڈر بنا دیا ۔

اکثر ناظرین والیشیا کی مسلسل بغاوتون کے حالات پڑہکر متعجب ہون گے کہ باب عالی ہر ایک بغاوت کے بعد سرکش حاکم اور متمرد والیتیون کو سیح کرنیکے بعد پہر کیون خود مختار چھوڑ دیتا ۔ اور صرف حکام کی تبدیلی پر قناعت کرتا رہا ۔ دنیا مین اور کوئی سلطنت ایسی نہین جس نے کسی ماتحت ریاست کیطرف سے ایک دفعہ بہی ایسی نالائق حرکت سرزد ہونے پر درگذر کیا ہو ۔ حتی کہ سلطنت انگلشیہ ایسی پابند عہود اور نیک نیت سلطنت نے بغاوت و تمرد سے چشم پوشی کرنا تو درکنار کئی خود مختار ریاستون کو محض اس تصور پر کہ انکا اندرونی انتظام اچہا نہ تہا بالکل معدوم کرکے ممالک محروسہ مین شامل کرلیا ۔ ترک اگر ایسی بیوقوفی نہ کرتے اور ایک خطا دو خطا غایت درجہ تین خطا سے درگذر کرکے چوتہی دفعہ فساد ہونے پر اگر والیشیا و مالڈیویا کو ممالک محروسہ مین شامل کرکے اونپر براہ راست حکومت قائم کرلیتے تو آج یہ صوبے مطلق العنان اور اونکا فرمانروا سلطان کا ہم پلہ یورپین بادشاہ نہ ہوتا ۔ یہ اعتراض بظاہر بہت زبردست معلوم ہوتا ہے لیکن میری رائے مین (اور یہی اُن سب لوگون کی رائے ہوگی جو خدا کے مواعید اور راستی و ایمانداری کے آخر فتحیاب ہونے پر ایمان رکہتے ہین) خاندان عثمانیہ کو باوجودیکہ اوسکے بعض حکمران اشد نالائق گذرے ہین اور وہ ابتدا سے برابر زبردست اور قوی دشمنون سے گہرا رہا ہے ۔ صرف اسی "بیوقوفی" کی طفیل یہ فخر حاصل ہے کہ اوسکے برابر کسی اور خاندان کو حکومت کرنی نصیب نہین ہوئی ۔ اور وہ اب تک محسود زمانہ ہے اور بعونہ تعالے تا قیامت رہیگا ۔ کوتاہ بین دنیادار اور مادی اسباب پر اعتماد کرنے والے پابندی عہود واثقہ اور خواہ اُس مین بظاہر نقصان پہونچتا ہو ایمانداری سے اقرارون کے ایفاء کو بیوقوفی کہا کرین ۔ خدائی کامون کے جاننے والے اس سے بڑہکر اور کوئی سعادت نہین دیکھتے ۔ اور یہ اسی

[1] اب یہ صوبہ والیشیا کے ساتھہ شامل ہے اور دونون کی ایک ریاست بنگئی ہے جو رومینیا کہلاتی ہے ۔ اور ۱۸۷۸ء کے معاہدہ برلن کے رو سے ترکون کی ماتحتی سے بالکل آزاد ہوگئی ہے ۔ مؤلف ۱۲

سعادت کی خیر و برکت ہے کہ سلطنت عثمانیہ باوجود اب تک ویسی شان و شوکت سے قایم ہے۔ اس معاملہ پر مین رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ مین مفصل بحث کرچکا ہون۔ یہان اوسکے دوہرانے کی ضرورت نہین۔ یہی پابندی عہود سلاطین کو والیشیا پر مالکانہ تصرف کر لینے سے مانع تہی۔ ان صوبون کو فتح کنندہ سلطان نے وہان کی رعایا سے ضمنی وعدہ کردیا تہا کہ اونپر عیسائی حاکم مامور ہوا کریگا جو ملک کے صلاح و مشورہ سے حکومت کریگا۔ بابعالی اندرونی انتظام سے کوئی تعلق نہ رکہیگا۔ بابعالی کو صرف خراج سے سروکار ہوگا۔ یہ رعایتین عطا کرتے وقت عمداً یا سہواً یہ شرط درج نہ ہوئی کہ اگر اہالی فسلاق و بغدان آیندہ کبہی سرکشی اور نافرمانبرداری کے مرتکب ہونگے تو یہ رعایتین منسوخ ہوجائینگی اور بابعالی کو اونکے ملک کے الحاق کا اختیار ہوگا۔ اس سہو کی اصلاح فریقین کی رضامندی کے بغیر شرعاً و اخلاقاً نہین ہوسکتی تہی اور ظاہر ہے کہ بدعہد والیشی کب ترمیم معاہدہ پر رضامند ہوسکتے تہے۔ ترکون نے اس سہو کا خمیازہ اوٹہانا منظور کیا۔ مگر اپنی طرف سے فریق ثانی کی لاکہہ بدعہدیون پر بہی معاہدہ شکنی کو گوارا نہ کیا۔

بغاوت والیشیا کے فرو ہونے تک آسٹریا و جرمنی کے حکمران خاندان کو جنگ سی سالہ کی بدخماری سے کسیقدر ہوش آگیا۔ اور وہ پہر ٹرکی کی عملی مخالفت کے لئے تیار ہوگئی۔ انطفاء بغاوت کے بعد تاتاری تمرد رعایا کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے آسٹریا کی سرحد کے قریب پہونچگئے۔ اس قرب کو بہانہ بناکر ہنگری کے آسٹرین سپہ سالار کونٹ ڈی سوکس نے سرحدات سلطنت کو تاتاریون کی یورش سے محفوظ رکہنے کا عذر کرکے عثمانیہ مقبوضات ہنگری کے کچہہ حصہ پر قبضہ کرلیا۔ سیدی علی پاشا گورنر بودا نے جرنیل مذکور کو غصب کرنے سے منع کیا۔ اوس نے گول مول الفاظ مین جواب دیکر فہمایش کی کچہہ پروا نہ کی۔ اسپر پاشاء موصوف نے قلعہ گران وارڈن (نگیا ورد) پر حملہ کرکے سنہ ۱۶۶۰ء مین اوسے فتح کرلیا۔ وینس سے پہلے ہی لڑائی جاری تہی۔ اب آسٹریا سے بہی شروع ہوگئی۔ اور فرانسیسی سفیر ایم ڈی لاہر کی بیوقوفی سے فرانس کے ساتہہ بگڑتی بگڑتے رہگئی جسکی تفصیل بیان کرنے سے پہلے ایشیائی بغاوت کے انجام کا بتا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ سلطان محمد کا ارادہ تہا کہ وہ خود فوج لیکر باغیون کے مقابلہ پر جائے۔ مگر کوپرلی نے بادشاہ کو ینگچریون کے اختیار مین دیدینا مناسب نہ سمجہکر مرتضیٰ پاشا کو فوج کی کمان پر مامور کیا۔ اباز اخورد نے میدان جنگ مین کئی فتوحات حاصل کین۔ لیکن آخر اوسے محسوس ہوگیا کہ سرکشی کا جنون رعایا کی طبعی فرمانبرداری اور اطاعت پسندی پر ہمیشہ غالب نہین رہسکتا۔ یہ سمجہکر اوس نے پادشاہ سے معافی کی درخواست کی۔ مرتضیٰ نے اس

بہادر باغی کو اور اسکے سرگروہ ہمراہیون کے بمقام حلب ملا عوکے دغا سے قتل کر دیا۔ محمد کوبرلی نے اُسکے اس فعل کو پسند کیا جس سے ایشیائی صوبجات مین بغاوت کی قطعی بیخکنی ہوگئی ✦

فرانس کے ساتھہ بگاڑ اور کوبرلی اول کی وفات

یورپین سیاح چارڈن لکھتا ہے کہ محمد چہارم کے عہد کے شروع مین عورتین اور خواجہ سرا ملک پر حکومت کرتے تہے جو تمام اعلیٰ عہدون پر جسے چاہتے تہے مقرر کرتے تہے۔ تقریباً ہر مہینے نیا وزیر اعظم مقرر ہوتا تہا اور پرانا عہدہ کے ساتھہ ہی جان و مال سے ہاتھہ دہو بیٹھتا تہا۔ یہ رنگ دیکھکر فرانسیسی سفیر ڈی لا ہے نے دل مین خیال کیا کہ سلطان کے نابالغ رہنے تک یہی حال رہیگا۔ اور اسلئے ہر نئے وزیر کو حسب معمول نذرانے پیش کرتے رہنا فضول روپیہ ضایع کرنا ہے۔ چنانچہ جب کوبرلی وزیر اعظم ہوا تو اُسنے یہہ خیال کیا کہ یہ بہی چند روزہ مہمان ہے۔ مگر یہ اوسکی غلطی تہی۔ اور یہ غلطی دونون سلطنتون مین سخت بگاڑ کا باعث ہوئی۔

کوبرلی وزارت کا اہتمام لینے پر جب وزارت عظمےٰ کے دفتر مین داخل ہوا تو کل عہدہ داران سلطنت اور باستثنا ر فرانسیسی سفیر کے تمام سفرا ر ممالک غیر نے حسب معمول نذرین پیش کین۔ اسپر وزیر نے کئی دفعہ فرانسیسی سفیر کو حسب معمول حاضر ہونیکے لئے ایما کرا بہیجا۔ بلکہ بعد مین اسپر بہت زور بہی دیا۔ لیکن سفیر اُس خیال خام مین تہا کہ مین اپنے ملک کو کیون خواہ مخواہ زیربار کرون۔ آخر جب کوبرلی نے کئی اعلیٰ عہدہ دارونکو جن سے اوسے خطرہ ہوسکتا تہا دربار سے نکلوا کر اپنا اقتدار بخوبی جمالیا اور دنیا پر واضح ہوگیا کہ یہ وزیر ایسی جلدی برطرف نہین ہوسکیگا تو فرانسیسی سفیر لاچار اوسکی ملاقات کرنیکو گیا۔ اور نذر پیش کی۔ مگر اب نذر دینے سے اُسنے فی الواقع اپنے ملک کا اوسکی مالیت کے برابر روپیہ ضایع کیا۔ وزیر کے دل مین سفیر کی بدمغزی سے گرہ بیٹھہ گئی ہوئی تہی۔ اور اُس نے نامبردہ بلکہ کل فرانسیسی قوم سے بدلہ لینے کی ٹہان لی تہی۔ وزیر موصوف اور اوسکے فرزند کے زمانہ مین فرانس اور ٹرکی مین غیر دوستانہ نامہ و پیام ہونیکا یہی کدورت ابتدائی باعث ہتی۔ بعد ازان فرانس کی مزید بدعہدیون اور مخالفانہ کارروائیون نے اس رنجش کو یہانتک بڑہا دیا کہ دونون سلطنتون مین کہلم کہلا مقابلہ ہوجانیکا پورا اندیشہ ہوگیا۔

کوبرلی کو اپنا غصہ نکالنے کیلئے جلد موقعہ دستیاب ہوگیا۔ ناظرین کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ محاربہ کریٹ کے شروع سے فرانس وینس کو خفیہ مدد دیتا رہا تہا۔ فرانسیسی گورنمنٹ نے علاوہ برین ڈی لا ہے کو ہدایت کر رکہی تہی کہ وہ اہالی وینس کے ساتھہ در پردہ خط و کتابت جاری رکہے۔ اور اونکو ترکون کے ارادون اور تجاویز سے مطلع کرتا رہے۔ اس ایماندار سفیر

کے ایک قاصد نے جسکا دل یکبارگی نور ایمان و اسلام سے منور ہوگیا تہا سنہ ۱۶۵۸ء مین اوسکے چند خطوط جو وہ گورنمنٹ وینس کی طرف لیجا رہا تہا وزیر کے حوالہ کر دیئے۔ ان خطوط مین ریاست وینس کو نصیحت کیگئی تہی کہ وہ بابعالی کے مطالبون کو ہرگز قبول نہ کرے۔ لوئی چہاردہم اوسکی حفاظت و حمایت کریگا۔ لیکن اگر ریاست نے ایسے صلح کرنی چاہی تو پہر میرا آقا دخل نہین دیگا۔ یہ خط خفیہ طرز انشا اور عبارت مین مرقوم تہے۔ سلطان اور وزیر اوسوقت ایڈریانوپل مین مقیم تہے۔ آخر الذکر ان خطون کو دیکہتے ہی غصہ سے آگ بگولا ہوگیا۔ اور فرانسیسی سفیر کو فوراً ایڈریانوپل مین حاضر ہونے کا حکم بہیجدیا۔ سفیر خود بیمار تہا۔ اوسنے اپنی جگہہ بیٹے کو روانہ کیا۔ وزیر لازمی طور پر اوس سے اچہی طرح پیش نہ آیا۔ اور اوسکو خطوط کا مطلب بیان کرنیکا حکم دیا۔ فرزند سفیر نے جواب دیا "مین اپنے بادشاہ کے رازون کو افشا نہین کرسکتا"۔ یہ سنکر محمد کوبرلی اپنے غصہ کو جذب نہ کرسکا۔ اور اسی حالت اشتعال مین چاؤش (اردلی) کو حکم دیا "اس کتے کو درست کر"۔ اس حکم کی تعمیل ہونیکے بعد فرانسیس کو ایڈریانوپل کے برج عظم کے زندان مین ڈالدیا گیا۔ کوبرلی کا یہ کہنا بالکل درست تہا کہ "ایسی نالایق حرکت اگر خود سفیر بہی کرتا تو برداشت نہین کیجاسکتی تہی۔ چہ جائیکہ اوسکا ایلچی ایسی گستاخی کرے۔ خواہ وہ سفیر کا بیٹا ہی کیون نہ ہو"۔ چہوٹے ڈی لاہے کے ساتہہ سفارت کے جو ترجمان اور سکرٹری گئے ہوئے تہے۔ اونکو بہی دہمکیان دیگئین۔ مگر اس سے بڑہ کر اونکے ساتہہ کوئی سلوک نہ کیا گیا۔ بڑا ڈی لاہے یہ خبر سنتے ہی قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل دوڑا گیا۔ وزیر نے اوس سے بہی خطون کے مطلب بیان کرنیکا مطالبہ کرکے اوسکی بد اعمالی اور غداری پر سخت ملامت کی۔ اتنے مین راکوزی کی سرکوبی کی ضرورت پڑگئی۔ وزیر سفیر کی سخت نگرانی کرنے کا حکم دیکر اور اوسکے بیٹے کو قید مین ہی چہوڑکر ٹرینسلوینیا کو چلا گیا۔ اور جب سنہ ۱۶۵۹ء مین اوس مہم سے فارغ ہوکر واپس آیا تو اوس وقت بمشکل تمام سفیر کو قسطنطنیہ واپس جانے کی اجازت دی۔ مازارن نے اس واقعہ کی اطلاع پہونچنے پر انقطاع تعلق مناسب نہ سمجہکر اصلاح معاملہ کیلئے بلانڈل نامی ایک معزز اہلکار کو شاہ فرانس کا دستی خط دیکر سلطان کیطرف روانہ کیا۔ اس خط مین تلافی مافات اور وزیر کی برطرفی کا مطالبہ کیا گیا تہا۔ مگر جسکے برخلاف شکایت کیگئی تہی وہی سیاہ و سفید کا مالک تہا۔ کوبرلی نے بلانڈل سے بڑی بیرخی سے ملاقات کرکے فرانس کی سخت شکایت کی کہ وہ بابعالی کے دشمنون کو مدد دیتا ہے۔ اور آخر مین ڈی لاہے کو بیعزتی کے ساتہہ سلطنت عثمانیہ سے نکال دینے کی دہمکی دی۔ بلانڈل نے خود سلطان سے ملنے کی بہت کوشش کی۔ جو بالکل لاحاصل تہی۔ اس سے قطعی مایوس ہوکر وہ آخر شاہ کے خطوط لیکر فرانس کو واپس چلا گیا۔ اوسکے پہونچنے پر مازارن نے سنہ ۱۶۶۱ء مین ڈی لاہے کو واپس

بلالیا اور فرانسیسی معاملات کی نگرانی وخبرداری قسطنطنیہ کے ایک فرانسیسی سوداگر رابولی کے سپرد کیگئی جو ١٦٦٥ء تک مشرق مین فرانسیسی اغراض کا امین رہا۔

ڈنی لاہے کی واپسی پر سفارتی تعلقات منقطع ہوگئے اور دونون سلطنتون مین تقریبًا کامل بگاڑ ہوگیا۔ آسٹریا۔ ہالنڈ اور انگلستان نے فرانس کو جنگ پر اکسانا شروع کردیا۔ اور انکے سفرا متعینۂ قسطنطنیہ نے اوسے بھڑکانے کے لئے فرانسیسیون کی ذلت کو عمدًا بڑی رنگ آمیزی اور مبالغہ سے ظاہر کیا۔ مگر مازارن اونکے داؤمین نہ آیا۔ ١٦٥٩ء مین اوسنے ہسپانیہ سے صلح کرلی تہی۔ اور معاہدہ پرینیز سے اوسکو بلاد مغرب مین فرانس کی طاقت و اقتدار بڑہانے کی بڑی امیدین ہوگئی تہین ٹرکی کے ساتہہ لڑائی مول لینے سے جنکے مخدوش ہوجانے کا بہت احتمال تہا۔ اسلئے اوسنے سلطنت عثمانیہ سے جو اوسوقت آسٹریا اور وینس کے ساتہہ مشغول کارزار تھی براہ راست کہلم کہلا بگاڑ کرنا مناسب نہ سمجھکر چار ہزار فرانسیسی فوج کینڈیا کی کمک پر روانہ کردی۔ وینشی فوج کے لئے فرانس سے بکثرت رنگروٹ بہرتی کئے جانے کی عام اجازت دیدی اور بالآخر اوسکے برخلاف آسٹریا کو مدد دینے کا ارادہ کرلیا۔

مگر یہ ارادہ قوہ سے فعل مین ابہی ظاہر نہ ہونے پایا تہا کہ مازارن اور کوبرلی ایک ہی سال مین (١٦٦١ء) فوت ہوگئے۔ یہ دونون وزیر ملکی خدمات کے لحاظ سے مساوی درجہ رکہتے ہین۔ دونون تادم مرگ اپنے اپنے بادشاہون پر پورے قابو یافتہ رہے۔ اور اونکے حسن انتظام سے دونون سلطنتون کی طاقت بہت سنبہل گئی۔ مازارن نے فرانڈ کی خانہ جنگی کا اور کوبرلی نے ینگچریون کی سرکشی۔ اور ایشیا و کوچک و بالائی مصر کی بغاوت کا خاتمہ کیا۔ اول الذکر نے رشلو کے کام کی تکمیل کرکے خاندان آسٹریا کی دونون شاخون (یعنی قیصر جرمن و آسٹریا و شاہ ہسپانیہ) کی طاقت کو کمزور کرکے مشرق اور جنوب کیطرف فرانس کے مقبوضات کو وسیع کیا۔ اور آخر الذکر نے فتح کینڈیا کے لئے راستہ صاف کرکے باجگذار ٹرینسلونیا اور صوبجات ڈینوب کے رشتۂ محکومی کو ازسرنو مضبوط کیا۔ اور آسٹریا کے ساتھ ایسے محاربہ کی بنیاد ڈالی جس سے وینا پہر ایک دفعہ سخت خطرہ مین پڑگیا۔ علاوہ برین کوبرلی نے سلطنت کی بحری طاقت کو درست کیا۔ اور نیپر اور ڈان کے کنارون پر قلعے تعمیر کرکے بحیرہ اسود کے شمالی ممالک مین عثمانیہ اقتدار کو مضبوط کیا۔ سخت گیری اور سنگدلی مین وہ کسی طرح مازارن کے اوستاد رشلو سے کم نہ تہا۔ وہ ٣١ر اکتوبر ١٦٦١ء کو جان بحق ہوا۔ مرتے وقت اوسنے سلطان کو یہ چار نصیحتین کین۔ (١) عورتون کی صلاح پر کبہی نہ چلنا۔

اور ہر وقت محلسرا ئے مین بند نہ رہنا۔ (۲) کسی رعیت کو بے اندازہ دولتمند نہ ہونے دینا۔ نہ کبھی کسی ایسے شخص کو وزیر بنانا۔ (۳) خزانہ کو جس طرح ہو ہر وقت معمور رکھنا۔ (۴) فوج کو کبھی بیکار نہ رہنے دینا ہر وقت پشت توسن پر رہکر فوجون کو مصروف کارزار رکھنا۔ اسکے بعد سلطان نے التجا کی کہ تم ملک کی بہتری کے لئے کسکو اپنی جانشینی کے لئے قابل سمجھتے ہو۔ وزیر نے جواب دیا "مین اپنے بیٹے احمد سے کسی کو زیادہ قابل نہین پاتا" اور باپ کی سفارش پر بیٹا اوسکے فوت ہوتے ہی وزیر اعظم بنا دیا گیا۔ محمد کوبرلی کو قیام امن کے لئے سخت گیری کی ایسی ضرورت تھی کہ بستر مرگ پر بہی اوسے کئی شخصون کو قتل کروانا پڑا۔ سلطان اور احمد کوبرلی نے اوسکا جنازہ نہایت تزک و احتشام سے نکالا۔ اور اوسکی قبر پر نہایت عالیشان مقبرہ سنگ مرمر کا بنایا گیا۔ مگر عام روایت ہے کہ ایک ہی رات سلطان اور وزیر احمد نے متوفی وزیر کو خواب مین کہتے ہوئے دیکھا کہ "مین گرمی سے پہنک رہا ہون۔ مجھے پانی دو" مفتی نے خواب سنکر مشورہ دیا کہ مقبرہ کی چہت ہٹادی جائے "تاکہ بارش قبر پر پڑسکے" چنانچہ گنبد کی چوٹی اُتار دی گئی۔ اور اوسپر تارون کی جالی ڈالدی گئی۔ مراد اول کا مقبرہ بہی اسی غرض کے لئے بے سقف رکہا گیا تہا۔

کوبرلی دوم

محمد کوبرلی کی وفات پر سلطان محمد چہارم خاصہ نوجوان ہو گیا تہا۔ مگر وہ خود حکومت کرنیکے لئے کافی مضبوط اور قوی حوصلہ نہین تہا۔ اوسکی بڑی تمنا یہ تہی کہ دن رات شکار کہیلتا رہے۔ اور اسی مین اوسکا تمام وقت اور ہمت صرف ہوتی رہی۔ لیکن ملک کی خوش قسمتی سے اوسے اپنے نئے وزیر احمد کوبرلی پہ پورا اعتماد تہا اور گو اوسکے برخلاف بیشمار سازشین ہوئین مگر اوسکو تادم مرگ اس عہدہ جلیلہ پر سرفراز اور کامل مختار رکہا۔ سالہ ۱۶۶۱ء سے لیکر ۱۶۷۶ء تک ٹرکی کا واقعی حاکم احمد کوبرلی تہا۔ اور اُس نے ملک کا ایسا عمدہ انتظام کیا کہ عثمانی اور عیسائی دونون مؤرخین اوسکی تعریف مین رطب اللسان ہین اور اوسکو سب سے بڑا ترکی مدبر قرار دیتے ہین۔ وزارت کا اہتمام لیتے وقت اوسکی عمر صرف ۲۶ برس کی تہی مگر ایک تو طبعی طور پر قسام ازل نے اُسے اعلے قابلیتین عطا کی تہین۔ اوپر اوسے ایسی کامل تعلیم دی گئی جو اُس وقت قسطنطنیہ کا بہترین مدرسہ دیسکتا تہا۔ باقی رہگئی عملی تربیت اور حکومت و سپہ سالاری کا سلیقہ۔ یہ دونون باتین اوسے باپ کے زمانہ مین گورنر صوبجات اور فوج کا جرنیل رہنے سے حاصل ہوگئی تہین احمد کوبرلی جب اغراض سلطنت مقتضی ہون باپ کے برابر سخت گیر اور جابر ہوجاتا تہا اور خودداری اور رعب کو قایم رکھنے مین بہی اوس سے کم نہین تہا مگر بالعموم اوسکی طبیعت فیاضی اور رحم دلی

کیطرف زیادہ مائل رہتی۔ اوراوسکی سعی وکوشش کا بڑا مدعا یہ تہا کہ جس طرح ہوسکے رعایا کے سر وں سے محاصل شاہی کا بوجہہ کم کیا جاسے۔ اوراوسکو جاگیردار سپاہیون کی زیادہ ستانی اور پاشاؤن اور دیگر مقامی حکام کے جابرانہ ظلم وستم سے محفوظ رکہا جاسے۔

باپ کی طرح اُس نے بہی وزارت کا چارج لیتے ہی اپنے آپ کو علمار کی سازش سے محفوظ رکہنے کا انتظام کیا۔ اور ساتہہ ہی طبقہ علمار کے افسر اعلےٰ مفتی اعظم کو جس نے جلسہ دیوان مین مرحوم وزیر کی سختگیری کی شکایت کی تہی۔ اسی وقت نہایت شریفانہ ملامت ان الفاظ مین کی "مفتی اگر میرے باپ نے لوگون کو قتل کرایا تہا تو اوسکا اختیار تیرے ہی فتوے سے اوسے ملا تہا" مفتی نے جوابدیا "مین نے بہی تو اوسکے ظلم سے ڈر کر یہ فتوے دیا تہا۔" وزیر اعظم "آفندی بشرح رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مفتی اور معلم ہوکر تجہے یہ کہتے ہوئے شرم نہین آتی کہ تجہکو خدا کی نسبت اوسکے بندہ کا زیادہ ڈر تہا" یہ سنکر مفتی دم بخود ہوگیا۔ اور تہوڑے دنون کے بعد وزیر نے اوسے برطرف کرکے جزیرہ رہوڈس کو جلاوطن کردیا۔ اور اوسکی جگہہ اپنے معتبر دوست ثانی زادہ کو مقرر کردیا۔

محاربہ آسٹریا اور فرانس کی بیوفائی

احمد کوبرلی دراصل صرف ملکی انتظام کی اصلاح ودرستی اور اوسکو عمدہ طور پر چلانے کی لیاقت خداداد رکہتا تہا۔ مگر باپ وزارت کے ساتہہ اوسکو دو محاربون کا بہی جو وینس اور آسٹریا کے ساتہہ جاری تہے چارج دیگیا تہا جس ذمہ داری کو احمد نے جوانمردانہ منظور کرلیا تہا۔

نئی وزارت کے شروع ہوتے ہی وینس اور آسٹریا نے صلح کے لئے نامہ وپیام کئے۔ مگر ان دونون اور بالخصوص آخر الذکر کی نیت صاف نہ تہی۔ وہ محض دفع الوقتی کے لئے لیت ولعل کر رہی تہی۔ اسپر کوبرلی نے زیادہ گفتگو کرنیسے انکار کرکے آسٹریا کو الٹی میٹم (آخری وقطعی شرائط کا مراسلہ) بہیجدیا۔ اور جب شافی جواب نہ ملا تو ایسے پیمانہ پر جنگی تیاریان شروع کین جن سے لوگون کو پہر سلیمان قانونی کے زمانہ کی شان وشوکت یاد آگئی۔ احمد کا ارادہ فقط ٹرینسلوینیا اور ہنگری پر ہی ترکی اقتدار کو کامل مضبوطی کے ساتہہ قائم کرنیکا نہین تہا۔ بلکہ اوس نے آسٹریا کو پوری طرح سے پامال کرنے کی ٹہان لی تہی۔ تاکہ اوسکو پہر سر اٹہانے کی سکت نہ رہے۔ مگر افسوس اسکے لئے مناسب وقت وہ تہا جبکہ آسٹریا جرمنی کے پروٹسٹنٹ شاہزادون اور فرانس کے ساتہہ جنگ سی سالہ مین اور ابراہیم مخلس ارمین زنگ رلیان اڑانے اور مہاراج کرشن کا روپیہ ہارنے

مین مصروف تہا۔ محمد چہارم قسطنطنیہ سے ایڈریانوپل تک فوج کے ساتہہ گیا۔ جہان پہونچکر اُس نے فوج کو وزیر کے ماتحت میدان جنگ کو بہیجدیا۔ اور خود اپنے محبوب شغل (صید وشکار) مین جسکا وہ عاشق زار تہا مشغول ہونے کے لیئے وہین ٹھہر گیا۔ حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا مقدس جہنڈا روانگی کے وقت سلطان نے اپنے ہاتھ سے وزیر کے حوالہ کیا اور وہ نشان فتح ونصرت ۸ جون ۱۶۶۳ء کو قلعہ بلگریڈ (بلغراد) کے برج پر نصب کیا گیا۔ کوپرلی زادہ کے ساتہہ ایک لاکہہ اکیس ہزار باقاعدہ فوج۔ ۱۲۳ امیلان اور بارہ گرانڈزن قلعہ شکن توپین۔ ۶۰ ہزار اونٹ اور دس ہزار خچرین باربرداری کے لیئے تہین۔ یہ قہار فوج لیکر کوپرلی زادہ نے دریائے ڈینوب کو قصبہ گران کے قریب عبور کیا۔ اور بلا مزاحمت ہنگری ٹرنسیلوینیا کے کل میدانی علاقہ پر متصرف ہوکر اوسی برس ستمبر مین ہنگری کے مضبوط مقام نوہسل کا محاصرہ کرکے اوسے فتح کرلیا۔ یہ قلعہ ہنگری کی کلید اور سد سکندری سمجہا جاتا تہا۔ ایسی نمایان فتح جنگ سرپیس کے پیچہے اب پچاس برسون کے بعد یورپ مین حاصل ہوئی تہی۔ اس سے تمام ملحقہ علاقہ مین ترکون کا رعب بیٹہہ گیا۔ اور تمام متصلہ قلعون نے خود بخود اطاعت قبول کرلی۔ وزیر نے موسم سرما مین اور کوئی جنگی کارروائی یا پیش قدمی نہ کی۔ مگر بیقاعدہ فوج کے تاتاریون نے صوبجات ہنگری۔ مالڈیویا اور سلیسیا مین چارون طرف پہیل کر خود وائینا کی دیوارون تک ملک کو برباد اور لوگون کو تاخت تاراج کردیا۔ اور اسی ہزار عیسائی اسیر کرلائے۔

آسٹریا کے قیصر سیو پولڈ کو اُس وقت باہر سے کسی امداد کی توقع نہ تہی۔ جرمنی کی وہ ریاستین جو معاہدات وسٹ فیلیا اور بالخصوص اتحاد ریاستہائے رائن (یعنی جو اس دریا پر واقع ہین) کے بعد فرانس کی حمایت مین چلی گئی تہین کسی طرح کی مدد نہین کرنا چاہتی تہین۔ پس قیصر کا کل دار و مدار اپنی ہی فوجون پر تہا۔ پوپ اسکندر ہفتم نے جو خاندان آسٹریا کا بڑا خیر خواہ تہا یہ رنگ دیکہکر کل عیسائی طاقتون کو ترکون کے برخلاف مجتمع کرنے کی صلاح کی۔ اور سب سے اول اس بارہ مین لوئی چہاردہم کو تحریک کی۔ شاہ مذکور نے سفیر بہیجکر پوپ کو کہلا بہیجا کہ گو ایسے اتحاد مین شامل ہونا فرانس کے لیئے مناسب نہین اس سے ترک برافروختہ ہوکر اپنے ممالک محروسہ مین کل عیسائیون کو قتل کردین گے۔ اور فرانسیسی تجارت لیوانٹ مین معدوم ہوجائے گی۔ اور سب سے بڑہکر مانع یہ ہے کہ قیصر نے ہم سے کب کوئی بہلائی کی ہے۔ بلکہ جب موقعہ ملا نقصان پہونچاتا رہا ہے لیکن باینہمہ مذہب کے لحاظ سے مین اس اتحاد مین شریک ہوجاؤنگا۔ اور اپنی دوست جرمن ریاستون کو بہی شمولیت کی ترغیب دونگا۔ لوئی نے اس عدہ کے ایفا کے لیئے عملی کارروائی بہی شروع کردی۔ اسنے جرمن ریاستون

سلہ اس زمانہ مین عیسائی سلطنتون کا دستور تہا کہ لڑائی ختم ہوجانے پر فوجونکو منتشر کردیتے تہے اور جب ضرورت ہوتی سپاہیونکو گہرون سے بلالیا جاتا تہا باقاعدہ دائمی فوج کسی کے پاس نہ تہی۔ ۱۲

سے خاص معاہدہ کیا جسکے روسے ہر فریق نے تیس تیس ہزار فوج ترکون کے مقابلہ پر روانہ کرنے کا اقرار کیا۔ مگر قیصر ملکی فوج کی تعداد سنکر ہی کانپ گیا اور اوسکا یہ اندیشہ بیجا ہی نہ تہا۔ ایماندار عیسائیون کی کرتوتین اوسے متنبہ کرنیکے لئے کافی موجود تہین جو تہے صلیبی جنگ مین یورپ کے باایمان عیسائی گہرون سے تو بیت المقدس کو "کفار" (یعنی مسلمانون) سے فتح کرنیکے لئے چلے تہے۔ مگر راستہ مین اپنی ہی ہم مذہب یونانی سلطنت کے گرد ہو گئے اور قدس وکفار کو فراموش کرکے یونانی قیصر کو قتل اور اوسکے دارالخلافہ قسطنطنیہ اور کل سلطنت کے مالک بن بیٹہے جسکے حصے بخرے ہوکر سب ایماندار بہائیون مین تقسیم کردیئے گئے۔ فرانس تو پہلے ہی قیصر آسٹریا کا جانی دشمن تہا اور اوسکی معاون ریاستین ایکیلی ہی جرمنی مین قیصر مذکور کو کچہہ کم تنگ نہین کیا کرتی تہین!۔ الغرض قیصر نے پوپ کی منت کی کہ اتحاد کا خیال جانے دو اور پوپ نے ویسا ہی کیا۔ لوئی چہاردہم اپنی نسبت یہ بے اعتباری دیکہکر بہت بگڑا۔ اور اوسکے وزیر لاین نے پوپ کو لکہا "اگر کسی اور پوپ کو ایسی امداد پیش کیجاتی تو وہ جامون مین پہولا نہ سماتا اور ایسی تائید غیر مترقبہ پر خداوند یسوع مسیح کا خاص شکریہ ادا کرتا۔ مگر خیر ہمنے اپنا فرض ادا کردیا تہا آگے پوپ جانے اور اوسکا کام" +

قیصر کو اس طرح خارجی امداد سے مایوس ہوکر اپنی ہی قوت پر انحصار کرنا پڑا۔ ادہر موسم سرما کے گذر جانے پر کوبرلی زادہ نے مئی سنہ ۱۶۶۴ء مین پیشقدمی شروع کرکے دریا مور کو عبور کیا۔ اور قلعہ سری دار کا محاصرہ کرکے ۷ ر جولائی کو اُسے فتح کرلیا۔ یہ قصبہ اور قلعہ قیصر لیوپولڈ نے تعمیر کیا تہا۔ جسے یہ جتانیکے لئے کہ عثمانی اوسکی کوئی حقیقت نہین سمجہتے اس قلعہ کو منہدم کرکے آگ لگادی گئی۔ یہان سے ترک شمال کی طرف بڑہے اور جہیل بالاتون کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ گذر کر اگروار کیوزناق اور کئی دیگر مضبوط مقامات کو فتح کرلیا۔ اور ۲۶ ر جولائی کو قصبہ کرمند کے قریب جو دریا رآب کے داہنے کنارہ پر واقع ہے پہونچگئے اگر وہ اس دریا کو عبور کرجاتے تو وائینا تک پہر راستہ صاف تہا۔ مگر آسٹریا کی فوج گو تعداد مین ترکی فوج سے کم تہی مگر اوسکا سپہ سالار اوس زمانہ کے لایق ترین جرنیلون مین سے تہا۔ اور علاوہ برین قیصر کو اب باہر سے بہی کمک پہونچگئی تہی جسکے طفیل آسٹریا کو وہ فتح نمایان حاصل ہوئی جسکا آگے مفصل ذکر کیا جائیگا۔ قیصر اور پوپ نے ترکون کی متذکرہ بالا مسلسل فتوحات سے گہبراکر فرانس سے پہر مدد کی التجا کی۔ مگر صرف نقد امداد کی۔ لوئی نے جواب دیا کہ مین ۲۴ ہزار اپنی اور ۲۴ ہزار اپنے جرمن معاونین کی فوج سے مدد دینے کو تیار ہون۔ قیصر نے

اس کمک کو بھی منظور نہ کیا۔ اور اب کے صاف کہدیا کہ ملک مین اس قدر فوج داخل ہوجانے پر سلطنت کا مالک مین نہین رہجاؤنگا۔ بلکہ شاہ فرانس ہوگا۔ لوئی کے پاس مازارن ایسے لایق اور دوراندیش وزرا نہین رہ گئے تھے۔ وہ عیسائی ہمسایون کی تمام پہلی مخالفتون کو فراموش کرکے رعایا اور عیسائیون کی نگاہ مین مذہب ودین کا حامی بننے کے لئے ترکون کی مخالفت پر تلا ہوا تھا۔ اوسنے قیصر کی بار بار کے اظہار بے اعتباری کی کوئی پروا نکی اور آخر فریقین مین یہہ قرار پایا کہ شاہ فرانس چھہ ہزار فرانسیسی اور ۲۴ ہزار جرمنی ریاستون کی فوج سے آسٹریا کی مدد کرے۔ اور دو لاکھ کرون اخراجات جنگ کے لئے نقد دے چنانچہ شاہ فرانس نے یہ رقم پوپ کو بھیجکر تیس ہزار فوج ڈیوک فولاڈی اور کونٹ کولگنی کے زیر کمان میدان جنگ کو روانہ کردی۔ اور ساتھہ ہی پوپ کو کل عیسائی طاقتون کے اجتماع کی دوبارا کوشش کرنیکی صلاح دی۔ مگر اس طرف کسی نے توجہ نہ کی۔ ٭

آسٹرین افواج کا سپہ سالار پہلے کونٹ سٹروزی تھا۔ فرانسیسی و جرمنی کمکی فوج کے پہونچنے سے پہلے آسٹرین کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ صرف صوبہ کروشیا کی طرف جرمنی جرنیل ہوہن لوہی اور حاکم کروشیا زرینی نے مقامات خنفر کرشن۔ بیوک۔ بازیس اور پانسو سے زیادہ دیہات کو فتح کرنے اور جلانے مین کامیاب ہوئے۔ کونٹ سٹروزی کو بھی کوبرلی زادہ کے مقابلہ مین چند خفیف سی فتوحات حاصل ہوئی تھین۔ مگر وہ دریائے سوہر کے معرکہ مین قتل ہوگیا۔ اور اوسکی جگہہ مشہور جرنیل ریمنڈ کونٹ ڈی مونٹی سوکولی جس نے ترکون پر فتح عظیم پاکر عیسوی دنیا مین اپنا نام ہمیشہ کے لئے قایم کردیا مقرر کیا گیا۔

یہ شخص بھی زمانہ حال کے اکثر نامور جرنیلون کیطرح اطالین تھا۔ وہ اٹلی کے صوبہ مودینا کے ہمنام شہر مین سنہ ۱۶۰۸ع مین ایک امیر گھرانہ مین متولد ہوا۔ جوان ہونے پر وہ آسٹریا کی فوج مین داخل ہوگیا۔ اور جنگ سی سالہ کے آخری حصہ مین اور بعد ازان پولنڈ کے برخلاف محاربات مین خاصی ناموری پیدا کی۔ جب تک اسے فرانسیسی کمک نہ پہونچی وہ ترکون کا مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرسکا۔ اور کوبرلی زادہ نے دریائے سوہر اور راب کے درمیانی دوآبہ پر قبضہ کرلیا۔ یہ دونون دریا بوداپسٹ اور وائینا کے درمیان مغرب کی طرف سے آکر دریائے ڈینوب مین گرتے ہین۔ کمک پہونچ جانے پر اوسنے دریائے راب کے بائین کنارہ مقام کرمنڈ کے قریب ترکون کو وائینا کیطرف بڑہنے سے روکنے کے لئے مورچہ تیار کردیئے۔ یہ دریا بہت عریض ہے اور بڑی تیزی کے ساتھہ بہتا ہے۔ چنانچہ ترکی فوج ہراول نے جب اوسے عبور کرنیکی کوشش کی تو عیسائی فوج نے اوسکو

ہسانی پیچھے ہٹا دیا۔ اسپر عبور دریا کے لئے کوئی اور مناسب مقام تلاش کرنیکے لئے کوبرلی دریا کے داہنے کنارہ کے برابر برابر صوبہ سٹیریا کی طرف جو صوبہ ہنگری سے بجانب غرب ہے بڑہنے لگ گیا۔ دوسری طرف مونٹی سوکولی بہی اوسکی مزاحمت کے لئے دوسرے کنارہ پر ساتہہ ساتہہ بڑہتا گیا۔ اس پیش قدمی سے کوبرلی نہ فقط وائینا بلکہ آفن اور سویین برگ سے بہی جہان ترکی میگزین اور ریزرو فوج جمع ہو رہی تہی دور نکل گیا۔ ترکون نے اس اثنا مین کئی دفعہ دریا کو عبور کرنا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہوئے۔ آخر دونون فوجین اوس مقام سے جہان دریائے لوفرز راآب مین گرتا ہے۔ آگے گذر کر مقام سینٹ گوتہرڈ کے قریب پہونچگئین۔ دریا لوفرز کے محل التصاق سے اوپر دریائے راآب اکیلا ہی چلا آتا ہے۔ اسلئے وہان سے آگے اوسکا عرض و عمق اتنا بڑا نہ تہا کہ ترکون کو عبور مین کوئی سخت دقت ہو سکتی۔ چنانچہ دونون فوجون نے قسمت و زور آزمائی کے لئے اس مقام کو پسند کرکے ایکدوسرے کے بالمقابل دریا کی دونون کنارون پر ڈیرے ڈالدیئے۔ اور فیصلہ کو تلوار پر چہوڑنے سے پہلے صلح و صفائی سے کام لینے کی کوشش کی گئی۔ رننگٹن آسٹرین ایلچی نے صلح کی شرط ایک یہہ پیش کی کہ نوحسل[1] قیصر کو واپس دیدیا جائے ترکون نے متعجب ہوکر جواب دیا کہ کیا کبہی پہلے بہی عثمانیون نے مفتوحہ علاقہ کو خود بخود عیسائیون کے حوالہ کر دیا ہے۔ جو آپ ایسی درخواست کیجاتی ہے؟ اسیطرح وزیر نے آسٹریا کی اس درخواست کو منظور نہ کیا کہ معاہدہ ستوا تورک کی بنیاد پر جدید صلح کیجائے۔ وزیر کا مطالبہ تہا کہ فتوحات تازہ کی بنا پر یہ صلح ہو آخر مصالحت کی بحث چہوڑ کر تلوار پر حصر رکہا گیا۔ آسٹرین جرنیل نے اس اتفاقیہ مہلت و وقفہ کو فوجون کی ترتیب۔ اسباب و میگزینون کو موقعہ بموقعہ رکہنے اور صف جنگ مین ہر ایک پلٹن کیلئے خاص خاص مقام اور موقعہ مقرر کرنے مین صرف کیا۔ اور یکم اگست سنہ ۱۶۶۴ع کو اوسکی صائب تدبیر کا نیک نتیجہ کل دنیا پر واضح ہو گیا۔

سینٹ گوتہرڈ کا راہب خانہ جسکے نام سے یہ معرکہ مشہور ہے۔ لوفرز اور راآب کے محل التصاق سے تہوڑے سے فاصلہ پر اوپر کیطرف راآب کے داہین کنارہ پر واقع ہے۔ اسی کنارہ پر سینٹ گوتہرڈ کے راہب خانہ اور گاؤن سے بجانب غرب موضع ونڈش ڈورف تک ہموار میدان ہے۔ لڑائی سے پہلے ایک گاؤن تک ترکی افواج کا یمین اور دوسرے تک یسار پہیلا ہوا تہا۔ بائین کنارہ پر بہی اسی میدان کیطرح

[1] یہ شہر صوبہ ہنگری مین بوڈاپسٹ سے بجانب شمال تقریباً ایک سو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مؤلف ۱۲

برابر طویل ہموار میدان ہی مگر وہ عرض مین زیادہ ہے۔ اور اسی میدان مین یہ نتیجہ خیز لڑائی ہوئی۔ اس میدان مین آسٹرین فوج مقیم اور جنگ کے لئے صف آرا تہی۔ میدان مذکور کے وسط مین موضع گرزڈورف ہی۔ آسٹرین فوج کا قلب وہان تہا اس گاؤن کے سامنے دریا کی دہاری مین خم ہی جو جنوب کیطرف یعنی جدہر ترکی فوج تہی قوس کیطرح نکلا ہوا ہے۔ اس سے ترکی فوج کو عبور کرنیمین بڑی آسانی ہوگئی۔ کیونکہ وزیر محدب طرف کے دونون کونون پر باتریان نصب کردینے سے اس قابل ہوگیا تہا کہ دوسرے کنارے کے خم کے وسط پر ترکی فوجون کے اُترنے مین جو فوج مزاحم ہو اوسی توپون سے فنا کردے۔ مونٹی سوکولی نے جرمن ریاستون کی ۲۴ ہزار ملکی فوج کو اپنی صف کے قلب مین موضع موگرزڈورف کے اندر اور قریب رکھا۔ اور آسٹرین و ہنگرین فوج کو یمین (دائین طرف) پر مامور کرکے فرانسیسی چھ ہزار ملکی فوج کو یسار مین مامور کیا۔ مقابل فوجون کی یہ ترتیب بتانیکے بعد کریسی صاحب لکہتے ہین کہ "ترکی فوج تعداد مین غنیم سے زیادہ تہی۔ اور ذاتی شجاعت و تہور مین مسلمہ امر ہی کہ ترکی سپاہی کسی مخالف سے کم نہین ہین۔ مگر سلیمان کے بعد جسکے عہد مین عیسائی دشمن ترکی فوج کے نظام و تربیت پر بنظر رشک و حسد عش عش کیا کرتے تہے۔ اوسکے نظام و ترتیب مین قابل افسوس خرابی پیدا ہوگئی تہی سلیمان کے زمانہ سے مقابلہ کرنا تو درکنار وہ تو دور کی بات ہی جنگ سرسیس کے وقت کی نسبت بہی جو سنہ ۱۵۹۶ء مین ترکون اور جرمنون کے درمیان ہوئی تہی ترکی فوج مین زمین آسمان کا فرق ہوگیا تہا۔ ترکی سپاہی تو چندان بگڑے یا نہ۔ ترک افسرون مین جنگی لیاقت اور مہارت نام کو نہین رہگئی تہی برعکس اسکے جرمنون اور مغربی یورپ کی دیگر سلطنتون کی فوجون نے جنگ سی سالہ کی طفیل جسمین ٹلی[۵۱] ۔ والنسٹین[۵۲] ۔ گسٹاوس اڈولفس[۵۳] ۔ برنہارڈ[۵۴] ۔ ٹورسٹنسن[۵۵] ۔ تورین[۵۶] اور خود

[۵۱] جوہن سرکلس ٹلی مشہور جرمن جرنیل سنہ ۱۵۵۹ء مین پیدا ہوا۔ اوسنے محاربات ہنگری مین ترکون کو کئی دفعہ شکست دی۔ سنہ ۱۶۲۰ء کی جنگ پریگ مین بڑی شجاعت دکہائی۔ سنہ ۱۶۲۶ء مین بمقام لٹاکر سچن چہارم شاہ ڈنمارک کو شکست دی۔ مگر سویڈن کے جرنیل بادشاہ گسٹاوس اڈولفس سے لیک کے معرکہ مین ہزیمت یاب اور سخت زخمی ہوا۔ سنہ ۱۶۳۲ء مین فوت ہوا۔ +

[۵۲] مشہور آسٹرین جرنیل و ڈیوک سنہ ۱۵۸۳ء مین پیدا اور سنہ ۱۶۳۴ء مین غداری سے قتل ہوا۔ +

[۵۳] سویڈن کا نامور اور بہادر بادشاہ۔ وہ آسٹریا کی فوجون کو شکست دیتا ہوا ڈینیوب تک پہونچگیا۔ ٹلی کو دو دفعہ عظیم زک دی۔ بڑا علم دوست تہا۔ سنہ ۱۵۹۴ء مین پیدا۔ اور سنہ ۱۶۳۲ء مین فوت ہوا۔ پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی تہا۔ +

مانٹی سوکولی ایسے بیدیل جرنیلون کو اپنی لیاقت خداداد کے جوہر دکہلانے پڑے تہے۔ اسلحہ۔ فوجی نقل و حرکت اور فن صف آرائی اور عام فوجی نظام و ترتیب مین بے اندازہ ترقی و اصلاح کرلی تہی۔ ترکی توپخانہ مین گو توپین بہت تہین مگر جرمنون کے توپخانہ کے مقابلہ مین اب بہدا اور گولندازویسے قابل نہ تہے ینگچریون نے برچہی کا استعمال ترک کردیا تہا۔ سلیمان کے زمانہ مین اونکے اسلحہ مین یہ بہی شامل تہی۔ ترکی فوج مین ثابت قدم برچہی دار پیادہ سپاہیون کے دستے اور بخوبی مسلح باقاعدہ فوج سواران تقریباً ناپید ہوگئی ہوئی تہی۔ جرمنی فوج پیدل اب برچہی دار اور بندوقچیون سے مرکب تہی۔ اور اونکی فوج سوارون کا ایک حصہ زرہ پوش اور بخوبی مسلح سوار و نکی رجمنٹون پر مشتمل تہا۔ اور مونٹی سوکولی کی رائے تہی کہ حملہ کے لئے مناسب موقعہ ملنے پر یہ رجمنٹین ترکی انفنٹری (پیدل) اور کیولری (سوارون) کو یقیناً پامال کردینگی اور غنیم اس سیلاب تندو تیز کی باغلب وجوہ مزاحمت نہین کرسکیگا۔ جرنیل مذکور برچہی کو ہتہیارون کی ملکہ کہتا تہا۔ اور اوسکے خیال مین ترکی سپاہ اس کی عدم موجودگی سے بہت کمزور ہوگئی تہی۔ اور اوس مین یہ مہلک نقص ہے۔ اس واقعہ سے پچاس برس بعد فرانسیسی جرنیل مولارڈ نے بہی ترکون کے سنگین کی مانہ ایجاد سے فایدہ اوٹہانے مین لاپروائی کرنے اور اوسکا استعمال شروع نہ کردینے پر تقریباً ایسی ہی رائے ترکی فوج کی نسبت ظاہر کی۔ +

---

٥٤ جرمنی ریاست سیکسن ویمار کا ڈیوک اور مشہور جرنیل جنگ سی سالہ مین پروٹسٹنٹ مذہب کا بڑا حامی تہا۔ کئی معرکون مین فتح پائی۔ آخر عین فتوحات مین زہر سے ہلاک ہوا۔ سنہ ۱۶۰۴ء مین پیدا اور سنہ ۱۶۳۹ء مین فوت ہوا۔ +

٥٥ سویڈن کا مشہور جرنیل اور کونٹ۔ اس نے جنگ سی سالہ مین آسٹریا کے شاہی خاندان ہپسبرگ کا تقریباً خاتمہ کردیا تہا۔ مگر چار برس کے بعد شاہ سویڈن نے اوسے میدان جنگ سے واپس بلالیا۔ سنہ ۱۶۰۳ء مین پیدا اور بمقام سٹاک ہولم سنہ ۱۶۵۱ء مین فوت ہوا۔ +

٥٦ مشہور فرانسیسی مارشل اور امیر۔ وہ ڈیوک بلون کا بیٹا اور ولیم سوم شاہ انگلستان کا بہانجا تہا۔ اس نے آسٹرین فوج کو کئی معرکون مین شکست فاش دی۔ آخر بمقام سساباش جبکہ وہ مونٹی سوکولی کا مقابلہ کر رہا تہا۔ توپ کے گولے سے ہلاک ہوا۔ تمام فرانسیسی فوج اوسکی لاش دیکہکر چیخ اوٹہی "ہائے ہمارا باپ مرگیا"۔ اوسنے اپنے حالات خود قلمبند کئے تہے جو سنہ ۱۶۹۳ء مین شایع ہوئے۔ بمقام سیدان سنہ ۱۶۱۱ء مین پیدا۔ اور سنہ ۱۶۷۵ء مین فوت ہوا۔ +

مونٹی سوکولی نے سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی کے بعد ترکی فوج کے کل نقص اپنے ہاتہہ سے قلم بند کیئے۔ مگر اسکا یہ مطلب نہین کہ عیوب مذکورہ اوسپر اس لڑائی سے واضح ہوئے تھے۔ نہین! - اوسکی شہبازانہ نظر اور فوجی امعان بصر نے وزیر کی افواج کو دیکھتے ہی اور محاربہ کے ابتدائی معرکون مین اونکی صف آرائی اور فوجی طاقت کے آزمایش کرنے پر ہی اونہین بہانپ لیا تہا۔ البتہ ترکون کو لڑائی سے پہلے اپنے نقصون کا علم نہ تہا، احمد کوپرلی کے زیرکمان اب تک برابر فتح پاتے چلے آنے سے اونکے حوصلے بہت بڑہے ہوسے تہے۔ اونکو اپنی طاقت اور اپنے سپہ سالار وزیر کی مہارت پر پورا بہروسہ تہا۔ اور اس تیقن و اعتبار سے سرمست انہون نے یکم اگست سنہ ۱۶۶۴ء کو راآب کی طرف بڑہکر دریا کو عبور کرنا شروع کیا۔ کوپرلی نے جیسا کہ اوپر اشارا ہوچکا ہے۔ قوس کے دونون پہلوون پر باتریان نصب کردی تہین۔ اونکی پناہ مین ینگچری فوج جو ترکی فوج کے قلب لشکر مین صف بستہ تہی زیادہ نقصان اٹہائے بغیر دریا سے گذر گئی۔ اور اوس نے قصبہ موگرزڈورف پر حملہ آور ہوکر غنیم کے قلب کو بالکل پامال کرکے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اس کامیابی سے ترکون کو کامل فتح کا یقین ہوگیا مگر مونٹی سوکولی اپنے قلب کے لیئے یمین سے کمک لے آیا شاہزادہ لورین نے جسکے طویل و شاندار سلسلہ فتوحات کا آغاز اس لڑائی سے ہوا۔ آسٹرین زرہ پوش سوارون کو لیکر بذات خود ینگچری فوج پر دہاوا کیا اور خود اپنے ہاتہہ سے وزیر اعظم کی محافظ فوج کے کمانڈر کو قتل کیا۔ ترکی فوج قلب کی جو فوج آگے بڑہ گئی ہوئی تہی۔ وہ اس طرح پہلو پر سے آسٹرین کیولری کے حلہ کی زد مین آجانے پر مجبوراً راآب کو پیچہے ہٹ آئی۔ اسکے بعد آسٹرین نے موگرزڈورف پر حملہ کرکے اوسے آگ لگادی۔ مگر اون شجاع ینگچریون نے جنہون نے موضع مین داخل ہوکر غنیم کے دہاوے کو روکنے کے لیئے جہٹ پٹ خندقین اور مورچے تیار کرلئے تہے۔ واپس ہٹنے یا ہتہیار رکہدینے سے صاف انکار کردیا۔ اور جبتک آگ نے اونکو زندہ نہ جلادیا ایسی ثابت قدمی سے اپنی جگہہ پر قائم رہے کہ مونٹی سوکولی بہی اونکے ثبات کو دیکہکر قربان ہوگیا۔ کوپرلی اپنی قلب کی فوج کو نرغہ مین دیکہکر اپنے یمین سے زبردست کمک خود لیکر دریا سے گذر آیا۔ اِدہر مونٹی سوکولی نے کونٹ کولگنی فرانسیسی فوج کے کمانڈر کو جو یسار پر تہا کہلا بہیجا کہ وقت بہت نازک ہے پوری طاقت سے جلد مدد کو پہونچو۔ کولگنی نے فوراً ایک ہزار پیدل اور سوارون کے دو دستے ڈیوک ڈی لافولاڈی اور بوزیوی کے زیرکمان بہیجدیئے۔ کوپرلی نے جب ان صاف رخسار بے ریش و بروت فرانسیسیون کو (جنکی ڈاڑہی مونچہین منڈی ہوئی تہین) بالون کی معطر ٹوپیان پہنے ہوئے آتا دیکہا تو اپنے ایک خادم سے طنزاً سوال کیا "یہ نوعمر لڑکیان کون ہین؟" مگر یہ "نوعمر لڑکیان" ترکون

کے دل دہلا دینے والے نعرہ ہائے تہلیل وتکبیر (اللہ اکبر) کی کچھہ پروانہ کرکے "الانگ" "الانگ" (بڑہے آؤ بڑہے آؤ) کے نعرے مارتی ترکون کی صفون مین شیرون کی طرح کود پڑین۔ اور جو سامنے آیا اوسے فرش خاک پر خواب عدم مین سلادیا۔ اونہون نے اس ہلہ مین کشتون کے پشتے لگا دیئے۔ جو خوش قسمت بلگیری اس قتل عام سے بچگئے اونکو عرصہ تک فرانسیسی نعرۂ "الانگ" "الانگ" فراموش نہ ہوا۔ اور سالہائے سال تک ڈیوک ڈی لافوڈ کا چرچا فولادی کے نام سے اونکی یارکون مین ہوتا رہا۔

" فرانسیسی فوج کے دہاوے سے کوپرلی کا پہلا وار بالکل خالی گیا۔ اوسکی فوج قلب کمک قتل ہوگئی یا دائین کنارہ کو پیچھے ہٹ آئی۔ لیکن بائین کنارہ پر تہوڑی سی زمین پر اوسکا قبضہ باقی رہا۔ دوپہر کے قریب اوس نے عیسائیون کے دونون پہلوون پر ایک ساتہہ حملہ کرنیکا انتظام کیا (افسوس یہ سمجھہ اوسے موقعہ گذر جانے پر اب آئی۔ انپر اوسے شروع ہی مین حملہ کرنا واجب تہا) اور خود پہلے سے زیادہ فوج لے کر اوسی وقت دوسری دفعہ عیسائیون کے قلب پر حملہ آور ہوا۔ عثمانیہ بیقاعدہ سوارون کے چار زبردست بیڑے دریا سے گذر کر مونٹی سوکولی کے یمین پر اور تین ویسے ہی بیڑے عیسائیون کے یسار پر بڑہے۔ کوپرلی نے اپنے ساتہہ پیدل اور سوار دونون طرح کی فوج لی۔ اس انتظام کے علاوہ اوسنے حملہ کرنے سے پہلے متعدد بیڑون کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے کیقدر فاصلہ پر سے دریا کو عبور کرکے آسٹرین فوج کے عقب اور پہلوؤن پر حملہ آور ہون۔ ترکون کے دریا سے گذرتے ہی ایک سرے سے دوسرے سرے تک خونخوار ہنگامہ شروع ہوگیا۔ عیسائی فوج کے کئی حصے ہزیمت یاب ہوکر بہاگ گئے۔ یہ رنگ دیکھکر کئی عیسائی جرنیلون نے پیچھے ہٹ جانیکی صلاح دی۔ مونٹی سوکولی نے جواب دیا۔ پیچھے ہٹنے مین خیر نہین۔ بچاؤ اسی مین ہے کہ ترکون کے آگے بڑہنے کا انتظار نکیا جائے۔ اور صرف اونکے حملہ کے روکنے کی کوشش کرنے پر قناعت نکیجائے۔ بلکہ چیدہ افواج کی زبردست جمعیت لیکر خود ابتدا کرین۔ اور ترکی قلب لشکر پر جانگداز حملہ کرین۔ اس صورت سے بچاؤ کی ہی امید نہین بلکہ فتح کا نصیب ہوجانا بہی بعید نہین۔ سب افسرون نے اس تجویز کو پسند کیا۔ اس غرض کے لئے عیسائی سوارون کا زبردست بیڑہ جمع کیا گیا۔ اور اون مین سے ہر ایک کو کہدیا گیا کہ۔ یا تن رسد بجانان یا جان زتن برآید۔ یا دشمن کو فنا کرنا یا اسی کوشش مین خود فنا ہوجانا۔ آسٹرین کیولری کے جرنیل جان سپورک نے اپنے سوارون کے سامنے برہنہ سر فرش خاک پر سربسجود ہوکر باواز بلند یہ[۵] دعا کی۔ " اے سپہ سالارون کے سپہ سالار۔ جو آسمانون پر ہے

[۵] ماراتہان کی مشہور لڑائی مین جو ایرانیون اور قدیم یونانیون کے درمیان ہوئی۔ یونانی جرنیل ملشیاڈس نے بہی دیوتاؤن سے

اگر تو آج کے دن اپنے فرزند عیسائیون کی مدد نکرنا چاہے تو کم از کم ان ترک سگون کی بہی نکر یو۔ اور پہر تو جلد ایسا ماجرا دیکھیگا جو تجھے بہت پسند آئیگا۔"

"اس فیصلہ کن حملہ کے لئے صفون کی ترتیب درست کر لینے پر مونٹی سو کولی نے دہاوے کا حکم دیدیا۔ اور آسترین سوار بلند نعرے مارتے ہوئے سیلاب کیطرح ترکون پر جہپٹ پڑے ترک خلاف معمول مخالفون کو نعرے مار کر حملہ کرتے ہوئے دیکھکر جو ہمیشہ محض ترکون کا شعار رہا تہا ہکے بکے رہگئے۔ وہ اسی تحیر مین تہے کہ غنیم سر پر پہونچگیا۔ اور ایسی حالت مین زرہ پوش سوارون کی ناقابل مزاحمت کدیل کے تصادم سے جسکی تائید وکمک پر عیسائی بندوقچیون اور برچہی دارون کے بہی دل بادل فایر کرتے ہوئے بسرعت تمام آگے بڑہتے چلے آرہے تہے۔ ترکون کے قدم اکہڑ گئے۔ اونکی صفین ٹوٹ گئین۔ اور حملہ آورون نے ینگچری عیسائی۔ البانوی۔ تاتاری سب کو سامنے رکہکر اونکو بآسانی دریا کیطرف دکیل دیا۔ جنمین سے اکثر دریا مین کود پڑے۔ اور باقی حواس باختہ ہوکر ادہر ادہر بہاگ گئے۔ دونون پہلوؤن کی ترکی فوج بہی اپنے قلب کو جس مین کل چیدہ فوج اور خود وزیر موجود تہا ہزیمت یافتہ دیکہکر حوصلہ ہار گئی۔ وہ شکست کو روکنے اور حملہ آورون کی پیش قدمی کی مزاحمت کرنے کی بجائے نامردون کی طرح میدان جنگ سے دم دباکر کہسک گئی۔ اور عیسائیون کو مسلمانون پر کامل فتح حاصل ہوگئی۔ دس ہزار اور بقول بعض ۲۵ ہزار ترک اس لڑائی مین قتل اور غرق ہوئے۔ اور پندرہ توپین اور چالیس جہنڈے فاتحین کو غنیمت ملے۔ دوسرے دن عیسائیون نے میدان جنگ ہی مین شکرانہ کی نماز ادا کی۔ اور اس فتح کی یادگار مین جس سے یورپ کے عیسائیون کی اوس[۳] صد سالہ شکست وذلت کے بدلہ لینے کا جو مراد اول کے سرویا اور ہنگری کی متفقہ افواج کو کوسووا کے میدان مین ہزیمت دینے سے شروع ہوئی تہی آغاز ہوا میدان جنگ مین ایک گرجہ تعمیر کیا گیا جو اب تک موجود ہے"

اس جنگ کے حالات بالتفصیل درج کرنے کی وجہ یہ منصف مزاج انگریز مؤرخ یہ تحریر کرتا ہے کہ یہ سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی سے ٹرکی کی محاربات کی تاریخ مین ایک نیا دور شروع ہوگیا تہا۔ اسلئے اوسکے حالات تشریح

اسی طرح کی دعا مانگی تہی۔ کہ تم ہمارے مدد کرو۔ مگر فریق مخالف کی بہی مدد نہ کرنا۔ قیصر لیوپولڈ نے سپورک کو اوسکی خدمات کے صلہ مین کونٹ بنادیا تہا۔ مگر وہ ہمیشہ اپنے نام کو "سپورک کونٹ" لکہتا حسب معمول "کونٹ سپورک" تحریر نہ کرتا۔ اسکی وجہ وہ یہ بتاتا ہے کہ "مین پہلے سپورک تہا نہ کہ کونٹ" بلا علمیت اس شخص کو بالکل نہ تہی۔ اپنا نام بمشکل لکہہ سکتا تہا۔ ✻۔

و توضیح کے ساتہہ بیان کئے گئے ہین۔ مگر محاربات مابعد مین جنکا ذکر آیندہ آئیگا ایسی تفصیل سے کام نہین لیا جائیگا۔ اِس لڑائی کو باوضاحت اسلئے بہی بیان کیا گیا ہے کہ مونٹی سوکولی نے اوسکی متعلق اور نیز ترکون کے طریق حرب کی نسبت خود مفصل بائے ظاہر کی تہی جس سے ناظرین کو آگاہ کرنا مناسب سمجہا گیا۔ اس عیسائی جرنیل نے ترکی فوج کے جو نقص بتلائے ہین وہ سلطان محمود مرحوم کے وقت تک بدستور بلکہ اضافہ کے ساتہہ موجود رہے۔ ان اعتراضون کا لب لباب اور ان نقصون کا خلاصہ یہ ہے کہ دوسری قومون نے اسلحہ اور فن حرب مین بہت ترقی کر لی۔ اور ترکون نے اِس بارہ مین اونکے دوش بدوش رہنے سے مجرمانہ غفلت کی۔ دوم رشوت اور دیگر ناجائز اسباب (یعنی خاتونان حرم کی سعی و سپارش) سے فوج پر نالایق افسر مامور ہوتے رہے۔ مگر سلطنت کی خوش قسمتی سے ترکی سپاہیون کی بینظیر شجاعت و مردانگی۔ مُخمرات سے اونکے اجتناب کلی۔ اونکے قوار کی مضبوطی اور نیز اوس احتیاط کی وجہ سے جو میدان جنگ اور چہاونیون دونون جگہہ اونکو عمدہ اور کافی خوراک بہم پہونچانیکے متعلق کیجاتی تہی (اور کیجاتی ہے) ان قباحتون کی بہت کچہہ تلافی ہوتی رہی۔ اور ٹرکی کا وجود قایم رہا۔ ورنہ اگر سپاہی بہی ناکارہ ہوتے یا ہوجاتے تو مدت کی ترکی تمام ہوگئی ہوتی۔ عثمانیہ فوج اور ملازمت کی اِن خوبیون کو کونٹ مونٹی سوکولی سے لیکر مارشل مارمونٹ[۱] تک ہر ایک فوجی مبصر نے تسلیم کیا۔ اور یہ محقق امر ہے کہ ٹرکی سے فوجی عظمت کا وہ ضروری عنصر (یعنی قوم کی طبعی شجاعت و مردانگی) جو کسی مصنوعی ذریعہ سے پیدا یا تازہ نہین ہو سکتا کبہی مفقود نہین ہوا۔ (یعنی ترکی قوم مین سپاہیانہ اوصاف برابر موجود رہے ہین) اور اگر سلطنت عثمانیہ کو خداوند کریم لایق جرنیل اور قابل مدبر عطا کر دے تو اوسکی پاس ایسا عمدہ مصالح موجود ہے کہ وہ بڑی آسانی سے اون کمیون کو جو گذشتہ دو صدیون سے ترکی فوج مین موجود رہی ہین (یعنی نقص اسلحہ و ترتیب و قواعد جدید کی عدم موجودگی) پورا کر سکتے ہین"۔

سر ایڈورڈ کریسی کی اِس تمنا کی نسبت مجہے کچہہ یا ناظرین کو بتلانیکی کوئی احتیاج نہین کہ خداوند کریم نے اُسے پورا کر دیا ہے۔ اور ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کی ظل حمایت مین غازی عثمان غازی مختار اور مشیر ادہم پاشا ایسے شیران میدان وغا کی نگرانی اور یورپ کے قابل ترین افسران کی تعلیم و تربیت سے ترکی فوج آج اسلحہ۔ سامان حرب و ضرب۔ قواعد و نظام اور بہادری و شجاعت مین دنیا کی کسی فوج سے کم نہین ہے۔

---

[۱] نپولین بوناپارٹ کے زمانہ کا ایک مشہور فرانسیسی جرنیل جسے نپولین نے راگوسا کا ڈیوک بنا دیا تہا۔ سنہ ۱۷۷۴ء مین پیدا اور سنہ ۱۸۵۲ء مین فوت ہوا۔ مؤلف۔

سینٹ گوتہرڈ کی شکست سے گو ٹرکی کو ایسا زخم نہین پہونچا تہا جو جلد مندمل ہو سکے۔ مگر محمد کوبرلی اور احمد کے حسن انتظام سے ٹرکی کی مالی حالت ایسی درست اور اوسکے وسایل ایسے وسیع ہو گئے تہے کہ تہوڑی عرصہ ہی مین اسکا عوض لے لینا بابعالی کے لئے مشکل نہ تہا۔ یہ امر قیصر لیوپولڈ کو بہی معلوم تہا۔ وہ اس فتح سے شیخی مین نہ آیا اور سرمست ہوکر آخر اوسکے فواید سے بہی محروم رہنے کی ذلت اٹہانے سے بچا رہا۔ علاوہ برین یہ فتح اوسکے جانی دشمنون (فرانسیسی اور جرمنی ریاستون کی کمکی فوج) کی مدد سے حاصل ہوئی تہی۔ اور اگر لڑائی جاری رہنے کی صورت مین مزید فتوحات حاصل ہوتین تو اونکا سہرا بہی اوسکے موروثی دشمنون یعنی نئے دوستون کے سر بندہتا اور گو ادی فایدہ ان فتحون سے اوسی کو پہونچتا مگر۔ حقا کہ باعقوبت دوزخ برابر ست۔ کی مثل صادق آتی مزید آن ممکن تہا کہ مسلسل لڑائی سے خواہ وہ کامیاب ہی رہتا جب اوسکی طاقت کمزور ہو جاتی تو نوی چہار دہم دوستی کا پیرایہ چہوڑکر برسر عناد ہو جاتا۔ الغرض ان امور پر غور کرکے اوسنے ترکون سے صلح کر لینی ہی مناسب سمجہی۔ ترکون کے دماغ سے بہی اس شکست سے خمار دور ہو گیا تہا۔ اور احمد کوبرلی کو اندمال نقصانات کے لئے مہلت درکار تہی اس سے اوسنے قیصر کی پیش کردہ صلح کو قبول کر لینا مناسب سمجہا مگر چونکہ وہ اپنی طاقت اور قیصر کی مشکلات سے واقف تہا اوسنے پہلی سی اکڑ تو نہ رکہی لیکن دبنے کا بہی نام نہ لیا۔ اور ستواتورک کے معاہدہ کو اب بہی نئے معاہدہ کے لئے نمونہ بنایا جانا قبول نہ کیا۔ اور جنگ سے چند ہی دن بعد ۱۰ اگست کو بمقام وستور مندرجہ ذیل شرائط پر جو ٹرکی کے حق مین تہین بیس برس کے لئے فریقین مین صلح ہو گئی۔ ٹرینسلونیا کی نسبت قرار دیا گیا کہ ترک اور آسترین دونون اوسکو خالی کر دین اور وفا فی کو اوسکا حاکم بنایا جائے۔ مگر یہ صوبہ سلطان کا بدستور باجگزار رہے ہنگری کے اون سات اضلاع مین سے جو ٹرینسلونیا اور دریا تہی آوتس کے درمیان ہین تین قیصر کے حوالہ کر دیئے گئے۔ اور باقی چار جن پر راکوزی نے قبضہ کر لیا تہا ترکون کے پاس رہے۔ اور مفتوحہ مقامات نوحسل اور نوو ی گراد بہی سلطان کے ہی قبضہ مین رہنے دیئے گئے یعنی ترک تقریباً تمام فتوحات پر برابر متصرف رہے۔ اسکے علاوہ قیصر نے سلطان کو دو لاکہ فلورن بظاہر بطور تحفہ مگر در اصل بطور خراج ادا کئے۔ یورپ ایسی نمایان فتح کے بعد فتوحات کا سلسلہ قائم رکہنے کی بجائے قیصر کے اس تعجیل کے ساتہہ اور پہر ایسی شرائط پر صلح کر لینے سے حیران رہگیا۔ مگر وہ اوس بیچارہ کی مشکلات سے واقف نہ تہا جن سے دانا وزیر فایدہ اٹہا کر باوجود شکست کہانیکے فاتح کی حیثیت مین بڑے طمطراق کے ساتہہ قسطنطنیہ کو واپس آیا۔ اور اپنے عہد وزارت کے دوسرے جنگی کارنامہ کی تیاری مین مصروف ہو گیا جسمین اوسکو کامل فتحیابی اور نیک نامی حاصل ہوئی۔ مگر اوسکے حالات بیان کرنیسے پہلے بریری قزاقون اور فرانس کی مخالفت

کے کچھہ مزید حالات اس موقعہ پر درج کردینے مناسب معلوم ہوتے ہین۔ +

بربری قزاق اور فرانس کی مخالفت

عثمانیہ سلطنت گو وینس ایسے غنیم کا اب بھی سمندر پر مقابلہ کرسکتی تھی۔ مگر اوسکی بحری طاقت اور بیڑے سلیمان کے زمانہ کے افواج بحری کی نسبت بری فوج سے بھی زیادہ ابتر اور کمزور ہوگئے تھے۔ اس انحطاط کا ایک باعث جو کل شعبون کے انحطاط کا یکسان موجب ہوا قسطنطنیہ کے بحری کارخانون اور ترسانہ مین مامورین اور ذمہ دار اعلی افسرون کی روزافزون خیانت ولاپرواہی ہے۔ مگر اوسکے علاوہ خاص اسبارہ مین دوسری بڑی وجہ یہ تھی کہ بابعالی کو شمالی افریقہ کے صوبون پر پورا قابو نہین رہگیا تھا۔ ٹرپولی۔ ٹونس اور الجیرز کے والیان ریاست بھی گاہ گاہ بابعالی کو بحری لڑائیون مین بیشک مدد دیتے رہے۔ مگر یہ اعانت اب وہ محکومانہ حیثیت سے نہین بلکہ زیادہ تر مذہبی اخوت اور یگانگت کے لحاظ سے دیا کرتے تھے۔ سترہوین صدی کے وسط مین یہہ ریاستین تقریبًا پوری مطلق العنان ہوگئی تہین۔ اور وہ بات نہین رہگئی تھی کہ جسطرح سلیمان کے حکم پر باربروسا اور طورغو تینون ریاستون کے بیڑے لیکر ہر وقت تعمیل کے لیئے تیار رہتے تھے۔ اب اس فرمانبرداری کا عشر عشیر بھی پایا جاتا ہو۔

ان سب ریاستون کے قزاقون کا بالعموم اور الجزائر والون کا بالخصوص اس قدر حوصلہ اور طاقت بڑہ گئی تھی کہ اونکے بیڑے اب نہ فقط بحیرہ روم کے عیسوی سواحل کو تاخت وتاراج کرتے تھے بلکہ آبنائے جبل طارق سے گذرکر شمالًا وجنوبًا بحر اوقیانوس کے سواحل کو بھی برباد کرتے رہتے تھے۔ جزایر مڈیرا کو اونہون نے کئی دفعہ لوٹا۔ اور سالہائے دراز تک آبنائے انگلش کے مغربی حصہ اور بحیرہ آیرلینڈ مین گشت کرتے رہے۔ اور کئی مرتبہ آیرلینڈ کے سواحل پر اُترکر متعدد قصبات ودیہات کو تاخت وتاراج کیا او باشندون کو غلام بناکر لے گئے۔ ان بحری یورشین کے حالات آیرلینڈ کے قومی گیتون اور فسانون مین اب تک وہان کے لوگون کے زبانزد ہین۔ اونکی جرأت یہان تک بڑہ گئی ہوئی تھی کہ وہ بے دھڑک جزیرہ آیسلینڈ اور ناروی وسویڈن تک پہونچگئے۔ اور گویا ان یورشون کا بدلہ چالیا جو ان ممالک کے بحری سردار ساتوین صدی مسیحی مین بحیرہ روم پر کیا کرتے تھے۔ اہالی الجزائر کے پاس ہلکی جہازون کے علاوہ چالیس نہایت مضبوط اور بخوبی مسلح جنگی جہاز تھے۔ ان مین سے ہر ایک پر چالیس سے پچاس تک توپین اور تین سو سے لیکر چارسو تک ملاح (یعنی بحری قزاق) ہوتے تھے۔ الجزائر کے بحری کارخانون اور جہازون مین ہر وقت دس اور بیس ہزار کے درمیان عیسائی غلام کام کرتے تھے۔ ٹرپولی اور ٹیونس بھی علے قدر مراتب جنگی بیڑے رکہتے تھے اور اونکے ہان بھی عیسائی غلام موجود رہتے تھے۔ عیسائی سلطنتیں

زمی ودلاسا یا توپ وتفنگ سے اپنی تجارتی جہازات۔ سواحل اور رعایا کو اونسے محفوظ رکہنے کی کوششین کرتی رہین۔ کبہی معاہدے ہوئے اور سینکڑون دفعہ سخت مقابلے ہوئے۔ مگر انیسوین صدی کے آغاز تک کل مسیحی یورپ ان جنگجو اور متعصب فرزندانِ اسلام کی غارتگری کو کماحقہ نہ روک سکا۔ مگر افسوس اسکے رکتے ہی اونکی آزادی کا بہی خاتمہ ہوگیا۔ سنہ ۱۶۵۵ء مین انگریزی امیر البحر بلیک نے اونپر تہوڑی دیر کے لئے انگریزی سطوت وجلال کا سکہ بٹہا دیا۔ الجزائر کے ڈے نے مقابلہ ولڑائی کرنیکے بغیر انگریزی بیڑہ کی موجودگی سے ہی سہم کر انگریز غلامون یعنے اسیرون کو امیر البحر کے حوالہ کردیا۔ مگر ٹونس کے ڈے نے جب ایسا کرنے سے انکار کیا تو بلیک نے عین قلعہ ٹونس کی توپون کے سامنے ڈے کے بیڑہ کو تباہ کرکے ساحلی قلعون کو منہدم کردیا۔ اسپر ڈے کے ہوش حواس درست ہوگئے اور اوسنے انگریز اسیرون کو حوالہ کردیا۔ اسکے بعد ڈچ امیر البحر ڈے روئٹر اور فرانسیسی امرائے بحر ڈیبوفورٹ۔ تورول۔ ڈماک کوان کورٹ وغیرہ نے بہی کئی دفعہ اونکی گوشمالی کی۔ لیکن سنہ ۱۸۱۶ء مین انگریزی نامور امیر البحر لارڈ ایکسموتہ[1] کی الجیرز پر گولہ باری کرنیکے وقت تک اہالی الجیرز کے دم خم مین کبہی فرق نپڑا۔ سنہ ۱۶۶۳ء مین انگلستان نے بابعالی اور الجزائر سے معاہدہ کیا جسکے رو سے انگریزون کو اختیار دیا گیا کہ اگر الجزائری اقرارون کی خلاف ورزی کرین تو انگلستان اونکو بیشک سزا دے۔ اس سے بابعالی اور انگلستان کی دوستی مین کوئی فرق نہین آئیگا۔ الجزائر اور فرانس کے اوس براہ راست معاہدہ کے بعد جسکا پہلے ذکر آچکا ہے۔ یہ دوسری سخت مہلک غلطی بابعالی سے سرزد ہوئی۔ اور ایسی غلطیون کا خمیازہ وہ عرصہ مدید سے بری طرح بہگت رہا ہے۔

فرانس کی تجارت چونکہ اوس زمانہ مین بلاد مشرق مین بہت بڑہی ہوئی تہی اور بحیرہ روم کے ساحل کے معتدبہ حصہ پر متصرف ہونے کی وجہ سے بحیرہ روم مین اوسکے جہازون کی آمد ورفت زیادہ رہتی تہی بحری

[1] وائیکونٹ ایڈورڈ پیلو ایکسموتہ ۱۳ برس کی عمر مین بحری فوج مین داخل ہوا اور شمالی امریکا بحیرہ ہند وغیرہ مین حسن خدمات کے صلہ مین بتدریج ترقی کرتا ہوا آخر بحیرہ روم کے انگریزی بیڑہ کا کمانڈر انچیف مقرر کردیا گیا۔ گولہ باری سے پہلے ڈے نے اوس معاہدہ کی خلاف ورزی کی تہی جو انقطاع رواج غلامی کے متعلق انگلستان اور الجزائر مین ہوا تہا۔ سنہ ۱۸۱۶ء مین ایکسموتہ نے بیڑہ تعجب انگیز دلاوری سے بندرگاہ مین گہس کر ڈے کے بیڑہ کو آگ لگادی اور پہر شہر پر ایسی سخت گولہ باری کی کہ ڈے نے کل شرائط کو بلاحجت قبول کرلیا۔ سنہ ۱۷۵۷ء مین پیدا اور سنہ ۱۸۳۳ء مین فوت ہوا۔

قزاقون کے ہاتھہ سے دوسری عیسائی طاقتون کی نسبت اوسی کو زیادہ نقصان پہونچتا تھا۔ اسکے انسداد
کے لئے اُس نے کئی دفعہ معاہدے کئے۔ پے در پے مہمین روانہ کین لیکن حالت ویسی ہی ابتر رہی
چنانچہ معاہدہ وسور کے بعد فرانس کی کمکی فوج تو آسٹریا سے فرانس کو واپس آگئی۔ مگر فرانسیسی بیڑہ کو قزاقون کی
سرکوبی پر مامور کیا گیا۔ اکثر مشیرون نے لوئی چہاردہم کو ساحل افریقہ پر متصرف ہوجانے کی صلاح دی لیکن مازارین
کی طرح اوسکے شاگرد کولبرٹ وزیر مال و تجارت نے ٹرکی کے ساتھہ علانیہ بگاڑ کرنا مصلحت نہ سمجہا۔ آخر دونون باتون
کے بین بین فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جس طرح گورنمنٹ ہسپانیہ نے قصبہ اُورَن (الجزائر کا مشہور بندرگاہ سرحد مراکو
کے قریب) مین فوجی چوکی مقرر کر رکھی ہے۔ اوسی طرح فرانس بھی ساحل پر کوئی بحری سٹیشن قائم کرے۔ اس
مدعا کی تکمیل کے لئے رشیلو کی تجویز کی تقلید مین مالٹا کے نائیٹون سے اتحادی معاہدہ کیا گیا جسکے روسے اُنہون نے
اپنا کل بیڑہ فرانس کے حوالہ کر دیا۔ گورنمنٹ فرانس نے اپنی بحری طاقت کو اس طرح سے مضبوط کر کے ڈیوک
بوفورٹ کے زیر کمان تیس جنگی جہاز بندر جگلّی یا جیجری پر قبضہ کرنیکے لئے روانہ کر دیئے۔ ڈیوک نے اس چھوٹے
سے قصبہ کو فوراً فتح کر کے ایک مضبوط قلعہ تعمیر کیا جسکے کھنڈرات ابتک موجود ہین لیکن فرانس کے بری او بحری
سپاہیون مین جلد نزاع پڑگئی اور اہالی الجزائر نے اوس سے فایدہ اٹھاکر فرانسیسیون کو وہان سے نکال دیا۔
اور ساتھ ہی پھر متصرف ہوگئے فرانس کی اس ناکامی کے باوجود اوسکی یورش جیجری سے تمام قلمرو عثمانیہ
مین سخت جوش پیدا ہوگیا۔ اور مصر شام ٹرکی اور افریقہ کے کل مسلمان عیسائیون کے خون کے پیاسے ہوگئے
شام کے بندرگاہ مین جو فرنگی داخل ہوتا اُسکے سخت بیحرمت کیا جاتا۔ اور چارون طرف سے مسلمان اوسپر آوازے
کسنے شروع کرتے کہ جیجری کا بدلہ لیکر چھوڑین گے۔ انگریز۔ ڈچ اور تمام دیگر یورپین ٹرکی بنادر اور قصبات مین
فرانسیسیون سے بالکل الگ رہتے۔ اور انہون نے عام اعلان کر دیا کہ ہم فرنچ نہین ہین نہ ہم نے جیجری کے معاملہ
مین کوئی دخل دیا ہے۔

یہہ عام جوش دیکھکر لوئی چہاردہم کی گورنمنٹ کی آنکھین کھل گئین۔ اُسے یقین تہا کہ جنگ سینٹ گوتہرڈ
او مہم جیجری سے بالعالی کا استغنا دور ہو جائے گا۔ اور وہ فرانس کو وینس کی مدد کرتا ہوا دیکھکر تلافی مافات
او سابقہ اتحاد کی تجدید پر مائل ہو جائیگا۔ اور ہم سے اوسکے لئے بمنت رجوع کرے گا لیکن دیوان غصہ کو چھپائے ہوئے
ویسا ہی بھاری بھرکم بنا رہا۔ اوسنے فرانس کے سفیر کے چلے جانیکی کچھہ پروا نہ کی۔ فرانس کی مخالفانہ روش کو
تجارت کے ساتھہ ملانا پسند نہ کیا اور انقطاع تعلق سے کوئی اندیشہ و خوف ظاہر نہ کیا۔ اور بجائے خود فرانس کی تجارت کو

بے رولی اور اوسکے تجار کو تنگ کرتے رہنے سے اپنے پرانے دوست کی بدعہدیون کا ترکی بہ ترکی جواب دیتا رہا۔ حتی کہ حالت ایسی نازک ہوگئی کہ دونون میں یہہ قطعی فیصلہ ہونا لازمی ہوگیا کہ یا تو وہ پہر پہلے کیطرح دوست صمیم بنجائین۔ یا بالکل اجنبی اور بیگانہ۔ فرانسیسی مدبر دآوڈ نے لوئی چہاردہم کو لکھا کہ "ٹرکی اور فرانس کی موجودہ تعلقات کی ایسی صورت ہے کہ اس سے بدرجہا کم کشیدگی پر یورپ مین بارہا جنگ جدال ہوچکا ہے۔ ہمکو یا تو ٹرکی کا کھلم کھلا دشمن بنناچاہیئے۔ یا سابقہ اتحاد ورابطہ کو ازسرنو تازہ کیاجائے"۔ کالبرٹ پہلے امر کا مخالف تھا اوسکی رائے مین اس لڑائی سے فرانس کی تجارت کا ایک حصہ معدوم ہوجائیگا اور وہ خود ایسے قضیہ مین مبتلا ہوجائیگا جسکا انجام بظاہر کوئی نظر نہین آتا۔ اوسکی رائے غالب آگئی۔ اور اوسکے دباؤ اور ملکی ضرورت کے لحاظ سے لوئی کو خود صفائی کے مستدعی ہونے کی ذلت اٹھانی پڑی۔ اُس نے سابقہ فرانسیسی سفارت کے دو سکرٹریون کو یہہ دریافت کرنیکے لئے قسطنطنیہ روانہ کیا کہ کیا بابعالی معاہدون کی تجدید پر آمادہ ہے۔ اور اگر وہ فرانسیسی سفیر کو عزت کے ساتھ قبول کرنے پر راضی ہو تو چھوٹے ڈی لاہے کے سفیر بناکر بھیجے جانے پر اُسے کوئی اعتراض تو نہین ہوگا۔ احمد کوبرلی ان ایلچیون سے اس طرح پیش آیا کہ گویا جیری۔ سینٹ گوتہرڈ اور کینڈیا کے معاملات ترکون کو بالکل فراموش ہوگئے ہین۔ اُس نے اونکو کہا کہ فرانس اور بابعالی کی دوستی ایسی قلیل المدت نہین ہے کہ ایک سفیر کے پاگلانہ افعال سے اوس مین فرق پڑجائے۔ بابعالی ڈی لاہے کو بڑی خوشی سے قبول کرنے کو تیار ہے۔ لیکن فرانس نے اس شخص کو منتخب کرنے مین دانائی کا کام نہ کیا۔ اوسکے باپ کی کرتوتین ترکون کو کبھی نہین بھول سکتی ہین۔ اور ماسوا ازین وہ خود بھی ایسا تندمزاج اور کینہ توز تھا کہ ویسے شخص کو ایسے نازک کام پر مامور کرنا ہرگز قرین مصلحت نہین تھا۔ وہ سنہ ۱۶۶۶ء مین قسطنطنیہ مین وارد ہوا۔ اور خود فرانسیسی مؤرخ چارڈن معترف ہے کہ اُس نے آتے ہی وہ اکڑفون دکھائی کہ الاامان۔ جب وہ ارکین دیوان اور وزراء کو ملنے گیا تو اپنے بادشاہ کی عظمت اور جبروت کے سوا اور کوئی بات اوسکو موںھہ سے نہ نکلی۔ اس سے احمد کوبرلی نہایت ناراض ہوگیا۔ اور اسنے اسکو اسپر محمول کیا کہ ڈی لاہے ہماری گود مین بیٹھکر ہماری ڈاڑھی نوچ رہا ہے اور سلطان کی عظمت و سطوت کی تحقیر کرتا ہے۔ یہ خیال اوسکے دل مین ایسا مضبوط ہوگیا کہ جب سفیر مذکور اوس سے ملنے گیا تو تعظیم دینا تو درکنار۔ وہ اوسکی طرف متوجہ بھی نہ ہوا۔ اور آخرکار جب اوسکی طرف رخ کیا بھی تو اُسے فرانس کی اس بدعہدی پر سخت ملامت کی کہ اوسنے ٹرکی کے اعدا آسٹریا و وینس کو امداد دی۔ اسکے بعد اُس نے کوئی اور ذکر کرنے کے بغیر لاہے کو رخصت کردیا۔ ڈی لاہے وہان تو غصہ کو تھامے رہا لیکن محل سے باہر نکلتے ہی اوس نے

وزیرکو کہلا بھیجا کہ مین اس ملاقات کو کالعدم تصوّر کرتا ہون۔ اور میرا مطالبہ ہے کہ وزیر اعظم بحیثیت سفیر فرانس مجھسے نئی ملاقات باقاعدہ کرے جسمین میرے درجہ کا ادب و احترام پورا ملحوظ رکھا جائے۔ وزیر نے درخواست کو معہ شرط منظور کرلیا۔ بلکہ اوسکی اسقدر تکمیل کی کہ وہ فرانسیسی سفیر سے اس دوسری ملاقات مین اس طرح سے پیش آیا کہ گویا یہہ پہلی ملاقات ہے اور اوسنے سفیر کو پہلے نہین دیکھا تھا۔ ڈی لاہے یہہ دیکھکر اور بھی جل بھن گیا۔ اور اوسنے وزیر کو اوسکے حقارت آمیز برتاؤ اور عدم ایفاء وعدہ (جو سفیر کے احترام کے متعلق شاہ فرانس سے کیا گیا تھا) پر بہت ملامت کرکے کہا کہ اگر میری ذلت و تحقیر کی تلافی نہ کی گئی تو مجھے حکم ہے کہ مین عہدناموں کو واپس کرکے فرانس کو لوٹ جاؤن۔ سفیر نے اس موقعہ پر ایسی تندی دکھائی کہ احمد فاضل[۱] ایسا متحمل مزاج بھی اوسے برداشت نہ کرسکا۔ اور اُسنے بھی ویسی ہی تلخی سے جواب دیا۔ اسپر سفیر نے عہدناموں کو ترجمان سے لیکر وزیر کیطرف پھینک دیا۔ اور جانیکے لئے اُٹھہ کھڑا ہوا۔ وزیر کی طبیعت اب تو بالکل بے قابو ہوگئی اُسنے ڈی لاہے کو یہودی اور کتا عیسائی کہکر ڈانٹ بتائی۔ ڈی لاہے نے تلوار کھینچنے کے لئے قبضہ کیطرف ہاتھہ بڑھایا۔ اتنے مین چاؤش نے دوڑکر وہی کرسی جس سے ڈی لاہے اُٹھہ کھڑا ہوا تھا اُٹھاکر اوسپر دے ماری اور ایک گھونسہ اوسکے کان پر رسید کیا۔ اس پچھلے واقعہ کا راوی صرف استرین سفیر ہے۔ تاہم نوبت یہان تک پہونچی ہو یا نہ یہ محقق ہے کہ محل سے باہر نکلتے ہی ڈی لاہے گرفتار ہوکر تین دن محل کی ایک کمرہ مین مقید رکھا گیا۔ اور اسی اثنا مین احمد کوپرلی نے مفتی اور قپودان پاشا سے صلاح و مشورہ کرکے اوس لڑائی کے نتیجہ پر جسکا سفیر کو قید یا قتل کرنے پر چھڑ جانا یقینی تھا بحث کی۔ اتنے مین سلطان کو خبر پہونچگئی۔ اور اوسنے وزیر کو سفیر سے صفائی کرلینے کا حکم دیا۔ اِدہر ڈی لاہے کو بھی اندیشہ تھا کہ شاہ فرانس میری حرکتون سے خوش نہین۔ مصالحت کو غنیمت تصوّر کیا۔ اور باہمی قرارداد سے یہہ تصفیہ ہوا کہ یہ دونون ملاقاتین کالعدم سمجھی جائین سفیر اونکے متعلق اپنی گورنمنٹ کو کچھہ نہ لکھے۔ اور تیسری ملاقات مین وزیر نے اوسکا حسب معمول ادب و احترام کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ جب یہہ ملاقات ہوئی تو احمد کوپرلی نے ڈی لاہے کی بہت خاطر و مدارات کی۔ اور اُسے تحائف سے لاد دیا۔ مگر اس ظاہری تپاک سے دل کسطرح صاف ہوسکتے تھے فرانس اور ٹرکی مین بظاہر تو دوستی قایم ہوگئی۔ مگر در پردہ ایک دوسرے کو نقصان پہنچانے مین برابر مصروف رہا۔ اس موقعہ پر ضمناً یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا۔ کہ سفراء بابعالی کے مہمان سمجھے جاتے تھے جنکو یومیہ خوراک وغیرہ کے لئے ترکی خزانہ سے روپیہ دیا جاتا تھا۔ یہ رواج اس

---

[۱] احمد کوپرلی کو قوم کی طرف سے یہہ خطاب ملا تھا۔ مؤلف ۱۲

انیسوین صدی تک اُس وقت سے بند ہوا ہے جبکہ ٹرکی نے بہی دیگر درباروں مین اپنے سفیر رکہنے شروع کر دیئے - وزیر اعظم سفیر کے آنے پر تعظیم نہین دیا کرتے تہے۔ عیسائی سلطنتین جب طاقتور ہوئین تو اونکو یہہ ناگوار گذرا اور صدر اعظم پر اپنے دستور پر بڑے زور سے مصر ہوئے۔ آخر اسی صدی مین یہہ فیصلہ ہوا کہ جب کوئی سفیر وزیر اعظم کو ملنے جائے تو کمرہ مین ایک دروازہ سے وہ داخل ہو اور اسیوقت سامنے کے دروازہ سے وزیر اندر تشریف لائین۔ تاکہ دونوں مین سے کسی کو پہلے بیٹھنے کا موقعہ نہ ملے۔ فرانس کے سفراء کے حالات سے ناظرین کو مہذب ترین یورپین قوم کی تہذیب و شائستگی کی کیفیت بخوبی معلوم ہوگئی ہوگی۔ اوس زمانہ کے دوسرے عیسائی سفراء بھی ان سے کچھہ کم نہ تہے۔ چنانچہ اسی سلطان محمد چہارم کے عہد مین ترکون ایسے متحمل مزاج اور متواضع قوم کے وزراء کو ایک روسی سفیر کو ایک دفعہ لاتین مروا کر سامنے سے نکلوا دینا پڑا۔ اور آسترین سفارت کے ترجمان کو کئی دفعہ تازیانہ کی ضربون سے ہوش مین لانا پڑا۔ *

سفارتی تعلقات قایم ہوجانے پر گورنمنٹ فرانس نے ڈی لاہے کی معرفت بابعالی سے معاہدات کی تجدید اور براہ مصر و بحیرہ قلزم ہندوستان سے فرانسیسی تاجرونکو تجارت کرنیکی اجازت ملنے کی درخواست کی جو نامنظور کیگئی بابعالی کو فرانس کی بیوفائی اور غداری کے باعث اوس سے ایسی نفرت ہوگئی تہی کہ ریاست جنوا کے تاجرون نے جو فرانسیسی علم کی حمایت مین لیوانٹ سے تجارت کرتے تہے جب اپنے تئین فرانس کے زیر حمایت ظاہر کرکے بابعالی سے ترکی رعایا کے ساتھہ براہ راست بیوپار کرنے کی اجازت چاہی تو انکار کر دیا گیا۔ لیکن جب انہون نے بعد مین انگلستان کے توسط سے یہی درخواست کی تو اونکو انگریزون اور ہالنڈیون کیطرح براہ راست مراعات (یا معاہدات) عطا کر دی گئین۔ لوئی نے خبر ملنے پر لاہے کو باین دلیل اونکی منسوخی کا مطالبہ کرنے کی ہدایت کی۔ کہ بروئے معاہدات ٹرکی کسی اور یورپین قوم کو جبتک کہ وہ فرانسیسی علم کی حمایت مین نہو براہ راست مراعات عطا نہ کرنیکا فرانس سے اقرار کر چکی ہوئی ہے۔ وزیر نے جواب دیا۔ "بابعالی کے دروازے آمدورفت کے لیئے ہر ایک کے واسطے کھلے ہوئے ہین۔ شاہ فرانس سلطان کو پرانے دشمنون سے صلح کرنے اور اونکی درخواست پر اونہین مراعات عطا کرنے سے روکنے کا کوئی استحقاق نہین رکہتا۔ شاہ فرانس کو اسے کافی سمجھنا چاہیئے کہ بابعالی اوسکو بادشاہ اور سب سے اعلے عیسائی فرمانروا سمجھتا ہے۔ مگر دوسری قومون کے متعلق وہ ہمکو فہمایش کرنے کا کوئی منصب نہین رکہتا" سفیر نے پھر عثمانیہ دربار کو بد عہدی کا الزام دیکر جواب دیا کہ "میرا بادشاہ خدا کی مہربانی سے اعلیٰ ترین عیسائی فرمانروا ہے نہ کہ بابعالی کے اوسے بادشاہ تسلیم کرلینے کی بدولت" بہرحال اہالی جنوا کے

حق مین مراعات قایم رکھی گئین۔ اور دربار فرانس نے کینڈیا مین وینس والون کو پھر مدد دیکر بزعم خود ترکون سے اپنی خفتون کا بدلہ لے لیا۔ +

مہدی و مسیح کاذب کا خروج۔ فتح کینڈیا اور فرانس کی مسلسل غدّاری

احمد کوبرلی ہنگری سے واپس آتے ہی کینڈیا کی فتح کے فکر مین ہوگیا۔ کریٹ مین لڑائی شروع ہوئے بیس برس ہوگئے تھے۔ اور اوسکے صدر مقام کینڈیا کا جہانتک تعلق تھا ہنوز روز اول کا معاملہ تھا مگر ملک کے حصۂ کثیر مین طاعون کے نمودار ہوجانے اور دیگر مصایب ارضی و سماوی کی وجہ سے وہ اپنی خواہش کو فی الفور پورا نہ کرسکا۔ پے درپے زلزلے سے سنہ ۱۰۷۰ ہجری مین کئی شہر تباہ اور بڑے بڑے پہاڑ شق ہوگئے۔ طاعون سے ہزارہا مرد و زن فوت ہوگئے۔ اور شدت برف اور کثرت سرما سے بیشمار چارپائے ہلاک ہوئے۔ یہہ بلیات دور ہوئین تو ملک مین ایک نئی شورش برپا ہوگئی۔ ٹرکی کے عیسائیون کے دونون مخالف گروہ یعنے یونانی کلیسا کے معتقدین اور رومن کیتھولک بیت المقدس کی تولیت پر توجھگڑ ہی رہے تھے کہ یروشلیم کے ایک یہودی امام سباتہائی نے سنہ ۱۶۶۶ء مین مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ کرکے یہودیون مین عام تحریک پیدا کردی۔ ادہر اوسکے بالمقابل کردستان مین ایک مسلمان نے مہدی موعود ہونے کا دعوےٰ کرکے ہزارون کردون کو اپنا معتقد بنالیا۔ اور اس اجتماع غریب سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا یقین ہوگیا۔ مدعی مسیحیت نے نہ فقط عثمانیہ سلطنت بلکہ کل یورپ کے یہودی پادریون مین اپنی بعثت کی خبر مشتہر کردی۔ اور اوسکے معتقدون نے اس تواتر اور کثرت سے اوسکے اعجاز و کرامات کو مشہور کیا کہ قسطنطنیہ سمرنا اور دیگر ترکی اضلاع ہی سے نہین بلکہ جرمنی۔ ہیگ۔ ہارن۔ وینس اور امسٹرڈم سے بھی جوق درجوق یہودی اوسکے پاس جمع ہونے لگ گئے اور کئی عیسائی بھی اوسکے معتقد ہوگئے۔ مگر چند یہودی اماموں نے اوسکی مخالفت کی۔ اور اسپر یروشلیم۔ قاہرہ۔ سمرنا اور دیگر بلاد شرق مین جہان جہان سباتہائی کی دعوت پہنچ گئی تھی عام بلوے شروع ہوگئے۔ بیت المقدس کے ترکی حکام پہلے تو خاموش رہے۔ مگر جب دیکھا کہ فساد بڑہتا ہے تو اونہون نے اوسکی گرفتاری کا ارادہ کیا سباتہائی جو طلیق اللسان اور صبیح الوجہ ہونیکے ساتھہ ہی چالاک بھی بڑا تھا۔ بیت المقدس سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگیا۔ راستہ مین ہر جگہہ اوسکی جمعیت بڑہتی گئی۔ اور وہ بڑے جاہ و جلال سے دارالخلافہ مین داخل ہوا۔ احمد کوبرلی کو پہلے ہی اوسکا خیال تھا۔ اب مسیح کاذب کے بھی ایک ساتھی نے اوسکے پاس شکایت کی کہ مسیح صاحب بغاوت برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہین۔ اسپر وزیر نے اوسے گرفتار کرکے قیدخانہ مین بھیجدیا۔ مگر اس سے اوسکے معتقدین کے

اعتقاد مین کوئی خلل نہ پڑا۔ بلکہ قید کو مسیح کی کامیابی کی مستحکم دلیل سمجھے۔ اونکا اعتقاد تھا کہ مسیح صادق کی نسبت
پرانی پیشنگوئی ہے کہ ظاہر ہونیکے بعد وہ نو مہینون کے لئے غایب ہوجائیگا۔ اور پھر ایک شیرنی پر سوار ہوکر
جسکے منھ پر سات سر والے سانپون کی لگام پڑی ہوگی واپس آئیگا۔ اور کل دنیا کا فرمانروا ہوجائیگا۔ سلطان
کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی اور یہودی روپیہ خرچ کرکے قیدخانے مین بھی جوق درجوق اوسکی قدمبوسی کے لئے جاتے
ہین تو اُسے بھی اُسکے دیکھنے کا شوق ہوا۔ اوسنے سبا تہائی کو اپنے سامنے بُلاکر کہا کہ مین تیرا امتحان کرنا چاہتا ہون اگر
تو سچا مسیح ہوا تو اپنے اعجاز سے اوسمین کامل اُتریگا۔ یہہ کہکر سلطان نے اپنے قادر انداز تیرانداز ون کو بُلایا۔ اور
سبا تہائی کو مخاطب کرکے کہا کہ یہہ تو مین جانتا ہون کہ ایسے صاحب کرامات کے جسم پر تیر کچھ اثر نہین کرینگے۔ مگر
مین صرف یہہ دیکھنا چاہتا ہون کہ تیر تیرے جسم سے پلٹ کر پیچھے گرتے ہین۔ تو بطور نشانہ سامنے کھڑا ہوجا۔ تیراندازون
کی کمانون کو خمیدہ دیکھکر اور یہہ الفاظ سُنکر مسیح موعود کا پیشاب خطا ہوگیا۔ وہ سلطان کے قدمون پر گر پڑا۔ اور
عرض کیا کہ مین ایک معمولی انسان ہون میرا دعویٰ محض جھوٹا تھا میری خطا بخشی جائے۔ سلطان نے جوابدیا۔
تو نے اس دعوے سے عام شورش برپا کردی۔ اور مزید برآن سلطانی مقبوضہ فلسطین کا مسیح ہونے کا دعویٰ کرنے
سے جو وہان کی ملکیت وحکومت کے دعوے کے برابر تھا تو بغاوت کا مجرم ہوچکا ہے۔ لیکن اگر تو تایب ہوکر مسلمان
ہوجائے تو مین تیرے جرم سے درگذر کرجاؤنگا۔ سبا تہائی بڑی خوشی سے مسلمان ہوگیا۔ اور عجیب طرفہ یہہ ہے
کہ یہہ ماجرا دیکھکر بھی اوسکو کئی عیسائی اور یہودی معتقد اُسکے ساتھہ ہی مسلمان ہوگئے۔ مگر اونکا حصہ کثیر اوسکی جان کا
دشمن ہوگیا۔ جنکے گزند سے اوسے محفوظ رکھنے کے لیئے سلطان نے اوسکو اپنی ملازمت مین لیکر مجلس ار سلطانی
کا دربان مقرر کردیا۔ سبا تہائی کے مذہبی جوش مین اب بھی کوئی کمی واقع نہ ہوئی۔ مگر وہ جوش اب یہودیون کو مسلمان
بنانے مین صرف ہوتا رہا۔ اور اوسکی پندونصایح سے ہزارون یہودی مسلمان ہوگئے۔ کچھہ عرصہ بعد وہ موریا
کو جلاوطن کردیا گیا۔ جہان وہ طبعی موت سے فوت ہوگیا۔ سبا تہائی کے حالات پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان
کی خوش اعتقادی کی بھی کوئی انتہا نہین۔ اوسکے چند پیروون کے اوسکے ساتھہ ہی اسلام قبول کرلینے سے
بھی زیادہ عجیب یہ معاملہ ہے کہ کئی یہودیون کو اوسکی تبدیل مذہب اور موت کے بعد بھی اوسکے مسیح صادق ہونے کا
برابر یقین رہا۔ اور اِن لوگون کا یہودیون مین ایک علیحدہ فرقہ قایم ہوگیا جو ابتک موجود ہے۔

کردستان کے مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح موعود کے برابر ہوا۔ موصل کے پاشا نے سبا تہائی کے
مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اوسکو گرفتار کرکے سلطان کی خدمت مین بھیجدیا۔ ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ بھی

مہدی آخر الزمان ہونیکے دعوے سے دست بردار ہوگیا۔ مگر چونکہ اُس نے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دیئے۔ سلطان نے خوش ہوکر اوسکی خطا بھی معاف کردی۔ اور مسیح موعود یا مسیح دجال کیطرح اُسے بھی اپنی ملازمت مین لیکر خزانہ سلطانی کے محافظین مین داخل کردیا۔

اِن خرخشون سے فارغ ہوکر سلطان اور اوسکا عالی ہمت وزیر تسخیر کینڈیا پر ہمہ تن متوجہ ہوگئے۔ اور محمد چہارم نے خود ہمراہ جانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ وزیر نے اس غرض کیلئے ایڈریانوپل مین زبردست فوج جمع کرلی ہوئی تھی۔ دربار بھی وہین مقیم تہا جیساکہ سلطان محمد کے عہد مین وہ بالعموم رہا۔ لاریسا و ٹرنو و آسس ... اور ایڈریانوپل کی متصلہ شکارگاہون مین سلطانی دربار کی طفیل جنگل مین منگل بنا رہتا تھا۔ مگر اسکا ذکر پھر کیا جائیگا۔ سلطان نے شاہی خیام باہر نصب کئے جانے کا حکم دیکر فتح قسطنطنیہ جنگ خالدران و محاصرہ رہوڈس و بلگریڈ کے حالات ہر روز سنائے جانیکا حکم دیا۔ لیکن محمد ثانی۔ سلیم اول اور سلیمان صاحب قِران کے ان جنگی کارنامون کے سُننے سے محمد چہارم کے دل مین جو جنگی جوش و حرارت پیدا ہوئی اوسکو اوسنے صید و شکار مین پہلے سے زیادہ مستعدی اور تیزی کے ساتھ مشغول ہوجانے سے سرد کرلیا۔ میدان جنگ مین جانیکی جرأت نہ پڑی۔ اوسکی شجاعت و مردانگی کا میدان شکارگاہ تھا۔ مرد میدان تو کجا وہ مرد حرمسرا بھی نہ تھا۔ جہان وہ ایک یونانی الاصل کنیز کا غلام بےدام بنا ہوا تھا۔ یہہ نازنین کریٹ کے قصبہ ریتی مو کی متوطن تھی۔ اور اوسے سلطان پر اسقدر قابو حاصل ہوگیا تھا کہ جو چاہتی تھی اوس سے کرالیتی تھی۔ مگر خوش قسمتی سے یہہ مہ جبین کوپرلی سے بہت خوش اور اوسکی بڑی معاون تھی جس سے اوسکو اپنے اختیارات اور وزارت کے قیام کا پورا یقین ہوگیا ہوا تھا۔ اور اسی بات سے مطمئن ہوکر وہ بلا خطر ۱۶۶۶ء سے لیکر ۱۶۶۹ء تک دار الخلافہ سے دور کریٹ مین رہا۔ اور اوسکو کسی کی رقابت کا کبھی اندیشہ نہ ہوا۔

کوپرلی جرّار فوج لیکر مئی ۱۶۶۶ء مین جہازون پر سوار ہوا اور ایشیا کوچک کے ساحل کی گشت کرتا ہوا ماہ نومبر کو کینیا (یا جانیہ) پہنچا۔ اوسکی موجودگی سے ترکون کے حوصلے بڑھ گئے۔ اور کینڈیا کا محاصرہ پوری سرگرمی اور تندہی سے شروع ہوگیا۔ وینشی جرنیل موروسنی جس نے بعد مین ترکون سے صوبہ موریا فتح کیا شہر کا محافظ تھا۔ ۲۸ مئی ۱۶۶۷ء کو ترک اپنے مورچے شہر کی دیوارون تک بڑھالے گئے۔ یہہ مورچے اور خندقین ایسی انجنیرانہ مہارت سے تیار کئے گئے تہے کہ عیسائی بھی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ سلیمان کے زمانہ مین ترکون کی انجنیری لیاقت کا ذکر ہوچکا ہے۔ بعد مین جب عام انحطاط شروع ہوا۔ تو وہ اس فن مین بھی ناقابل ہوگئے۔ مگر کوپرلی اول نے وزارت لینے کے بعد دیگر اصلاحون کے ساتھ ہی اس طرف بھی توجہ کی۔ سولزی مین انجنیری کا مدرسہ کھولا گیا۔ فرانسیسی انجنیر

پروفیسر مقرر کیے گئے۔ اور پرانے ترکی انجینیروں کی تصنیفات سے مدد لیگئی۔ اور اس طرح ترکون نے پھر مقام محصور کے گرد متوازی خندقین اور مورچے تیار کرنے کا ڈہب جسکو ایجاد بھی انہون ہی نے کیا تھا۔ سیکھ لیا۔ اور محاصرہ کینڈیا مین اس سے پورا کام لیا۔ ÷

محصورین نے حملہ آورون کا نہائیت مردانگی اور ثابت قدمی سے مقابلہ کیا۔ ترکی بیڑہ اور مورچون کی توپون اور سرنگون سے محصور شہر کے برجون یا فصیل کا اگر کوئی حصہ گرجاتا تو فورًا منہدمہ حصہ کے پیچھے پہلے سے زیادہ مضبوط عمارت تیار کرلیجاتی۔ کوبرلی پہلے سال محاصرہ کے حلقہ کو کامل اور اوسکی مردہ روح مین نئی جان ڈالنے کے سوا، اور کچھہ نہ کرسکا اور یہہ کام بھی ۸ ہزار سپاہیون کی بہینٹ چڑہانیکے بعد سرانجام ہوسکا۔

دوسرے برس (۱۶۶۸ء) مین بارہ سو فرانسیسی شرفا جنمین سے کئی نہائیت ہی نامور اشخاص تہے۔ ڈیوک ڈی لا فولاڈ کے زیر کمان اہالی وینس کی کمک کے لئے مالٹی علم کی حمائیت مین بحیرہ روم سے گذر کر کینڈیا مین داخل ہوے یہہ لوگ مسلمانون کے برخلاف جہاد کرنیکے لئے آئے تہے۔ اور مذہبی جوش کے ساتھہ گورنمنٹ کی ترغیب بھی اونکے تحریک کرنیمین شامل تھی۔ فرانسیسیون کی متہورانہ جلد بازی اور سیماب وشی عام مشہور ہے۔ انکی طفیل اونکو گو بیشمار میدانون مین فتوحات نمایان حاصل ہوئی ہین۔ مگر شکستین بھی کچھہ کم نہین ہین۔ قلعہ مین پہونچتے ہی انکو دماغ مین خبط سما گیا کہ ہمارے ہلہ کرنے کی دیر ہے۔ ترک محاصرہ چہوڑکر بہاگ جائینگے۔ انہون نے موروسنی کو ہلہ کرنیکے لئے کہا۔ مگر اوسکی سپاہ ایسی کمزور ہورہی تھی کہ اوسنے دیوارون کی پناہ چہوڑنے سے انکار کردیا۔ اسپر انہون نے بلا مدد خود ہی ہلہ کرنے کا عزم کرلیا۔ اور ڈیوک فولاڈ کے زیر کمان جسنے ازراہ تکبر تلوار کی جگہہ صرف چابک ہاتھہ مین رکھا۔ انہون نے آخر باہر نکل کر حملہ کردیا۔ صرف چند مالٹی نایٹ اونکے ساتھہ شریک ہوئے۔ ڈیوک کے آگے آگے چہ راہب ایک بڑی صلیب اٹہائے ہوئے تہے۔ اونکے حملہ کی تندی سے ترکی کیمپ مین افراتفری پڑگئی اور بارہ سو مسلمان آن کی آن مین شہید ہوگئے۔ مگر وہ جلدی ہی سنبہل گئے۔ اور ہزارون ترکی سپاہیون نے فرانسیسیونکو احاطہ مین کرلیا جو ایک سو مقتول و مجروح میدان جنگ مین چہوڑکر ناکام و نامراد قلعہ کو جان بچاکر بہاگ گئے۔ اور اس ہزیمت سے اونکی شیخی ایسی کرکری ہوگئی کہ وہ زیادہ عرصہ کینڈیا مین نہ ٹھہر سکے اور اپنا سا موہنہ لیکر فرانس کو واپس چلے گئے۔ ÷

بابعالی کو فرانسیسی والنٹیرون کے معاملہ کی جب خبر پہونچی تو اوس نے برافروختہ ہوکر فرانسیسی سفیر اور تجار کو اور زیادہ تنگ کرنا شروع کردیا حتی کہ لوئی نے مصالحت سے جسمین وہ ایماندار خود ہی نہ تھا نا امید ہوگیا تھا مایوس ہوکر مسمی ڈل ہیرس

کے ماتحت چار جہاز ڈی لاہے اور کل ایسے اہالی فرانس کو جو واپس آنا چاہین لانیکے لئے قسطنطنیہ کو بہیجدئیے۔ اور سفیر کو طلبی کا حکم پیشتر سے بہیجدیا۔ اُس نے قایم مقام وزیر کو بادشاہ کے حکم سے اطلاع دیکر کہا کہ اب مین صرف جہازون کے پہونچنے اور بابعالی کے پروانہ راہداری کا منتظر ہون۔ قایم مقام نے دریافت کیا کہ کیا تمہارا کوئی جانشین بہی آیا ہے۔ ڈی لاہے نے جواب دیا کہ فرانسیسی سفیر کا واجب احترام نہ ہونے کی وجہ سے بادشاہ نے آیندہ یہان سفارت نہ رکہنے کا فیصلہ کر دیا ہے مین معمولی کاروبار کسی تاجر کے سپرد کر جاؤنگا۔ اور جبتک گذشتہ برسون کی ذلتون کی تلافی نہ ہوگی تعلقات برابر منقطع رہین گے۔ مگر دل مین ڈی لاہے بہی واپسی پر خوش نہ تھا۔ اور بابعالی بہی فرانس کو علانیہ دشمن بنانا پسند نہ کرتا تہا۔ وہ سفیر کو پروانہ دینے مین پس و پیش کرتا رہا کہ اتنے مین افواہ مشہور ہوئی کہ لوئی کینڈیا کی امداد کے لئے تیاریان کر رہا ہے۔ اور اُس نے ترکون کے ساتہہ کہلم کہلا جنگ کرنیکا پختہ ارادہ کر لیا ہے یہہ افواہ سُنتے ہی اودہر بابعالی نے سفیر کو پروانہ دیدیا۔ اور ادہر احمد کوپرلی کو کینڈیا کے حتی الامکان جلد فتح کر لینے کا فکر ہوگیا۔ ❊

اِس افواہ کا پہلا حصہ واقعی درست تہا۔ لوئی جو جبر و تحکم سے کام لینے کی وجہہ سے قیام مصالحت کے مدعا مین کامیاب نہ ہوسکا تھا ترکون کے اصرار و استغنا سے کمال برافروختہ ہوکر اور ساتہہ ہی عیسائیون کی نگاہ مین دین کا حامی و محافظ بننے کے لئے فی الواقع جنوری سنہ ۱۶۶۹ء مین کینڈیا کو امداد پہنچانے کی تیاریان کر رہا تہا۔ اُس نے فوج پیدل کی بارہ پلٹنون تین رسالہ سوارون اور اپنے ذاتی معزز ملازمون اور درباریون مین سے دوسو والنٹیرون جملہ چہہ ہزار آدمیون یا بقول ترکی مؤرخ۔ "چہہ ہزار بدنیت خنازیر" کی مہم تیار کی۔ اور ڈیوک نوالیس کو اوسپر کمانڈر مقرر کیا۔ یہہ فوج ۲۷ بار برداری کے جہازون پر سوار ہوئی اور ڈیوک بوفورٹ کے زیر کمان ۱۵ جنگی جہاز حفاظت کے لئے ساتہہ گئے سمندر مین ترکون کے جہازات سے محفوظ رہنے اور نیز اونکو قبل از وقت خبر نہ ہونے دینے کے لئے جہازون پر مذہبی (یعنی پوپ کا) جہنڈا بلند کیا گیا اور ۱۳ پوپی جہاز بطور ہراول آگے ہوئے۔ اس مہم کا پہلا ڈویژن (حصہ) جسمین ۴۵۰۰ آدمی تہے جون سنہ ۱۶۶۹ء مین جبکہ کینڈیا آخری دم توڑ رہا تہا وہان پہنچا۔ فرانسیسی سپاہیون نے رات کے وقت چوری خشکی پر اُترنے مین کسر شان سمجہی۔ اور علانیہ دن کے وقت ترکی توپون کی سخت گولہ باری مین خشکی پر گئے۔ اس مجنونانہ تہور کی بدولت اونکو بہت نقصان اُٹہانا پڑا۔ مگر اس سے اونکو کوئی ہوش نہ آئی اور دوسرے ہی دن باقیماندہ فوج کے آنیکا انتظار کرنیکے بغیر محاصرین پر دہاوا کرنیکا عزم کر دیا۔ موروسینی نے پہلے تو اس ارادہ سے اونکو روکا۔ اور جب نہ رُکے تو کہا کہ کچہ میرے سپاہی ساتہہ لے لو۔ نوجوان ڈیوک

نوالیس نے اسے بھی منظور نہ کیا۔ اور اپنی ہی فوج لیکر ترکون پر کود پڑا غنا بنون کی پہلی صف تاب مقاومت نہ لاکر پسپا
ہو گئی۔ اور کل فوج مین عام سراسیمگی پہیلنے کا سخت احتمال ہو گیا۔ اتنے مین عین فرانسیسی صفون کے درمیان بارود
کے متعدد پیپے پھٹ جانے سے اونپر بے حواسی چھا گئی۔ اور وہ پانسو مقتول جن مین ڈیوک بوفورٹ بھی شامل تھا
میدان مین چھوڑکر قلعہ کو واپس ہٹ گئے۔ *

دوسرا ڈویزن بھی جلد پہنچ گیا۔ مگر پہلی فوج کو شکستہ دل دیکھکر اسکے حصہ کی فوج کا حوصلہ بھی پست ہو گیا۔ اور سب
کو یقین ہو گیا کہ کینڈیا کا بچنا اب محال ہے۔ تاہم فرانسیسی بیڑہ وینشی بیڑہ سے ملکر سارا دن ترکی کیمپ پر گولہ باری
کرتا رہا۔ جس سے ترکون کو تو کچھہ نقصان نہ پہنچا مگر اونکے گولون سے ایک فرانسیسی جہاز غرق ہو گیا۔ آخر ڈیوک نوالیس
اہالی وینس سے رنجیدہ خاطر ہو کر ۱۷ اگست کو پھر جہازون پر سوار ہو گیا۔ اور فرانس کو واپس چلا گیا۔ لوئی نے اوسے
ایسی عجلت کے ساتھہ واپس آجانے پر سخت زجر و توبیخ کر کے دربار سے خارج کر دیا۔ ادہر فرانسیسی فوج کے چلے جانے
پر موروسینی مین مقابلہ کی کوئی سکت نہ رہگئی۔ ریاست وینس نے اسی اثنا مین کئی دفعہ کوشش کی کہ ترک کینڈیا کا
خیال چھوڑ دین۔ اور روپیہ لیکر صلح کر لین۔ مگر کوپرلی یہی جواب دیتا رہا "ہم روپیہ کے شائق اور صراف
نہین ہین۔ ہم کینڈیا کو فتح کرنیکے لیے لڑائی کر رہے ہین اور خواہ دنیا کے خزانے دو اوسے نہین چھوڑینگے"۔ آخر موروسینی
نے اطاعت کا جھنڈا کہڑا کر کے ۶ ستمبر ۱۶۶۹ء کو باعزت شرائط پر کینڈیا وزیر کے حوالہ کر دیا۔ اور تین بندرگاہون (قرہ بوصہ
سوودا۔ اور سپینالونگا) کے سوا کل جزیرہ پر ترکون کا تسلط ہو گیا۔ وان ہیمر لکھتا ہے کہ "جس قدر روپیہ۔ وقت اور ہمت
و کوشش کینڈیا کی فتح پر صرف ہوئی اتنی کسی اور قلعہ کی فتح پر خرچ نہین ہوئی۔ اسکے قبضہ کے لیے مسلسل ۲۵[1] برس لڑائی
ہوتی رہی۔ اور اسی عرصہ مین اوسکے تین محاصرے ہوئے جن مین سے آخری کامل تین برس رہا۔ ترکون نے
۵۶ دفعہ اوسے حملہ کر کے فتح کرنے کی کوشش کی۔ اور ۴۵ مرتبہ سرنگ لگا کر اس مین داخل ہونے کی سعی کی۔
محصورین نے ۱۱۷۲[2] اور ترکون نے اس سے تگنی سرنگین اڑائین۔ وینس والون کے پچاس ہزار اور ترکون کے
ایک لاکھہ سے زیادہ آدمی ضایع ہوئے"۔

فتح کینڈیا کے بعد وینس اور باب عالی مین صلح کا معاہدہ ہو گیا جسکے رو سے اول الذکر نے کریٹ سلطان کی ملکیت

---

[1] درست ۲۴ برس ۳ مہینے ہین۔ *

[2] کریسی دونون فریق کی سرنگون کی تعداد ۱۳۰۴ بتا کر لکھتا ہے کہ محصورین نے محاصرہ کو توڑنے کے لیے ۹۶ مرتبہ دھاوا کیا۔ اسکی روایت ہے کہ تیسرے محاصرہ مین ۱۲ ہزار وینشی اور تیس ہزار ترک ہلاک ہوئے ہے۔ ۱۱ *

ہوگیا۔ احمد کوپرلی نے شرائط جو اُنکی شہر کی کمال ایمانداری سے تعمیل کرکے موروسینی اور اوسکے بقیۃ السیف فوج سے کوئی تعرض نہ کیا اور نہ سکنائے شہر پر جو سرنگون اور گولہ باری سے کھنڈرات کا تودہ ہو رہا تھا۔ کچھہ سختی کی فتح کے بعد جزیرہ کا انتظام درست کرنے اور نیا نظم ونسق قائم کرنیکے لئے وہ نو ماہ وہین رہا۔ اور پھر عزت وسرخروئی کے ساتھہ دار الخلافہ کو واپس آیا۔ سلطان نے وزیر اور اوسکے ماتحت افسرون اور سپاہیون کو انعام واکرام سے مالامال کردیا۔ اور تمام ترک اس نمایان فتح سے خوشی کے مارے کپڑون مین پھولے نہ سماتے تھے۔ کیونکہ اکثر عیسائیون کو یقین تھا کہ کینڈیا وہ چٹان ہے جس سے سلطنت عثمانیہ کا جہاز ٹکراکر پاش پاش ہوجائے گا۔

فرانس سے مزید رنجش

احمد کوپرلی نے کینڈیا کو فتح بھی کرلیا۔ ڈی لاہے کو لینے کیلئے ڈالمیرا کا بیڑہ بھی پہنچگیا۔ اور اوسکو پروانہ راہداری بھی مل چکا تھا۔ مگر وہ بدستور قسطنطنیہ مین موجود رہا۔ کیونکہ اوسکو عثمانی دار الخلافہ سے کچھہ ایسا اُنس ہوگیا تھا کہ وہ وہان سے جانیکا نام نہین لینا چاہتا تھا۔ اور اپنے عہدہ پر بحال رہنے یا دوسرے لفظون مین فرانسیسی سفارت کو ترکی مین بحال رکھنے کیلئے اُس نے بڑے کمینہ پن کے ساتھہ درپردہ جد وجہد شروع کردیا تھا۔ اوسنے ڈالمیرا کے جہازات کو واپس بھیجکر شاہ کو خط لکھدیا کہ باب عالی میرے ساتھہ واجب عزت واحترام سے پیش آتا ہے۔ اور خود بظاہر الوداعی ملاقات کرنیکا بہانہ بنا کر لاریسا چلا گیا۔ جہان سلطان اُس وقت مقیم تھا۔ وہان پہونچکر اُس نے ایسی اُستادی کی کہ دیوان نے تجدید اتحاد کے لئے سلطان کا مراسلہ دیکر اپنا سفیر پیرس کو روانہ کرنا منظور کرلیا۔ اس سفارت پر سلطانی گارڈ کا افسر (متفرقہ) سلیمان پاشا مامور کیا گیا۔ اور اوسے صرف دوہزار کرون زاد راہ کے لئے دیئے گئے۔ مگر ڈی لاہے نے باقی مطلوبہ اوسے اپنی گرہ سے دیدیا۔ وہ ایک فرانسیسی جہاز پر سوار ہوکر روانہ ہوا۔ اور پیرس پہنچکر محل سینٹ جرمین مین شاہ فرانس سے ۵ دسمبر ۱۶۶۹ء کو بھرے دربار مین ملاقی ہوا اور اپنے آقا کا خط پیش کیا۔ اُس خط کی عبارت نفس مدعا کے متعلق یہ تھی "تمکو معلوم ہے کہ تمہارے آباؤاجداد شاہان فرانس عرصہ مدید سے قیامت تک قایم رہنے والے عثمانیہ خاندان کے سچے دوست اور رفیق چلے آئے۔ اور اس اتحاد ورفاقت کی طفیل دونون قومین کامل امن وآرام اور خوشحالی مین رہی ہین۔ صرف دونون قومین ہی نہین بلکہ یہ اتحاد کل دنیا کے امن وامان کے قیام کا باعث رہا ہے۔ پھر تعجب ہے کہ آپنے اپنے سفیر کو جو ہمیشہ ہمارے عدل وانصاف کے سایۂ ہما پایہ مین رہا ہے۔ اور تمہارے سوداگر اور رعایا ہماری حفاظت وحمایت مین برابر ہمارے بندرگاہون مین داخل ہوتے رہی ہین۔ اور کوئی ایسا معاملہ نہین ہوا جس سے اس عرصہ دراز کی دوستی۔ محبت وصداقت مین ذرہ بھر بھی فرق پڑسکے۔ کیون واپس چلے آنیکا حکم بھیجدیا ہے؟"

مگر لوئی کو نہ تو سلطان کے خط اور نہ اوسکے ایلچی کی عادات و اطوار سے جو دہقانی خصایل تندخو شخص تھا
کچھہ تشفی ہوئی - وہ عملی تلافی چاہتا تہا - اور بابعالی نے اوسے باتون مین ٹالدیا - اوسکے اکثر مشیرون نے تجدید
اتحاد کے برخلاف رائے دی - اونکا بیان تھا کہ "ترکون کے دماغ مین یہ خبط سمایا ہوا ہے کہ ہمارے ملک کے
بغیر کسی کا گذارہ نہین ہوسکتا - ہماری گورنمنٹ کل بادشاہان روئے زمین کا ملجا و ماوا ہے - اونکی جہالت نے
اونکو پٹی پڑہادی ہے کہ کل عیسائی اونکی رعیت ہین - اون مین اتنی نخوت بڑہ گئی ہے کہ جب کبھی اونسے ناانصافی
کی شکایت کی جائے تو وہ بر روے جواب دیتے ہین کہ اگر ہم کسی فرنگی کی ایک آنکھہ پھوڑکر اوسے اپنے ملک سے باہر
نکالدین تو وہ دوسرے ہی دن دوسری آنکھہ پھوڑوانیکے لئے واپس آجائے گا"

فرانسیسی مدبر ڈاروڈ نے لوئی کو لکھا کہ اگر تم یہ چاہتے ہو کہ سلطان تم سے مساوی برتاؤ کرے تو جبتک سلطان
بہی ایک ایسا معزز شخص بطور سفیر تمہارے دربار مین نہ رکھے جسکا اوسے یہ پاس ہو کہ اگر مین نے فرانسیسی
سفیر سے بدسلوکی کی تو میرے سفیر سے بھی یہی برتاؤ ہوگا تب تک تمہاری خواہش پوری نہین ہوسکتی - مگر یہ
امر ناممکن معلوم ہوتا ہے - کیونکہ ترکون مین اپنے رفیق بادشاہون کے دربارون مین ترکی سفیر رکہنے کا مطلقاً رواج
ہی نہین ہے - عثمانیہ سلاطین صرف عیسائی سفراہی کو اپنے دربار مین رکہنے کے عادی ہو رہے ہین - کیونکہ یہ
اپنی اپنی اغراض کے حصول کے لئے بیش بہا تحائف سلطان کی نذر کرتے رہتے ہین - اور اس طرح سے وہ اسے
بہی اپنی ایک خاص عزت اور فخر کی بات سمجھنے لگ گئے ہین کہ اور تو سب اونکی دوستی کے خواہان ہون اور وہ
خود کسی کی رفاقت کی خواہش نہ کرین گے -

لوئی اُس وقت جوانی اور طاقت اور حکومت کی ترنگ مین تہا - وہ ان مشورون کے ماننے پر جہٹ
تیار ہوگیا خواہ اونکا انجام آخر یہ ہوتا کہ ٹرکی کے ساتھہ لڑائی چھڑجاتی مگر کولبرٹ نے اوسے سمجہایا کہ سلاطین جو اپنے
تئین عیسائی فرمانروایون سے برتر سمجہتے ہین - یہ مشرقیون کی ایک معمولی بات اور خودستائی ہے - اسکی اہلیت
فے الحقیقت کچھہ نہین - اسکی تصدیق ترکی فرانسیسی اتحاد سے بخوبی ہوچکی ہے - اس اتحاد کی وجہ سے ہم ہی انسے
کام لیتے رہے ہین - ہم تو اونسے کبھی کام نہین آئے - چند الفاظ سے بگڑکر ایسے اتحاد کو معرض خطر مین ڈالنا جو ہمارے
دشمن خاندان آسٹریا کی کمزوری کا باعث رہا ہے اور جسے ہمارے اعدا حسد و رشک سے دیکھتے ہون ہرگز مناسب
نہین - لوئی اپنے قابل وزیر مال کی دلایل سے قایل ہوگیا - اور فیصلہ ہوا کہ ڈی لاہے کو جسکی سازشون اور کرتوتون
کی قلعی کہل گئی تہی - واپس بلاکر نیا سفیر بہیجا جائے - پیرس مرسیلیا اور لاینس کے سربرآوردہ تاجران مین سے

بیس منتخب کرکے لیوانٹ مین تجارت کرنیکے لئے اونکی کمپنی بنائی جائے۔ اور فرانسیسی سفارت کے ترجمانون کے لئے قسطنطنیہ مین ایک مدرسہ کہولا جائے۔ اور اسی طرح کے اور کئی انتظام کئے گئے۔

باہمی تجارت کے لئے خاص قواعد وضع کئے گئے۔ فرانس کی طرف سے پہلے جس قدر قونصل ٹرکی مین مامور تہے وہ زیادہ تر نامعلوم یا اجنبی اشخاص تہے۔ اونکو ہٹا کر خالص فرنچ مقرر کئے گئے اور اونکو سخت تاکید کی گئی کہ فرانسیسی سفیر سے ہر وقت خط وکتابت جاری رکہکر اوسکو اپنے اپنے بندرگاہ اور مقام تعیناتی کی تجارت اور وہان کے فرنچ اور دیگر اجنبی تجار کی حیثیت وتعداد وغیرہ ضروری امور سے اوقات معینہ پر اطلاع بہیجتے رہین۔ خود سفیر کو بہی پہلے سفرا کی طرح خود ہی بادشاہ کے نایب کی حیثیت سے احکام جاری کرکے فرانسیسی تاجرون پر جرمانہ کرنے اور اون سے وصول کرنے کی قطعاً ممانعت کردی گئی اور بحری فوج کو تجارتی جہازون کی حفاظت اور نگرانی کے لئے سخت تاکیدی احکام دیئے گئے۔ +

تجدید معاہدہ

دربار فرانس نے سنہ ۱۶۷۰ع مین ڈی لاہی کی جگہہ مارکوئیس ڈی نوئنٹل کو سفیر مقرر کیا۔ وہ نہایت عالم فاضل شخص تہا اور بلاد مشرقی کی پہلے سیاحت کرچکا تہا۔ کالبرٹ نے روانگی سے پہلے اوسے نہایت مفصل ہدایتین دین جنکا لب لباب یہ تہا کہ وہ بابعالی سے سابقہ معاہدون کی تجدید ان ترمیمون کے ساتہہ کرائے۔ (۱) محصول درآمد پانچ فیصدی سے گہٹا کر تین فیصدی کیا جائے۔ (۲) شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے رومن کیتہولک عیسائیون کا واحد وتنہا محافظ تسلیم کیا جائے۔ (۳) ہندوستان کی طرف سے فرانسیسی جو تجارتی مال لائین اوسے بحیرہ قلزم اور مصر کے رستہ بلا روک ٹوک اور بلا کسی قسم کے محصول کے گذرنے دیا جایا کرے۔ کولبرٹ کو فرانسیسی تجارت کے فروغ کا ہر وقت سخت خیال رہتا تہا اور دن رات اسی اودھیڑ بن مین رہتا تہا۔ اسی وجہ سے اُس نے نئے سفیر کو آخری امر کے حصول پر بالخصوص بہت زیادہ زور دینے کی تاکید کی۔ وہ جانتا تہا کہ ہند کا اصل رستہ مصر ہی ہے۔ جسکو اپنے قابو مین کرکے وہ انگلستان اور ہالینڈ کی تجارت کو ایشیا سے معدوم کرنا چاہتا تہا۔ اُس نے اسکے متعلق نوئنٹل کو تحریر کیا کہ "ہمکو سلطان سے ایسا معاہدہ کرنے کی بے حد سعی کرنا لازمات سے ہے۔ جسکے رو سے ہمکو اسکندریہ یا قاہرہ مین اپنے جہاز رکہنے کی اجازت مل جائے۔ تاکہ وہ اوس مال واسباب تاجرانہ کو جسے ہمارے دوسرے جہاز بحیرہ قلزم کے رستہ عدن سے سویز کو لائین بار کرسکین۔ اس طرح جزایر شرق الہند اور ہندوستان کا راستہ ہمارے لئے ہزار یا بارہ سو میل (دو دو لیگ سے جو کہین چار اور کہین پانچ سو یا پانچ میل انگریزی کا ہوتا ہے) کم ہو جائیگا"۔ +

نونٹل جنگی جہازات کا بیڑہ ہمراہ لیکر قسطنطنیہ پہونچا۔ یہ بیڑہ جنگی ترتیب سے سلطانی محلسرا کی سلامی اتارنے
کے بغیر بندرگاہ گولڈن ہارن مین داخل ہوا۔ اس گستاخی اور تمرد سے رعایا اور عثمانی ملاحون کی آنکھون مین خون
اُتر آیا۔ اور عنقریب مقابلہ ہونے ہی والا تہا کہ سلطان والدہ نے بیڑہ کے کمانڈر کو کہلا بہیجا کہ میری ہی خاطر
سلامی اتار دو۔ اسپر چار پانچ فرانسیسی جہازون کو ریشمی جہنڈیون اور جہنڈیون سے آراستہ کرکے اونکی کل توپون
سے محلسرا کی سلامی اتاری گئی۔ اور فرنچ ملاحون نے قومی نعرہ "ویولا رائے" (شاہ کی عمر دراز ہو) سے زمین
کو سر پر اُٹہا لیا۔ سلامی کردینے سے ایک اندیشہ معدوم ہوا تہا کہ ملاحون کی اس نعرہ بازی سے معاملہ پہر بگڑ گیا۔ دیوان نے
اسے اپنے سلطان کی ہتک سمجہا چنانچہ جب نونٹل بڑے طمطراق سے جس نے دیوان کو اور کبیدہ خاطر بنا دیا شہر
مین داخل ہوا۔ اور وزراء سے ملکر اپنی سفارت کا مدعا بیان کیا تو وہ نہائت بے رخی سے پیش آئے۔ اور کوپرلی
نے جواب دیا کہ یہ درخواستین اعتدال سے متجاوز ہین۔ تمکو اپنی گورنمنٹ کی ہدایات سمجہنے مین دہوکہ ہو گیا ہوگا۔ مناسب
ہے کہ اپنے بادشاہ کا خط منگوا کر پیش کرو جسمین فرانس کی کل درخواستون کی نوعیت و مدعا باوضاحت مندرج ہو۔ نونٹل
جب سلطان کی خدمت مین باضابطہ حاضر ہوا تو وہان بہی اوس نے سلطانی وزراء کے تیور اپنی طرف سے بدلے ہوئے
پائے۔ کوپرلی سے جب اوسنے اپنے آقا کی بکثرت افواج تمول اور طاقت کا ذکر کیا تو وزیر عظم نے جواب دیا "شہنشاہ
فرانس بیشک بڑا بادشاہ ہے۔ مگر اوسکی تلوار ابہی نئی ہے" (یعنی میدان جنگ مین اوسکی ابہی پوری آزمایش نہین ہوئی)
اسکے بعد نونٹل نے فرانس اور ٹرکی کے اتحاد کی قدامت یاد دلائی تو وزیر نے کہا "ہان فرینچ ہماری لاریب بہترین
دوست ہین۔ مگر افسوس ہم اونکو ہر جگہہ اپنے دشمنون کے درمیان پاتے ہین!" سب سے آخر نونٹل نے کہا کہ میرا
آقا بحیرہ قلزم کا راستہ ملنے کا آرزو مند ہے۔ اسکا وزیر نے جوابدیا کہ "کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایسا جلیل القدر بادشاہ
محض ایک تجارتی معاملہ کے لئے ایسا متردد اور بے چین ہو؟۔ یہ تو تاجرون کا کام ہے!" تاہم شکر رنجی اور باہمی
رمز و کنایہ کے باوجود اس معاملہ کے متعلق نامہ و پیام اور گفتگو کا سلسلہ برابر جاری رہا مگر نونٹل سے جبکی گورنمنٹ کو یقین
تہا کہ بگاڑ کا باعث صرف کوپرلی کی ذاتی رنجش اور کد ہے۔ گو یہ معاملہ خود سلطان کے سامنے لیجانیکی بہت کوشش
کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ اوسے کل گفتگو دیوان کے ترجمان اول یونانی پناجوئی کے توسط سے کرنی پڑتی جو دیوان
کی مونچہہ کا بال بنا ہوا تہا۔ اور ساتہہ ہی فرانس کا سخت دشمن تہا۔ وزیر نے تجویز پیش کی کہ فقط پرانے معاہدون کی
تجدید کرالو۔ نونٹل نے اس سے بُری طرح سے انکار کرکے کچہہ دہمکی آمیز الفاظ کہے۔ اسپر وزیر نے صاف صاف کہدیا
"سلطان اعظم دنیا کے دیگر بادشاہون سے جنکے ساتہہ اونکو کوئی جہگڑا یا وجہ تنازعہ نہین ہے۔ اتحادی یا تجارتی معاہدہ

لینیکے عادی نہین۔ یہ کیپی چولیشنز (امتیازات) ایک طرح سے بطور رعایت ونوازش امیر المؤمنین نے اپنی معاصرین کو عطا کر رکہے ہین۔ اور شاہ فرانس کو اونہی امتیازات پر جو کہ دیجا چکی ہین قناعت کرنی چاہیئے۔ ماسوا ازین اس امر کو کبھی فراموش نہ کرنا چاہیئے کہ باب عالی نے اجنبی لوگون کو جو رعایات عطا کی ہین وہ کبھی بزور شمشیر نہین حاصل کیگئین بلکہ لطف ونرمی سے۔ پس اگر آپ سابقہ امتیازات کی تجدید پر رضامند نہین تو آپ بیشک فرانس کو واپس چلے جائیو لوئی چہاردہم یہ حالات سنکر کمال برافروختہ ہوا۔ اور بقول فرنچ مورخ چارٹن[1] یہ صلاح ومشورہ شروع ہوگئے کہ آیا باب عالی سے قطع تعلق کر لیا جائے یا ترکون کے اس ناواجب سلوک کو بالکل نظر انداز کرکے اوسکا کوئی نوٹس نہ لیا جائے۔ آخر ایسے اہم معاملہ مین جلدبازی مناسب نہ سمجھی گئی۔ اور فرانس کے جنوبی صوبہ پراونس کے صدر مقام آیکس کے حاکم اعلے ایم ڈامیدسی کو حکم بھیجا گیا کہ وہ تمام ایسے تجار وغیرہ کو جو لیوانٹ سے تجارت کرتے ہین یا ترکی معاملات سے بخوبی واقف ہین مرسیلیا مین جمع کرکے اون تجاویز پر جو شاہی کونسل مین اکثر اراکین نے پیش کی ہین اونکی رائے لے۔ وہ تجاویز حسب ذیل تہین۔ فرانس اول تو قطعی ورنہ چند برسون کے لئے لیوانٹ سے تجارت کرنا چہوڑ دے۔ اور ترکون کے برخلاف بحری جنگ شروع کر دے جس سے وہ اونکو بآسانی اسقدر نقصان پہونچا سکیگا کہ سلطان اوسکے روکنے کے لئے خود بخود شاہ کے تمام مطالبات کو منظور کر لے گا۔ مجلس تجار نے ان تجاویز کو پسند کرکے اپنی طرف سے یہہ اور اضافہ کیا کہ صوبہ پراونس مین لیوانٹ کا تجارتی مال اس کثرت سے موجود ہے کہ اگر دس برس تک وہان سے کچہہ نہ منگایا جائے تو وہ فرانس کی ضرورت کو پورا کر سکتا ہے۔ اور اگر شاہ کلہم دس جہاز ہی بحیرہ مجمع الجزائر بالخصوص آبنائے ڈارڈنیلز کے دہانہ کو بہیجدے تو تہوڑے ہی عرصہ مین قسطنطنیہ مین قحط پڑ جائیگا جس سے تنگ آکر خود ترکی رعایا ہی برسر فساد ہوکر باب عالی کو فرانس کے مطالبے مان لینے پر مجبور کر دیگی"۔

الغرض کل ملک کی رائے یہی تہی کہ لڑائی کیجائے چنانچہ بزور شمشیر امتیازات کی تجدید اور اونکو آئندہ کے استحکام وقیام کی ضمانت کے لئے مجمع الجزائر کے چند بڑے بڑے جزیرون پر قبضہ کرنیکے واسطے بیڑہ جہازات تیار کیا گیا۔ اور کل ملک مین صلیبی جنگون کے زمانہ ایسا مذہبی جوش اور جنون پہیل گیا۔ ہزارون سالے اس مضمون پر شایع ہوئے کہ ترکون کو یورپ سے نکالنے کا وقت پہونچ گیا ہے۔ ملک الشعرا بوئیلو نے لوئی کو ایک دن بڑے چاؤ سے کہا کہ "چھہ مہینون کے اندر مین آبنائے ڈارڈنیلز کے سواحل پر گلگشت کرتا ہونگا"۔ یہ اوسکا ذاتی خیال یا خواہش

[1] ناظرین اس حصہ کو غور سے پڑہین گے تو اونہین واضح ہو جائیگا کہ مسٹر گلیڈسٹون کا ہرمان یا عیسائی دول کی شوخیان ڈارڈنیلز کی ناکہ بندی کی دہمکیان کوئی نئی بات نہین ہین۔ صدیون سے یہی ہوتا آیا ہے۔ اور ترک خدا کے فضل سے بچتے چلے آئے ہین

نہ تھی۔ بلکہ ادنے اعلے۔ جاہل و دانا کل فرینچ رعایا کو یہی خواب آرہا تہا۔ اور کئی پراٹسٹنٹ مذہب عیسائی بھی ہمارے زمانہ کے مسٹر گلیڈسٹون کیطرح اس تیقن مین اونکے شامل تھے۔ قسطنطنیہ مین بھی یہہ خبر بہت جلد مشہور ہوگئی کہ شاہ فرانس پچاس جنگی جہاز اور تیس ہزار فوج اپنے بندرگاہ ٹولون مین تیار کر رہا ہے۔ اسپر فرینچ لوگون نے یہہ حاشیے بڑہانے شروع کر دیئے کہ یہ تیاریان عنقریب قسطنطنیہ کو گولہ باری سے منہدم کر دینے مجمع الجزائر پر قابض ہونے اور ترکون کو یورپ سے نکال دینے کے لئے کیجا رہی ہین۔ مگر لوئی اوس وقت ہالنڈیون سے بدلہ لینے کے لئے تیار ہو رہا تھا۔ کیونکہ جب شاہی کونسل میں یہ بحث پیش ہوئی کہ کس کے ساتھہ لڑائی کیجائے تو یہہ فیصلہ ہوا کہ ہالنڈ کے ساتھہ جنگ کرنا مقدم ہے۔ اوسپر فتح پانے سے فرانس کا اقتدار کل دنیا کے سمندرون پر قایم ہو جائے گا۔ اور ٹرکی کو مغلوب کرنے سے صرف بحیرہ روم پر۔ مگر اسکے ساتھہ ہی یہ لازمی شرط لگا دی گئی کہ ہالنڈ کے ساتھہ اس طرح جنگ کیجائے کہ اوسکا اثر مشرق مین بھی محسوس ہو۔ اور ترک ذرا سیدہے ہو جاین۔

اس فیصلہ کے بعد لوئی کے وزیر لیون نے کو برلی کو لکھا کہ "تعجب ہے کہ بابعالی نے شاہ فرانس کے سفیر پر اعتبار نہین کیا۔ اور اوسکی پیش کردہ تجاویز اور درخواستون کی درستی اور راستی پر شک کیا ہے۔ حالانکہ پہلے کبھی ایسا نہین کیا گیا تھا۔ مگر شاہ موصوف اپنے سفیر کے سوا اور کسی ذریعہ سے بابعالی کے ساتھہ نامہ و پیام نہین کرے گا۔ اور اگر سلطان المعظم کو اوسپر اعتبار نہین اور وہ ہمارے سفیر کی اوسکی حسب حیثیت عزت کرنا نہین چاہتے تو بادشاہ نے سفیر مذکور کو اوسی جہاز پر جو یہ خط لیکر جا رہا ہے واپس آجانے کا حکم دیدیا ہے۔"

یہ مراسلہ پڑھ کر کو برلی نے ذرا نرمی اختیار کر لی اور گفتگو پہر شروع ہوگئی۔ مگر پہر ایسی ہی تعویق بے ترتیبی اور دو طرفہ بدگمانی کے ساتھہ۔ لیکن نوئنٹل نے حوصلہ بالکل نہ ہارا۔ کولبرٹ نے اوسے سخت تاکید کر رکھی تھی کہ جس طرح ہو ٹرکی کے ساتھہ صلح قایم رکھے۔ آخر طول طویل بحث اور غور و فکر کے بعد بابعالی نے محصول درآمد کو گھٹا دینا قدس کے متبرک مقامات کی تولیت پہر فرانسیسی پادریون کو تقریباً چالیس برس کی بیدخلی کے بعد واپس دلا دینا۔ اور شاہ فرانس کو بلاد مشرق کے عیسائیون کا محافظ تسلیم کر لینا منظور کر لیا۔ مگر فرانسیسی علم کی حمایت مین ہی دیگر یورپین اقوام کے ترکی سمندرون اور بنادر مین تجارت کر سکنے کی رعایت پر کو برلی نے کہا کہ "انگلستان ہالنڈ۔ وینس۔ جینوا اور آسٹریا کی رعایا کو یہہ رعایت دیجا چکی ہے کہ وہ اپنے اپنے ممالک کے زیر حمایت ٹرکی مین تجارت کر سکتے ہین۔ اب مین اونکو اس سے محروم نہین کر سکتا۔" سفیر فرانس کل شرائط کی منظوری پر مصر تہا۔ اسپر کئی دفعہ پہر بگاڑ ہوا اور فرانسیسی سفیر نے وزرا کو رشوت دیکر اپنے حق مین فیصلہ کرانے کی کئی مرتبہ بیفایدہ کوشش کی

کیونکہ کل معاملہ یونانی پناجوئی پر منحصر تھا اور اوسے آسٹریا و انگلستان نے بطمع زر اپنا طرفدار بنا رکھا تھا یہ تنازعہ ابھی یکسو نہ ہوا تھا کہ اتنے مین شاہ فرانس کو جس نے سنہ ۱۶۷۲ع مین خشکی اور تری دونون جگہہ ہالنڈ کے برخلاف جنگ شروع کر دی تھی اپنے غنیم پر کامل فتح نصیب ہو گئی۔ اوسنے ہالنڈ کے پے در پے کئی صوبے چند ہفتون مین فتح کر لئے۔ اور سمندر پر بھی ڈچون کو پوری زک دی۔ فرانس کی ان فتوحات کا غلغلہ تمام لیوانٹ مین بلند ہو گیا۔ اور فرنچ لوگون کو اپنے بادشاہ کی عظمت و جبروت پر لن ترانیان ہانکنے اور ترکون کو اوسکے قہر و جلال سے دھمکیان دینے کا موقعہ ملگیا۔ اب نونٹل نے اس خداداد موقعہ سے فایدہ اوٹھا کر جسکی تاک مین وہ ابتک بیٹھا ہوا تھا بابعالی کو کل امتیازات مطلوبہ کے عطا کرنیکے لئے تحریری پیغام بھیجا۔ اور بابعالی نے فی الفور ۵ رجون سنہ ۱۶۷۳ع کو معاہدہ امتیازات پر دستخط کر کے اوسکے پاس بھیجدیا۔ اور اس طرح فرانسیسی وزرا کو جنگ ہالنڈ سے عین اپنی تجویز کے مطابق بیک کرشمہ دو کار پوری کامیابی ہو گئی۔ ہالنڈ کے شکست پا ہونے پر نہ صرف لوئی کا ایک بہت بڑا رقیب پامال ہو گیا۔ بلکہ انگلستان کا بھی ایک زبردست رقیب کم ہو گیا جسکو فرنچ کی فتح گو ناگوار تھی۔ مگر ہالنڈ کی بربادی کی خوشی اس ناگواری پر غالب آگئی۔ نونٹل کے مطالبہ کرنے پر ترکی کو کسی دوسری سلطنت کا سہارا نہ تھا۔ یا دوسرے لفظون مین یہہ کہا جا سکتا ہے کہ اوس وقت نونٹل کی مخالفت کرنے والا کوئی نہ تھا۔ ہالنڈ کا عدم و وجود برابر ہو رہا تھا۔ انگلستان ایک رقیب کی کامیابی اور دوسرے کی تباہی مین رنجیدہ و مسرور تھا اور آسٹریا وغیرہ کو فرانس کی بالادستی سے اپنے اپنے قدم کے خیر منانے کی فکر دامنگیر ہو گئی تھی۔ پس میدان اکیلے نونٹل کے ہاتھہ مین تھا اور وہ کامیاب ہو گیا۔ اس معاہدہ کی شرائط مین بحیرہ قلزم اور مصر کے رستہ کا کوئی ذکر نہ کیا گیا کیونکہ اسکا انتظام فرانس نے پاشاء مصر سے نامہ و پیام کر کے براہ راست کر لیا تھا کہ خزانہ مصر کو کل اسباب پر جو سویز سے اسکندریہ جائے دو فیصدی محصول راہگذاری دیا جائے۔ اور سلطان نے اس انتظام کو منظور کر لیا تھا مگر مکہ معظمہ کے امام و مفتی نے اس کی سخت مخالفت کی۔ وہ بحیرہ قلزم مین عیسائیون کے جہازون کی آمد و رفت کو ہرگز پسند نہین کرتے تھے۔ انکے علاوہ سفیر انگریزی نے بھی دیوان کو ڈرایا کہ فرانس کی نیت بخیر نہین۔ وہ اس رعایت کی آڑ مین کسی دن مصر پر قابض ہو جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ ان اسباب نے مل ملا کر فرانس کو بحیرہ قلزم و مصر کے راستہ کے معاملہ مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ مگر لوئی چہاردہم کی گورنمنٹ نے اسکا خیال کبھی نہ چھوڑا۔ اس امر کی تصدیق ایم ڈی سیلٹ کی سرکاری تحریرون سے بخوبی ہو رہی ہے۔ وہ سنہ ۱۶۹۲ع مین قاہرہ مین فرانسیسی قونصل تھا۔ اور سن مذکور مین اوسنے راستہ کے متعلق پہر سلسلہ جنبانی کی تھی۔ مگر فائز بمرام نہ ہوا۔ سنہ ۱۷۰۶ع مین بھی قونصل تجارتی

تعلقات کے قیام اور جزایر بوربون و بدغاسکر کے فرنچ آباد کارون اور سویز و مصر کے درمیان آمد و رفت مین آسانیان پیدا کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

الغرض رومن کیتھولک عیسائیون کی امداد اور محمد چہارم و لوئی چہاردہم مین مصالحت ہو جانے سے فرانس کا اقتدار پھر لیوانٹ مین قایم ہوگیا۔ ٹرکی و فرانس کا اتحاد ابتداءً محض پالیسی پر مبنی تھا اور اوسکا مدعا آسٹریا کے حکمران خاندان ہیپسبرگ کو ضعف پہونچانا تھا ہنری ثانی کے جانشینون کے عہد مین اوسکی یہ نوعیت نہ رہ گئی۔ اور اوسکی غرض و غایت جہانتک فرانس کا تعلق تھا صرف تجارت کا فروغ اور مذہبی اقتدار کا استحکام رہ گئی۔ ۱۶۰۵ء سے لیکر ۱۶۷۳ء تک اوسکی جو کیفیت رہی وہ اوپر مندرج ہو چکی ہے۔ اس عرصہ مین گویا اوسکا وجود معطل رہا لیکن جونہی اسکی دوبارہ تجدید ہوئی تو گو اوسکا مدعا وہی تجارتی و مذہبی اغراض کا استحکام تھا۔ مگر چونکہ لوئی چہاردہم آسٹریا کی مخالفت کو اپنا اہم فرض سمجھے ہوئے تھا۔ اتحاد جدید نے تھوڑے ہی عرصہ مین وہی فرانسس اول کے زمانہ کی پولیٹکل نوعیت اختیار کر لی۔ مگر ستر برس کی مغایرت نے کل کھیل بگاڑ دیا ہوا تھا۔ اوسنے اب اپنے جوہر دکھانے شروع کیے اور نیا اتحاد آسٹریا کو ضعیف کرنیمین متحدین کو کوئی مدد نہ دے سکا۔ کیونکہ اس طویل یگانگت سے دونون گورنمنٹون کے دلون مین اس قدر کدورت بیٹھ گئی تھی کہ وہ جدید معاہدہ سے کماحقہ دور نہ ہو سکی۔ اگر یہ دور ہو جاتی۔ اور دونون فریق ایک دوسرے کی طرف سے سینہ صاف کر کے اپنا ایک معین مدعا اور غرض قرار دے لیتے۔ اور پھر اوسکے حصول کے لیے متفقہ عملی کوشش کرتے تو اس مین کوئی شبہ نہین کہ وہ کل یورپ پر اپنا اقتدار قایم کر لیتے اسوقت آسٹریا و جرمن جنگ سی سالہ سے نحیف و کمزور ہو رہے تھے۔ انگلستان فرانس کی حمایت اور سرپرستی کو اپنے لیے فخر سمجھتا تھا۔ اور بدبرن ایسی گمنامی مین پڑا ہوا تھا کہ یورپین طاقتون مین اوسکا شمار ہی نہین ہوتا تھا۔ مگر خداوند کریم کو یہ منظور نہ تھا ایک طرف ترک تعصب و جہالت قومی فخر و مباہات اور نشہ قوت و حکومت مین ایسے مستغرق تھے کہ یورپ کی متغیر شدہ حالت موجودہ کی کوئی پروا۔ اور اپنے عیسائی رفقا اور معاونین کے صلاح و مشورہ کا کوئی لحاظ نہ کر کے منفرد اور تنہا رہنے کو اپنے لیے بڑے فخر کی بات اور کسی دوسری سلطنت کے ساتھ ملکر کاروائی کرنے کو کمزوری اور نامردی کی علامت سمجھتے رہے۔ ادھر دوسری طرف لوئی چہاردہم نے گو ترکون کے ساتھ اتحاد کر لیا تھا۔ مگر وہ اوسی مذہب (رومن کیتھولک) کا پابند اور ان ہی مذہبی دیوانون کا جانشین تھا جنھون نے مسلمان تو بجائے خود رہے لاکھون عیسائیون کو رومن کیتھولک مذہب سے مختلف عقاید رکھنے کے جرم مین کتون کی موت ہلاک کرایا اور زندہ جلوا دیا تھا۔ اس مذہبی تعصب تنگدلی اور محدود الخیالی نے جو رومن کیتھولک جماعت

کا خاصہ ہے۔ بلاد مغرب ہی مین جہان اوسے دیگر عقاید کے عیسائیون سے سابقہ رہتا تہا اوسنے آسٹریا کی بربادی کی پالیسی مین بے انتہا فرقہ کشتون اور غلطیون کا مرتکب بنایا۔ بلکہ بلاد شرق مین بہی جہان اوسے ترکون سے جو بعقیدہ رومن کیتہولک کافر و واجب القتل تہے معاملہ پڑا اپنی چال مین کامیاب نہ ہونے دیا۔ اس مذہبی تعصب کیوجہ سے دل مین تو وہ ترکون کی کامل تباہی و بربادی کا خواہان تہا اور ملکی اغراض اور مذکورہ بالا پالیسی نے اوسے ترکون سے اتحاد کرنے پر مجبور کردیا ہوا تہا۔ اگر دونون سلطنتون کی قسمت اچہی ہوتی۔ تو وہ ملکی بہبود پر مذہبی تعصب کو غالب نہ آنے دیتا۔ لیکن تقدیر مین ایسا نہ تہا۔ اوسنے بین بین رویہ اختیار کرکے ترکون سے صرف اس قدر کام لینے پر کفایت کی کہ وہ وقتاً فوقتاً آسٹریا جرمن پر حملہ آور ہوکر فرانس کا ہاتہہ بٹاتے رہین۔ واجب تو یہہ تہا کہ دونون ملکر ایک ہی وقت اپنے مشترکہ دشمن پر یورش کرکے اوسکو نیست نابود کردیتے۔ مگر دونون کی حمیت جاہلیہ و غرور و نخوت نے اسے پسند نہ کیا۔ اور بطور خود علیحدہ علیحدہ کارروائی کرتے رہنے کو مستحسن خیال کیا۔ پس جب فرانس آسٹریا سے مشغول کارزار ہوتا تو ترک اور جب ترک اوس سے برسر پیکار ہوتے تو فرانس خاموش بیٹہا رہتا جس اہم غلطی سے دونون سلطنتون کی مستقبلہ قسمت پر نہایت مہلک اثر پڑا۔ اس سے نہ فقط آسٹریا تباہی سے بچکر بتدریج طاقتور اور زبردست ہوگئی بلکہ روس کی عظمت و ترقی کے لئے راستہ صاف ہوگیا۔ اور دوسری طرف سلطنت عثمانیہ اور فرانس ایسی مشکلات مین گرفتار ہوگئی۔ جن سے وہ ابتک مخلصی نہین پاسکے۔ ++

محاربہ پولنڈ و روس

سلطنت عثمانیہ کو جو عظمت و شوکت سلیمان اعظم کے زمانہ مین حاصل ہوئی وہ اوس سے پہلے یا بعد مین ابتک نصیب نہین ہوئی۔ البتہ خاندان کوپرلی کے زمانۂ وزارت مین اس اسلامی سلطنت کو تقریباً ویسا ہی عروج حاصل ہوگیا تہا۔ مختلف براعظمی صوبون سے بغاوت و سرکشی کی بیخکنی ہوجانے سے ملک کی اندرونی خوشحالی اور فارغ البالی مین ترقی ہوگئی تہی سلیمان اعظم کے وقت جتنے باجگذار صوبے تہے وہ پہر باربر مطیع فرمان کرلئے گئے۔ بلکہ سلطنت کی حدود کریٹ کی فتح سے اور زیادہ وسیع کردی گئین۔ اور اس نمایان فتح کے بعد ہی ایک اور وسیع علاقہ سلطنت کے شامل ہوگیا۔ جو اوسوقت پہلے ہی سے چالیس وسیع صوبون اور چار باجگذار ریاستون (مالڈیویا و والیشیا۔ کریمیا ٹرینسلونیا و ہنگری) پر مشتمل تہی۔ ان چالیس ولائیتون یا صوبون مین یونان و ٹائر کی قدیم جمہوری ریاستون کے علاوہ بیس قدیم بادشاہیون کے ممالک شامل تہے۔ اور ترکی جہنڈا مراکو کے کوہ اطلس سے لیکر دہانۂ دریائے فرات تک منبع دریائے نیل سے لیکر وائنا کے دروازون تک اور عدن سے لیکر کوہ قاف کی چوٹیون اور ماسکو کے قریب تک لہراتا تہا

اوس زمانہ کا انگریز مورخ نالسس[۵۱] اپنی کتاب کے دیباچہ مین ترکی سلطنت کی نسبت حسب ذیل تحریر کرتا ہے:-
"اگر تم اوسکی ابتدا - ترقی اور مسلسل فتوحات پر غور کرو - تو اس سے زیادہ کوئی امر حیرت افزا اور قابل تعریف نہ پاؤ گے - اگر تم اوسکی عظمت اور شان و شوکت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ شاندار اور عالیشان کسی کو نہ پاؤ گے - اگر اوسکی قوت و طاقت پر غور کرو تو اوس سے زیادہ مہیب یا خطرناک کسی اور کی طاقت و قوت نہ پائی جائیگی - ترکون کی ہمیشہ قسمت یاوری کرتی رہی ہے - اور دولت کے دریا ہمیشہ اونکے خزانہ مین گرتے چلے آئے ہین - اس سے سرمست ہو کر عثمانلی اگر دنیا کی دوسری قومون کو حقارت سے دیکھتے ہین تو وہ ایکطرح سے معذور ہین"

اس عظیم الشان وسعت و عظمت مین اونہی کاسکون کے بطوع و رغبت عثمانیہ حمایت و اطاعت قبول کر لینے سے جنکے ساتھہ ترکون اور تاتاریون کو ہمیشہ مشغول کارزار رہنا پڑتا تھا اور اضافہ ہو گیا - کاسکون کا ایک گروہ جیسا کہ پہلے کسی حاشیہ مین لکھا جا چکا ہے دریاء نیپر و نیسٹر کے درمیان رہتا تھا - اس علاقہ کا نام یوکرین ہے جو تاتار خورد (کریمیا) پولنڈ اور ریاست ماسکو کے درمیان ہے اوسکا عرض طول تقریباً تین تین سو میل ہین - دریا بوگ شمال مغرب سے جنوب شرق کو جاتا ہوا اسکے وسط مین سے گذرتا ہے - والٹیر اپنی کتاب تاریخ چارلس دوازدہم[۵۲] مین لکھتا ہے کہ "یوکرین کا شمالی حصہ زیر کاشت اور زرخیز ہے - جنوب ترین حصہ جو ۴۸ درجہ عرض بلد کے قریب واقع ہے دریا کے نہایت ہی زرخیز اور ساتھہ ہی نہایت ہی ویران ممالک مین سے ہے - ناقص حکومت سے علاقہ کی تمام طبعی زرخیزی خاک مین مل رہی ہے - ان اضلاع کے باشندے جو تاتار خورد کے ہمسائے ہین کاشتکاری اور تخم ریزی مطلقاً نہین کرتے - کیونکہ اونکو خوف رہتا ہے - کہ پریکاپ و بڈزیاک کے تاتار اور سکنائے مالڈیویا جو سب کے سب قزاق و راہزن ہین - یورش کر کے اونکی فصلون کو نیست و نابود کر جائین گے - کاسک ہمیشہ سے آزادی کے مدعی رہے ہین - مگر ریاست ماسکو مقبوضات سلطان اور پولنڈ سے چو طرفہ محیط ہونیکے باعث اونکے لئے ان تینون مین سے کسی کو اپنا محافظ اور بالآخر

---

۵۱ - یہ انگریز مورخ سنہ ۱۵۴۲ء مین پیدا اور سنہ ۱۶۱۰ء مین فوت ہوا پہلے آکسفورڈ کے لنکن کالج کا فیلو تہا پہر سینڈوچ (واقع ضلع کنٹ) کے گریمر سکول کا ہیڈ ماسٹر ہو گیا - اوسکی مشہور تصنیفات یہ ہین "ترکون کی تاریخ" جسکے کئی اڈیشن چہپ چکے ہین - از انجملہ ایک اڈیشن انگریز ڈپلومیٹ ریکاٹ نے جسکا متن مین ذکر آ چکا ہے حواشی ایزاد کر کے شائع کیا (۲) "عثمانیہ سلاطین کے سوانح و فتوحات" (۳) "سلطنت عثمانیہ کی عظمت" (۴) لاطینی - یونانی اور عبرانی زبان کے قواعد -

۵۲ شاہ سویڈن سنہ ۱۶۸۲ء مین پیدا سنہ ۱۶۹۷ء مین تخت نشین اور ۱۱ نومبر سنہ ۱۷۱۸ء کو محاصرہ نارڈ مین توپ کے گولہ سے ہلاک ہوا - مولف

مالک واقا منتخب کرنا ضروری ہوگیا۔ عرصہ دراز تک یہ جنگجو قوم جسکے کسیقدر مفصل حالات آئیندہ بہی کسی موقع
پر درج کیئے جائینگے تاتاریون اور ترکون سے یورپ کو محفوظ رکہنے مین وہی کام دیتی رہی جو یروشلیم کے
طبقہ سینٹ جان (حضرت یوحنا) کے نائیٹ مسیحی یورپ کو اول جزیرہ رہوڈس مین اور پہر مالٹا مین دیتے رہے
مگر جب سلطنت عثمانیہ کی فتوحات کا سیلاب تہمگیا اور وہ یورپ کے نظام دولیہ مین داخل ہوکر دوسری عیسائی
سلطنتون سے اتحاد و معاہدہ کرنے لگ گئی تو کاسکون کی مطلق العنانی کو روکنا لازمی ہوگیا۔ ڈان کے کاسکون
نے سنہ ۱۶۵۴ء مین ایوان ظالم زار ماسکو کی اطاعت تسلیم کر لی تہی۔ مگر یوکرین کے کاسک اس سے بعد بہی
عرصۂ دراز تک آزاد اور ہر زیادہ تر ترکی مقبوضات اور گاہ گاہ روسی و پولش علاقون مین بہی برابر تاخت و تاراج
کرتے رہے۔ پہر جب اونکو آخر ہمسایہ سلطنتون مین سے کسی ایک کا ہوکر رہنا ابدی ہوگیا تو انہون نے شاہ پولنڈ
کی حمایت کو پسند کیا۔ اور اہالی پولنڈ کو اونکو اپنا باجگزار تصور کرتے تہے۔ مگر پہلے مدبر و مآل اندیش پولش
فرمانروا ان جنگجو اور جفاکش قبایل پر اتنا تحکم کرتے رہے جسکو وہ سہار لین اور چپک جائین۔ مگر ایسے دشاہون
کا سلسلہ برابر قائم نہین رہتا۔ اونکے جانشین تیز مزاج اور نا مآل اندیش بادشاہون نے اپنی باجگزارون کی
ہمسایہ علاقون مین یورشین کرتے رہنے کی متواتر شکایتون سے تنگ آکر یا طبعی سفاکی اور حرص و طمع سے اونپر جابرانہ
حکومت کرنی چاہی کاسکون نے تشدد کو گوارا نہ کرکے جان توڑ مزاحمت کی۔ اور اپنے نئے ظالمون (اہالی
پولنڈ) کے برخلاف پرانے اعدا تاتاریون سے مدد لی۔ اور جب چند برسون کے بعد تاتاریون نے اونکا ساتہ
چہوڑ دیا تو وہ روسی زار الیکس کیطرف جو اُنہی کاسکون کے متعلق عرصہ تک کو برلن سے خط و کتابت کرتا رہا۔
ملتجی ہوئے۔ اور کئی برسون کی خونخوار معرکہ آرائی اور جنگ و جدال کے بعد کاسکون کا علاقہ آخر سنہ ۱۶۸۶ء مین پولنڈ
اور روس نے سنہ ۱۶۶۷ء[1] اندروسان کے روسے برائے نام آپسمین تقسیم کر لیا۔ اس قرارداد کے مطابق دریائے نیپر و لوگ
کے دہانون کے قریب رہنے والے کاسک بہی جو زپوروگ[2] کین کاسک کہلاتے تہے پولنڈ کے حصہ مین آئے تہے
مگر پولنڈ کے ماتحت جانا قبول نہ کرکے روس کے ماتحت ہوگئے۔ سنہ ۱۶۷۶ء مین یوکرین کے اوس باقیماندہ حصہ
کاسکون نے جو پولنڈ کے پاس رہنے دیا گیا تہا پولش مجلس امرا کے پاس چند مراعات کے لئے درخواست دی

ؔ[1] عارضی صلح یا التوائے جنگ کے معاہدہ کو عربی مین "الھدنۃ" کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲

[2] روسی تلفظ زپوروژ بہی ہے۔ اسکے معنے ہین "وہ لوگ جو آبشارون سے پرے بستے ہین"۔ آبشارون سے مراد دریائے نیپر کی آبشارین ہین۔ انگریزی مین انکو زپوروغ نیز بہی کہتے ہین۔ مؤلف ۱۲

جو نامنظور کر دی گئی۔ اور نارضامند کاساکون کی سرکوبی کے لئے جرار فوج پولش امیر و جرنیل جان سوبی اسکی کے ماتحت یوکرین کو بہیجدی گئی۔ بہادر کاسکون نے اپنے رئیس[٥١] ڈارس سنکو کے ماتحت حملہ آورون کا شجاعانہ مقابلہ کیا۔ لیکن آخر یہ دیکھکر کہ وہ تن تنہا کچھہ نہین کر سکین گے انہون نے باب عالی کی ماتحتی قبول کرنے کا فیصلہ کر کے اپنے ہٹمن کو باب عالی کے پاس بہیجدیا۔ ایک مورخ لکھتا ہے کہ وہ ١٦٧٢ء مین قسطنطنیہ پہونچا۔ دوسرے کا بیان ہے کہ کینڈیا ابہی فتح نہین ہوا تہا کہ ڈارس سنکو نے سلطان محمد چہارم کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنے قبیلہ کیطرف سے اوسکی ماتحتی کو قبول کیا۔ مگر پہلی روایت غلط معلوم ہوتی ہے۔ بہرحال سلطان نے اوسکی التجا کو قبول کر کے یوکرین کو اپنی پناہ مین لے لیا اور ہٹمن کو وہان کا سنجق بے[٥٢] مقرر کر کے دو دُمون والا جہنڈا عطا کیا۔ اور یہ الحاق و تقرری جنگ پولنڈ کا باعث ہوئی۔ مگر جنگ مین ابتدا کنندہ کی نسبت بہی مختلف روایتین ہین۔ مسنز بز صاحب بحوالہ کانٹی مر[٥٣] لکہتے ہین کہ اس معاملہ کی خبر سنتے ہی ہمسایہ اقوام مین سخت تشویش پیدا ہو گئی۔ اور اس اتحاد سے اونکو اپنے لئے ہر قسم کی تکلیف و اذیت کا خطرہ ہو گیا۔ کاساک وللدلی ملک مین جسے بیشمار نالون اور گہاٹیون نے اور بہی دشوار گذار بنا رکہا تہا آباد تہے۔ سکوبی اور پول جراب تک اونسے دوستانہ راہ و رابطہ رکہتے تہے۔ کاسکون سے بہت کچھہ کام لیتے تہے۔ وہ اپنی جبلی بہادری اور ملک کی طبعی دشوار گذاری کے طفیل ان دونون ریاستون کو نہ صرف مسلمانون کے برخلاف سد سکندری کا کام دیتے رہتے تہے۔ بلکہ لوٹ مار کا عادی اور شائق ہونے کی وجہ سے مقبوضات عثمانیہ مین ہر وقت یورشین کر کے سلطنت مذکور کو ضعف پہنچاتے رہنے سے بالواسطہ طور پر ان دونون ریاستون کی بڑی خدمت کرتے رہتے تہے۔ نئے اتحاد سے ان تمام فوائد کا ترکون کے حق مین چلا جانا یقینی ہو گیا شاہ پولنڈ لازمی طور پر اس معاملہ کو اچہی طرح سمجہتا تہا۔ اور اوسکے لئے لابدی تہا کہ جس طرح ہو اپنے سابق باجگذارون یا دوستون کو اپنے ساتہہ ملائے رکہے اور اونکو ترکون کے ساتہہ شامل نہ ہونے دے۔ پس قبل اس کے کہ ترکول کو یہ موقعہ ملے کہ وہ کاسکون کو اچہی طرح اپنی ماتحتی مین ثابت قدم کر دین۔ پولش فوج یوکرین مین بہیجدی گئی۔ اور چونکہ ابہی اکثر کاساک پولون کے ہوا خواہ تہے۔ فوج مذکور یہان تک اوسکا دل چاہا بڑہتی چلی گئی۔ اور حسب پسند موقعہ تلاش کر کے وہان مقیم ہو گئی۔ محمد چہارم اگرچہ شاہ پولنڈ کی اس کارروائی کو معاہدون کے نقیض تصور کر کے

---

٥١ کاساک اپنے رئیس اعلے کو ہٹمن پکارتے ہین۔ مؤلف۔

٥٢ سلطان مراد ثالث کے وقت سے بڑے صوبون کے گورنرون کو وزیر کا رتبہ اور تین دُمون والا جہنڈا اور چہوٹے صوبون کے گورنرون کو سنجق بے کا رتبہ اور دو دُمون کا جہنڈا عطا کیا جاتا تہا۔ مؤلف ۱۲۔

٥٣ [illegible] کانٹی مر [illegible] ابتدا مین وہ باب عالی کا ملازم تہا جسے اوسنے مالڈیویا کا گورنر مقرر کر دیا لیکن اس نے [illegible]

اوسسے فی الفور اعلان جنگ کر دینے کی وجہ موجہ گردان سکتا تھا۔ مگر اوسنے پہلے نرمی و آشتی اور دہمکی وتخویف سے مطلب برآری کی کوشش کرنا زیادہ مناسب سمجہا۔ اور شاہ پولنڈ کو ایک خط لکہا۔ جسکے آخری الفاظ یہ ہین "اگر تم ہمارے حکم کی تعمیل سے انکار کرکے بزور شمشیر اپنی ناانصافی پر قایم رہنے مین اصرار کروگے توہم تمہاری ہلاکت۔ تمہاری ریاست کی بربادی۔ اور تمہاری رعایا کی گرفتاری کا حکم صادر کرینگے اور تمام دنیا تمہاری شرارت اور ضد کو ان کل تباہیون کا باعث قرار دیگی"۔ شاہ نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اور اسپر ٹرکی نے اعلان جنگ کر دیا"

اسکے برعکس سرایڈورڈ کریسی جنکا بڑا ماخذ وان ہیمر ہے حسب ذیل تحریر کرکے ٹرکی کو بادی قرار دیتے ہین "یوکرین کو عثمانیہ صوبون کے زمرہ مین داخل کرکے ہٹمن کو وہان کا سنجق بے بنا دیا گیا۔ اور اسیوقت ۶ ہزار ترکی فوج کو یوکرین کیطرف بہیجکر خان کریمیا کو کاسکون کے مدد کرنے کا حکم بہیجدیا گیا۔ شاہ پولنڈ ان کارروائیون پر بڑے زور سے معترض ہوا۔ اور زار نے بہی اوسکے ساتہہ ہم آہنگ ہوکر پولنڈ کے ہمراہ ٹرکی سے جنگ کرنے کی دہمکی دی۔ وزیر اعظم نے اونکو بڑی حقارت کے ساتہہ جوابدیا کہ یہ دہمکیان خالی باتین ہی نہین بے محل بہی ہین۔ بابعالی یوکرین کی نسبت اپنے ارادہ پر قایم رہیگا۔ اس جواب سے تہوڑا ہی عرصہ پہلے پولنڈ کی دہمکیون کا ایک دوسرے وزیر نے بہی اسی انداز سے جوابدیا تہا۔ جسکے الفاظ یہ تہے "الحمدللہ اسلام کی طاقت ایسی زبردست ہے کہ ہمکو روسیون اور پولون کے اتحاد کی ذرہ بہر پروا نہین۔ ہماری سلطنت تاریخ قیام سے قوت وعظمت مین برابر بڑہتی چلی آئی ہے۔ تمام عیسائی بادشاہ جو کئی دفعہ ہمارے برخلاف متحد ہو چکے ہین ہماری داڑہی کا ایک بال تک نہین اکہاڑ سکے۔ اور خدا کے فضل سے ہمیشہ یہی کیفیت رہیگی اور ہماری سلطنت روز آخر تک برابر قایم رہیگی"۔ پولنڈ کے سفیر نے بابعالی کو ناانصافی کا ملزم ٹہیرایا تہا کہ اُس نے باغی رعایا کو پولنڈ کے برخلاف امداد دی ہے۔ اس الزام کی تردید مین کوبرلی نے اوسے خود اپنے ہاتہہ سے خط لکہکر تحریر کیا کہ "کاساک آزاد لوگ تہے اور انہون نے برضا و رغبت خود پولنڈ کی تابعداری قبول کی۔ مگر جب وہ اوسکے ظلم وستم کی زیادہ برداشت نہ کرسکے تو انہون نے

پطیر اعظم زار روس سے ملکر مالڈیویا اسکے حوالہ کر دیا۔ اس غداری کے صلہ مین زار نے اوسے پرنس کا خطاب عطا کیا۔ یہ بہی اہل مذہب تہا۔ اوس نے "سلطنت عثمانیہ کے عروج وزوال کی تاریخ"۔ "مذہب اسلام کا نظام"۔ "مالڈیویا کی موجودہ حالت"۔ وغیرہ اکثر کتابین لاطینی زبان مین تصنیف کین۔ صوبہ مالڈیویا مین ۱۶۷۳ء مین پیدا اور خارج الوطن ہوکر ۱۷۲۳ء مین بمقام استراخان فوت ہوا۔ کنیزی نے حالات مندرجہ بالا اوسکی تاریخ کی تیسری جلد صفحہ ۱۳۰ سے اخذ کئے ہین۔ مؤلف ۱۲

دوسری جگہہ پناہ لے لی اور اب وہ ترکی علم کی حمایت مین ہین۔ اگر مظلوم ملک کے باشندے ظالمون سے مخلصی پانیکے لئے ایک زبردست شہنشاہ کی اعانت کی ملتجی ہون توکیا ایسی امن وپناہ تک اونکا تعاقب کرنا دانائی کا فعل ہوگا؟ جب روئے زمین کے تمام شہنشاہون سے زبردست ترین اور سب سے زیادہ طاقتور شہنشاہ مظلومون کو جو خواستگاران حمایت ہون اونکو ظالمون سے چھڑانے پر آمادہ ہوجائے تو دانا آدمی فوراً سمجھہ سکتا ہے کہ اگر جنگ برپا ہو تو اوسکے برپا کرنے کا ملزم کون فریق ہوگا۔ اگر آتش نزاع کو سرد کرنیکے لئے تم نامہ وپیام کے خواہان ہو تو ہمین بہی کوئی عذر نہین۔ لیکن اگر تنازعات کا تصفیہ تم اوس قطعی فیصلہ کنندہ اور تیز مزاج منصف پر جسے شمشیر پکارا جاتا ہے چہوڑنا چاہتے ہو۔ تو لڑائی کا نتیجہ وہ ذات پاک ومنزہ (خداوند کریم) ظاہر کردے گی جس نے آسمان وزمین کو بلاسہارا قائم کر رکھا ہے اور جو ایک ہزار برس سے اسلام کو اوسکے اعدا پر فتحیاب کرتی آئی ہے"۔ اس تحریر سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ ابتدا ترکون کیطرف سے ہوئی تہی۔ مگر مجھے یہ دیکھکر کمال حیرانی ہوتی ہے کہ سر کریسی ایسا منصف مزاج شخص بہی مدبر ودانا وزیر اعظم کی اس پالیسی کو جس پر عملدرآمد کرنے ہی سے دول یورپ کو آج یہہ عظمت وجبروت حاصل ہے اور جسکو بدقسمتی سے ترک کردینے کے وجہ سے یا بالفاظ دیگر یہ کہ کوبرلی کے بعد پہر کسی ایسے مدبر وزیر یا سلطان کے نہ ہونے سے جو اس بینظیر پالیسی پر ثابت قدم رہتا ترکی سلطنت اور مسلمانان عالم کی یہ گت بن رہی ہے بنظر استحسان نہین دیکھتا۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ "ترکون ایسی قوم کے وزیر اعظم کا جسنے کئی دیگر اقوام کو اپنی ماتحتی مین جکڑبند کر رکھا تھا مظلوم رعایا کی طرفداری کرکے دوسری سلطنتون کے معاملات مین دست اندازی کرنے کا یہ علانیہ اظہار بہت دلیری اور شوخ چشمی کا فعل تھا اور بالخصوص کوبرلی کیطرف سے ایسا اظہار اور بہی زیادہ تعجب انگیز تہا جو عین اُسی موقعہ پر آزادی کی نو بیدار شدہ خواہش کو جسے یونانیون نے محاربہ کریٹ کے دوران مین ظاہر کرنا شروع کردیا تہا دبانے کے لئے موریا مین بیشمار قلعے تعمیر کیا رہا تھا"۔ سر کریسی کو یہ اعتراض کرتے وقت پہلے اپنے گریبان مین مونہہ ڈال لینا چاہیئے تہا۔ انگلستان کی قدیم رعایا آیرش قوم اور روس کی پرانی رعیت جیسی کچہہ اپنے حاکمون سے خوش ہے وہ دنیا پر ظاہر ہے۔ مگر ان دونون سلطنتون اور نیز دیگر یورپین دول کے مقبوضات محض اس ہمدردی بنی نوع انسان اور مظلومون کی حمایت کے بہانہ موجودہ صدی مین کئی گنا وسیع ہوگئے ہین اور ہوتے چلے جارہے ہین۔ رسالہ **معروضہ مظالم آرمینیا اور دول ثلاثہ** مین مدعیان ہمدردی کی مین قلعی اچہی طرح سے ظاہر کرچکا ہون یہان اعادہ کی ضرورت نہین۔ البتہ یہہ افسوس رہ رہ کر آتا ہے کہ کوبرلی کے بعد عرصہ دراز تک عثمانیہ سلاطین کو دیگر مذاہب کی مظلوم

رعایا تو درکنار خود اپنے ہم مذہب رعایا سے ممالک غیر کی دستگیری کا خیال تک پیدا نہ ہوا جسکی سزا مین خداوند کریم نے اونکو خود اپنی مصیبت مین گرفتار کر دیا۔ اور چونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ابہی تک ترکون کو انکی غفلت۔ لاپروائی اور بیدردی کی کافی سزا نہین مل چکی۔ ہمارے موجودہ خلیفۃ المسلمین کو تلافی مافات کا گو پورا پورا خیال ہے مگر اوسی سزا کی وجہ سے اونکو اپنے ہی ملک کے دہندون سے اس قدر فراغت نہین ملتی کہ وہ دوسرون کیطرف متوجہ ہو سکین۔ لیکن اگر ایسی مدبر اور مسلمہ لیاقت کے شہنشاہ کی خدمت مین مودبانہ مشورہ عرض کرنا بے ادبی مین داخل نہ ہو تو مین یہہ گذارش کرنے کی جرات کر سکتا ہون کہ اب اوس سزا کی میعاد کو ختم کرنا اپنے اختیار مین ہے فطرت اللہ ہے کہ قومین اپنی ہمت سے ابہرتی اور اپنی شامت اعمال سے برباد ہوتی ہین ہمت کے ساتھ لازمی طور پر تائید ایزدی شامل ہوتی ہے اور سستی و غفلت ہمیشہ غضب الٰہی کی مستوجب۔ اس سنت اللہ کو مد نظر رکھکر جسکی تصدیق تاریخ عالم کے ہر ایک صفحہ سے ہو رہی ہے مین یہ کہنے پر جسارت کر سکتا ہون کہ ختم میعاد اب ہی نہین بلکہ عرصہ سے سلاطین عثمانیہ کے اختیار مین تہی۔ مگر اوس جبن و بزدلی یا ٹوپح کاشن (بے اندازہ و بیجا حزم و احتیاط) کی وجہ سے جو مسلسل مشکلات اور گوناگون مصائب مین گرفتار رہنے سے طبعی طور پر انسان اور نیز گورنمنٹون مین جو اسبارہ مین بالکل افراد کے مشابہ ہین پیدا ہو جاتا ہے اونکو اسکے ختم کرنے کی جرات نہ پڑی۔ اوسکا خاتمہ ماضی حال و استقبال مین اس طرح ہو سکتا تہا اور ہو سکتا ہے کہ ویسے رہنے کی پالیسی کو چہوڑکر محتاط۔ دلیری اور خواہ مخواہ دخل در معقولات دینے کی پالیسی کو اختیار کیا جائے۔ ہمارے امیر المومنین یا کوئی اور سلطنت خواہ کیسی ہی طاقت و عظمت حاصل کرے جب تک وہ ڈیفنس و بچاؤ کے پہلو پر رہے کبہی نہین ابہر سکتی۔ اس سے دشمن اپنی اپنے ممالک اور اونکے اندرونی معاملات و حفاظت سے بالکل بیفکر ہو کر ایسی پالیسی رکہنے والی سلطنت کیلئے بہ وقت امن و سکون کو عنقا رکہتے ہین۔ اور اوسکو ہر وقت کی مداخلت اور دراندازی سے ایسا پریشان بنائے رہتے ہین کہ اوس بیچاری کو سر ابہارنے کی فرصت ہی نہین ملتی لیکن اگر قسمت یاور ہو اور ایسی سلطنت کے اولیاء امور کو خداوند کریم ہوش دیوے کہ وہ اپنی طاقت کو ڈیفنس کے لئے مضبوط کر کے خود ہی دوسرون کو پہلے تہوڑا تہوڑا اور پہر بتدریج پوری طاقت سے یہی دکہہ دینا شروع کر دین تو دشمنون کو اپنے گہر کی فکر پڑ جانے سے اوسکی بہت کچہہ گلو خاصی ہو جاسکتی اور ممکن ہے کہ اس طرح اوسکو کچہہ مادی فائدہ ملک و دولت کی صورت مین بہی حاصل ہو جائے۔ جن لوگون نے اسلام۔ اسلامی ریاستون۔ اور یورپین دول کے عروج کی تاریخ کو بغور پڑہا ہے اونسے پوشیدہ نہین ہوگا کہ اونکی ترقی کا ایک بہت بڑا باعث یہی تہا کہ گو اونکو اندرونی کتنے ہی جہگڑے و قضیے تہے ان وہ دوسرون کے معاملات مین دست اندازی

کرتے رہتے تہے۔ اور یہ دست اندازی آخر کار فتح و الحاق کا پیش خیمہ ثابت ہوتی رہی ہے۔ انگلستان نے جب
ایشیا و افریقہ مین پے در پے ممالک کثیرہ حاصل کئے تہے تو وہ اندرونی مخمصون سے آزاد نہ تہا۔ مگر اوسکے رجال
حکومت ان مخمصون کا دلیرانہ مقابلہ کرنے کے ساتہہ ہی ہر طرف باہر بہی برابر ہاتہہ پاؤن پہیلاتے رہے۔ اور آخر
ایک عظیم الشان سلطنت قایم کرلی جسکو اس وقت بہی اس پالیسی کے طفیل روز افزون ترقی نصیب ہو رہی
ہے۔ مگر افسوس سلطنت عثمانیہ کی قسمتون کے مالک یورپ کی چالون کو دیکہہ نہ سکے اور اگر دیکہتے تہے تو اونکی
تہ کو نہ پہونچ سکے۔ جسکا خمیازہ اب وہ اور مسلمانان عالم برداشت کر رہے ہین۔ قصہ مختصر حکومت عثمانیہ اگر ان یورپین
سلطنتون کے بغلی گہونسون سے محفوظ اور اپنی طاقت کو فی الواقع مضبوط کرنا چاہتی ہے تو اوسے موجودہ پالیسی
جو ڈیفنسو یعنی گری ہوی ہے اور جسے دبی ہوئی ہی نہین بلکہ بزدلانہ کہنا زیادہ مناسب ہے چہوڑ کر دلیرانہ پالیسی
اختیار کرنی چاہیئے جو پہلے اوس صورت مین ظاہر ہو جسکو دول یورپ نے ابتداءً مسلمان حکومتون کے برخلاف
اختیار کیا یعنے دخل در معقولات کے لئے بہانہ و حجت ڈہونڈہتے رہنا اور بتدریج اوس سے فایدہ اُٹہا کر دست اندازی
کرنے لگ جانا اور پہر اپنے اعدا مین تفرقہ ڈالکر نہایت سوچ سمجہ سے آفنسو (جارحانہ) پہلو لے کر یکے بعد
دیگرے اونکو ہوش مین لایا جائے جسکی ادنیٰ مثال جرمنی کی چین مین تازہ ترین کارروائی ہے جس نے اپنے
دو مشنریون کے قتل ہو جانے پر نومبر ۱۸۹۷ء مین بے تحاشا چینی صوبہ کیا شو پر غاصبانہ قبضہ کر لیا ہے۔ اگر
سلطنت عثمانیہ یورپین دول کے برخلاف سردست اس پالیسی کو کامیابی کے ساتہہ نباہ نہین سکتی تو چین وغیرہ
ممالک مین تو اوسکی کامیابی مین کوئی شک نہین اور اوسکو وہان کل یورپین طاقتون سے بڑہکر دست اندازی
کی وجہ حاصل ہے۔ مگر افسوس جرمنی تو اپنے دو پادریون کے قتل پر یہ جابرانہ کارروائی کرے اور خلافت اسلامیہ
کی مدعی سلطنت ہر دوسرے تیسرے برس کئی لاکہہ مسلمانون (عرب، ترک، تاتاری و مخلوط النسل چینی مسلمان) کے
مارے جانے پر بہی کروٹ نہ بدلے۔ یہ بحث اس قدر طویل ہے کہ کئی صفحون مین بہی ختم نہین ہو سکتی جس قدر بتایا
گیا ہے عقلمندون کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ اور اسکو چہوڑ کر مین اصل داستان محاربہ پولنڈ کی طرف رجوع
کرتا ہون۔

کوپرلی نے پولنڈ کے مقابلہ کے لئے لشکر جرار جمع کیا اور اب کی دفعہ بادشاہ کو بہی ہمراہ لیکر وہ ۵ جون ۱۶۷۲ء
کو ایڈریانوپل سے روانہ ہوا۔ دریاے ڈینیوب کو عبور کرنیکے بعد والیشیا اور مالڈیویا مین سے گذر کر ترکی فوج قصبہ خزیم[1] یا خوتین

---

[1] یہ شہر صوبہ مالڈیویا کے شمال مین روس اور آسٹریا کی سرحد پر پوڈولیا کے علاقہ مین واقع ہے۔ شہر کامینیک تہوڑے سے فاصلہ پر اس شہر

کے قریب دریاے نیسٹر کے کنارے خیمہ زن ہوئی۔ سلیم غوری خان کریمیا بھی تاتاری فوج لیکر سلطان کو وہان آملا
اگست مین سلطانی لشکر نے دریا کو عبور کرکے کامی نیک کے سامنے ڈیرے ڈالدیئے۔ یہ مقام بظاہر ناقابل الفتح معلوم
ہوتا تھا۔ مگر ترکون نے نو دن کے محاصرہ کے بعد ۲۶۔ اگست ۱۶۷۲ء کو اوسے اور ۹ ستمبر کو ایک اور مشہور مقام
لمبرگ کو فتح کرلیا۔ پولنڈ کے کمزور مزاج بادشاہ میکائیل ترکون کی یلغار اور متواتر فتوحات سے خوف زدہ ہوکر فوراً
[illegible] ملتجی ہوا۔ اور ۱۸ اکتوبر ۱۶۷۲ء کو [illegible] مین بمقام بوق ساکس صلح کا معاہدہ ہوگیا۔ جسکے رو سے پولنڈ نے
صوبہ پوڈولیا ترکون کو [illegible] اور علاقہ یوکرین [illegible] باجگزار [illegible] بیس ہزار ڈیوکٹ سالانہ خراج
دینے کا اقرار کیا۔ اور قصبہ لمبرگ کے چھوڑنے کے [illegible] اسی ہزار ڈیوکٹ پیشکش وغیرہ کئے۔ اسکے معاوضہ مین
ترکون کے باجگزار خان کریمیا نے پولنڈ پر آیندہ یورشین نہ کرنیکا وعدہ کیا۔ اور سلطان بفتح ونصرت ایڈریانوپل کو واپس
آگیا۔ اور اسکو چارونطرف سے مبارکباد کے پیغام آنے لگ گئے۔ مگر یہ مبارکبادین ابھی قبل از وقت تھین۔ پوپ
اور جرمن قیصر کے اغوا سے پولنڈ کی مجلس امراء نے معاہدہ بوق ساکس کی تصدیق سے انکار کردیا۔ اور وزیر اعظم پولنڈ نے
بے ایمان ہوکر کوپرلی کو اپنی گورمنٹ کے فیصلہ سے مندرجہ ذیل عبارت مین اطلاع دی "بادشاہ پولنڈ نے
چونکہ اعیان سلطنت کی منظوری کے بغیر صلح کی شرائط قبول کی تھین۔ گورمنٹ و مجلس امراء نے اونکو کالعدم
قرار دیدیا ہے اور وہ باجگزاری کی ذلت پر ہزار دفعہ مرنیکو ترجیح دیتے ہین" اسپر وزیر اعظم نے بقصد محاربہ پولنڈ اور
نیز زار روس پر حملہ کرنیکے لیئے جس نے پولنڈ کی مدد کی تھی پھر فوج جمع کرکے ۱۶۷۳ء مین پوڈولیا پر چڑہائی کردی
مگر پولش فوج جان سوبی اسکی کے زیر کمان دریا نیسٹر پر سے جو اس وقت برف سے منجمد تھا پہلے ہی عبور کرآئی
تھی۔ اور اس دفعہ والیشیا اور مالڈیویا کے نمک حرام ویووڈ بھی اوسکے ساتھ شامل ہوگئے تھے۔ جس سے ترکون
کی جمعیت کسیقدر کمزور اور ویسی ہی پولش کی مضبوط ہوگئی تھی۔ اوسنے ترکی کیمپ پر بمقام خوزیم اچانک حملہ آور ہوکر
۱۱ نومبر ۱۶۷۳ء کو ترکی فوج کو شکست فاش دی۔ اور اوسے تتر بتر کردیا۔ لیکن کوپرلی اول و دوم کے حسن انتظام سے
ٹرکی کے وسائل ایسے ترقی پذیر اور خزانہ سلطانی اسقدر معمور ہوگیا تھا۔ کہ اس شکست سے اونکے حوصلے پست ہوئے
اور محاربہ کو جاری رکھنے کے لئے بسرعت تمام [illegible] کمک یوکرین کو بھیجدی گئی۔ جان سوبی اسکی
خوزیم مین ترکون کو شکست دیکر کامی نیک کے دروازہ تک اونکا تعاقب کرتا ہوا چلا گیا۔ کہ اتنے مین شاہ میکائیل مرگیا

کے شمال مین ہے۔ محاربہ مندرجہ بالا کے وقت یہ دونون شہر ریاست پولنڈ مین داخل تھے۔ جس ریاست کو جرمنی اور آسٹریا
اور روس نے تین مرتبہ تقسیم کرکے معدوم کردیا۔ کامی نیک صوبہ پوڈولیا کا صدر مقام ہے۔ مؤلف۔

کی خبر موصول ہو جانے پر اوسے پولنڈ کے دار الخلافہ وارسا کو واپس جانا پڑا۔ اور اوسکی خدمات جلیلہ کے صلہ مین ڈائٹ (مجلس امرا) نے اوسے[1] ۱۶۷۳ء مین اپنا بادشاہ منتخب کیا۔

سوبی اسکی کے بادشاہ منتخب ہونے پر بابعالی کو کسی قدر تردد پیدا ہوا کہ جب وہ جرنیل کی حیثیت مین اس قدر خطرناک ثابت ہو چکا ہے تو بادشاہ بنکر اب کیا کچھہ نہ کرے گا۔ مگر پولش امرا بھی باہمی حسد و رشک مین ایشیائی امرا سے کچھہ کم نہ تھے۔ سوبی اسکی کو وہ حب الوطنی کے جوش مین آکر ایک دفعہ بادشاہ تو بنا بیٹھے۔ لیکن جلدی ہی اون کو ایسے اولوالعزم بادشاہ سے اپنی خود مختاری اور آزادی کا اندیشہ ہو گیا۔ چنانچہ ذاتی اغراض پر انہون نے ملکی مفاد کو قربان کر دیا۔ سوبی اسکی کے بڑے بڑے ارادے تھے اور اوسکی بڑی تمنا تھی کہ سلطان کے برابر فوج تیار کرے۔ مگر کمبخت بغض و رشک اور نفسانیت نے اوسکی کوئی پیش نہ جانے دی۔ اور مجلس امرا نے کفایت شعاری اور عدم گنجائش کا بہانہ کر کے جدید فوجون کی تیاری کے لئے خرچ منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ برعکس اسکے کوپرلی نے تھوڑے ہی عرصہ مین چارون طرف سے فوج منگوا کر خان کریمیا کو بھی تاتاری فوج لیکر آملنے کا حکم بھیجدیا۔ اور گو جان سوبی اسکی پولش فوج اور روسی کمک سے جو اب علانیہ لڑائی مین شریک ہو گئے تھے ۱۶۷۴ء مین کئی معرکون مین کامیاب ہوا مگر ترکی کمک کے پہونچ جانے پر پولون کو اوس سال مین کامی نیک کے محاصرہ سے ہاتھہ اٹھانا پڑا۔ اور سلطان (یعنی کوپرلی) نے وہان اپنی حکومت کو آئندہ کے لئے مستقل و مستحکم کرنیکے لئے اوس جگہہ کے تمام عیسائی باشندون کو ڈینیوب اور بلقان سے پرے صوبہ کرک قلعسی مین بھیجدیا اور اونکی جگہہ کامی نیک مین دو ہزار سپاہی آباد کر دیئے۔ ۱۶۷۵ء مین سوبی اسکی نے بمقام لمبرگ ترکون پر ایک اور نمایان فتح حاصل کی۔ مگر ترکی کے وسائل اور کوپرلی کے ثبات مین کوئی فرق نہ آیا۔ ادہر امرا کی رقابت نے سوبی اسکی کے ہاتھہ پاؤن جکڑ رکھے تھے اور اوسپر روز بروز اپنی بے بسی اور ترکون کے مقابلہ سے عاجزی زیادہ واضح ہوتی گئی۔ ۱۶۷۶ء مین ابراہیم الملقب بہ شیطان نے جو ترکی افواج مقیمہ پوڈولیا کا کمانڈر تھا کل پوڈولیا کو اپنے تصرف مین کر کے پولنڈ کے دوسرے صوبہ گلیشیا[2] پر حملہ کر دیا۔ جان سوبی اسکی اپنی نسبتاً قلیل التعداد فوج سے عرصہ تک

---

[1] جان سوبی اسکی - جیمز سوبی اسکی گورنر کراکو کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ اوسنے پیرس مین تعلیم پائی۔ ۱۶۶۵ء مین وہ پولش فوج کا مارشل اعظم اور سپہ سالار مقرر ہوا۔ اور اوسکے بعد دربار شاہی کا افسر اعلے اور کراکو کا پریلیٹ بنایا گیا۔ اوسنے یوکرین کے کاسکون سے کئی شہر فتح کئے۔ اور خوزیم کی لڑائی مین ۸ ہزار اور بقول بعض ۴۰ ہزار ترکون کو ہلاک کیا۔ اس لڑائی مین بمشکل پندرہ سو ترک جانبر ہوئے تھے۔ ۱۶۸۳ء مین اوسی کی مدد سے وائینا ترکون کے ہاتھہ سے بچا۔ ۱۶۲۴ء مین پیدا اور بمقام وارسا ۱۶۹۶ء مین فوت ہوا۔ مؤلف +

[2] یہ صوبہ ۱۷۷۲ء اور ۱۷۹۵ء کی تقسیم پولنڈ مین آسٹریا کے حصہ آیا۔ اسکا رقبہ ۳۰ ہزار میل مربع اور آبادی ساٹھہ لاکھہ ہے۔ باشندے زیادہ تر یونانی کلیسا کے معتقد ہین۔ اسکے شمال مین روسی علاقہ پولنڈ، مشرق مین روس و مالڈیویا جنوب مین ٹرانسلوینیا اور ہنگری اور جنوب مین صوبہ سلیسیا ہے۔ مؤلف

بمقام ذرونا ابراہیم پاشا کا مردانہ مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن اوسکی حالت ایسی ردی ہو رہی تہی کہ جب خان کریمیا نے ثالث بالخیر بنکر فریقین مین صلح کرانیکا ارادہ ظاہر کیا تو سوبی اسکی نے اسے بہت غنیمت سمجہا۔ اور ۲۷ اکتوبر ۱۶۷۶ء کو قسطنطنیہ[۱] کے مضافاتی قصبہ داؤد پاشا مین فریقین مین صلح ہوگئی جسکے روسے کامی نیک و پوڈولیا اور باستثنار چند قصبات کے صوبہ یوکرین بہی ترکون کے پاس رہا۔ فرانس نے اس محاربہ کو ابتدا ہی سے رنج و قلق سے دیکہا۔ اس لڑائی سے اوسکے رقیب آسٹریا کے دو قدیمی دشمن آپسمین کٹ کٹ کر کمزور ہو رہے تہے۔ شاہ لوئی نے اپنے سفیر بشپ آف مرسیلیا کو جو وارسا مین رہتا تہا صلح کرا دینے کی تاکید کی۔ مگر اوسنے کچہہ ایسے پیرایہ سے کوشش کی کہ کسی فریق نے اوسکے مشورہ کو توجہ سے نہ سنا۔ اور آخر خان کریمیا کے سر صلح کرا دینے کا سہرا بندہا۔ یہ صلح اور فتحیابی ٹرکی کے لئے مبارک نہ ثابت ہوئی۔ معاہدہ سے تیسرے دن بعد سلطنت عثمانیہ کی روح رواں احمد کوپرلی عین عالم شباب مین پندرہ برس تک سلطنت کی وزنی ذمہ واریون کو نہایت قابلیت کے ساتہہ اوٹہانے کے بعد اکتالیس برس کی عمر مین بعارضہ استسقاء داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک انگریز مؤرخ کثرت شراب خوری کو استسقا کا باعث تحریر کرتا ہے۔ مگر کسی اور مؤرخ نے اسکی تصدیق نہین کی وان ہیمر اوسکی تعریف ان الفاظ مین کرتا ہے "احمد کوپرلی دراز قد تہا۔ آنکہین بڑی اور نمایان تہین۔ رنگ گورا تہا۔ اور اوسکی عادات و اطوار مین حیا۔ متانت۔ اور خداداد رعب و وقار کوٹ کوٹ کر بہرا ہوا تہا۔ وہ اپنے باپ کی طرح بے رحم اور خونریز نہین تہا۔ ہمیشہ ناانصافی اور جبر و ستم کی بیخکنی پر تلا رہتا۔ اور ذاتی اغراض۔ نفسانیت۔ بدنیتی حرص و طمع سے ایسا ارفع و بلند تہا کہ تحفہ تحائف کے پیش کئے جانے پر سائل کی طرفداری پر مائل ہونے کی بجائے اوسکا میلان اوسکے برخلاف ہو جاتا۔ لیکن یہہ آخری میلان بہی انصاف و عدالت مین مخرج نہ ہوتا۔ اوسکے خیالات بلند اور وسیع تہے۔ حافظہ نہایت تیز تہا۔ اور اپنی لیاقت خداداد اور قوت فیصلہ و تمیز سے بہت ہی جلد معاملہ کی تہ کو پہونچ جاتا تہا۔ کم سخن بہت تہا۔ اور جب بولتا کامل غور و فکر اور امور متعلقہ پر پوری آگاہی حاصل کر لینے کے بعد بولتا۔ اور پہر بہی احتیاط کو ہاتہہ سے نہ دیتا۔ اور کوئی لفظ زبان سے ایسا نہ نکلنے دیتا جسپر بعد مین افسوس کرنا پڑے۔ علم کا عاشق تہا۔ یہ زمانہ طفلی سے اوسکا رفیق اور مونس غمگسار رہتا تہا۔ جو دریاء راب اور دریا نیسٹر کے کنارون اور کینڈیا کے

---

[۱] فریقین جب التوائے جنگ پر راضی ہو جاتین تو عارضی صلح کا معاہدہ بالعموم میدان جنگ مین دونون طرفون کے کمانڈران اپنی گورنمنٹ سے اجازت منگوا کر کرتے ہین لیکن قطعی صلح کے معاہدہ پر فریق غالب کے دار الخلافہ مین فریقین کے وکلاء دستخط کرتے ہین۔ جیسا کہ اب ۱۸۹۷ء کے محاربہ یونان کے بعد بہی صلح نامہ قسطنطنیہ مین تیار کیا گیا ہے۔ مؤلف ۱۲

کہنڈرات مین بہی کبہی ایک دم کے لئے اوس سے علیحدہ نہ ہوا۔ اور خود ہی علم دوست نہ تہا بلکہ علم پرور بہی تہا۔ تمام مذاہب کی رعیت کو ایک نظر سے دیکہتا۔ وہ کینہ ور دشمن نہ تھا۔ بلکہ گرم جوش دوست۔ جو وعدہ کرے خواہ دوست سے ہو یا دشمن سے ادنی سے ہو یا اعلےٰ سے اوسے ہمیشہ پورا کرتا۔ خوزیم اور سینٹ گوتہرڈ کی ہزیمتون سے گو ترکون کا یہ خیال ہوگیا تہا کہ اور خوبیون کے ساتھ خداوند کریم نے اوسے سپہ سالاری کی لیاقت نہین دی۔ مگر اوسنے سلطنت کی فوجی خدمت بہی کچھہ کم نہین کی۔ محاربات ہنگری۔ کریٹ اور پولنڈ مین توحمل۔ کینڈیا اور کامی نیک کی فتح وسوزکینڈیا کی صلحون۔ اور بق ساکس ووا وُ پاشا کے معاہدون سے اُس نے اپنی فوجی لیاقت اور تدبر کا سکہ کل دنیا مین بٹہا دیا۔ اور ان تینون محاربون مین چند شکستین کہانے کے باوجود اوس نے نہ فقط عزت کے ساتھہ صلح کی۔ بلکہ اپنے ملک کے مقبوضات کو بہی وسیع کرلیا۔ سقلی کے بعد وہ بیشک منتظم وزراء سلطنت عثمانیہ مین سب سے اعلےٰ درجہ رکہتا ہے۔ اور ترک مؤرخین نے اوسکو "قوم کا لعل تابان۔ قابل تعریف قوانین کا واضع اور جامع۔ اور اونپر عامل۔ نایب ظل اللہ۔ کامل اکمل اور عالم اجل وزیر اعظم۔ لکہنے مین ذرہ بہر مبالغہ سے کام نہین لیا" اور افسوس کوبرلی کے ساتہہ سلطنت عثمانیہ کے اقبال و نصرت کا خاتمہ ہوگیا۔ اور اس ایک شخص کی موت سے سلطنت کو چند برسون ہی مین وہ نقصان پہنچا جسکی اب تک تلافی نہین ہوسکی۔ جو عمارت صدیون کے استقلال اور لاکہون جانون کے خون سے تیار ہوئی تہی اوسکا حصہ کثیر تہوڑے دنون مین منہدم ہوگیا۔ اور کل قوم کو جو کوبرلی کی زندگی مین بہی اوسکی سچے دل سے مشکور تہی مرنے کے بعد اوسکی اور بہی قدر و منزلت معلوم ہوگئی اور جبتک پہر اسی خاندان کے ایک اور لایق رکن کو مہام سلطنت سپرد نہ کی گئی۔ ذلت و ناکامی کا سلسلہ عارضی طور پر نہ رک سکا۔ ✤

قرہ مصطفی کی وزارت ۱۶۷۷ء سے ۱۶۸۳ء تک محاربہ روس۔ محاصرہ وائینا۔ ترکون کی پے درپے ہزیمتین و انتزاع صوبجات

احمد کوبرلی کے بعد اوسکا خسر پورہ اور سلطان کا داماد قرہ مصطفی جو قایم مقام یعنی نائب وزیر اعظم تہا خاتونانِ حرم کے رسوخ اور سعی سپارش سے وزیر اعظم مقرر کیا گیا یہہ ہر بات مین احمد کے متضاد تھا اور نالایق ہونیکے علاوہ پرلے درجہ کا مدمغ و متکبر تھا۔ اور اوسکا دماغ عرش کی خبرین لاتا تہا۔ اس نالایق کی وزارت نے سلطنت کو ایسا صدمہ پہنچایا جو اُس سے پہلے یا بعد کوئی شخص یا سلطنت اُسے نہین پہنچا سکی۔ اسکے وقت سے سلطنت عثمانیہ کے صریح انحطاط اور علانیہ کمزوری اور بے رعبی کا دور شروع ہوگیا۔ نالیاقتی اور بیہودگی کے ساتہہ ہی احمد کوبرلی کا جانشین شیخی خور ابہی

پوراتہا۔اور اپنے تمول و عظمت کی نمایش کا بڑا شایق تہا۔اوسکے حرم مین ۱۵سو سے زیادہ کنیزکین ۔کم ازکم اسیقدر خدمتگزار لونڈیان اور سات سو حبشی غلام کنیزان حرم کی خدمتگزاری کے لئے تہے۔اوسکے گہوڑون شکاری کتون اور بازون کا شمار ہزارون سے متجاوز تہا۔اسمین کلام نہین کہ قسطنطنیہ۔ایڈریانوپل اور بلغراد اوسکی اس عجب و نخوت اور خودنمائی سے کچہہ کم مفید نہ ہوئے۔اوسنے وہان اپنی بڑائی دکہانیکے لئے کئی عالیشان مسجدین فوارے حمام۔اور مدرسے تعمیر کئے۔مگر ذاتی خرچون کے علاوہ ان عظیم الشان عمارتون کے لئے زر کثیر درکار تہا۔جسکو وہ نہایت ہی قابل شرم وسایل اور بے اندازہ جبر و ستم سے حاصل کرنے سے دریغ نہ کرتا۔یورپین سفرا سے امتیازات کی تجدید بلکہ سلطان کے حضور مین اونکو شرف باریابی کے لئے بہی وہ نالایق دوکانداران کی طرح سودے کرتا۔اور فوجی و ملکی مناصب کی فروخت اور معدلت فروشی کے رواج قبیحہ کو پہر تازہ کر دیا۔اور اس طرح سے زر بیکران جمع کرلیا۔اوسکی مدد سے وہ دریا ڈینوب اور راہین کے درمیانی وسیع و زرخیز علاقہ پر برائے نام سلطان کا گورنر جنرل ہوکر اپنی علیحدہ حکومت قایم کرنے کا خبط رکہتا تہا اور اسی لئے اوسکی بڑی تمنا تہی کہ کسی طرح آسٹریا سے پہر جنگ چہڑ جائے۔مگر محاربہ روس اور کاسکون کی بیوفائی نے اوسکی اپنی وزارت کے پہلے چند برسون مین اپنے مدعا کی تکمیل کی فرصت نہ دی۔

قرہ مصطفے نالایق منتظم ہی نہین۔فوجی مہارت مین بہی کامل نالایق تہا۔اور اوسنے اپنی نالیاقتی سے ترکون کی شجاعت اور سلطنت کی نیک نامی کو خاک مین ملادیا۔پچہلے محاربہ پولنڈ مین ہٹمن ڈارس سنسکو نے پابجالی کو پولون کے برخلاف مدد دینی چاہی۔مگر ترکون نے خدا معلوم پولنڈ ایسی حقیر سلطنت کے برخلاف مدد لینے مین کسر شان سمجہہ کر یا کسی اور وجہ سے اوسکی درخواست کو منظور نہ کیا۔اس سے ہٹمن کو نہایت ملال گذرا۔اور اوس نے خیال کیا کہ ترکون نے مجہے حقیر سمجہکر مجہہ سے مدد لینا قبول نہین کیا۔بہر نوع اس مفروضہ حقارت کا عوض لینے کے لئے یا یون ہی چڑکر اوس نے اپنی قوم سمیت ترکون کی ماتحتی چہوڑکر زار روس کی تابعداری قبول کرلی۔اور چونکہ روسی صلح ورونا اور معاہدہ داؤد پاشا مین فریق متعاہد نہ تہا۔اوسنے کاسکون کو بلا تامل اپنی حمایت مین لے لیا یہہ ماجرا سنکر محمد چہارم نے قیدخانہ یدی قلہ سے کاسکون کے ایک سابقہ ہٹمن کے فرزند جارجس کیمل نسکی کو رہا کرکے ڈارس کی جگہہ سنجق بے مقرر کردیا۔کاسکون نے اوسے اپنا ہٹمن تسلیم کرنے سے انکار کردیا۔اسپر پابجالی کو اپنا اقتدار قایم رکہنے کے لئے تلوار سے کام لینا پڑا۔اور چالیس ہزار ترکی فوج مالڈیویا اور پوڈولیا کے راستہ کاسکون کے صدر مقام "سہرایم" یا سہرین" کے محاصرہ کے لئے بہیجدی گئی۔اور دوسری طرف سے خان کریمیا تاتاری

فوج لیکر اوسطرف بڑھا۔ مقام مذکور کے قریب ساٹھہ ہزار روسی اور کاسک خیمہ زن تھے۔ اونکو افسر اعلےٰ نے دونون مخالف فوجون کے اجتماع کو روکنے کیلئے پیشقدمی کرکے تاتاری فوج کو راستہ ہی مین جالیا۔ اور معرکہ جانگداز کے بعد اوسے تہ تیغ کردیا۔ ترکی فوج اس شکست کی خبر سنکر ایسی دہشت زدہ ہوگئی کہ بلا مقابلہ دریائے بگ یا بوگ سے پھر پیچھے ہٹ آئی۔ یہ واقعات ۱۶۷۷ء مین گذرے۔

دیوان یہ حالات دیکھکر روسیون سے بذریعہ نامہ و پیام تصفیہ کرلینے پر آمادہ ہوگیا۔ مگر قرہ مصطفےٰ نے اسکی بڑے زور سے مخالفت کی۔ اور چونکہ ادہر روسی بھی اس فتح سے دلیر ہوکر دریائے نیسٹر تک یوکرین کا علاقہ لینے کا مطالبہ کررہے تھے وزیراعظم کی رائے غالب آگئی اور لڑائی کا جاری رکھنا منظور کیا گیا۔ قرہ مصطفےٰ نے اس دفعہ[۱] خود فوج کی کمان لی۔ خان کریمیا نے تیس ہزار فوج سے مدد دی اور کیمل نسکی بھی چار ہزار کاسک لیکر عثمانیہ فوج سے آملا۔ وزیر نے اس جرار فوج کے ساتھ "سہرین" پر حملہ کیا اور طویل محاصرہ کے بعد جسمین کئی دفعہ ترکون کو سخت زکین اٹھانی پڑین مقام مذکور آخر ۲۱۔ اگست ۱۶۷۸ء کو فتح کرلیا گیا۔ مگر یہہ اونکی اس محاربہ مین پہلی و آخری فتح تھی ترکون کو روسیون کی تلوار اور روسی سرما کی شدت سے اس قدر نقصان پہونچا کہ قرہ مصطفی کو فوج کا حصہ کثیر لیکر واپس آجانا پڑا۔ جسکی یہ پسپائی فراری سے کچھہ کم نہ تھی۔ روسی ایکدفعہ شکست کہاکر پھر میدان مین تو بالمقابل نہوئے مگر ہمارے سرحدی آفریدیون اور دیگر قبایل کیطرح اندہیرے اوجالے متفرق دستون پر حملہ آور ہوکر سخت نقصان پہونچاتے رہے تھے۔ واپسی کے وقت بھی اونکا یہی وطیرہ رہا۔ وہ دشوار گذار درون (کمین گاہون) مین چھپے رہتے۔ اور جب فوج کا اکثر حصہ گذر جاتا تو فوج عقب اور بار برداری کے قافلہ پر حملہ آور ہوکر اکثر سپاہیون کو قتل کر جاتے اور بہت کچھہ مال و اسباب لوٹ لے جاتے۔ اور اس طرح ترکون کا اکثر اسباب اور توپین لوٹ لی گئین لیکن روس کی طاقت ابھی ایسی نہ تھی کہ ترکون کی شکستہ دلی اور کمزوری سے کچھہ معتدبہ فائدہ حاصل کرسکتا۔ یا قطعی حملہ کرکے اونکو ایکدم علاقہ متنازعہ سے باہر نکالدیتا۔ فریقین مین ۱۶۸۱ء تک کم و بیش محاربہ جاری رہا۔ آخر سن مذکور مین خان کریمیا نے بیچ بچاؤ کرکے دونون مین بمقام رادزین صلح کرادی۔ اوسکے روسے بابعالی نے متنازعہ علاقہ روس کو دیدیا۔ اور دونون سلطنتون نے وعدہ کیا کہ دریائے نیسٹر اور دریائے بگ کے درمیان کوئی سلطنت قلعہ تعمیر نہ کرے گی۔ اس معاہدہ سے پانچ برس بعد پولنڈ نے بھی روس کے ساتھہ سرحدات ملحقہ کی درستی کرکے کل علاقہ یوکرین پر روس کی حکومت تسلیم کرلی۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ اس ابتدائی جنگ مین ہی جس سے محاربات روس و روم کے سلسلہ نامتناہی کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ ترکون کے دل مین روسیون کی ایک طرح کی ہیبت بیٹھہ گئی تہی۔ انگریز مورخ تھارنٹن اپنی کتاب مین

[۱] کریسی صاحب کا بیان ہی کہ پہلی مہم بھی وزیر کے ماتحت گئی تھی۔ اور اوسنے سہرین کا محاصرہ کرلیا تھا۔ مگر روس و کاسک فوج نے اوسکو شکست فاش دیکر پسپا کردیا۔ دیگر مصنفین نے اسکے متعلق جو بیان کیا ہے وہ اوپر لکھا جاچکا ہے کیونکہ میری رائے میں وہی درست تھا۔ مولف

یورپین سیاح "سپان" کے سفرنامہ سے جو ۱۶۷۸ء مین شائع ہوا تھا مندرجہ ذیل الفاظ نقل کرتے ہین:۔
"تمام عیسائی بادشاہون مین سے کسی سے ترک اتنا نہین ڈرتے جتنا کہ زار ماسکو سے" منزز صاحب اپنی رائے لکھتے ہین کہ "۱۶۷۷ء سے بعد تہوڑے تہوڑے وقفون سے روس اور ٹرکی کے درمیان جو لڑائیان ہوتی رہی ہین محض اونکے حالات معلوم کرنا اس قدر مفید اور آگاہی بخش نہین ہے جس قدر کہ اون معاہدات پے در پے کے سلسلہ پر غور کرنا جو سلاطین اور زارون مین ہوتے رہے ہین۔ صرف انہی دستاویزون کو پڑہنے سے ہم روس کے اصل مدعاؤن اور روسیون کے اون بہانون کو جن سے وہ اپنے ان مدعاؤن کے حصول مین کام لیتے رہے ہین۔ اور نیز اونکی ثابت قدمی و ہٹ کو بخوبی معلوم کر سکتے ہین۔ اور انہی معاہدون سے ہمکو یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ روسیون کو اپنے مدعا کے حصول مین بتدریج کس قدر کامیابی ہوئی۔ اور وقتاً فوقتاً اونکو حالات موجود الوقت سے مجبور ہوکر اوس مدعا کے حصول سے عارضی طور پر کسقدر بعید ہونا پڑا۔ جب سترہوین صدی کے آخری نصف مین روسی اور ترک پہلی دفعہ ایک دوسرے کے مقابل ہوئے۔ اونکی اوس وقت کی حالت کو مدنظر رکھکر یہ کہنا کچھ غلط نہ ہوگا کہ وہ متوحشیون کی دو عظیم جماعتین تہین۔ البتہ اونکی نسبتی حالت مین یہ فرق تھا کہ ترک ایسے متوحشی تھے جو بر سر انحطاط تہے۔ اونکی ہمت و مستعدی امتداد زمانہ سے صرف یا ختم ہو چکی تہی۔ اونکی سابقہ فتوحات کا طرار ازیہ تہا کہ اونکے اسلحہ مخالفون سے عمدہ تر کم تہے۔ اب اونکو اپنے اعداء پر یہ فوقیت حاصل نہین رہگئی تھی۔ اونکا پولیٹیکل (سیاسی) نظام اندرونی خرابیون اور عمال کی بددیانتیون سے بوسیدہ ہوگیا تہا۔ اور اس بوسیدگی نے نظام مذکور کے عناصر طاقت اور وسائل قوت کو اب منبع انحطاط و کمزوری بنا دیا تہا۔ برعکس اسکے روسی اوس جوش و تحریک سے ابہی متاثر ہونے لگے تہے جسکی طفیل صدیون پہلے ترکون نے مغربی ایشیا اور مشرقی یورپ کو فتح کیا تہا۔ یہ درست ہے کہ وہ وحشت و غلاظت اور جہالت کے قعر تاریک مین غرق تہے۔ اور گو بظاہر عیسائی تہے۔ مگر اونکی عیسویت توہم پرستی سے کچھ ہی برتر تھی۔ تاہم حسن اتفاق (یا مشیت ایزدی) سے اونپر چند ایسے بینظیر لیاقت خداداد رکہنے والے مرد اور عورتین حکمران ہوگئے (جنہون نے اوسے ترقی کے معراج پر پہونچا دیا) اور اپنی مسیحیت کے طفیل جو گو اونکے اخلاق کو درست کرنے مین بالکل ناکامیاب اور ناکارہ ثابت ہوئی۔ (مگر ہم مذہبی کیوجہ سے) اونکی مغربی یورپ سے راہ و رسم پیدا ہوگئی۔ اور یہ ارتباط اونکے حق مین نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوا۔" +

محاصرہ وائینا روس کے ساتھ ایسی شرائط پر صلح کر لینے کی ایک اور بہی وجہ تہی۔ چند اسباب ایسے

پیدا ہوگئے تہے جنسے فرہ مصطفے کو اپنے مدعا کے حصول یعنی آسٹریا سے جنگ چہڑ جانے اور پہر اوسے مغلوب کرکے اپنی علیحدہ حکومت علاقہ مفتوحہ مین قایم کرنے کی آرزو کے پورا ہو جانے کی توقع ہوگئی تہی۔ یہ معاملہ ایسا اہم تہا جسپر اوسے اپنی پوری ہمت و توجہ لگانے کی ضرورت تہی۔ اسی یکسوئی کو حاصل کرنیکے لئے اوس نے روس سے مضر شرائط پر صلح کرلی۔ بدستور سابق اس دفعہ بہی ہنگری ہی سے آسٹریا اور ٹرکی کے نئے محاربہ کی بنا اوٹہی۔ اکثر باشندگان ہنگری[1] پراٹسٹنٹ مذہب رکہتے تہے۔ اور آسٹروی اور اونکے قیصر رومن کیتہولک تہے۔ جو اختلاف مذہب کیوجہ سے

---

[1] ہنگری اس وقت آسٹریا کے ساتہہ شامل ہے۔ اور قیصر آسٹریا شاہ ہنگری بہی کہلاتا ہے۔ اسکے مغرب مین جرمنی کا کچہہ حصہ شمال مین صوبہ گلیسیا مشرق مین مالڈیویا اور والیشیا اور جنوب مین سرویا و بوسینیا ہین۔ رقبہ ایک لاکہہ سترہ ہزار چہہ سو میل مربع اور آبادی دو کروڑ کے قریب ہے جس مین سے ۳۸ فیصدی باشندے مگیر مجر ۱۸ فیصدی جرمن اور ۱۶ فیصدی سلیوونین ہین۔ مذہب کے لحاظ سے اس وقت ۴۸ فیصدی رومن کیتہولک ۱۰ فیصدی کلیسای یونانی ۲۰ فیصدی پراٹسٹنٹ اور ۱۷ فیصدی بازنطین گریک چرچ کے معتقد ہین۔ ریاست ہنگری مین اسوقت ٹرینسلوینیا۔ کروشیا۔ سیلوونیا اور جنگی سرحد بہی شامل ہین۔ یہ ریاست سنہ ۸۹۵ء سے مستقل وجود مین آئی ہے۔ طرز حکومت ایرسٹوکریٹک مانرکی . . . . (یعنی بادشاہ بامداد امرا، سلطنت حکومت کرے) ہے۔ یہ طرز سنہ ۱۲۲۲ء مین شاہ اندریو ثانی نے بروئے فرمان مطلاء قایم کی تہی۔ سنہ ۱۸۴۹ء مین رعایا کے باغی ہو جانے پر سلطنت آسٹریا نے یہہ طرز سنہ ۱۸۶۰ء مین منسوخ کردی مگر موجودہ قیصر آسٹریا جوسف فرانسس نے ۸ جون سنہ ۱۸۶۷ء کو بحیثیت شاہ ہنگری ہان کا تاج پہنکر اس طرز کو بحال کردیا اور آیندہ برابر قایم رکہنے کا وعدہ کیا۔ رومن لوگون کے وقت مین یہہ علاقہ جواب ہنگری کے نام سے موسوم ہے ریاست ڈلیسیا (صوبہ ٹرینسلوینیا کا پرانا نام) کا مغربی اور ریاست پنونیا کا جنوبی حصہ تہا۔ تیسری صدی عیسوی مین زمانہ قدیم کی وحشی قوم گوتہ نے جو ایشیا سے آئی تہی یورپ کے اس تمام نواح پر قبضہ کرلیا۔ سنہ ۳۷۶ء مین انکو ہون قوم نے نکال لیا۔ ہنگری کا نام اس ہون قوم اور ایک دوسری قوم موسومہ آواری سے ملکر پڑا تہا۔ آخرالذکر قوم کو سنہ ۷۹۹ء مین شارلمین قیصر فرانس نے مغلوب کیا۔ اور سنہ ۸۹۴ء مین قوم مگیر جو آٹہوین صدی مین ایشیا سے آکر دریاے ڈان اور نیپر کے درمیانی علاقہ مین آباد ہوگئی تہی ہنگری مین داخل ہوگئی۔ اونکا رئیس اعلے ارپد پسر المس تہا اوسنے قیصر جرمنی کے ساتہہ ملکر اکثر قبایل کو جو ہنگری پر قابض تہے شکست دی۔ مجر تاتاری النسل ہین۔ اور ترکون کے ہم قوم ہین۔ اسوقت تک اونکا مذہب بت پرستی تہا۔ ارپد کے جانشینون نے عیسویت اختیار کرلی اور مگیرون کے رئیس سٹیفن اول کو جو ولی کے خطاب سے مشہور ہے اور سنہ ۹۹۷ء سے قوم کا رئیس تہا سنہ ۱۰۰۰ء مین باقاعدہ طور پر بادشاہی کا لقب اختیار کیا۔ یہ خاندان سنہ ۱۳۰۱ء مین ختم ہوگیا۔ اور ترکون کے حملہ آور ہوکر ہنگری کو فتح کرنے تک متعدد خاندان حکمران رہے۔ سنہ ۱۵۲۷ء مین ہنگریون نے میکسملین قیصر آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا۔

ہنگری کے اوس حصہ کے باشندون کو جو سلیمان اعظم کے بعد ۱۵۲۶ء مین اونکے ماتحت ہوگیا تہا بہت اذیتین پہونچاتے رہتے تہے۔ آسٹریون کا اقتدار آخر ایسا سخت اور متعصبانہ ہوگیا کہ اہالی ہنگری اوسے برداشت نکرسکے قیصر لیوپولڈ نے جو کٹر رومن کیتہولک اور نہایت ہی متعصب تنگ خیال تہا پراٹسٹنٹ عقیدہ کی اشاعت و ترقی کو روکنے کے لئے بے تعداد پراٹسٹنٹ پادریون۔ واعظون اور منادون کو سولی پر چڑہا دیا۔ بادشاہ سلامت تو یہہ رعیت پروری کر رہے تہے اور اوسکے جرنیل اور جرمن عمال نے تمام علاقہ مین قیامت برپا کر رکھی تہی۔ اونکو یہہ یاد نہین رہگیا تہا کہ ہنگریون نے بطوع و رغبت آسٹریا کے اقتدار کو تسلیم کیا ہے۔ برخلاف اسکے وہ ہنگری کو مفتوحہ علاقہ سمجہکر رعیت کے جان و مال اور ننگ و ناموس کو برباد کرنا اپنے لئے مباح سمجہتے تہے۔ اہالی ہنگری نے حاکمان وقت کو بہتیرا پرانے معاہدون اور سندون کے حوالے دیئے جنکے رو سے اونکی قومی و مذہبی آزادی کے قیام کے وعدے کئے گئے تہے۔ حاکمان وقت کو جور و ستم سے ہٹانے کی کوششین کین۔ اونکی جایز سے جایز درخواست کا لیوپولڈ یہہ جواب دیتا کہ سائیلون کو خوفناک سزائین دیجاتین۔ اس جابر نے تعصب سے اندہا ہوکر غربا و عوام الناس ہی نہین امرا اور بڑے بڑے آدمیون کو بہی خالی نہ چہوڑا۔ اور کئی ہنگرین امرا جلاد کے ہاتہہ سے دوسرے جہان کو بہیجدیئے گئے۔ ایسے ظلم و ستم کا لازمی نتیجہ تہا کہ بغاوت ہو۔ چنانچہ ۱۶۶۶ع مین چند اعلے امرا نے لیوپولڈ کے برخلاف سازش شروع کردی لیکن اسکا راز فاش ہوگیا۔ اور وہ بڑی سختی سے دبائی گئی۔ کئی امرا قتل اور کئی قید کئے گئے اس سختی سے ظاہر ہے ہنگریون کی نارضامندی اور تیز ہوگئی۔ حتے کہ ۱۶۷۸ء مین ایک ہنگرین امیر کونٹ امیرک تکلی نے زندان سے بہاگ کر اپنے ہمقوم ناراضمندون کو جمع لیا اور بغاوت مہیب صورت مین ظاہر ہوگئی۔ ہنگریون نے اپنے اس جوانمرد سردار کے خاندانی موٹو (امتیازی) "خدا کے لئے اور اپنے ملک کے لئے جان قربان کرنا جوانمردون کا کام ہے" کو اپنا موٹو بنایا۔ تکلی نرا محب قوم و ملک ہی نہ تہا بلکہ فنون حرب و ضرب اور تدبر مین بہی ید طولیٰ رکہتا تہا۔ اوسکا دل اپنے ہم قومون کی بیبسی اور مظلومیت

اور ۱۶۸۷ء مین آسٹریا کے حکمران خاندان کو ہنگری کا بہی موروثی حکمران مان لیا گیا۔ اسکے بعد گو ترکون نے کئی دفعہ حملہ کرکے کچہہ علاقہ پر قبضہ کرلیا اور ہنگریون نے بہی جو عیسائی ہم مذہب آسٹریون کی نسبت مسلمان ترک ہم قومون کی حکومت کو ترجیح دیتے تہے متعدد بغاوتین کین۔ اور اب ۱۸۹۷ء تک سلطنت آسٹریا اندرونی تنازعون اور فسادون سے پریشان ہو رہی ہے جو غالباً آخر ایک دن برباد کرکے رہین گے۔ تاہم آسٹریا کا قبضہ ہنگری پر بدستور قایم رہا اور گو ہنگری دل سے کیسے ہی ناراض کیون نہ ہون اونکے ملک کے الحاق اور اونکے سپاہیون کی مدد سے آسٹریا کو بے اندازہ مدد پہونچتی رہی۔ اور پہونچ رہی ہے۔ مؤلف ۱۲

دیکھہ کر کباب ہو رہا تھا۔ اور اُس نے خاندان آسٹریا کی بربادی کی حلف اٹھائی تہی۔ اُس نے بارہ ہزار آدمی لیکر ہنگری کے بالائی حصہ پر حملہ کیا اور آسترین فوج کو پے در پے شکستین دے کر کئی قلعون کو فتح اور کوہسار کارپی تہیس کے تمام ضلع کو اپنے تصرف مین کر لیا۔ اور آسترین جرنیلون کو نٹ واآب اور لسلی نے اوسکی من مانتی شرائط پر عارضی التواء جنگ کر کے اپنی مخلصی کرائی۔ ان شکستون کی خبر ملنے پر لیوپولڈ کو کچھہ ہوش آگیا اور اسے اصلاحات مطلوبہ کے عطا کرنے کی ضرورت محسوس ہو گئی اور اوسنے سنہ ۱۶۸۱ء کے آخری حصہ مین مقام اولڈن برگ کے اجلاس ڈائٹ (پارلیمنٹ) مین اہالی ہنگری کی چند شکایتون کی تلافی کر دی۔ مگر اس جزوی تلافی سے فقط چند امراء ہی خوش ہوئے آزادی کی خواہان جماعت خوشنود نہ ہوئی۔ لیکن محولہ بالا امراء کی علیحدگی سے اوسکی طاقت کمزور ہو گئی تہی۔ اور مزید برآن معاہدہ نمگن سے جو حال ہی مین فرانس سے ہوا تھا لیوپولڈ اپنی کل فوجی طاقت سے باغیون کی سرکوبی کرنے کے قابل ہو گیا تہا۔ اسپر ٹکلی نے بابعالی کیطرف رجوع کر کے محمد چہارم سے امداد کی التجا کی۔ قرہ مصطفےٰ آسٹریا سے لڑائی کرنے کا کوئی بہانہ خدا سے چاہتا تھا۔ اوسنے جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے روسیون کے ساتھہ جھٹ پٹ ذلیل و مضر شرائط پر سنہ ۱۶۸۱ء مین صلح کر لی۔ اور ہنگریون کی علانیہ اعانت پر کمربستہ ہو گیا۔ ٹکلی نے اس اعانت کے معاوضہ مین بابعالی کی شہنشاہت قبول کرنیکا اقرار کیا۔ بہادر ہنگرین نے فرانس سے بہی مدد کی استدعا کی۔ لوئی چہاردہم نے اُسے نقد امداد بہیجکر سلطان سے ہنگری مین فوج بہیجدینے کی درخواست کی۔ سلطانی افواج کے لئے فرانسیسی انجنیئر اور فوجی افسر بہیجدیئے اور ساتھہ ہی سنہ ۱۶۸۲ء مین آسٹریا کے برخلاف والیشیا۔ ٹرینسلوینیا اور ہنگری مین اتحاد کرا دیا۔ مگر خود اوسی مہلک پالیسی پر کاربند رہکر جسکی توضیح اوپر ہو چکی ہے لڑائی سے علیحدہ رہا۔ اگر خدا اوسے عقل دیدیتا اور ان خفیہ کارروائیون کی بجائے خود بہی ایک طرف سے حملہ کر دیتا تو فرانس اور ٹرکی کو وہ مصیبتین نہ اُٹہانی پڑتین جن کے ذکر سے اگلے صفحے بہرے ہوئے ہونگے جب کہ وہ آسٹریا کی بربادی پر تلا ہوا تہا اور دیکھہ رہا تہا کہ ٹکلی نے بغاوت کر دی ہے اور ممکن ہے کہ ٹرکی بہی اوسکے ساتھہ شامل ہو جائے تو اوسنے نمگن مین آسٹریا سے صلح کیون کر لی۔ اور اگر کر لی تہی تو کیا وہ پہلے یا بعد مین اکثر معاہدہ شکنی کا مرتکب نہین ہوا تہا کہ علانیہ تجدید حرب سے باز رہا۔ اور کیا یہہ درپردہ کارروائیان نقض عہد سے کچھہ کم تہین۔ مگر افسوس وہی مذہبی تعصب جہالت اور تنگ دلی عین موقعہ پر اوسکی کامیابی مین مانع ہوتی رہی۔

قرہ مصطفےٰ نے ٹکلی سے بحث و پیز تو کر لیا۔ مگر سنہ ۱۶۶۴ء کے معاہدہ وسور کی بیس سالہ میعاد صلح ابہی ختم نہین ہوئی تہی۔ اور شیخ الاسلام و اکثر نیک نیت اراکین نقض عہد کے سخت مخالف تہے۔ اسپر دیوان مین کچھہ عرصہ بحث ہوتی رہی کہ میعاد سے پہلے آسٹریا کے ساتھہ جنگ کیا جائے یا نہین۔ خواہان حرب جماعت نے دلیل پیش کی کہ

اس موقعہ پر ہنگرین کے طرفدار ہونے کی وجہ سے ہم دشمن اسلام وسلطنت کو بالکل تباہ کر سکین گے۔ اور صرف معاہدہ کے لحاظ سے ایسے موقعہ کو ہاتھ سے دینا واجب نہین۔ یہہ رائے غالب آگئی اور سلطان نے نقض معاہدہ کا حکم دیدیا۔ خلیفۃ المسلمین ہوکر اسلام کے پاک احکام کی ایسی صریح مخالفت کرنا اپنا خمیازہ دکہائے بغیر نہ رہا۔ ترکون کو عوض معاوضہ مین ایسی ہی بدعہدی سے سابقہ پڑنے کے علاوہ مزید سزا کے طور پر ایسی زک پہونچی جسکی نظیر تاریخ عالم مین بمشکل ملے گی۔ ورنہ بظاہر احوال اونکی تیاری ایسی مکمل اور جمعیت ایسی مضبوط تہی کہ کسی کو ناکامیابی کا وہم وگمان بہی نہین ہوسکتا تہا۔ دنیاوی اسباب پر بہروسہ کرکے خدا کی امداد سے لاپروا ہوجانے۔ اور اوسکے احکام کی تعمیل سے پہلوتہی کرنے کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔ وزیر نے مندرجہ بالا تصفیہ ہونے پر ابراہیم پاشا گورنر بودا کو ٹکلی کی مدد کرنے کا جس نے شاہ ہنگری کا لقب اختیار کرلیا تہا۔ حکم بہیجدیا۔ آسٹریا مین اس سے سخت تشویش پہیل گئی۔ اور تہوڑے ہی دن بعد لیوپولڈ کا خاص ایلچی کونٹ البرٹ معاہدہ صلح کے قیام کا مطالبہ کرنیکے لئے قسطنطنیہ پہونچگیا۔ قرہ مصطفی نے بحالی صلح کے لئے یہ شرائط پیش کین۔ آسٹریا بعالی کو ۵ لاکھ فلورن سالانہ خراج دے۔ قلعجات لیوپولڈ سٹاٹ اور گٹہ منہدم کردیئے جائین۔ جزیرہ شط۔ قلعہ موران اور بعض دیگر مقامات ٹکلی کے حوالہ کردیئے جائین۔ تمام اہالی ہنگریا کو اونکی سابقہ مقبوضات واپس دیئے جائین اور اونکے کل حقوق قایم رکہے جائین تمام خطاکارون کو جو پچہلے ہنگامون مین ملوث ہوئے ہون عام معافی دیجائے۔ سفیر یہہ شرطین اپنے آقا کو سنانیکے لئے اگست ١٦٨٢ء مین وائینا کو واپس آگیا اور وزیر نے سفیر کی واپسی کا انتظار نکرنے یا محض دفع الوقتی اور ابلہ فریبی کے لئے اوس سے نامہ وپیام کرتے رہنے کی مزید بے ایمانی کا مرتکب ہوکر چند ہی دنون بعد اعلان جنگ کے نشان مین محلسرا کے مقابل کے میدان مین سلطانی خیمہ نصب کردیا۔ اور بڑے زور شور سے جنگی تیاریان شروع کردین ١٦٨٢ء کے موسم خزان اور ١٦٨٣ء کے موسم بہار مین باقاعدہ وبیقاعدہ افواج پیدل وسوار۔ توپخانہ۔ اور ہر ایک قسم کا سامان حرب اس عظیم پیمانہ پر ایڈریانوپل مین جمع ہوتا رہا کہ اوس سے نہ فقط ٹرکی کے وسایل کی زرخیزی اور اوسکی خوشحالی جو کوپرلیون کے حسن انتظام سے پیدا ہوگئی تہی دنیا پر واضح ہوگئی۔ بلکہ اوس تمول۔ افراط اور خوشحالی کو اچہی طرح سے چوس لیا گیا۔ لیوپولڈ قیصر جرمن نے ان تیاریون سے مخوف ہوکر قسطنطنیہ کو پہر ایک عالیشان سفارت بہیجکر معاہدہ وسور کی تجدید کی التجا کی مگر بیفایدہ۔ وزیر نے اپنے مطالبات کو اور زیادہ بڑہا دیا۔ کریسی صاحب لکہتے ہین کہ یہ فوجین ایڈریانوپل مین جمع کی گئی تہین۔ اور سلطان نے وہین سے اونکی کمان وزیر کو دیکر آسٹریا کیطرف بہیجدیا تہا۔ مگر مسٹر ہیمر صاحب تحریر کرتے ہین کہ یہ تیاریان قسطنطنیہ مین کیگئی تہین اور ١٦٨٣ء کے موسم بہار مین خود سلطان اس فوج کو لے کر قسطنطنیہ سے روانہ ہوا تہا اور بلگریڈ پہونچکر اوسکی کمان قرہ مصطفی

کو تفویض کی تہی۔ بہرحال ان مین سے خواہ کوئی روایت درست ہو۔ اس مین کسی کو اختلاف نہین کہ اس کر و فر اور جمعیت کے ساتہہ سلیمان کے بعد یہ پہلی مہم تھی۔ اور اسکے بعد پہر آجتک اس قدر فوج کسی مہم پر نہین گئی۔ قرہ مصطفے کے خیمہ سے جو فوج کے رجسٹر فاتحین کے ہاتہہ آئے تہے۔ اُس مین باقاعدہ فوج کی تعداد ۲ لاکہہ ۷۶ ہزار درج تہی۔ تاتاری اور ہنگرین والیشی وغیرہ ملکی فوجین ملکر کل جمعیت سات لاکہہ پیدل۔ ایک لاکہہ سوار اور بارہ سو توپین ہوگئی تہی۔ شاگرد پیشہ وغیرہ علیحدہ رہے۔ تکلی فوج لے کر بمقام اسکت کون سے آملا۔ بوداکے تجربہ کار پاشا نے وزیر کو مشورہ دیا کہ وائینا پر حملہ سال آئندہ پر ملتوی کرکے اس سال ملحقہ علاقجات کو فتح کرنا زیادہ مناسب ہوگا۔ اوسنے اپنے مشورہ کی درستی اس مثال سے واضح کرنے کی کوشش کی کہ فرش کے درمیان اگر کوئی گیند پڑا ہوا ہو تو اُسے پکڑنے کے لئے سب سے عمدہ اور متحقق طریقہ یہ ہوگا کہ اچک کر اُسے پکڑنے کی سعی کی جاوے۔ بلکہ فرش کو ایک سرے سے لپیٹتے ہوئے وہانتک پہونچا جاوے۔ فرش سے اوسکی مراد آسٹریا کا ملک اور گیند سے وائینا تہا۔ وزیر نے اوسکے مشورہ کو بڑی حقارت سے مسترد کردیا۔ اور ایسا کرنے مین وہ کسیقدر معذور بہی سمجہا جاسکتا ہے۔ غنیم نے اب تک ایسی خفیف مزاحمت کی تہی کہ زیادہ احتیاط سے کاربند ہونے کی بظاہر کوئی احتیاج نہین معلوم ہوتی تہی۔ چنانچہ قرہ مصطفے نے تکلی۔ ابراہیم پاشا اور کئی دیگر آزمودہ کار جرنیلون کے مشورہ کے برخلاف دریاے ڈنیوب کے مغربی ساحل کے کنارہ کنارہ وائینا پر پیشقدمی کردی۔ اور راستہ مین چند مقامات کو تہوڑے تہوڑے عرصہ مین فتح کرکے ۱۴ جولائی کو وائینا کی دیوارون کے سامنے خیمہ زن ہوگیا۔

لیوپولڈ اس جرار فوج کے مقابلہ کی مطلقاً طاقت نہ رکہتا تھا۔ اوسکے عزیز ڈیوک آف لارین کے ماتحت جو موجودہ قیصر آسٹریا کا مورث اعلےٰ ہو صرف ۳۳ ہزار فوج تہی جسکا کثیر حصہ مختلف قلعون کی محافظت پر مامور کیا گیا تھا۔ مطیع ہنگری امرا نے قیصر کی مدد کے لئے تین ہزار فوج جمع کی۔ لیکن ترکی افواج کے بحر متلاطم کے مقابلہ پر یہ ناچیز قطرے کیا کرسکتے تہے۔ ترکون کی فوجی تیاریون کے ساتہہ ہی دوسری طرف لوئی چہاردہم نے قصبہ سٹراسبرگ[۵] پر قبضہ کرلیا تہا اور اوسکی فوجین دریائے رہائن کو عبور کرنے پر آمادہ نظر آتی تہین۔ تمام یورپ مین اس سے

---

[۵] یہہ شہر جرمنی کے صوبہ آلسیس لورین کا صدر مقام ہے اور دریائے رہائن سے ایک میل کے فاصلہ پر واقع ہے دریائے ال اسکے وسط مین سے گذرتا ہے۔ اس شہر کے برابر روئے زمین پر کوئی اور مقام محفوظ اور قلعبند نہین سمجہا جاتا۔ لوئی چہاردہم نے اسپر ۱۶۸۱ء مین قبضہ کرکے صوبہ مذکور کو فرانس کے ساتہہ ملالیا۔ اس سے پہلے صدیون سے وہ جرمنی کے ماتحت چلا آتا تہا مگر اہالی شہر کو اندرونی آزادی حاصل تہی۔ یہ شہر اور صوبہ دو صدیون کے بعد ۱۸۷۰ء کی جنگ مین پہر جرمنی کو واپس ملا۔ جسکا رنج فرانس کو اب تک فراموش نہین ہوا۔ شہر کی آبادی ایک لاکہہ سے متجاوز ہے۔ اوسکے ایک گرجہ کا مینار ۴۶۶ فیٹ بلند ہے۔ مؤلف ۱۲

عام تہلکہ برپا ہوگیا اور لوگون کو یقین ہوگیا کہ فرانس اور بابعالی نے آسٹریا و جرمنی کی فتح اور باہمی تقسیم کا آپسمین اقرار کرلیا ہے۔ مگر اونکا یہ خیال غلط تہا۔ لوئی ترکون کی فتح سے بیشک خوش تھا مگر ساتہہ ہی اُس ایماندار نے یہ ارادہ کر رکہا تہا کہ اگر وہ بہت ہی آگے بڑہ آئے تو اونکا مقابلہ کرکے اونکو پیچھے ہٹادے اور کل دنیا کی نظرون مین عالم مسیحی کا محافظ و خلاصی کنندہ بنجائے۔ لیوپولڈ نے چارونطرف سے مایوس ہوکر آخر جان سوبی اسکی کیطرف جسکی وہ کئی دفعہ تذلیل و تحقیر کرچکا تھا۔ رجوع کیا۔ پولنڈ داؤد پاشا کے معاہدہ کے مطابق اُس وقت بابعالی سے صلح کہتا تہا۔ اور ترکون نے معاہدہ مذکور سے کوئی انحراف نہین کیا تہا کہ اوسے معاہدہ شکنی کا بہانہ مل سکے۔ مگر جان سوبی اکی یا ترکون کے دیگر عیسائی اعداد ایسے معاہدون کی کیا پرواکرتے تہے۔ شاہ پولنڈ نے ۵۸ ہزار فوج سے قیصر کی مدد کرنے کا وعدہ کردیا۔ اور آسٹریا و پولنڈ مین معاہدہ اتحاد لکہا گیا لیکن یہ عیسائی سلطنتین مسلمانون سے ہی نہین آپسمین بہی اپنے اقرارون کی ایسی ایمانداری سے نگہداشت کرتی تہین کہ العیاذًا باللہ۔ جس فریق کو معاہدہ شکنی کی احتیاج معلوم ہوئی اوسنے جہٹ پوپ صاحب کو کچہہ نذر کرکے معاہدہ کی پابندی سے بریت حاصل کرلی۔ اس بات سے ڈر کر قیصر نے جسکا سہارا ہی اوس وقت اس اتحاد پر تہا معاہدہ مین فریقین کی طرف سے آخر مین یہہ حلفیہ اقرار ایک کارڈینل کے روبرو درج کرالیا کہ یہ معاہدہ پوپ کی منسوخی سے بہی کالعدم نہ ہوسکیگا۔ بعض یورپین مورخ اپنے بزرگون کی اس ایمانداری پر بہت افسوس ظاہر کرتے ہین۔ مگر کیا یورپین پالٹکس سے اب بدعہدی کا وجود خارج ہوگیا ہے؟۔ اور کیا وہ اب بہی پرانا روپ بدلکر زمانہ کے مطابق مہذبانہ پیرایہ مین بدستور موجود نہین ہے؟۔

قیصر کی خوش قسمتی اس اتحاد ہی سے واضح نہین ہورہی۔ اس اڑے وقت پر خلاف دستور جرمن ریاستین وفاداری پر ثابت قدم رہین اور اونہون نے فی الفور حسب حیثیت کمک بہیجدی۔ اور سب سے بڑی خوش قسمتی یہ تہی کہ اوسکے پاس ڈیوک آف لارین ایسا قابل جرنیل تہا اور ترکون کا نیک بد مصطفے ایسے نالایق کے ہاتہہ مین تہا مگر ترک بڑہے چلے آرہے تہے۔ اور شاہ پولنڈ و جرمن کی کمکی فوجین ابہی اپنے اپنے ملک ہی مین تہین۔ اور شہر کی فصیلین ایسی خستہ احوال تہین کہ ترکون ایسے ماہر انجنیرون سے بچا رہنا تو درکنار وہ معمولی محاصرہ کو بہی برداشت کرنے کے قابل نہ تہین۔ بے سروسامانی کی یہ حالت تہی کہ اونکو درست کرنیکے لیئے اوزار تک شہر مین موجود نہ تہے ایک مورخ کا بیان ہے کہ اگر وزیر راستہ مین سہل انگاری سے توقف کرکے اہالیان شہر کو سنبہلنے کی مہلت نہ دیدیتا تو ظن غالب ہے کہ وائینا بلا مزاحمت ترکون کے قبضہ مین چلا جاتا۔ دارالخلافہ کا یہ رنگ اور رفقار کا یہ رنگ (جو مجبوری سے تہا نہ کہ عمدًا) دیکہکر لیوپولڈ کے ہاتہہ پاؤن پہول گئے وہ شہر کو کونٹ سٹار نبرگ کے حوالہ کرکے خود بہی

نامردی کے ساتھہ معہ متعلقین بویریا کے شہر لنتز کو بہاگ گیا - اور شہر کے نصف باشندے (۶۰ ہزار آدمی) بہی اوسکے ساتھہ شہر سے فرار ہوگئے - باقیماندہ شہر کی فصیلوں کی درستی مین مصروف ہوگئے - طلبا اور کاریگرون نے پلٹنین بناکر دن رات قواعد سیکہنی شروع کردی - ۱۲ ہزار باقاعدہ فوج ڈیوک آف لارین نے جو خود شاہ پولنڈ کے انتظار مین باہر رہا - ترکون کے آنیسے پہلے شہر مین داخل کردی تھی - الغرض جس وقت ترکی فوج نے ۱۵ جولائی کو شہر کا محاصرہ شروع کیا اس وقت تقریباً بیس ہزار اسلحدار آدمی شہر کے محافظ تہے -

لیوپولڈ نے وائینا سے بہاگنے کے بعد چارون طرف امداد کی التجا کی - جبکہ پوپ نے لوئی کو مذہبی اخوت و یگانگت کا واسطہ ڈالکر اعانت کرنیکے لیے لکہا - مگر حامیٔ دین لوئی اسکے برعکس کل یورپ مین یہ کوشش کر رہا تہا کہ کوئی عیسائی شاہزادہ آسٹریا کی مدد نہ کرے - پوپ کے اصرار پر اوس نے ان شرائط پر آسٹریا کی مدد کرنا منظور کیا - جرمن پارلیمنٹ (جو سترہوین - اٹھارہوین صدی مین بویریا کے شہر راٹسیان مین اجلاس کرتا تہا) صوبہ آلسس لورین کا الحاق فرانس سے باضابطہ منظور کرلے - اور میرے فرزند کو (جرمنی کی ماتحت ریاست) اطالیہ کا بادشاہ منتخب کرے اوسکا خیال تھا کہ اگر یہ شرطین منظور ہوگئین تو مین ترکون کو سمجہا کر پیچھے ہٹا دون گا - اور جرمنی سے ان شرائط کی بناء پر باضابطہ صلح کرلون گا - جو خاندان آسٹریا کے لیئے پیغام اجل ہوگا - کیونکہ اگر پارلیمنٹ اوسکے بیٹے کو شاہ اطالیہ[1] یعنی ولیعہد تسلیم کرلیتا تو تاج قیصری لیوپولڈ کے بعد اوسکے خاندان مین منتقل ہوجاتا - مگر پولون نے آسٹریا کی بروقت امداد کرکے اوسکی توقع کو پورا نہ ہونے دیا - لوئی کو یہی اندیشہ تہا کہ شاہ پولنڈ آسٹریا کا معاون ہوکر میرے مدعا مین ہارج ہوگا چنانچہ اُس نے سوبی اسکی کو آسٹریا کی اعانت سے باز رکہنے کی بڑی کوشش کی - اوسنے اوسے سلطان کا بھیجا خط بہیجکر اطمینان کرادیا کہ ترک فتح آسٹریا کے بعد پولنڈ پر حملہ آور ہونیکا مطلقاً ارادہ نہین رکہتے - تم اس خوف سے آسٹریا کی رفاقت پر آمادہ نہ ہوجاؤ - تمہارے اصلی دشمن ترک نہین بلکہ یہی آسٹریا - جرمن ریاست برنیڈن برگ[۵۲] اور شمالی ہمسایہ روس تمہارے حقیقی اعدا ہین اور پولنڈ کو جب نقصان پہونچے گا انہی سے پہونچے گا - کیا تم کو یاد نہین کہ سینٹ گوتہرڈ کی لڑائی مین آسٹریا کو فرینچ فوج

---

[1] جرمنی قیصر ولیعہد کو اپنی حین حیات ہنگری یا اطالیہ کا بادشاہ بنا دیا کرتے تھے چنانچہ شاہ اطالیہ ہونا ولیعہد ہونیکے مترادف تہا - مؤلف ۱۲

۵۲ برنیڈن برگ پرشیا کا ایک صوبہ ہے مگر یہان مراد کل پرشیا سے ہے - شاہ پولنڈ نے لوئی کی نصیحت نہ مانی - اور آخر بعینہ ویسا ہی ہوا جیسے کہ اُس نے پیشینگوئی کی تہی - ریاست پولنڈ کو ان تینون ریاستون ہی نے دو دفعہ آپس مین تقسیم کرکے اوسکا نام صفحہ ہستی سے مٹا دیا - اور پول قوم کی آزادی کا خاتمہ کردیا - غدارون عہد شکنون اور بے ایمانون کا آخر یہی انجام ہوتا ہے مگر نشہ طاقت و تمارفت مین ایمانداری کی کوئی پروا نہیں کرتا اور آخر اوسکا خمیازہ اوٹہاتا ہے - مؤلف ۱۲

ہی۔ نے تباہی سے بچایا تہا۔ مگر اُس نے اس خدمت کا صلہ یہ دیا کہ فاتحین کو رسد تک نہ دی۔ جنمین سی سینکڑون بہوک سے مرگئی۔ اور بابعالی کو ہمیشہ فرانس کے برخلاف اُکساتا رہا۔ یہی صلہ تمکو ملیگا۔ لیکن لوئی کی تمام نصیحتین بیکار تہین۔ تعصب مذہبی نے سوبی اسکی کو نیک بد کے سوچنے اور مآل اندیشی سے معذور کر رکہا تہا۔ وہ ترکو کا فرون کی تباہ کرنے پر تلا ہوا تہا۔ اور اوسکی فوجین وائنا کی امداد کے لئے ڈبل کوچ کرتی چلی جا رہی تہین۔ کاشکے! آج سوبی اسکی ایک ساعت کیلئے زندہ ہوجائے۔ اور اوس جور وستم کو جو پولون پر ہو رہا ہے اپنی آنکہہ سی دیکہہ لے!!۔ *

ترکون نے وائنا اور اوسکے مضافات کو چارونطرف سی گہیر لیا۔ اونکے کیمپ کا دور ۱۹۔۲۰ میل سے کم نہ تہا یہ محاصرہ ۱۵۔ جولائی سے ۱۲ ستمبر ۱۶۸۳ء تک رہا۔ اور اس اثنا مین محصورین نے پوری داد شجاعت دی۔ ترکون کے توپخانہ اور سرنگ بازون نے شہر کے تقریباً تمام برجون اور فصیلون کو منہدم کر دیا۔ اور محصورین کی تعداد ترکون کے حملون کے روکنے اور اکثر خود باہر نکلکر ترکی خندقون اور سرنگون کو آگے بڑہنے سے روکنے کے لئے حملے کرنے مین بہت کم ہوگئی تہی۔

چالیس دن کے اندر محاصرین نے چالیس اور محصورین نے اونکے روکنے کے لئے دس سرنگین اڑائین۔ ترکون نے اٹہارہ دہاوے اور محصورین نے ۲۴ حملے کئے۔ ایک ایک انچ زمین پر دونون فریق کٹے مرتے تہے سب سے خونریز مقابلہ برج لیبل پر ہوا جسکی مٹی غنیم و دوست کے خون سے تر ہوگئی۔ اگست کے آخیر مین ترک آخر شہر کی خندقون تک پہونچگئے۔ اور ۴ ستمبر کو برج لوبرگ کے نیچے سرنگ اُڑائی گئی جس سی آدہا شہر لرز گیا اور فصیل مین بہت بڑا شگاف پڑگیا۔ ۱۰ ستمبر کو اسی موقعہ پر اور سرنگ اُڑائی گئی جس سی فصیل مین اتنا بڑا شگاف ہوگیا کہ سالم پلٹن ایک قطار مین ہوکر اُس مین داخل ہوسکتی تہی۔ اور شہر کو عام حملہ کرکے فتح کر لینے کا اب موقعہ تہا۔ بلکہ اگر مصطفے وہی طریقہ اختیار کرتا جو مراد چہارم نے فتح بغداد مین کیا تہا یعنے فصیل شہر مین ۴ ستمبر کو شگاف ہو جانے پر کل فوج کو عام حملہ کا حکم دیکر ہر روز اوسے جاری رکہتا تو شہر یقیناً دو چار روز مین فتح ہوجاتا۔ مگر اوس نمک حرام غدار نے طمع سے فوجکو آگے نہ بڑہنے دیا۔ وہ چاہتا تہا کہ محصورین تنگ و مایوس ہوکر خود ہی شہر اوسکے حوالہ کر دین تاکہ وہ وہان کی کل دولت و حشمت پر قابض ہوجائے۔ کیونکہ اگر سپاہی حملہ کرکے شہر کو فتح کرتے تو غنیمت اونکا حق ہوتا۔ بیت المال (یعنے وزیر) کو صرف پانچوان حصہ ملتا۔ ۱۰ ستمبر کو محصورین کی حالت ایسی مخدوش ہوگئی تہی کہ کونٹ سٹہر نبرگ نے مدد کے لئے قاصد پر قاصد ڈیوک لورین کو بہیجنے شروع کر دیئے۔ اوسکے سب خطوط کا مضمون یہی تہا "صاحب من۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو۔ ایک منٹ کا توقف نہ کرو" مگر مصطفے نے محصورین کے کامل انحطاط حتی کہ ۱۰ ستمبر کے شگاف سی بہی

فایدہ اُٹھانے کی کوشش نہ کی۔ ترکی فوج وزیر کی نالیاقتی۔ خودغرضی اور سرمستی سے تنگ آ کر چلا اُٹھی۔ وہ دیکھ رہے تھے کہ محصورین کی کمک کے لئے فوج چلی آ رہی ہے۔ مگر وزیر اپنی بیوقوفی سے فتح کا ایسا کامل یقین رکھتا ہے کہ ؛وس فوج کو روکنے کا کوئی انتظام نہین کرتا۔ حالانکہ اگر وہ اپنی بے انتہا فوج مین سے صرف چند دستے دریاے ڈینوب پر بھیجدیتا تو جان سوبی اسکی کمکی فوج لیکر اوسپر سے کبھی عبور نہ کرسکتا۔

سوبی اسکی اگست سے پہلے وطن سے روانہ نہ ہوسکا تھا۔ اور اس قدر توقف کے باوجود ۲۰ ہزار سے زیادہ فوج ہمراہ نہ لاسکا۔ مگر راستہ مین اُسسے ڈیوک لورین اور فرمانروایان بویریا و سکسنی و دیگر جرمن شہزادگان تقریباً ۵۰ ہزار تازہ دم فوج لیکر مل گئے۔ اور سوبی اسکی ستر ہزار فوج سے وائینا کے اوپر بمقام تُلم سے ڈینوب کو عبور کر آیا۔ یہان سے وہ کلمبرک پہاڑیون کے عقب کیطرف جو وائینا سے شمال مغرب مین ہین ہوگیا تاکہ ترکون کے پیچھے سے آ لے۔ وزیر نے سوبی اسکی کی کوئی پروا نہ کی۔ اور نہ اس دشوار گذار ملک مین سے جسمین سے اوسے لازمی طور پر گذرنا پڑتا تھا اوسکی پیش قدمی کو روکنے کا کوئی بندوبست کیا۔ اور وہ ۱۱ ستمبر کو کوہ کلمبرگ کی چوٹی پر پہونچگیا اُسکی حالات قلمبند کرنے والا مورخ مسمی کویر لکھتا ہے کہ ”اس پہاڑی کی چوٹی سے عیسائیون کو انسانی طاقت کی عظمت کا نہایت ہی خوبصورت اور ساتھ ہی نہایت ہی مہیب منظر دکھائی دیا۔ ڈینوب کے تمام جزیرے اور وائینا کا متصل وسیع میدان خیمون اور شامیانون سے ڈھنپا ہوا تھا جنکی عالی شانی اور زرق برق کو دیکھ کر یہہ گمان ہوتا تھا کہ یہ تفرج کنندگان کی فرودگاہ ہے نہ کہ نبرد آزماؤن کی۔ بے تعداد گھوڑے۔ اونٹ اور بیل تاتاریون کے دل بادل اور کلہم تقریباً بیس لاکھ انسان پہاڑ کے دامن مین اِدہر اُدہر چل پھر رہے تھے۔ محاصرین کی گولہ باری مسلسل اور نہایت سخت تھی۔ اور محصورین بھی تابمقدور جواب دے رہے تھے۔ الغرض وائینا کا خوبصورت شہر صرف منارون کی چوٹیون اور آگ و دہوئین سے پہچانا جاتا تھا“

سوبی اسکی ترکی کمپون کے بظاہر مہیب منظر سے ناواقف نہ تھا۔ مگر اوسکی عقابی نظر نے کمپ کی ترتیب کو دیکھتے ہی فوراً تاڑ لیا تھا کہ وزیر نالایق محض ہے۔ جس نے اپنے کمپ کو اچانک اور جہلک حملہ سے بچانیکے لئے خندقین وغیرہ تیار کرنے سے مطلقاً کوئی انتظام نہین کر رکھا تھا۔ اوسنے باواز بلند پکار کر کہا کہ ”یہ شخص بہت بری طرح سے مقیم ہے۔ وہ فن حرب مین ذرہ درک نہین رکھتا۔ ہم اوسے یقیناً شکست دینگے“ چنانچہ حملہ سے پہلی رات اپنی پیاری ملکہ کو جو اوسنے خط لکھا اوسکے چند الفاظ یہہ تھے ”یہ باآسانی سمجھہ مین آسکتا ہے کہ جس جرنیل نے اپنی فوج کی محافظت کے لئے کوئی خندقین و مورچے تیار نہین کئے اور نہ اپنی فوج کو مجتمع کرنے کی پروا کی ہے

بلکہ اس طرح سے خیمہ زن ہو کہ گویا مین ابہی سر پر کے فاصلہ پر ہون۔ اوسکی قسمت مین شکست مقدر ہو چکی ہے"۔

سوبی اسکی نے دوسرے دن (۱۲ ستمبر کو) حملہ کے لئے پہاڑی سے نیچے اترنے سے پہلے کلبرگ کے گرجہ مین تائید ربانی کی استدعا کے واسطے نماز ادا کی پیش امام پادری مارکو داڈیانو بنا جو قیصر کا خاص پادری تھا۔ نماز سے فارغ ہو کر شاہ پولنڈ نے اس واقعہ کی یادگار مین اپنے بیٹے جیمز کو نائیٹ کا مرتبہ دیا۔ اور پھر اپنی فوج کے افسرون کو مخاطب کر کے باواز بلند دل بڑہانے والی تقریر کی۔ اونکو خوزیم کی فتح یاد دلائی گئی اور کہا گیا کہ یہہ نہ سمجھنا کہ تم وائینا کو بچانیکے لئے لڑ رہے ہو۔ بلکہ خود اپنے دار الخلافہ وارسا و کراکو اور کل عیسائی دنیا کو کافرون سے محفوظ رکہنے کے لئے۔ تم اپنے دنیاوی پادشاہ کے لئے نہین بلکہ احکم الحاکمین کے راہ مین تلوار مار رہے ہو۔ اب بہادری دکہانیکا وقت پہونچگیا ہے۔ تقریر کے ختم ہونے پر اس امر کے نشان مین کہ پیش قدمی شروع کیجاے پانچ توپون کی شلک کی گئی۔ سوبی اسکی نے عیسوی فوج کی یمین کی۔ ڈیوک آف لورین نے یسار کی اور شاہ بویریا نے قلب کی کم   لی۔ ہونہار انیس سالہ شہزادہ یوجین لورین کے ماتحت تہا۔ پہاڑی سے اترتے وقت جس زمین سے سوبی اسکی نے گذرنا تہا وہ نالون اور مغاکون کی وجہ سے بہت ہی ناہموار تہی۔ اور فوج کے گذرنے کیلئے ایسی مشکل اور دشوار تھی کہ اگر وزیر اپنی فوج کے کچہہ حصہ کو لیاقت و سلیقہ کے ساتہہ مختلف ناکون اور ضروری موقعون پر مامور کر دیتا تو وہ بہت عرصہ تک پولون کو آگے بڑہنے سے روک سکتا تہا۔ کیونکہ یہہ امر ایک اور اوسکی حق مین تھا کہ سوبی اسکی جلدی کی وجہ سے صرف ہلکی توپین ساتہہ لا سکا تہا۔ مگر وزیر نے اس موقعہ پر بہی بدستور سابق کمزوری اور سستی ظاہر کی۔ اوسے پہلے تو یہی یقین نہ آیا کہ غنیم کلبرگ پر پہونچگیا ہے۔ اور جب آخر اس امر کا اوسے اپنی آنکھون سے دیکھنے پر یقین ہوا۔ اور جان گیا کہ عیسائی حملہ ہوا چاہتا ہے تو اوسنے اون درون پر قابض ہو جانے کا حکم دینے مین جنمین سے ہو کر پولون کو پہاڑی پر سے میدان مین اترنا تہا بہت دیر لگا دی۔ جس سے حملہ آورون کو بہت آگے بڑہ آنے کا موقعہ ملگیا۔ آخر مصطفے وائینا کے مقابل ینگچری فوج کا حصہ کثیر خندقون اور مورچون مین چہوڑ کر اور تیس ہزار عیسائی قیدیون کو جن مین سے زیادہ تر عورتین تہین قتل کرا کر باقیماندہ فوج کو لیکر پہاڑیون کیطرف جنسے عیسائی اتر رہے تہے بڑھا۔ عیسائیون کی فوج یسار نے سخت مقابلہ کے بعد موضع نسڈورف کو فتح کر لیا۔ اور دوپہر کے وقت سوبی اسکی نے میدان مین داخل ہو کر پولش فوج سواران کے ساتہہ ترکی سوارون کے مختلف دستون اور عثمانیہ فوج کے قلب پر حملہ کیا۔ ترک اون اون موقعون پر جہان

انہون نے سڑکون کے کچہہ حصے مورچہ بند کر لئے تہے۔ اب تک حملہ آورون کا مردانہ مقابلہ کرتے رہے تہے مگر جب سوبی اسکی بجلی کیطرح قلب لشکر مین دہس آیا تو سلیم غوری اوسے پہچانتے چلا اُٹھا " شاہ پولنڈ سچ مچ ہمارے سر پر آ پہونچا ہے"۔ یہ کہکر اوسنے گھوڑے کو ہمیز لگا راہ فرار اختیار کی۔ اور اوسے دیکھکر دوسری فوج کا بہی حوصلہ پست ہوگیا۔ اور وہ میدان چہوڑ کر بھاگ گئی۔ الغرض عیسائیون کی فوج ہمین کے ایک ہی ہلہ مین شام کے سات بجے تک میدان صاف ہوگیا اور وائینا کی خلاصی ہوگئی۔ دس ہزار سے زیادہ ترک اس معرکہ مین کام آئے۔ مگر یہ ابہی اصل فتح کی تمہید تہی✝۔ ہزارہا ترکی خیام ابہی سامنے کے میدان مین حد نظر تک پہیلے ہوئے تہے۔ اور ترکی باتریان شہر پر ابہی برابر گولہ باری کر رہی تہین۔ فاتح سالار نے پہلی فتح کے بعد تمام افسرون کو اس مشورہ کے لئے طلب کیا کہ سپاہیون کو آرام دینے کے لئے آیا لڑائی کو صبح آیندہ پر ملتوی کر دیا جائے یا وہ جاری رکہی جائے۔ کہ اتنے مین ایک قاصد خبر لایا کہ ترک کمپ چہوڑ کر سراسیمہ وار بہاگے چلے جا رہے ہین۔ اسپر فی الفور آگے بڑہنے کا حکم دیا گیا اور یہہ خبر درست پائی گئی۔ البتہ وہ ینگچری جن کو مصطفے نے شہر کے مقابل چہوڑا تہا ثابت قدم رہے۔ اونپر اب ایک طرف سے سوبی اسکی نے اور دوسری طرف سے محصورین نے حملہ آور ہوکر سب کو تہ تیغ کر دیا۔ اور کل کمپ مع سامان حرب و ضرب فاتحین کے ہاتھ آیا۔

ایک عیسائی مورخ اس لڑائی کے متعلق یہ عجیب روایت لکہتا ہے کہ پہلی لڑائی کے بعد جب سوبی اسکی اپنے افسرون سے مندرجہ بالا مشورہ لے رہا تہا تو وہ قرہ مصطفے کو اپنے خیمہ مین بڑے استغنا سے بیٹہا ہوا چاء پیتا دیکھکر بگڑ گیا۔ اوسنے خیال کیا کہ وزیر مجہے چڑا رہا ہے۔ اس سے غصہ مین آکر اوسنے اوسیوقت کمپ پر حملہ کر دیا اور کل فوج کو بہگا دیا۔ مگر تحقیق یہی ہے کہ دوسرے ہلہ مین لڑائی تک نوبت نہ پہونچنے پائی۔ ترک پہلی شکست ہی سے حوصلہ ہار گئے تہے۔ اور اوسی بدحواسی مین خود بخود کمپ کو چہوڑ گئے۔ فاتحین کو تین سو وزنی توپین پچیس ہزار خیمے بیشمار مرصع اسلحہ۔ کل جنگی خزانہ جسمین ۲۰ لاکھ فلورن نقد تہے۔ صرف وزیر کے شامیانہ سے چار لاکھ فلورن نقد نو ہزار بارود کی گاڑیان۔ ایک لاکہ بیل۔ بارہ تیرہ ہزار من بارود۔ اور کل نقد ہی ڈیڑہ کروڑ فلورن دستیاب ہوئی۔ مفرورین بہاگتے وقت اپنے اسلحہ اور جہنڈون کو بہی پہینک گئے۔ مصطفے

✝ کریسی صاحب نے اس لڑائی کا حال بہت ہی مجمل لکہا ہے اور وہ اس پہلی شکست کو قطعی شکست سمجہتے ہین حالانکہ یہہ کسی قدر درست نہیں جیسا کہ ناظرین کو مندرجہ بالا تحریر سے معلوم ہو جائے گا۔ مؤلف ۱۲

صرف علم محمدی کو بچا کر لے گیا۔ شاہ پولنڈ کو غنیمت مین سے چار لاکھہ فلورن ملے۔ فتح کے بعد اوس نے اپنی انیس و محرم ملکہ میری اٹ کو بڑی خوشی سے کل حالات تحریر کر کے غنیمت کی مقدار عظیم پر بڑا فخر ظاہر کیا۔ دوسرے دن جان سوبی اسکی نے بکر و فر شاہانہ شہر مین داخل ہوکر نماز شکرانہ ادا کی۔ سر کونٹ سٹہرنبرگ نے وزیر کے عالیشان خیمہ مین شاہ سے ملاقات کی اور اوسے شہر کا نجات دہندہ کہکر مخاطب کیا۔ اس شکست سے نہ فقط مصطفے کے تمام ہوائی منصوبے جو بقول مورخ کانتی مر دہ جرمن و پولنڈ و آسٹریا کو فتح کر کے وہان اپنی شہنشاہی قایم کرنے اور ابراہیم پاشا حاکم بودا کا جسے فوج پر بہت اقتدار حاصل تہا موقوف بند کرنیکے لئے ہنگریا کا بادشاہ بنا دینے کے متعلق اپنے دماغ مین تیار کر رہا تھا خاک مین مل گئے۔ بلکہ کل یورپ مین گھر گھر گھی کے چراغ جلائے گئے اور کل عیسائیون کو یقین ہوگیا کہ سلطنت عثمانیہ اب چند دنون کی مہمان ہے۔ قیصر لیو پولڈ ۱۴ ستمبر کو وائینا مین داخل ہوا۔ مگر بہادر کمانڈرون کا شکریہ ادا کرنے کی بجائے وہ اونسے دربار آسٹریا کے آداب و قواعد کے مطابق کمال سرد مہری اور بڑی بے اعتنائی سے پیش آیا تاہم شاہ پولنڈ خدمتگذاری پر ثابت قدم رہکر مفرور ترکون کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ وزیر نے خود پرستی کے نشہ سے بیدار ہوکر ترکی کا راستہ لیا اور راب جا کر اپنی بقیۃ السیف فوج کو درست کیا۔ وہان سے اوسنے بودا کا رخ کیا اور راستہ مین صوبہ سٹیریا کے قصبہ للن فلڈ پر حملہ کیا اور جب اُسے فتح نہ کر سکا تو اوسکا غصہ جنوبی سٹیریا کے علاقہ کو برباد کر کے نکالا۔ دریائے ڈنیوب کو اوسنے بمقام پارکن کشتیون کا پل بناکر عبور کیا۔ سوبی اسکی بہی برابر تعاقب کئے چلا آرہا تہا۔ اس مقام پر فریقین مین سخت لڑائی ہوئی جسمین گو ترکون کے آٹھ ہزار آدمی ہلاک و غرق ہوئے۔ مگر شاہ پولنڈ کو بہی جواب ترکون کو بالکل بے حقیقت سمجھنے لگ گیا تہا ایسا سبق ملا کہ آیندہ کے لئے اوسے ترکون کو پھر ذلیل سمجھنے کی جرات نہ رہگئی۔ اور اوسنے حزم و احتیاط سے کام لینا شروع کر دیا۔ پارکن کے بعد سوبی اسکی نے مشہور قصبہ گران کا محاصرہ کیا۔ اور وہان کی فوج نے قلعہ مذکور کا خود بخود قبضہ دیدیا۔ وزیر نے اون تمام افسرون کو جنہون نے معاہدہ حوالگی قلعہ پر دستخط کئے تہے قتل کرا دیا۔ اور اپنی نکبتون کا الزام ماتحت جرنیلون پر تہوپ کر اونہین اور نیز الزام دینے والون کو قتل کرا دینے کا ارادہ کر لیا۔ فوج اس سراسیمگی اور بے ترتیبی سے پیچھے ہٹ رہی تہی کہ گویا وہ اپنے سایہ سے بھی کانپ رہی ہے۔ ترکون کی بے رعبی کا یہ عالم ہو رہا تہا کہ قرہ مصطفے نے جب ایک یہودی قاصد کے ہمراہ حفاظت کے لئے چند سوار بلگریڈ کو بہیجنے چاہے تو اُس نے جواب دیا۔ "مجھے پہرہ کی کچھہ ضرورت نہین مین ٹوپی کو جرمنون کی طرح پہن

لو نگا۔ اور کوئی ترک مجہے چہونیکی جرأت نہ کریگا۔" +

شکست وائینا کی خبر جب قسطنطنیہ پہونچی تو وزیر کے مخالفون کو اوسکے برخلاف سازش کرنیکا موقعہ ملگیا اور خواہان صلح جماعت کی چڑہ مچگئی مصطفے بلگریڈ پہونچکر اپنے ماتحتون کو قتل کرانے کی فکر مین تہا کہ سلطان محمد نے شکستون سے برافروختہ ہوکر اپنے گرینڈ چیمبرلین کو وزیر کا سر قلم کرلانیکا حکم دیکر بلگریڈ روانہ کردیا اور منحوس ۱۶۸۳ء کے ختم ہونے سے پہلے چیمبرلین نے حکم کی تعمیل کرکے وزیر کا سر نقرئی قاب مین سلطان کے سامنے پیش کردیا۔ +

مقتول وزیر کی جگہ قائم مقام ابراہیم پاشا مقرر کیا گیا جس نے اس عہدہ کو ایسے خطرہ کے وقت جبکہ کل یورپ ترکون کا دشمن ہو رہا تہا بڑے زور سے منظور کیا۔ اور گو اوسنے میگزینون کو پہر معمور اور تازہ فوج تیار کرنے مین بڑی سرگرمی سے کوشش کی۔ مگر مخالفین کی سلسلہ فتوحات مین کوئی رکاوٹ نہ پیدا ہوسکی۔ وائینا کے محاصرہ ثانی سے کل عیسائی طاقتون کو اپنی اپنی جگہہ ترکون سے خطرہ پیدا ہوگیا تہا۔ اور لیوپولڈ نے اس مشترکہ اندیشہ سے اون سب کو "اتحاد مقدس" مین شامل کرکے ترکون کے برخلاف متفق کردینے کا فائدہ اٹہایا۔ پولنڈ پہلے ہی تہا اب وینس اور روس بہی اس غرض کے لئے آسٹریا کے ساتہہ شامل ہوگئے اور انہون نے ٹرکی کے برخلاف جنگ کا اعلان کردیا۔ لیوپولڈ نے روسیون کو خود ہتیار بہیجکر بحیرہ اسود کے راستہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہونے کی پٹی پڑہائی۔ اور کہلا بہیجا کہ یونان اور ایشیا تمہارے منتظر بیٹہے ہین بابعالی کو اس وقت بالکل یکہ و تنہا تہا۔ فرانسیسیون سے کچہہ امید ہوسکتی تہی۔ مگر بحری قزاقون کی طفیل پہر اون سے کہٹ پٹ ہوگئی ہوئی تہی۔ +

سنیٹ وِنسنٹ[1] کی بحری جنگ۔ نائیٹان مالٹا و ریاست ہائے اٹلی سے اتحاد ہوجانے سے ٹرسیولی گوسٹا وپلرمو کے قریب ڈچ بیڑہ پر فتوحات پانے اور بالخصوص بابعالی سے مجدداً امتیازات حاصل ہونیکے وقت سے بحیرہ روم پر فرانسیسی اقتدار غالب آگیا تہا۔ مگر ایک خلش (بحری قزاقی) بدستور باقی تہی۔ بربری قزاقون نے ۱۶۷۲ء کی لڑائی سے فائدہ اٹہا کر معاہدون کی پہر خلاف ورزی شروع کردی۔ سلطان نے اونکو بہتیرا سمجہایا کہ ٹرکی کے دوست فرانس کے جہازون کی حرمت کرو۔ لوئی نے بیفائدہ اونکو بالکل برباد کردینے کی دہمکیان دیں وہ اپنی کرتوتون سے باز نہ آئے۔ بلکہ پراونس کے ساحل پر سے بہی فرنچون کو اٹہا لیجاتے۔ اسپر اونکی کامل تباہی کا فیصلہ کرکے فرانسیسی بیڑون کو اس کام پر مامور کیا گیا۔ اور فرانسیسی امیر البحر کی ایک کارروائی

[1] جزائر غرب الہند کا ایک جزیرہ جو انگریزون کے ماتحت ہے۔

سے ٹرکی اور فرانس مین پہر بگاڑ کا احتمال ہوگیا۔ اوسے طرابلس والون کے آٹھہ جہازون کا تعاقب کرتے
ہوئے معلوم ہوا کہ وہ جزیرہ ساؤس کے بندرگاہ مین پناہ گزین ہوئے ہین۔ اونپر حملہ کرنیکے لئے وہ ۱۶۸۱ء مین بندر
مذکور مین داخل ہوگیا۔ ترکی کمانڈر نے اوسے سلطانی علاقہ کی حرمت کو نیکا حکم دیا۔ اور جب اوسنے انکار کیا تو فرانسیسی
جہازون پر گولہ باری کی۔ امیر البحر نے اسپر گولہ باری کرکے قلعہ کو منہدم کر دیا۔ اور خود شہر کا بھی کچھہ حصہ اور دو مسجدین
گولیون سے گر گئین جب نوبت یہانتک پہونچ گئی تو خود باشندگان شہر نے اوس سے گولہ باری بند کرنیکی
التجا کی۔ اور کہا کہ اس معاملہ پر سلطان سے استصواب کر لو۔ امیر البحر نے اونکی درخواست قبول کر لی۔ سلطان نے
قپودان پاشا کو ہمہ گیلی دیکر موقعہ پر بہیجدیا۔ فرنچ امیر البحر نے اوسے کہا کہ اگر تم قزاقون کو فرانس کی متابعت قبول
کرنے معاہدات کی تعمیل کرنے اور فرانسیسی اسیرون کے واپس کر دینے پر مجبور نہ کروگے تو مین اونکی آٹھون
جہازون کو قصبہ ساؤس اور عثمانیہ بیڑہ سمیت جلادونگا۔ قپودان پاشا نے اس معاملہ کو صلح و آشتی سے طے کرنا
چاہا۔ مگر سلطان مساجد کے انہدام سے نہایت برافروختہ ہو رہا تہا۔ اوس نے صاف کہدیا کہ اگر فرانس نے
اسکی تلافی نہ کی تو مین اسکا عوض لیکر چھوڑونگا۔ فرنچ سفیر اسوقت مارکویس گلرگس تہا جو ۱۶۷۸ء مین نوئیل
کے بعد مقرر ہوا تہا۔ اور تاریخ تقرر سے اوس وقت تک وزیر سے سفرا کے طریقہ تعظیم پر جھگڑ رہا تہا۔ وزیر اعظم
نے اوسے بلا کر کہا کہ تمہاری اور کل فرنگیون کی جان صرف اسی طرح بچ سکتی ہے کہ مساجد کے ہرجانہ مین کثیر رقم
ادا کرو۔ سفیر نے جواب دیا کہ سلطان منصف مزاج بادشاہ ہے اور میرا آقا زبردست فرمانروا ہے۔ اسلئے مجھے
اپنی اور اپنے ساتھیون کی سلامتی کا کوئی اندیشہ نہین مین ایسی دستاویز پر کبھی دستخط نہین کر سکتا جس مین میرے
آقا کی طرف سے معذرت اور نقد ہرجانہ کی ادائیگی کا اقرار ہو۔ اسپر وزیر نے اوسے یدی قلہ مین قید کرنے کی دہمکی دی تو اوسنے
جواب دیا کہ اگر مین ایک دفعہ وہان داخل ہوگیا تو جبتک میرا بادشاہ خود آکر دروازہ نہ کہولے مین باہر نہین نکلونگا
اس دہمکی سے ڈر کر وزیر نے اوسے اپنے ہی ایک کمرہ مین نظربند کر دیا۔ مگر تھوڑا ہی عرصہ بعد فرنچ امیر البحر
دس جنگی جہاز لیکر ڈارڈنیلز پر پہونچگیا۔ اور بابعالی کو اطلاع دی کہ اگر سفیر کو کچھہ ایذا پہونچائی گئی یا مسئلہ تعظیم کا
تصفیہ فرانس کے حسب مراد نہ کیا گیا تو مین جبراً داخل ہوکر سفیر کو قسطنطنیہ سے لیجاؤن گا۔ یہہ پیغام ملنے پر وزیر
نے گلرگس کو صلاح دی کہ وہ محض اپنی طرف سے سلطان کو نذرانہ دیکر متنازعہ مساجد کا تصفیہ کر دے۔ اوس نے
اسکو قبول کر لیا۔ کیونکہ گورنمنٹ فرانس نے جسے ان معاملات کی خبر نہ تہی امیر البحر کو فوراً بحیرہ مجمع الجزائر
سے دوسری جگہہ جانے کا حکم بہیجدیا تہا۔ کئی مہینون تک نذرانہ کی مالیت پر جھگڑا ہوتا رہا۔

آخر اوسنے پندرہ ہزار لیور[1] مالیت کی جواہرات و دیگر سامان سائو کے معاملہ کا ذکر درمیان لانے کے بغیر محض اپنی طرف سے پیش کئے اور اسکے معاوضہ مین مسئلہ تعظیم کا تصفیہ حسب خواہش کرالیا۔ اور فرنچ تجار اور پادریون کے متعلق بہی اپنے مطالبات کے مطابق فرمان حاصل کرلئے۔ بابعالی نے اس حقیری تلافی کو خوب لون مرچ لگاکر مشتہر کیا۔ سرکاری اعلان کے الفاظ یہہ تہے "یہ ایک نہائت شاندار کارروائی ہوئی ہے جسکا ذکر لوگ کمال انبساط سے کرتے ہین۔ اسکی خبرین ایران۔ آرمینیا اور ہند مین مشتہر ہوگئی ہین۔ اور ہمارے دوستون۔ باجگزارون۔ اور کل مسیحی طاقتون کو اسکے متعلق اطلاع دی گئی ہے دیگر سفراء نے جیسی اس دفعہ فرنچ سفیر کی مخالفت کی ہے پہلے کبہی نہین کی تہی۔ وینس۔ ہالنڈ اور کل دیگر یورپین ریاستون نے سلطان المعظم کو فرانس کے مخالف بنانے مین بڑی کوشش کی۔ مگر دانا و مدبر وزیر نے سفیر کے تلافی کردینے کو کافی تصور کیا ہے" +

فرنچ امیر البحر اہالی الجیریا کی سرکوبی کے لئے فرانس کو واپس بلایا گیا تہا۔ وہ سولہ جنگی جہاز۔ پندرہ گیلی اور پانچ بمب کے گولے جلانے والے جہاز لیکر الجیرز پہونچا۔ اور کئی دن تک اوسپر گولہ باری کرتا رہا۔ مگر موسم کی خرابی کی وجہ سے واپس چلا آیا۔ دوسرے برس وہ پہر حملہ آور ہوا۔ اور کامل دو ماہ گولہ باری کرکے شہر کو تقریبًا منہدم کردیا۔ باشندگان شہر نے گہبراکر صلح کی التجا کی۔ فرنچ امیر البحر ڈوکسنی نے یہ شرائط پیش کین۔ وہ کل عیسائی قیدیون اور اون توپون کو جو فرنچ جیجیری مین چہوڑ گئے تہے واپس کردین۔ اور بارہ لاکھ پیاسٹر بطور تاوان جنگ ادا کرین۔ اسپر معززین شہر کی نیابت پیرس کے مضافاتی قصبہ ورسیلز جاکر جو شاہان فرانس کا مسکن تہا ۴-اپریل ۱۶۸۴ء کو لوئی چہاردہم کی خدمت مین حاضر ہوئی۔ اور معافی مانگ کر آیندہ کے لئے تمام معاہدون اور امتیازات کی جو فرانس اور ٹرکی مین ہوچکے تہے تعمیل کرنے کی حلف اوٹہائی اور ڈوکسنی الجیریا سے طرابلس کو روانہ ہوگیا جسپر ۱۶۸۶ء مین اوسنے پانچہزار گولے برسائے۔ ٹیونس نے ہمسائیون کے حال سے عبرت حاصل کرکے پہلے ہی صلح کی درخواست کردی اور اوسکی ایمانداری سے نگہداشت کی۔ اس اثنا مین ایک دوسرے فرانسیسی بیڑہ نے مراکو کے تمام بنادر کی ناکہ بندی کرکے اوسکے بیڑہ کو ایسا نقصان پہونچایا کہ سلطان مراکو نے تجارتی و دوستانہ معاہدہ کرنے کے لئے لوئی کے پاس سفارت بہیجکر اپنی خلاصی کرائی۔ شمالی افریقیہ سے فارغ ہوکر فرانس اونکے معاونون کی طرف متوجہ ہوا جنمین سب سے بڑہ کر اہالی

---

[1] فرانس کا پرانا سکہ جو ۱۸½ سینٹ یعنی تقریبًا ایک شلنگ کے برابر ہوتا تہا۔ مولف ۱۲

جنوا تھے۔ وہ قزاقون کے پاس جہاز مکمل کر کے بیچا کرتے تھے۔ فرانسیسی بیڑون نے جنوا کو گولہ باری سے برباد کر کے بحیرہ روم مین فرانسیسی اقتدار کو بخوبی قایم کر دیا۔

کفار کی فتوحات اور سلطان محمد کی معزولی۔

الغرض ٹرکی کے اپنے واحد دوست فرانس سے بھی ایسی عمدہ صفائی نہ تھی کہ آسٹریا و پولنڈ کے علاوہ روس اور وینس نے بھی اعلان جنگ کر دیا۔ عیسائی طاقتون کا یہ "مقدس اتحاد" یا "مقدس جنگ" پوپ کے زیر حمایت سنہ ۱۶۹۹ع تک جاری رہا۔ اور اس مین ریاست وینس نے ایسی جوانمردی دکھائی جسکی اوس سے مطلقاً امید نہ تھی۔ اوسنے کئی ہزار جرمن فوج مین بھرتی کر کے موروسینی اور ایک سویڈش افسر کونٹ کوئس مارک کو فوج کا افسر مقرر کیا۔ چوطرفہ نرغہ مین مبتلا ہو جانے پر باب عالی نے فرانس سے گٹھنے کی کوشش کی۔ فرانسیسی سفیر کی بڑی خاطرین ہونے لگین اور تجارت۔ مقامات متبرک اور مشنون کے متعلق اوسکی جتنی فرمائشین تھین اون سب کو پورا کیا گیا۔ مگر وضعداری ایسے بادشاہ سے جس نے حال ہی مین الجیرز اور طرابلس پر گولہ باری کی تھی۔ کھلم کھلا اتحاد کی درخواست کرنے سے مانع تھی۔ اسلئے باب عالی نے صرف اُسے بیچ بچاؤ کرا دینے کے لئے کہنے پر کفایت کی۔ دوسری طرف لوی کو بھی یہ امید تھی کہ لیوپولڈ نرمی و آشتی سے راٹسبان کے عارضی معاہدہ کو دیرپا عہدنامہ بنا دیگا۔ اور اسلئے وہ ترکون کی علانیہ امداد کرنے کی جرأت نہین کر سکتا تھا کہ لیوپولڈ ہاتھ سے نہ اکھڑ جائے۔ اس لئے اوسنے صرف پولون کو مخالفت سے باز آجانے اور اہالی ہنگری کو بغاوت پر قایم رہنے کی نصیحت کرنے پر کفایت کی۔ ان غلط چالون کا پہلے تو یہہ نتیجہ ہوا کہ ترکون پر سے چوطرفہ حملے ہو گئے اور اونکو جا بجا شکستین اُٹھانی پڑین۔ اور پھر لوئی کو بھی مندرجہ بالا توقع سے مایوس ہو جانے پر آخر کار خود ہتھیار اُٹھانے پڑے۔ مگر اُس وقت جبکہ اوسکے رفیق نے متواتر زکین اُٹھانے کے بعد آسٹریا سے صلح کی التجا کر دی تھی۔

مقدس اتحاد کے ہوتے ہی ڈیوک لورین نے ہنگری پر۔ وینس نے موریا اور ڈلمیشیا پر اور پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ کر دیا۔ اور باب عالی کو اس تہرے حملے کو روکنے کے لئے تین علیحدہ علیحدہ فوجین جنہین بعد المشرقین تھا میدان جنگ مین بھیجنی پڑین۔ ڈیوک نے ہنگری کے قصبہ وسی گراد کو لیکر چند دن کے بعد جانگداز معرکہ سے ویزن کو فتح کر لیا۔ اور تھوڑا عرصہ بعد پستھ کی فوج نے حملہ آورون کے سامنے ہتھیار رکھدیئے۔ مقام سینٹ اینڈری کے قریب ترکون کو دوبارہ شکست ملی اور وہ بودا کو ہٹ گئے۔ جہان ابراہیم پاشا نے آسٹریون کا بہادرانہ مقابلہ کر کے اونکی پیشقدمی

مین رکاوٹ پیدا کردی۔ اور آخر محاصرین کو بے نیل مرام محاصرے سے ہاتھ اُٹھانا پڑا۔ ترکی محصور فوج نے رسول مقبول (صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی تائید غیبی کو اپنی مخلصی کا باعث قرار دیا۔ کیونکہ انہون نے بزعم خود دو دفعہ حضرت سرور کائنات (صلعم) کو شہر کی فصیلون پر نماز فجر کے وقت ٹہلتے ہوئے دیکھا تھا۔ ایک طرف ابھی بودا کا محاصرہ قائم تھا کہ ڈیوک لورین نے سرعسکر سلیمان پاشا کو سخت شکست دی۔ اور اُسی کے قریب جرنیلان ٹرانٹ منس ڈورف اور لسلی فاتحان گورنران بوسینیا و کروسکا نے صوبہ کروشیا مین ویرو وزا اور کئی دیگر قلعجات ترکون سے فتح کر لئے۔ یہ کل واقعات ۱۶۸۳ء مین ہی گذرے۔

دوسرے برس ترکون نے ویزن کو پھر فتح کر لیا۔ لیکن راآب اور وسی گراد کو نہ لے سکے۔ رومیلیا کا بیلربے اسمٰعیل پاشا اس سال کی مہم کا سرعسکر تھا۔ اوسکی استروی جرنیل ہاسلر کے سامنے کوئی پیش نہ گئی اور اُسے پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ ۱۶۸۵ء مین ڈیوک آف لورین نے پہلے قلعہ گران کے گرد سے ترکون کا محاصرہ اُٹھا کر ہنگری کے مشہور و مضبوط مقام نوحسل کو حملہ کر کے بزور شمشیر فتح کر لیا۔ دوسری طرف کونٹ ہربرسٹین نے علاقجات لکا۔ کاربیوی۔ اور وادی اُڈونیا کو تاخت و تاراج کیا اور جنرل لسلی نے اسیک کو جلا کر خاکستر کر دیا۔ آخر کار اسی سال کے محاربہ مین ترکون کو مقامات ویزن اور نووی گراد چھوڑ کر پیچھے ہٹ آنا پڑا۔ اور تکلی بھی جنرل شولز سے شکست کھاتا ہوا پیچھے ہٹ آیا جس پر وزیر اعظم نے خفا ہو کر اوسے یدی قلہ مین قید کئے جانے کے لئے قسطنطنیہ بھجوا دیا۔ ✤

آسٹریا کی طرح وینس کی حقیر و کمزور جمہوری ریاست کو بھی اپنے قابل جرنیلون کی طفیل ڈلمیشیا اور موریا وغیرہ مین کچھ کم کامیابی نہ ہوئی۔ ریاست مذکور کے ایک کمانڈر کو گو مقام سائین[1] کے محاصرہ سے دست بردار ہونا پڑا لیکن تاہم ڈلمیشیا۔ البانیا۔ اور موریا کے کوہستانون کے عیسائی باغی ہو کر ونیشئون کے ساتھ مل گئے اور انہون نے اپنے علاقون کے ترکی گورنرون کے سر کاٹ کر وینس کو بھجوا دیئے۔ اور جزیرہ سنٹا مورا اور پریویزا عیسائیون کے قبضہ مین آگئے۔ ۱۶۸۵ء مین اوسی موروسینی نے جسکی وزیر احمد نے کینڈیا مین جان بخشی کی تھی موریا کے مشہور قصبہ کرون کا محاصرہ کیا اور جو فوج اوسکی کمک کے لئے آئی تھی اوسے پسپا کر کے مقام مذکور کو فتح کر لیا وہان کی غنیمت سے اوس نے ایک علم اور دو دُم دار جھنڈے سینٹ کو بھیجے جو بطور نشان فتح وینس کے بڑے گرجہ مین لٹکائے گئے۔ اسکے بعد اوسنے صوبہ مذکور کے عیسائی باغیون کی امداد سے زرناٹا۔ کالاماٹا۔ اور دیگر قلعون

[1] یہ شہر صوبہ ڈلمیشیا کے شمالی حصہ مین واقع ہے۔ صوبہ مذکور بحیرہ ایڈریاٹک کے مشرقی ساحل پر واقع اور اب آسٹریا کے ماتحت ہے۔ ۱۲ مولف

کو فتح کرکے موریا سے براہ سمندر روانہ ہوکر البانیا پر حملہ کیا۔ دوسرے برس جرنیل کونگز مارک بہی موروسنی کو آملا۔ اور ان دونون نے قصبات نوارینو۔ مودون۔ ناپولی دی رومینیا۔ آرکیڈیا۔ پطراس۔ لیپانٹو۔ کارنتہہ مسیطرا۔ اتہنز وغیرہ کو فتح کرکے یونان کے حصہ کثیر پر تصرف کرلیا۔ اتہنز کے بندرگاہ پائیرس کی بڑی دروازہ برجو دو شیر ببر سنگ مرمر کے نصب تہے وہ وہان سے اکہیڑ کر وینس کو بہیجدیئے گئے۔ اور وہان اسلحہ خانہ کے دروازہ پر کہڑے کردیئے گئے۔ اور اس فتح کے صلہ مین موروسنی کا مجسمہ بہی دار الوکلا کے ایوان مین رکہا گیا اور اوسپر یہ عبارت کندہ کی گئی "سینٹ کیطرف سے موروسنی کی خدمات کے اعتراف مین۔ اس مجسمہ کو سنہ ۱۶۸۶ع مین پیلو نونی سیارک نے اصل سے تیار کیا"۔

پولنڈ کی سرحد پر البتہ ترکون کو ایسے نقصان نہ اُٹہانے پڑے۔ سوبی اسکی نے قسطنطین کانٹی مر حاکم مالڈیویا کو اپنے ساتہہ ملانے کی بہت کوشش کی۔ اور جب اوسکے انکار سے برافروختہ ہوکر سوبی اسکی اوسپر چڑہائی کی تو یا جو کے مقام پر اوس سے شکست فاش کہائی۔ اسکے بعد سرعسکر سلیمان پاشا نے شاہ پولنڈ کو پے درپے چند ہزیمتین دین۔ اس کارگذاری سے خوش ہوکر محمد چہارم نے اُسے ابراہیم کی جگہہ وزیر اعظم بنادیا مگر جس امید سے اوسکو وزیر اعظم بنایا گیا تہا وہ پوری نہ ہوئی۔ اوسنے مستعدی اور سرگرمی تو بہت دکہائی۔ لیکن عیسائی سپہ سالار ڈیوک لورین کی قابلیت اور مہارت جنگی کو نہین پہونچتا تہا اس عیسائی ڈیوک کے ماتحت ۹۰ ہزار جرار فوج تہی۔ اور یورپ کے کل ممالک کے فوجی افسر اوسکی ماتحت جنگی فن کی تکمیل اور اوس سے اکتساب فیض کے لئے اوسکے پاس جمع تہے۔ اوسکے سٹاف مین جرمن۔ فرنچ۔ انگریز۔ ہسپانوی اور اطالین اُمرا موجود تہے۔ اور وہ ایسے نامور کے زیر کمان لڑائی کرنے کو اپنے لئے بڑا فخر سمجہتے تہے۔ ۱۸۔ جون سنہ ۱۶۸۶ع کو ڈیوک کے ماتحت آسٹریون نے دوسری دفعہ بوڈا کا جو ہنگری مین ترکون کا مضبوط ترین حصن حصین تہا۔ افتاب اوسکا دار الخلافہ ہے محاصرہ شروع کیا۔ وہان کے ترکی گورنر عبدی پاشا نے اطاعت قبول کرنے سے انکار کرکے عیسائیون کے دو زبردست حملون کو نہایت مردانگی کے ساتہہ پسپا کیا۔ مگر ۲ ستمبر کو تیسرے حملہ مین تمگاف فصیل پر چار ہزار جان نثارون کے ساتہہ شہید ہوگیا۔ اور عیسائیون نے شہر مین داخل ہوکر وہان کے ایک مکان کو ایستادہ اور ایک مسلمان کو زندہ نہ رہنے دیا۔ بوڈا جو اسلامی ممالک کی سد سکندری اور عثمانیہ سلطنت کی کلید تہا ۱۴۵ برس سے ترکون کے قبضہ مین رہا تہا۔ اسکے فتح ہوتے ہی بیشمار دیگر مقام عیسائیون کے تصرف مین آگئے۔ اور سلیمان پاشا نے موسم زمستان بسر کرنیکے لئے بلگریڈ کو ہٹ کر صلح کے لئے سلسلہ جنبانی کی مگر اوسے جلد معلوم ہوگیا کہ سخت

ذلت بخش شرائط مانے بغیر صلح نہین ہوسکتی۔ اوسپر اوسنے عیسائیون کے برخلاف پہر غزا کرنے کیلئے دگنی سرگرمی سے تیاریان شروع کردین۔ سلطان نے جنگی مصارف کے لئے سلطنت کے باشندون پر چندہ لگایا اور مثال نیک قایم کرنیکے لئے سب سے اول اپنے ذاتی خزانہ سے پانسو کیسۂ زر چندہ مین دیے۔ آخر وزیر نے ۷۰ توپین ۔ ۶۰ ہزار فوج جمع کرکے بلگریڈ سے پیشقدمی شروع کی۔ مہاٹس کے قریب وہ عیسائی لشکر سے دوچار ہوا۔ اس مقام پر جہان سنہ ١٥٢٦ء مین سلیمان نے عیسائی لشکر کو پامال کرکے ترکی شجاعت کا سکہ تمام عالم مین بٹہا دیا تہا فریقین مین سخت خونخوار لڑائی ہوئی۔ مگر اس دفعہ نتیجہ عین برعکس ہوا۔ ترکون کو کامل زک ملی۔ اونکے بیس ہزار آدمی قتل ہوئے اور کل توپین اور سامان عیسائیون کو غنیمت مین ملا۔ یہ مہیب معرکہ باختلاف روایت ۴ یا ١٢[1] اگست سنہ ١٦٨٧ء کو وقوع مین آیا۔ اس ہزیمت سے ترکون کی کمر ہمت بالکل ٹوٹ گئی۔ انہون نے ایک والیو۔ اور جنوبی ہنگری و صوبجات سلیوونیا و یالوٹ کے ۳۴ دیگر مضبوط قلعے اور صوبہ کروشیا کی کئی مقام خود بخود ترک کردیئے ۔ اور کل ہنگری اور ٹرینسلونیا پر آسٹریا کا کامل تصرف ہوگیا۔ اسیوقت دوسری طرف روس نے تاتاریون پر حملہ کردیا۔ اور شاہ پولنڈ نے مالڈیویا پر حملہ آور ہوکر اوسے تاخت و تاراج کردیا۔ اور جب تک قحط نے مجبور نہ کیا اوسے خالی نہ کیا۔ دوسرے برس (١٦٨٨ء) اوسنے کامی نیک کا محاصرہ کیا۔ مگر جب ترک اور تاتاری فوج بیکران بیکر کمک کو آپہونچے تو اوسے محاصرہ چہوڑکر واپس ہٹ جانا پڑا۔

فرانسیسی سفیر گلرگس ١٦٨٥ء مین مرگیا تہا اور جب اوسکا جانشین جیراڈن بہی ١٦٨٦ء مین فوت ہوگیا تو اوسکی جگہہ شاٹونو مقرر کیا گیا۔ جسے اپنی گورنمنٹ کی طرف سے یہ ہدایتین ملی تہین کہ وہ بابعالی کو آسٹریا کے ساتہہ لڑائی جاری رکہنے اور پولنڈ سے صلح کرلینے کی تاکید کرتا رہے۔ شاہ فرانس کے کہنے سننے سے اسمین کلام نہین کہ شاہ پولنڈ نے پہلا زور شور اور مستعدی چہوڑدی تہی۔ مگر لوئی کی زبانی و اخلاقی امداد آسٹریون کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے کافی نہ تہی۔ لورین کو روکنے کے لئے عثمانیون کو عملی اور حقیقی امداد کی ضرورت تہی۔ لوئی کو خود بہی آسٹریا کی جدید طاقت سے اندیشہ اور اوسکو آسٹریا سے لڑائی کرنا اٹل ہوگیا تہا۔ لیکن اوسنے مناسب موقعہ کو نہ پہچانا۔ اور قیصر آسٹریا کو ترکون کے کامل طور پر مغلوب کرنیکا وقفہ دیدیا۔ اگر وہ اس وقت جیسا کہ اوسنے بعد مین کیا تہا۔ رائن کیطرف پیش قدمی کردیتا تو آسٹریا کو اپنی فوج کا ایک حصہ مجبورًا ادہر اوسکے مقابلہ پر روانہ کرنا پڑتا۔ جس سے لازمی طور پر ترکون کے مقابلہ مین اوسکی فوج کم رہجاتی۔ اور ترک مغلوب ہونے سے بچ جاتے ہونگی

[1] اکثر مورخین نے ١٢ اگست لکہا ہے۔ ١٢ مؤلف۔

بجائے فاتح ہوجاتے۔ افسوس اوسنے ایسا نہ کیا اور سلطان کو تن تنہا مقابلہ پر رہنے سے شکستون کے سوا اور کچھہ نصیب نہ ہوا۔ اور ان شکستون نے قحط کے ساتھہ ملکر جو اوسوقت مہیب صورت مین تمام قلمرو مین پھیلا ہوا تھا بغاوت و سرکشی کے مادہ کو پھر تازہ کر دیا۔ ترکی کو کوبرلی وزرا کے حسن انتظام سے کچھہ عرصہ کے لئے جو ہوش آگئی تھی اور وہ نکبت افلاس سے بہت کچھہ سنبھل گئی تھی۔ ان متواتر شکستون نے جن کے ساتھہ ہی فوج کی خودسری پھر شروع ہوگئی۔ کل کی کرائی پر پانی پھیر دیا۔

مہاکس کی شکست کے بعد سپاہیون اور ینگچریون نے سلیمان پاشا کے برخلاف شورش برپا کر دی اوسنے اونکو زر و دولت اور تحائف سے خوش کرنیکی کوشش کی۔ مگر اوسکی اس کمزوری سے باغیون کو اور جرات ہوگئی۔ اونکی اذیت سے محفوظ رہنے کے لئے وہ چوری بھاگ کر مقام پیٹرواردن اور وہان سے بلگریڈ کے رستہ قسطنطنیہ چلا آیا۔ اوسکی فراری کے بعد سپاہ نے خود ایک پاشا کو وزیر اعظم بنا کر سلیمان کے برخلاف سلطان کے پاس باضابطہ عرضی ارسال کی۔ محمد نے اونکی شورہ پشتی سے ڈر کر اونکے مطالبات کو قبول کر لیا۔ اور سلیمان کا سر اونکے پاس بھجوا دیا مگر سرکشی کا جن ایکدفعہ جب فوج کے سر پر سوار ہوگیا تو وہ آسانی سے کب دور ہوسکتا تھا۔ اب فوج نے سلطان کو متہم کرنا شروع کیا کہ وہ دن رات شکار مین غرق رہتا ہے اور سلطنت کے معاملات سے کوئی سروکار نہین رکہتا۔ وہ حکومت کے قابل نہین ہے۔ چنانچہ وہ سرحد کو بالکل خالی چھوڑ کر سلطان کو تخت سے اُتارنیکے ارادہ سے قسطنطنیہ کیطرف روانہ ہوگئی۔ اور احمد کوبرلی کے چھوٹے بھائی مصطفے کوبرلی نے جو اوسوقت قائم مقام (نائب وزیر اعظم) تھا سلطنت اور دارالخلافہ کو ان جنون کی دست برد سے محفوظ رکھنے کے لئے سلطان کو اطلاع دی کہ قوم اور فوج آپ کی معزولی کی خواہان ہین۔ مناسب ہے کہ آپ اونکے مطالبہ کو منظور کر لین۔ سلطان نے یہہ سُنکر باواز بلند کہا کہ تقدیر کا حکم کبھی ٹل نہین سکتا اور ۳۸ برس کی حکومت کے بعد ۴۶ برس کی عمر مین تخت کو بلا حجت چھوڑ دیا۔ فوج نے اوسکی جان سے کوئی تعرض نہ کیا۔ اوسے باسائش باقی عمر محلسرا مین بسر کرنے کی اجازت دیگئی۔ جہان وہ پانچ برس کے بعد فوت ہوگیا۔ اور اوسکو عزل پر اوسکا بھائی سلیمان ثانی ۸ نومبر ۱۶۸۷ء کو تخت قیصری پر بٹھلایا گیا۔ +

محمد چہارم کا کیرکٹر اور علم دوستی

محمد چہارم کی خوش قسمتی تھی کہ اوسے اپنے عہد کے حصہ کثیر مین قابل وزرا ملتے رہے۔ مگر جیسا کہ کمبخت و نالایق قرہ مصطفے کی تقرری سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ اوسے خود دوسرون کی قابلیت وجوہر کے شناخت کرنیکی قابلیت نہ تھی۔ بلکہ جو مقرر ہوتا تھا بیگمات حرم کے رسوخ سے۔ یا سلطان کی ذاتی مہربانی سے چنانچہ کوبرلیون کا انتخاب بھی اسی ذریعہ سے ہوا۔ ایک مورخ

کا یہ قول بالکل درست ہے کہ محمد چہارم بادشاہ تو تہا۔ مگر حاکم نہین تہا۔ اوسے صید و شکار کے سوا اور کوئی کام نہ تہا
حتی کہ خود دار الخلافہ مین اوسکی رہایش بہت کم رہتی تہی۔ کبہی اوسکا ڈیرہ کوہ المپس کے دامن مین بمقام بروصہ یا
اوسکے مغربی میدان ٹرائی مین ہوتا۔ کبہی ایڈریانوپل کے قریب کوہ بلقان کے دامن مین بمقام جامبولی جو ایڈریانوپل
سے پچاس میل بجانب شمال ہے۔ اور کبہی تہیسلی کے صوبہ مین لاریسا اور ٹرنوواس کے میدانون مین۔ مگر
جامبولی اور لاریسا کے پرفضا میدان اور فرحت بخش سبزی سے اوسے خاص انس ہو گیا تہا۔ اور وہان سال کا
زیادہ حصہ جنگل مین منگل بنا رہتا تہا۔ فوجین سرحد پر مصروف کارزار ہین اور بادشاہ سلامت سیر و شکار مین مشغول
ہین اور کل عملہ فعلہ اور سفراء و امراء تہیسلی کے جنگلون اور بلقان کے کوہسار کو ظل اللہ کی سلامی کے لیے دوڑے جا
رہے ہین۔ جب وہ دار الخلافہ سے بروصہ۔ جامبولی یا لاریسا پہونچتا یا وہان سے روانہ ہوتا تو پندرہ متصلہ اضلاع
کے باشندون کا فرض ہوتا تہا کہ حاضر ہو کر اوسے شکار کہلائین۔ انکے علاوہ لاکہون تماش بینون اور اہل الغرض
کے اجتماع سے بادشاہی قیام کے دوران مین وہان ایک عظیم الشان شہر خیام و خرگاہ کا موجود ہو جاتا تہا
بادشاہ کا یہہ شوق اور وارفتگی دیکہکر عوام الناس کو اعتقاد ہو گیا تہا کہ وہ پہٹکار مین آیا ہوا ہے۔ اوسکی تخت
نشینی پر جب اوسکے باپ ابراہیم کو قتل کیا گیا تہا تو اوسنے بد دعا دی تہی کہ اس ناخلف کی عمر جنگلی جانورون کی
طرح کوہ و دشت مین آوارہ پہرتے رہنے مین کٹے گی۔ محمد طبعًا ظالم نہ تہا۔ مگر جب اوسکی اپنی اولاد پیدا ہو گئی۔
تو اوسنے اپنی بادشاہی کے قیام کے لئے دونون بہائیون[1] کو مروا دینے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اور اگر سلطان والدہ
اور وزراء نہ روک دیتے تو ضرور اپنے ارادہ کو فورًا پورا کر دیتا۔ تاہم اوسکے دل سے یہ خیال دور نہ ہوا جبپر سلطانہ
ترخانہ نے اپنے دونون چہوٹے فرزندون کو مزید احتیاط و حفاظت کے لئے محل کے اندرونی حصہ مین رکہنا شروع
کر دیا۔ جہان سلطانہ کے کمرون مین سے گذر کر پہونچا جا سکتا تہا۔ اس احتیاط کے باوجود وہ ایک رات
خنجر ہاتہہ مین لے کر اون کمرون کیطرف چلدیا۔ سلطانہ کے کمرہ مین جو اوس وقت سو رہی تہی دو غلام موجود تہے
وہ بادشاہ کو اوس کمرہ مین سے دبے پاؤن شاہزادون کیطرف جاتا دیکہکر بولنے کی تو جرات نہ کر سکے۔ مگر ایک
نے حوصلہ کر کے سلطانہ کو ہلا کر جگا دیا۔ وہ نیند سے فورًا چونک اٹہی اور پلنگ سے کود کر بادشاہ کو لپٹ گئی۔ اور کہا
کہ پہلے میرا سر کاٹ لو۔ پہر بہائیون کو قتل کرنیکے لئے بڑہو۔ محمد نے ابتک والدہ کے سامنے گستاخی نہین کی تہی

---

[1] ابراہیم کے محمد کے علاوہ حسب ذیل چہ بیٹے تہے سلیم عثمان۔ احمد سلیمان۔ مراد جہانگیر۔ ارخان و بایزید۔ ان مین سے چار صغر سنی مین فوت ہو گئے
محمد کی تخت نشینی پر سلیمان و احمد صرف دو زندہ تہے جو محمد کے بعد بہ نوبت فرمانروا ہوئے۔

اس موقعہ پر بھی وہ عدول حکمی کر سکا۔ اور اپنے گھر ون کو واپس لوٹ گیا۔ اوس دن سے بعد اوسے پھر برادر کشی کی ہمت نہ پڑی۔ گر دونون غلامون کو جو حاجب ہوئے تھے صبح ہوتے ہی قتل کر دیا۔ وہ کینہ ور تو تھا۔ مگر ... خود غرض ... اوسکا دل تو ہمیشہ قتل برادران پر تلا رہا لیکن کر گذرنے کا حوصلہ نہ پڑا۔

اسی سلطان کے عہد مین سلطنت کا ایک قدیم دستور منسوخ ہوا جسکا باعث کسی قدر کمزوری اور کسی قدر رحم دلی تھی۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ سلطان ارخان نے ینگچری فوج کو قائم کرتے وقت ہر سال عیسائی بچون کا پانچوان حصہ فوجی ... کے لئے ... مقرر کیا تھا جو صدیون تک برابر قائم رہا۔ اس قاعدہ کی تعمیل مین مراد چہارم کے بعد انتظام کی خرابی اور اندرونی اختلال کی وجہ سے تبدیلیان واقع ہونے لگ گیا حتی کہ احمد کوپرلی کے وزارت کے آخری برس یعنی سنہ ۱۶۳۸ء مین تین ہزار عیسائی بچون کی جو فوج مین بھرتی ہوئی وہ آخری تھی۔ اس قاعدہ کا صحیح منشاء اور حکم یہ تھا کہ ینگچری فوج مین عیسائی بچون کے سوا اور کوئی بھرتی نہ کیا جائے۔ مگر جب اس فوج کو رفتہ رفتہ بیشمار ملکی و فوجی مراعات اور حقوق ملگئے تو وہ لوگ بھی جو قوم سے ترک اور ... جدید مسلمان چلے آتے تھے فوج مذکور مین بھرتی کئے جانیکے درپے ہوگئے۔ چنانچہ اس قاعدہ مین جو پہلی نرمی کیگئی وہ یہ تھی کہ ینگچریون کی اولاد کو بھی بھرتی ہونے کی اجازت دیدیگئی۔ پھر کیا تھا۔ دوسرے مسلمانون کے لئے بھی راستہ صاف ہوگیا۔ اور وہ بہ تعداد کثیر داخل ہونے شروع ہوگئے۔ اور جب خالی شدہ جگہین اس طرح پر ہونے لگ گئین تو عیسائی بچون کیطرف سے لازمی طور پر لاپروائی ظہور مین آئی تھی کہان ہر سال معینہ عمر کے عیسائی بچون کا پانچوان حصہ لیا جاتا تھا پھر گورنمنٹ گاہ گاہ اپنا حق لینے پر کفایت کرنے لگ گئی۔ اور وہ بھی صرف اس غرض سے ان لڑکون کو محلسرا شاہی کے خدمتگزار اور محافظ غلامون کے زمرہ مین جنکی تعداد ہزارون مین تھی داخل کیا جائے۔ اور جب کبھی مزید فوج کے لئے اتفاقیہ ضرورت آپڑتی تو انہی غلامون مین سے حسب ضرورت فوج مین بھیجدیئے جاتے۔ اور آخر سنہ ۱۶۷۵ء کی بھرتی آخری ہوگئی۔ اس دست برداری سے سلطنت کو دوہرا ضعف پہونچا۔ ایک تو مسلمان آبادی پر حفاظت ملک کا سارا بوجھ آپڑگیا جس سے اوسکی تعداد مین مسلسل کمی ہونے لگ گئی اور دوسری طرف عیسائی رعایا کی آبادی اور طاقت مین اوسی نسبت سے اضافہ ہونا شروع ہوگیا جسکا نتیجہ آخر یہ ہوا کہ اس احسان فراموش قوم نے سلطنت کے مقابلہ پر کمر ہمت کر لی۔ اور بتدریج مختلف صوبون کو ترکون کی محکومی سے آزاد کرانا شروع کر دیا جو سلسلہ سنہ ۱۸۰۴ء تک بلکہ تا این دم برابر جاری ہے۔

محمد کو شوق شکار نے گو امور سلطنت کیطرف سے غافل کردیا تھا۔ مگر وہ عثمانیہ خاندان کے موروثی خاصہ علم دوستی پر غالب نہ آسکا۔ وہ علما و فضلا کا بڑا قدر دان تھا۔ اور کل مورخین کی بالعموم اور اونکی بالخصوص جو اوسکے زمانہ کی تاریخ لکھ رہے ہون بہت پرورش کرتا تھا۔ وہ ایسے وقایع نگارون کو اپنے دربار مین دیکھکر بہت خوش ہوتا تھا اور بسا اوقات اپنی قلم سے اونکی تصانیف کی اصلاح کرتا تھا۔ مگر ہر دوستی کے ساتھہ ہی ایک یہ شرط بھی لگی ہوئی تھی کہ سلطان اپنے ہر ایک شکار کی مفصل کیفیت قلم بند کیے جانے پر مصر رہتا تھا۔ ترکی مورخ عبدی پر اوسکی خاص نظر عنایت تھی جسکو وہ ہر وقت اپنے ساتھہ رکھتا تھا۔ سلطان کے عہد کے کل واقعات کو احاطہ تحریر مین لانا اسکا خاص فرض تھا۔ ایک دفعہ شام کو سلطان نے اوس سے پوچھا "آج تو نے کیا لکھا ہے؟" اوسنے جواب دیا "آج کوئی واقعہ لکھنے کے قابل نہین گذرا" اسپر سلطان نے بے تحاشا ایک مصاحب پر جو اپنے دہیان مین تھا برچھی پھینک کر اُسے سخت زخمی کردیا۔ اور کہا۔ "لے اب تو تجھے لکھنے کے لئے کچھہ مصالح ملگیا"

سلطان ابراہیم اور محمد چہارم کے زمانہ مین نابی مشہور شاعر گذرا ہے جسنے اپنے ہمعصر ایرانی شاعر صائب کی فلسفیانہ طرز غزل نویسی کی ترکی مین نہایت عمدہ نقل اُتاری۔ اوسکے شاگردون مین احمد پاشا اور رسالی نہایت قابل شاعر گذرے ہین۔

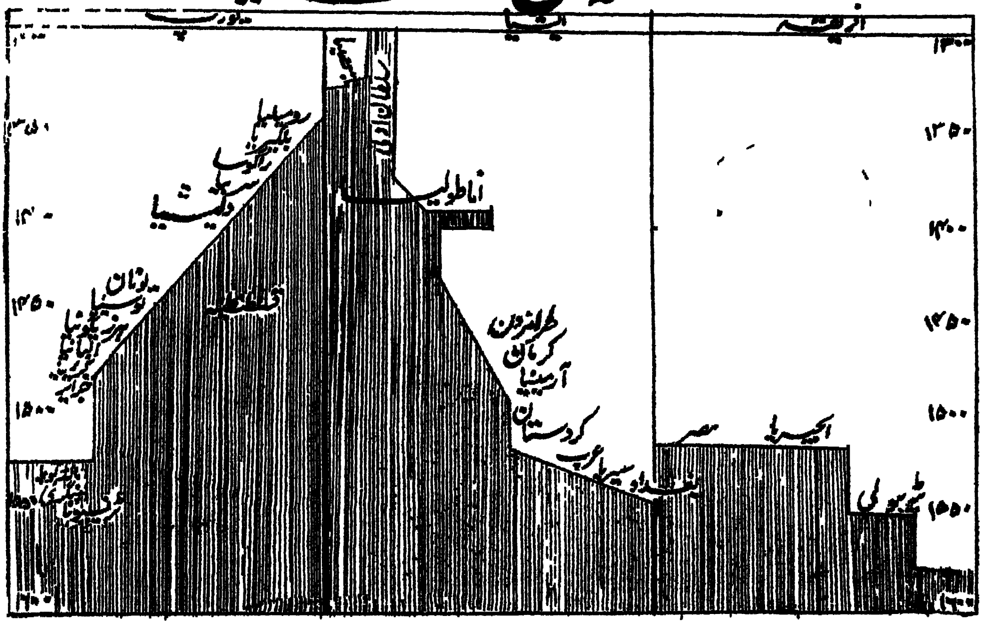
چارلس ثانی شاہ انگلستان نے سلطان محمد کے دربار مین ارل آف ونچل سی کو سفیر مقرر کیا تھا۔ اس امیر کا سکرٹری سر پال ریکاٹ جو بعد مین سر ہوگیا نہایت لایق آدمی تھا اوسنے سلطنت عثمانیہ کی اقامت سے فایدہ اٹھاکر "سلطنت عثمانیہ کی موجودہ حالت کی تاریخ" کے نام سے ایک نہایت قابل قدر کتاب تالیف کی جسکے تین ایڈیشن چند برسون مین فروخت ہوکر چھپ کے تھے سنہ ۱۶۷۰ع مین لکھا گیا۔ اوسکا بیان ہے کہ ترک پولنڈ کے اصل خیرخواہ ہین۔ اور روس سے اونکو اسی وقت ہی مین اندیشہ پیدا ہوگیا تھا وہ اسلام کی بے تعصبی کو تسلیم کرکے آخر مین ترکون پر متعصب ہونیکا الزام لگاتا ہے مگر اوسکی تردید خود کئی عیسائی مورخون نے کردی ہے اور میں بھی رسالہ مفروضہ مظالم آرمینیا مین اسپر کافی بحث کرچکا ہون۔ اور حسب ضرورت اس کتاب کی دوسری جلد مین مناسب موقعون پر اسکی توضیح کروںگا۔ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ۝

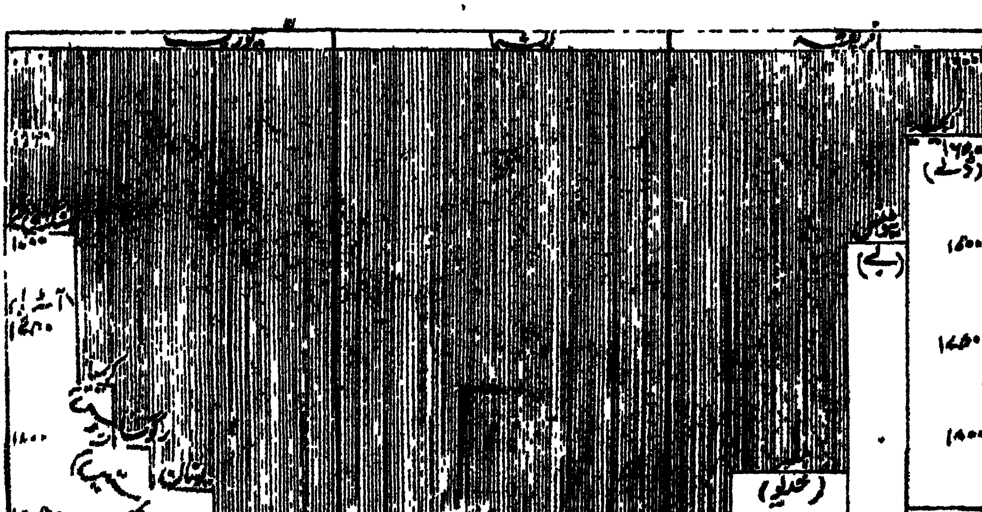
جلد اول تاریخ عثمانیہ ختم شد

سلطنت عثمانیہ کا عروج و انحطاط دکھانے کیلئے یہ نقشہ مسٹر لین پول کی کتاب ٹرکی سے لیا گیا ہے۔ عمودی طور پر اسمیں فی انچ ایک صدی کے حساب سے زمانہ کی مقدار دکھائی گئی ہے اور شرقاً غرباً اسے تین بڑے حصوں میں تقسیم کرکے اُن میں ایشیا یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے عثمانی صوبجات جس ترتیب سے وہ ملحق ہوئے اور پھر نکل گئے دکھلائے گئے ہیں۔ خط دار حصہ سے وہ علاقے مراد ہیں جو ترکوں کے براہ راست اقتدار میں یا اُنکے ماتحت (جیسا کہ اب سے پہلے شاہان سرویا تھے) رہے یا ہیں۔ اس نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ پہلے ایشیا میں عثمانیہ طاقت کی ابتدا بہت چھوٹے سے پیمانہ پر قائم ہوئی۔ جو چودہویں صدی کے پہلے نصف میں صوبہ بتھنیا میں۔ اسی صدی کے دوسرے نصف میں رومیلیا اور بلغاریہ سے گذر کر والیشیا اور سرویا تک یورپ میں۔ اور صدی مذکورہ کے اخیر پر یکبارگی کل اناطولیا میں پھیلگئی اور پھر ویسے ہی اچانک تیمور کے ہاتھوں سے تقریباً بلیا میٹ ہوگئی۔ بعد ازاں۔ وہ یورپ میں یونان۔ قسطنطنیہ۔ البانیا۔ مالڈیویا۔ ہنگری وغیرہ کے الحاق سے۔ اور ایشیا و افریقہ میں صوبجات قرمان۔ آرمینیا۔ عرب۔ شام۔ مصر۔ الجزائر۔ طرابلس و ٹیونس کی فتوحات سے بتدریج بڑھتی گئی حتی کہ سولہویں صدی کے آخری ربع میں اُسکے مقبوضات کی وسعت عین کمال کو پہونچگئی۔ اسکے بعد انحطاط کا دورہ شروع ہوا۔ یہ نقشہ کی دوسری جزو میں دکھایا گیا ہے۔ اولاً سترھویں صدی کے پہلے نصف کے گذرنے سے پہلے الجزائر نیم آزاد ہوا۔ اور پھر ٹیونس کی باری آئی۔ سنہ ۱۶۹۹ء سے پہلے ہنگری نکلگئی۔ اس سے پیچھے روس نے کریمیا کو باب عالی سے غصب کیا۔ محمد علی اسطرح مصر میں بالکل آزاد ہوگیا۔ جزیرہ نما بلقان میں یونان۔ بوسینیا۔ سرویا۔ اور رومانیا وغیرہ ریاستوں نے علم بغاوت بلند کرکے آزادی حاصل کرلی۔ فرانس نے الجزائر اور ٹیونس کو ہضم کرلیا۔ اور ۱۸۷۷-۷۸ء کے محاربہ روس و روم کے بعد اناطولیا میں بھی روس کی دستبرد کا آغاز ہوگیا۔ اس جزو میں خطوط وحدانی دیکر بتادیا گیا ہے کہ یہ صوبہ عثمانیہ قبضہ سے نکلکر خود مختار ریاست ہوگیا ہے۔ اور یہ فلاں سلطنت کی قبضہ میں چلا گیا ہے۔ الجیریا اور ٹیونس جب نیم مختار رہے کے اُسوقت خط وحدانی میں ڈے اور بے جو وہاں کے نیم آزاد فرمانرواؤں کے لقب تھے لکھدیئے گئے ہیں اور جب فرانس کے قبضہ میں چلے گئے تو اُسوقت خط وحدانی میں فرانس لکھدیا گیا ہے۔

(مولف)

نقشہ عروج سلطنت عثمانیہ





نقشہ انحطاط سلطنت عثمانیہ

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	کی نسبت	کا نسب
۵	۲۱	پولنڈ	پولنڈ
۶	۴	بہ تنگ	تنگ
۷	۲۲	اس	اسی
۸	۱۹	ونڈن	ونڈال
۹	۱۴	سنہ ۵۱۰ء و ۵۲۷ء	سنہ ۵۲۷ء و سنہ ۶۹۰ء
۹	۱۹	ابو آبائی	ابو الآباء
۱۰	۱۷	تباہ صرہ	وہ قیاصرہ
۱۱	۹	کردیا۔	کردیا"
۱۷	۲۳	جان ستاں	جان ستان لڑائی
۱۹	۱۷	ابالیا	اباسیا
۲۱	۲۳	دوغلی	اوغلی
۲۴	۱۱	سلطان	سکندر بیگ سلطان
۲۴	۱۴	ولی	والی
۳۳	۱۴	اورنتہ	اورنہ
؍؍	؍؍	نیچے	پیچھے
۳۴	۲۱	ایلچی	ایلچی کو
۳۵	۳	نے	نے از سر نو
؍؍	۲۲	مین	ہین
۳۶	۴	وہ	وہ پہلے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۷	۲	سنہ ۱۸۹۵ء	سنہ ۱۳۹۵ء
۳۸	۱۰	پہاڑ کا	پہاڑ کے
؍؍	۲۲	جاتا	جانا
۳۹	۱	ڈاروڈنیلر	ڈارڈنیلز
؍؍	۳	کیفیت	کیف
۳۹	۱۶	وقت س	وقت امن
؍؍	۱۸	فیصلہ	فاصلہ
۴۰	۹	کے تہو	تا تہون
۴۱	۱۷	مرتے	مارتے
۴۲	۸	ہے۔ جس	تہا۔ اس
؍؍	۱۴	اونکو	اوسکے
۴۳	۹	تہا	تاہم
؍؍	۱۲	حام	عام
؍؍	۱۵	شکر	سنکر
۴۹	۲۱	ہوا	ہو
۵۱	۸	دلاغ	دماغ
؍؍	۱۳	ہوتی	ہوتی
؍؍	۲۳	پرچڑہائی ہی	پر بہی چڑہائی
۵۲	۴	پوپ	یورپ
۱۸۲	۱۴	روائیت گو	روایت بظاہر گو

تمام شد